فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد

الحمد للہ والمنۃ کہ فتاوی مستند مذہب امام اعظم مستند علمائے عرب و عجم مفید خاص و عام روزگار

زبدۃ الاوطار

خلاصہ

غایۃ الاوطار

مولفہ مولوی احمد حسن صاحب بی اے وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد

در مطبع مفید دکن واقع حیدرآباد دکن طبع گردید

فہرست ابواب و مضامین کتاب زبدۃ الاوطار خلاصہ غایۃ الاوطار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	کتاب النکاح	۲۵	حرمت ملکیت
″	تعریف نکاح	۲۶	حرمت نکاح مشرکہ
″	صفت نکاح	″	جواز نکاح کتابیہ
″	انعقاد نکاح	۲۷	ناجوازی نکاح باہل کتاب
۳	عدم انعقاد نکاح	۲۸	حرمت مطلقہ ثلثہ
۵	شرائط ایجاب و قبول	″	حرمت معتدہ غیر
[illegible]	شہادت نکاح	″	نکاح باطل
[illegible]	صحت نکاح ذمیہ	۳۳	تعلیق النکاح بالشرط
″	امر در باب نکاح	″	فرق معلق علی الشرط و مشروط بشرط فا
۱۳	توکیل نکاح	۳۵	**باب الولی**
″	محرمات نسبیہ	۳۶	ثبوت ولایت
۱۵	حرمت صہر	″	اقسام ولایت نکاح
۱۸	شرائط حرمت مصاہرہ	۳۹	استیذان نکاح
۲۲	حرمت رضاعت	۴۳	سکوت بمنزلہ نطق
″	حرمت اجتماع محارم	۴۶	فرق باکرہ بالغہ و ثیبہ بالغہ
۲۳	اجتماع جائز	۴۷	شہادت بلوغ
۲۴	نکاح کتابیہ محارمیہ	۵۱	اقسام جدائی
″	نکاح بمحارم [illegible]	″	جدائی بمنزلہ فسخ

صفحہ	مضمون
۵۴	جدائی بسند لہ طلاق
۵۶	اختیار وصی کا نکاح میں
۵۶	اختیار ولی کا نکاح میں
۵۶	نکاح ولی بعید بغیبت ولی قریب
۵۹	**باب الکفاءۃ**
۶۰	اعتبار کفاءت
۶۳	وکالت نکاح
۶۸	باب المہر
۶۸	اسماء مہر
۶۸	اقل مہر
۷۵	خلوت صحیحہ
۸۶	مہر نکاح فاسد
۸۷	مہر مثل
۸۸	شہادت مہر مثل
۸۹	ضمانت ولی بابتہ مہر
۹۳	اختلاف مہر
۹۶	ہدیہ قبل نکاح
۹۸	جہیز
۱۰۰	مہر مستامن و ذمیہ
۱۰۰	مہر مخفی و علانیہ

صفحہ	مضمون
۱۰۰	مہر معجل
۱۰۰	ہبہ مہر
۱۰۴	**باب نکاح الکافر**
۱۰۴	قواعد فی نکاح الکافر
۱۰۵	اسلام احد الزوجین
۱۰۸	تفریق زوجین از تباین دارین
۱۰۹	فسخ نکاح از ارتداد زوجین
۱۱۱	صورت بقاء نکاح مرتدین
۱۱۳	**باب الرضاع**
۱۱۳	تعریف رضاع
۱۱۳	مدت رضاع
۱۱۴	حکم رضاع
۱۱۵	فرق احکام رضاعت ونسب
۱۲۳	اقرار رضاعت
۱۲۷	ضمان مہر
۱۲۸	**کتاب الطلاق**
۱۲۸	تعریف طلاق
۱۲۸	تخصیص الفاظ در طلاق
۱۲۹	طلاق واجب
۱۲۹	طلاق حرام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۰	اقسام طلاق	//	طلاق بالفاظ مصحفہ
//	اقسام الفاظ طلاق	۱۴۳	احکام طلاق
۱۳۱	الفاظ کنایہ	۱۵۹	قاعدہ فارق بین الطلاق والامر بالید
//	محل طلاق	۱۶۰	طلاق باشارہ انگشتان
//	اہل طلاق	۱۶۱	طلاق بائن
//	رکن طلاق	۱۶۲	الفاظ طلاق بائن
//	طلاق احسن	۱۶۷	اسم جنس افرادی
//	طلاق حسن	۱۷۰	باب طلاق غیر المدخول بہا
۱۳۲	طلاق بدعی	۱۷۴	تعلیق طلاق بہ لفظ قبل وبعد
۱۳۳	وجوب رجعت	۱۸۱	باب الکنایات
۱۳۴	طلاق مکرہ	//	تعریف کنایہ
//	طلاق ہازل ومست	۱۸۸	اقسام اعتدی مکرر سہ بار
۱۳۷	طلاق فضولی	۱۹۸	باب تفویض طلاق
//	طلاق مجنون	۲۱۰	باب الامر بالید
۱۳۸	طلاق صبی ومعتوہ	//	معنی امر بالید
//	طلاق مبرسم	۲۱۶	طلاق بہ مشیت زوجہ
۱۴۰	عدد طلاق	۲۱۷	توکیل طلاق
۱۴۱	باب طلاق صریح	۲۲۵	باب التعلیق
//	تعریف طلاق صریح	//	تعریف تعلیق
۱۴۲	شرط خطاب در طلاق	//	شرط صحت تعلیق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۳	الفاظ شرط	؍؍	شرط تحلیل
۲۳۴	تعلیق طلاق بولادت	۲۹۵	کثرت مدت عدت
۲۴۱	طلاق معلق بوصل	۲۹۸	باب الایلا
۲۴۶	استثنا عرفی	؍؍	معنی ایلا
؍؍	اقسام استثنا	۲۹۹	رکن ایلا
۲۵۳	استثنا وضعی	؍؍	شرط ایلا
۲۵۸	تعریف تعالیق	۳۰۰	حکم ایلا
۲۵۹	باب طلاق المریض	۳۰۱	کمتر مدت ایلا
؍؍	تعریف فار	؍؍	سبب ایلا
۲۷۵	باب الرجعۃ	؍؍	اقسام الفاظ ایلا
؍؍	تعریف رجعت	۳۱۴	باب الخلع
۲۷۶	الفاظ رجعت	؍؍	لغت خلع
۲۷۷	کنایات رجعت	۳۱۶	شرائط خلع
؍؍	رجعت فعلی	۳۱۹	مال حرام بعوض خلع
؍؍	صحت رجعت	؍؍	مال حلال بعوض خلع
۲۷۸	تعجیل مہر قبل طلاق رجعی	۳۲۰	خلع جبر
۲۸۰	دعوی رجعت	۳۲۱	خلع بعوض مال معین
؍؍	شہادت رجعت قولی	۳۲۲	خلع بعوض مہر
۲۸۳	انقطاع رجعت	۳۲۳	خلع بعوض غلام معین
۲۹۳	تحلیل	۳۲۴	خلع بشرط براءت نفقہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳۵	صلح بر نفقہ	۴۸۱	باب الرجوع فی الہبہ
۴۴۴	نفقہ غلام زوجہ	۴۸۰	مانع رجوع فی الہبہ
۴۴۵	ملاقات زوجہ بوالدین	۴۸۴	جو حقوق موت سے ساقط ہو جاتے ہین
۴۴۷	تقرر نفقہ زوجہ و اولاد و والدین	۴۸۵	ہبہ بالمعاوضہ
۴۴۹	نفقہ مطلقہ	۴۸۷	معاوضہ موہوب بعض موہوب
۴۵۴	نفقہ اصول	۵۰۰	تعریف تملیک
۴۵۹	نفقہ بر محارم نسبیہ	۵۰۵	کتاب الشفعہ
۴۶۰	نفقہ بحالت اختلاف دین	″	تعریف شفعہ
۴۶۶	نفقہ ممالیک	″	سبب شفعہ
۴۶۸	کتاب الہبہ	″	شرط شفعہ
″	تعریف ہبہ	۵۰۶	رکن شفعہ
″	صفت ہبہ	″	حکم شفعہ
″	سبب ہبہ	″	صفت شفعہ و ترتیب شفیعان
″	شرائط ہبہ	۵۱۱	باب طلب الشفعہ
۴۶۹	اثر ہبہ	″	وقت طلب شفعہ
″	صحت ہبہ	″	الفاظ طلب و طریق طلب
۴۷۱	نیز عقد بدون قبض کے حکم نہین ہے	۵۲۵	باب ما تثبت ہی فیہ اولا تثبت
۴۷۳	تکمیل ہبہ	″	مین اشیا مین شفعہ نہین ہے
۴۷۴	رجوع قرار ابتدا در ہبہ فاسد	۵۲۸	باب ما یبطل الشفعہ
″	مطبوع متصل مانع قبض کامل ہی	۵۳۴	حیلہائے سقوط شفعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۴	بیع تلجیہ	۵۹۵	اپنے غلام کو وصی کرنا
۵۴۱	کتاب الوصایا	۵۹۶	فعل دو وصیوں کا
//	تعریف وصیت	۵۹۷	وصی قاضی
۵۴۲	شرائط وصیت	۵۹۸	زرمنشرت
۵۴۴	رکن وصیت	۶۱۱	کتاب الفرائض
۵۴۵	مدت حمل انسان وحیوان	//	تعریف فرائض
۵۴۷	وصیت المسلم للکافر والذمی بعکسہ	//	تقسیم مال
//	وصیت بحق وارث	۶۱۸	موانع ارث
۵۵۰	معاودت عن الوصیۃ	۶۲۰	حصص ذوی الفروض بیان ذوی الفروض
۵۵۰	وصیت لفقراء البلدۃ المعین	۶۲۳	تعریف عصبہ
۵۶۰	باب وصیت ثلث المال	//	اقسام عصبہ
۵۶۳	مسئلہ سعایت	۶۲۴	باب المخارج
۵۷۵	باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم	//	تعریف مخرج
//	تعریف ہمسایہ	//	تعریف کسر
۵۸۴	باب الوصیۃ بالخدمۃ والسکنی والثمرہ	۶۳۶	عول
		۶۳۷	تعریف تماثل
۵۹۰	وصایائے ذمی ومستامن	//	تعریف تداخل
۵۹۳	باب الوصی	۶۳۸	تعریف توافق
//	تعریف وصی	//	تعریف تباین
۵۹۴	شرائط وصایت	۶۳۹	تصحیح مسائل

صفحہ	مضمون
۶۵۲	رد
۶۵۳	**باب توریث ذوی الارحام**
״	تعریف ذو رحم
״	اقسام ذوی الارحام
۶۶۹	طریقہ تقسیم ترکہ پر ورثا و وایان
۶۷۴	میراث خنثیٰ
۶۷۵	تعریف خنثیٰ
۶۸۰	میراث مفقود
۶۸۱	میراث مرتد
۶۸۲	میراث اسیر
״	**کتاب الجنایات**
״	تعریف جنایت
״	تعریف قتل
۶۸۳	اقسام قتل
۶۸۳	تعریف قتل عمد
۶۸۴	تعریف قتل شبہ عمد
۶۸۵	تعریف قتل خطا
۶۸۶	تعریف قتل جاری مجرای خطا
״	تعریف قتل بالسبب
۶۸۷	تعریف قود و قصاص
״	قصاص پر قاتل دیوانہ
۶۸۹	سقوط قصاص
״	قتل عبد مشترک
۶۹۰	قتل غلام مرہون
״	قتل غلام اجارہ
۶۹۴	عفو قصاص
״	اقرار مقتول
۶۹۵	زہر خورانی
۶۹۶	گلا دبا کر مارنا
۷۰۰	مستثنیات عامہ
״	حفاظت خود اختیاری
۷۰۴	تعلیمین یعنی قطع و قتل
۷۰۸	قاعدہ ضمان و عدم ضمان
״	**باب الشہادۃ فی القتل**
۷۱۲	**کتاب الحجر**
״	تعریف حجر
״	سبب حجر
	تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ الواہب ذوالجلال والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ وصحبہ ذوالجمال و الکمال۔ احقر الزمن احمد حسن بن مولوی حافظ محمد حسن بہلی وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن عرض کرتا ہے کہ ۱۳۰۶ہجری مین بعہد سلطنت دارا شوکت ارسطو فطنت حامی دین متین ناصر اہل یقین حضرت میر محبوب علی خان بہادر رستم دوران فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ گرینڈ کمانڈر سٹار آف انڈیا خلد اللہ ملکہ ودولتہ بمعیت عم مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن مین قیام پذیر ہوا یمان بوجہ حکومت اسلامی کے بنظر رفاہ عام ایک کتاب معاملات شرع متعلقہ یہ کارروائی عدالت کی تالیف کی خواہش ہوئی اور بعد غور وتامل کے غایۃ الاوطار کیطرف توجہ کی۔ غایۃ الاوطار در المختار شرح تنویر الابصار کا ترجمہ ہے جس کے مصنف شیخ الاسلام عبد اللہ تمرتاشی رح اور شارح محمد علاء الدین حصکفی اور مترجم مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوری و مولوی محمد احسن صاحب

نانوتوی ہین۔ یہہ کتاب فقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مین لاجواب اور مستند اور واجب التعظیم اور مقبول علماء روزگار ہے مترجمان ذی شان نے مسائل کثیرہ مثل حواشی علامہ حلبی وطحطاوی وشیخ رحمتی ومحمد عابد سندی وابن عابد شامی وغیرہم کے غایۃ الاوطار مین شامل کیے ہین اسوجہ سے یہہ کتاب اور زیادہ عمدہ اور کامل ہوگئی مین نے اس کتاب مین سے آٹھہ کتابین یعنی وہ مضامین جو امتحان وکالت اور معاملات عدالت کے واسطے کارآمد اور ضروری ہین بعبارت مختصر وعام فہم اس کتاب مین جمع اور بترتیب ابواب وبحوالہ حاشیہ کے درج کیے اس نظر سے کہ نہایت آسانی سے اور تھوڑے وقت کے صرف کرنے مین مسائل سے بخوبی آگاہی ہوجاے اور طوالت عبارت اور اوراق بحثون کی وجہ سے جتنے حکم مسئلہ جاننے والیکو جیدان سروکار نہین ہے مطالب سمجھنے مین جو دقت پڑتی تھی اور وقت صرف ہوتا تھا وہ نہو اور جو لوگ بوجہ سنگینی قیمت غایۃ الاوطار کے استفادہ سے معذور تھے مستفید ہوان اور چونکہ یہہ میری کتاب کل مسائل مندرجہ کا خلاصہ اور انتخاب ہے لہذا اسکا نام زبدۃ الاوطار رکھا گیا ہے

یہہ ظاہر ہے کہ انسان کا کوئی کام سہو وخطا سے خالی نہین ہے اور نہ مین علم وفضل کا مدعی ہون لہذا اہل علم وفضل سے جو تالیفات کی مشکلات سے آگاہ ہین امید کرتا ہون کہ جہان مجھہ سے سہو ہوا ہو اسکو معاف فرمائین۔

احمد حسن برنی وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن
یکم جمادی الاول ۱۳۱۱ہجری روز جمعہ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و شفیع المذنبین سیدنا و مولانا محمد و علی آل محمد و اصحابہ اجمعین

کتاب النکاح

مسائل نکاح کے بیان مین

(۱) نکاح نزدیک فقہا کے عقد مخصوص کا نام ہے یعنی ایسی بندش ایجاب و قبول کی جو مفید ہو ملک تمتع کو (یعنی حلال ہو نفع لینا مرد کا اوس عورت سے کہ نہین روکتا اوسکے نکاح کو مانع شرعی جیسے ذی رحم محرم ہونا یا مشرک ہونا یا ناجنس ہونا) اور بالقصد تمتع کا فائدہ بخشے۔

(۲) نکاح نزدیک علماے اصول اور لغت عربی کے حقیقت ہے جماع مین اور مجاز ہے عقد مین۔

(۳) نکاح منعقد ہوتا ہے ایجاب اور قبول سے جو موضوع ہون فعل ماضی کے واسطے مثلاً کوئی کہے نکاح کیا مین نے اپنی ذات یا اپنی بیٹی یا اپنی موکلہ کا تجھ سے اس کلام کو ایجاب کہتے ہین اور مرد کہے یا عورت یعنی دوسرا کہے مین نے قبول کیا اپنی ذات کے واسطے یا اپنے بیٹے یا اپنے موکل کے واسطے اس دوسرے کلام کو قبول کہتے ہین خواہ مرد کہے خواہ عورت غرض ابتدا

ابتداے کلام کو خواہ کسیکی طرف سے ہو ایجاب کہتے ہین اور اوس کی منظوری کو قبول ۔

(۴) اور بھی منعقد ہوتا ہی نکاح اون دو لفظون سے کہ اون مین ایک تو موضوع ہو ماضی کیواسطے دوسرا استقبال یا حال کیواسطے تو استقبال سے مراد امر کا صیغہ ہی جیسے مرد کہے دلی سے یا عورت کہے وکیل سے میرا نکاح کردے یا خود عورت سے کہے کہ میرا نکاح اپنی ذات سے کردے یا یون کہے کہ تو میری جورو ہوجا سو البتہ صیغہ امر کا خود ایجاب نہین بلکہ ضمنًا دوسرے کو وکیل کرتا ہی اپنے نکاح کیواسطے پھر جب دوسرے نے کہا اوسی مجلس مین کہ مین نے نکاح کردیا یا قبول کیا یا مان لیا یعنی اوس عورت تو یہ قول قایم ہو گیا بجاے ایجاب وقبول عاقدین کے تو نکاح صحیح ہو گیا بعضون کے نزدیک یہ صیغہ امر کا خود ایجاب ہی کذا فی بحر الرائق

(۵) منعقد ہوتا ہی نکاح اسطرح جبپر بھی معنی حال کے کہ مین اب تیرے ساتھ نکاح کرنے والا ہون یا یون کہے کہ مین آیا تیرے پاس منگنی کرنے والا یا مرد کہے عورت کے باپ سے کہ کیا تو نے وہ عورت مجھکو دی بشرطیکہ مجلس نکاح کی ہو تو دلالت حال نافع ہوئی استفہامی معنی کو یا مساومت کو اور اگر مجلس وعدہ کرنے کی ہی تو اسی کلام سے وعدہ نکاح کا ہوگا اور نکاح منعقد نہوگا ۔

(۶) اگر مرد نے کہا عورت سے ای میری جورو اوس نے جواب دیا لبیک نکاح منعقد ہو گیا بنا بر مذہب مختار ۔

(۷) جب کہ ایجاب اور قبول لفظی شرط ہوا تو نکاح منعقد نہ ہوگا قبول فعلی سے جیسے مہر پر قبضہ کرنا بدون لفظ قبلت کے ۔

(۸) منعقد نہ ہوگا نکاح تعاطی سے مثلاً باپ نے اپنی بیٹی کسیکو دی اوسنے مہر اوسکو حوالہ کیا شاہدون کے روبرو بدون تلفظ کے۔

(۹) نہین منعقد ہوتا نکاح شخص حاضر کے لکھنے سے بلکہ غائب کے لکھنے سے نکاح منعقد ہوتا ہے بشرطیکہ شاہدون کو مضمون خط سے آگاہ کردیا ہو خواہ خط پڑھا خواہ زبانی جس حالت مین خط مین صیغہ امر کا نہو بلکہ لکھا ہو کہ مین نے نکاح کیا تجھسے ۔۔۔ اگر صیغہ امر کا ہو یعنی میرا نکاح اپنی ذات سے کردے تو اس صورت مین عورت دونون طرف کی متولی اور متصرف ہوگی فتح القدیر (تو اس صورت مین عورت کا یون کہنا کہ مین نے اپنا نکاح اوسکے ساتھ کردیا قایم مقام ایجاب و قبول کے ہوگا اوس وقت مین خط کا مضمون شاہدون کو سنانا ضرور نہ ہوگا فقط قبول سنانا کافی ہے۔

(۱۰) نہ منعقد ہوگا نکاح اقرار سے بنا بر مذہب مختار خلاصہ (یعنی مرد نے کہا یہہ میری جورو ہے) کیونکہ اقرار ثابت چیز کے اظہار کا نام ہے اقرار انشا تو نہین حال آنکہ نکاح مین انشا نہین۔

(۱۱) بعضون نے کہا کہ اگر اقرار نکاح کا شاہدون کے حضور مین ہوا تو نکاح صحیح ہوگا (اس صورت مین اقرار کو انشاء نکاح قرار دیا گویا اب نکاح ہوا۔

(۱۲) اگر زوج نے اقرار کیا شاہدون کے روبرو نکاح کا اور حال آنکہ نکاح بدون گواہون کے ہوا تھا تو اس مین اختلاف ہے اصح یہہ ہے کہ اگر زوج اور زوجہ نے مہر کا نام لیا تو نکاح جدید منعقد ہوا اور اگر عورت مرد نے بدون نکاح ہوے اقرار نکاح کا کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا مگر اوسوقت نکاح منعقد ہوگا جب شاہدون نے یون کہا کہ ہم نے اس اقرار کو نکاح بنایا پھر دونون نے قبول کیا۔ حاشیۃ المدنی پس اقرار کیا انشا کر ڈالا گیا۔ ذخیرہ یعنی اقرار جملہ خبریہ ہے اور نکاح جملہ انشائیہ

منعقد ہوتا ہے اس واسطے اوسکو انشا قرار دیا۔

(۱۳) نہین منعقد ہوتا نکاح اس کلام سے کہ مین نے تیرے نصف بدن سے نکاح کیا بنا بر احتیاط کے کذا فی غائیہ (کیونکہ حلت و حرمت جمع ہوئی ایکذات مین تو احتیاطاً حرمت کو غالب کیا۔ بلکہ ضروری صحت نکاح کیواسطے یہ ہے نسبت کیے نکاح کو عورت کے تمام بدن کی طرف یا اوس عضو کی طرف جو بجائے کل بدن کے بولا جاتا ہے جیسے پشت اور شکم کذا فی ذخیرہ۔

(۱۴) اور جب ملا یا ایجاب کو تسمیہ مہر کے ساتھ تو ہو گا مہر تمامی ایجاب سے تو اگر قبول کیا دوسرے نے تسمیہ مہر سے پہلے تو نکاح صحیح نہ ہو گا بواسطہ توقف ہونے اول کلام کے اپنے آخر پر مثلاً عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے نکاح کیا تیرے ساتھ ہزار درہم پر مرد نے قبول کیا مہر کے نام لینے سے پہلے تو نکاح صحیح نہ ہو گا۔

(۱۵) ایجاب و قبول ایک مجلس مین ہو اگر دونون حاضر ہون اگرچہ مجلس دراز ہو اگر عورت نے ایک مجلس مین ایجاب کیا اور مرد نے دوسری مجلس مین قبول کیا تو نکاح نہ ہو گا۔ اور اگر کوئی غائب ہے اور اوس نے خط لکھا تو اتحاد مجلس شرط نہین۔

(۱۶) اور یہی شرط ہے کہ ایجاب قبول کے مخالف نہو مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے نکاح کو قبول کیا نہ مہر کو یا کہا مین نے تیرے ساتھ ہزار درہم پر نکاح کیا اور عورت نے جواب دیا کہ مین نے نکاح قبول کیا نہ مہر تو نکاح خالی ہوا مہر مسمے سے۔ تو مہر مثل ہو گا حال آنکہ باہم دونون مین مغائرت ہے تو ایجاب مخالف ہوا قبول کے لہذا عقد صحیح نہ ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۷) صحیح ہے کم کرنا مہر کا عورت کی طرف سے مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے

ہزار درہم مہر پر تجھ سے نکاح کیا عورت نے کہا کہ مین نے پانچ سو درہم مہر پر نکاح قبول کیا۔ تو اوس مین مرد کو کمی مہر کا قبول کرنا شرط نہین (کیونکہ یہ اسقاط اور ابرا ہی)

(۱۸) اگر عورت نے کہا کہ مین نے ہزار درہم مہر پر نکاح کیا اور مرد نے کہا کہ مین نے دو ہزار درہم مہر کو قبول کیا تو صحیح ہی بشرطیکہ عورت نے دو ہزار کو قبول کر لیا ہو اوسی مجلس مین۔

(۱۹) اور یہی شرط ہی کہ نکاح مضاف نہو زمان مستقبل کیطرف مثلاً کوئی کہے کہ مین نے نکاح کیا تیرے ساتھہ کل کے دن یا کہا مین قبول کرونگا کل تو عقد صحیح نہ ہوگا۔

(۲۰) اور یہی شرط ہی کہ نکاح معلق نہو کسی شرط پر مثلاً کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھہ نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہوگا تو عقد صحیح نہ ہوگا

(۲۱) اور یہی شرط ہی منکوحہ نامعلوم نہو مثلاً کسی شخص کی دو بیٹیان ہین اور اوس نے ایک بیٹی کا نکاح بے نام لئے کر دیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا بسبب جہالت کے

(۲۲) گو شرط نہین ہی ایجاب وقبول کے معنی جان نے کی اوس عقد مین جسمین قصد کرنا اور نہ کرنا یکسان ہی اسواسطے کہ اوس عقد مین نیت کی حاجت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی (کیونکہ اگر کوئی ہزل سے نکاح کرے یا طلاق دے تو صحیح ہو گیا اگرچہ قصد اوس کا متعلق نہین ہی بخلاف بیع کے) کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۳) نکاح صحیح ہی تزویج اور نکاح کے لفظ سے کیونکہ یہ دونون لفظ اس کے واسطے موضوع ہین اور جو لفظ انکے سوا ہین وہ کنایہ ہی (یعنی غیر صریح) اور نکاح کا کنایہ وہ لفظ ہی جو موضوع ہو واسطے تملیک ذات کے بطور تملیک

کامل کے (مثلاً عورت کہے کہ مین نے اپنی ذات کو ہبہ کیا یا تجھکو مالک کیا یا
صدقہ دیا یا دیڈالا وغیرہ اور دوسرے نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا)

(۲۴) نکاح صحیح نہوگا شرکت کے لفظ سے (کیونکہ شرکت مین پوری تملیک نہین)

(۲۵) تملیک ذات کی بالفعل ہو جیسے ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور عطا
(تو اگر کسی نے کہا کہ مین نے وصیت کی اپنی لونڈی کی قربت کی ہزار درہم
کے بدلے اپنی موت کے بعد اور دوسرے شخص نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہوگا

(۲۶) نکاح صحیح ہی بلفظ بیع سلم اور استیجار کے سوا اگر عورت کو اجرت قرار دیگا
تو نکاح صحیح ہوگا مثلاً یون کہے کہ مین نے اپنا گھر ایک برس کو اجارہ دیا تیری
بیٹی کے بدلے۔ اور اگر یون کہے کہ مین نے اجارہ دیا اپنی بیٹی کو ہزار درہم
کے بدلے تو نکاح نہ ہوگا بوجہ عدم تملیک دایمی کے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۲۷) نکاح صحیح ہوتا ہی بلفظ قرض اور صلح اور صرف کے اور جو لفظ کہ ذات کی ملکیت
کا فائدہ بخشے بشرط نیت متکلم کے یا قرینہ مقام کے اور سمجھنے شہود کے مقصود کو
یعنی لفظ ہبہ وغیرہ مین نکاح جب منعقد ہوتا ہی جب کہ نکاح کی نیت ہو یا قرینہ
ہو اور گواہ بھی اس مطلب کو سمجھ گئے ہون (کیونکہ یہ الفاظ کنایہ ہین صریحاً نکاح
کیواسطے موضوع نہین ہین جو حاجت نیت کی نہ ہو۔

(۲۸) صحیح نہین نکاح بلفظ اجارہ و اعارہ و وصیت و رہن و ودیعت اور مانند
انکے جو ملک کی مفید نہین لیکن ایسی الفاظ سے شبہ نکاح کا ثابت ہوتا ہی اور حد
ٹلجاتی ہی اور اس صورت مین عورت کو مہر ملیگا جو کمتر ہو مہر مسمی و مہر مثل مین۔

(۲۹) نکاح منعقد نہین ہوتا اون الفاظ سے جنمین تصحیف یا تحریف ہو۔ (نقطون کی
غلطی مثلاً زوج بمعنی جفت کو روح بمعنی جان کہنا تصحیف ہی اور صورت کی غلطی
مثلاً سلیم بروزن کریم کو تسلیم بروزن جسیم بولنا تحریف ہی) اور [illegible]

اسواسطے نکاح منعقد نہین ہوتا کہ اوسکا صدور قصد صحیح سے نہین بلکہ تبدیل و تغییر ہی تو نہ حقیقت ٹھیرا نہ مجاز تو اونکا کچھ اعتبار نہین کذا فی تلویح اگر اتفاق کر لیوے کوئی قوم ایسے غلط الفاظ نویسی پر اور صدور اونکا بالقصد ہو تو ہوگا یہ اجتماعی تکلم وضع جدید تو اوس وقت مین غلط لفظ سے نکاح منعقد ہوگا اسی پر فتوی دیا شیخ الاسلام مفتی ابوسعید نے ـ

(۳۰) منعقد نہین ہوتا نکاح تعاطی سے (کیونکہ تعظیم اور تکریم فروج کی یعنی حلیت فروج اور اجناس کی طرح ذلیل نہین کہ ایجاب وقبول لفظی اوس مین شرط نہ ہو)ـ

(۳۱) صحت نکاح مین شرط ہی سننا ہر ایک کا عاقدین سے دوسرے کے لفظ کو واسطے ثبوت رضا سے طرفین کے ـ

(۳۲) اور شرط ہی صحت نکاح مین موجود ہونا دو شاہدونکا (کیونکہ ادنی درجہ اعلان کا دو شاہد ہین تو بدون شاہدون کے صحیح نہین ـ

(۳۳) ضروری امتیاز منکوحہ کی شاہدون کے واسطے تاکہ جہالت نرہے ـ

(۳۴) اگر منکوحہ مجلس عقد مین حاضر ہو تو اشارہ اوسکی طرف کفایت کرتا ہی اور چہرہ کھولکر دیکھنا زیادہ تر احتیاط ہی ـ

(۳۵) اگر جسم منکوحہ نظر نہ آوے اور وہ اندر مکان سے ایجاب وقبول کرے تو اگر وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہی اور اگر اوسکے ساتھہ اور بھی عورتین ہون تو درست نہین (کیونکہ جہالت مرتفع نہین ہوی ـ

(۳۶) اگر منکوحہ نے کسیکو اپنے نکاح کا وکیل کیا ہو تو وہان بھی تفصیل ضروری ہی اگر منکوحہ مجلس عقد سے غائب ہو اور وکیل نکاح باندھے تو اگر شاہد عورتکا

نکاح کا کنایہ

نام اور اوسکو پہچانتے ہون تو فقط اوسکا نام لینا کفایت کرتا ہی

اور اگر عورت کو نہ پہچانتے ہون تو اوسکا نام اور اوسکے باپ دادا کا نام لینا ضرور ہی کذا فی البحر

(۳۸) گواہ دو حر ہون یا ایک مرد حر اور دو عورتین حرہ ہون دونون عاقل بالغ ہون دونون ساتھ ہی سامع ہون عاقدین کے قول کو سنا بر مذہب اصح کے (تو اگر عاقدین نے ایجاب اور قبول ایک گواہ کو سنا یا پھر دوسری مجلس مین دوسرے گواہ کو سنا یا نکاح درست نہ ہوگا اور اسیطرح عصور نا مس اور اصمن سے نکاح صحیح نہین -

(۳۹) دونون گواہ سمجھتے ہون عاقدین کا کلام نکاح ہونا بر مذہب مختار کذا فی بحر الرائق (تو اگر ہندی گواہون کے روبرو عربی یا فارسی مین ایجاب اور قبول ہوا اور اون کو نکاح ہونے کا فہم نہ ہو تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر فہم ہوگیا تو گو الفاظ کے معنی نہ سمجھے تو نکاح صحیح ہوگا -

(۴۰) دونون گواہون کا مسلمان ہونا شرط ہی عورت مسلمان کے نکاح مین اگرچہ فاسق ہون (کیونکہ گواہی کافر کی مسلمان پر درست نہین -

(۴۱) اگر دونون گواہون پر تہمت زنا کی لگانے سے مار پڑی یا دونون اندھے ہون تو بھی گواہی درست ہی -

(۴۲) اگر گواہ دو بیٹے زوج اور زوجہ کے ہون جیسے عورت کا بیٹا دوسرے شوہر سے ہو اور مرد کا بیٹا دوسری عورت سے یا دو بیٹے زوج کے ہون دوسری عورت سے یا زوجہ کے ہون دوسرے خاوند سے یا انہین زوج اور زوجہ کے نکاح سابق کے دو بیٹے ہون تو اون کی گواہی درست ہی -

(۴۳) نکاح نہین ثابت ہوگا دونون بیٹون کی گواہی سے اگر بیٹے والا مدعی ہوگا یعنی فقط عورت کے دو بیٹے ہون یا فقط مرد کے دو بیٹے ہون تو اونکی بھی

گواہی سے نکاح صحیح ہو جائیگا لیکن اگر عورت کے دو بیٹون کی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور مرد نکاح کا منکر ہوا اور عورت نکاح کی مدعی ہوئی تو اوسکے بیٹون کی گواہی سے قاضی کے روبرو اوسکا دعوی ثابت نہ ہوگا اور جس صورت مین اگر مرد مدعی ہوگا تو عورت کے بیٹون کی گواہی سے اوسکا دعوی ثابت ہو جائیگا اور علی ہذا القیاس مرد کے دو بیٹے گواہ ہون اور عورت منکر نکاح ہوا اور مرد دعوی نکاح کا کرے تو مرد کے بیٹون کی گواہی سے قاضی کے روبرو اوسکا دعوی ثابت نہ ہوگا اور عورت کا دعوی ایسی صورت مین ثابت ہو جائیگا (کیونکہ فرع کی گواہی سے اصل کا نفع ثابت نہیں ہوتا البتہ ضرر ثابت ہوتا ہی)

(۴۴) صحیح ہی نکاح مسلمان مرد کا ذمی عورت سے دو ذمیون کے سامنے گو دونون ذمی عورت کے دین کے مخالف ہون یعنی اگر عورت نصرانیہ ہو تو گواہ یہودی ہون یا بالعکس اسکے مگر ثابت نہ ہوگا نکاح ذمیون کی گواہی سے مسلمان کے منکر ہونے کے وقت

(۴۵) قاعدہ کلیہ ہم حنفیون کے نزدیک صحت شہادت مین یہ ہی کہ جو شخص مالک ہو سکتا ہی قبول نکاح کا اپنی ذات کی ولایت سے اوسکے روبرو نکاح بھی منعقد ہوگا مثلاً فاسق اور ذمی کو قبول نکاح کا اختیار ہی تو اونکا گواہ ہونا بھی درست ہی بخلاف صبی اور عبد اور مجنون کے کہ اونکو اپنی ذاتون کا اختیار نہین۔

(۴۶) پدر صغیرہ نے کسی مرد کو امر کیا نکاح صغیرہ کا پھر نکاح کر دیا اوس وکیل نے روبرو ایک مرد یا دو عورتون کے درحالیکہ باپ موجود ہی تو نکاح صحیح ہوگا اوسواسطے کہ باپ گواہی صورت مین عاقد قرار دیا جاویگا جبکہ تو گویا باپ خود عاقد ہوا اور وکیل اور دوسرا مرد یا دو عورتین شاہد نکاح کی ہونگی تو بلا تامل نکاح صحیح

(۴۷) اگر باپ موجود نہین اور وکیل نے ایک مرد یا دو عورتون کے سامنے نکاح باندھا تو نکاح صحیح نہ ہوگا (کیونکہ وکیل عاقد ہے)

(۴۸) اگر نکاح کر دیا باپ نے جوان عاقل بیٹی کا ایک شاہد کے سامنے تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ بیٹی مجلس عقد مین موجود ہو (کیونکہ بیٹی عاقد قرار دیجاویگی اور باپ اور دوسرا مرد شاہد ہوجاوینگے اور اگر بیٹی مجلس عقد مین موجود نہ ہوگی تو نکاح درست نہ ہوگا۔

(۴۹) قاعدہ کلیہ مسائل امر مین یہ ہے کہ امر کرنے والا جب موجود ہوگا تو وہ ہی مباشر اور عاقد قرار دیا جاوے گا اور شخص مامور سفیر محض ہوگا

(۵۰) مامور کی گواہی اوسی صورت مین مقبول ہوگی جب تک کہ وہ آپ کو عاقد نہ کہے تاکہ لازم نہ آوے گواہی دینا اپنی ذات کے فعل پر یعنی جب مامور نے آپکو عاقد کہا تو اوس وقت مین اوسکی گواہی درست نہ ہوگی (کیونکہ خود اپنے فعل کی گواہی دینا جائز نہین۔

(۵۱) نکاح کیا مالک نے اپنے بالغ غلام کا اوسی غلام اور ایک شاہد کے سامنے تو نکاح جائز نہ ہوگا (کیونکہ بدون اجازت مالک کے غلام کو عاقد ہونے کی لیاقت نہین اور اگر اجازت دی مالک نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی پھر غلام نے عقد کیا مالک اور ایک مرد کے حضور مین تو نکاح صحیح ہوگا (کیونکہ غلام عاقد ہوا اور مالک اور دوسرا مرد شاہد ہوگئے۔

(۵۲) ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو نے میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا دوسرے نے کہا کہ مین نے کر دیا یا کہا ہان تو نکاح درست نہ ہوگا جب تک کہ ایجاب کہنے والا یون نہ کہے کہ مین نے قبول کیا (کیونکہ یہان ایجاب کرنیوالے کی طرف سے توکیل نہین کہ حاجت قبول کی نہ ہو۔

(۵۳) اگر ایک مرد نے دوست سے کہا کہ تو اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دے اور اوسنے کہا کہ نکاح کر دیا تو بعد اسکے قبول کیا مین نے کہنے کی حاجت نہین عقد کامل ہوگیا (کیونکہ مرد کی طرف سے باپ عورت کا وکیل سمجھا جاویگا اور ایک شخص متولی طرفین کا ہوسکتا ہی بخلاف بیع کے)

(۵۴) عورت کے نکاح کا وکیل چوک گیا عورت کے باپ کے نام مین بدون حاضر ہونے عورت کے تو نکاح صحیح نہوگا بسبب عدم امتیاز کے اور اگر عورت وہان موجود ہی تو نکاح مین کچھ ضرر نہ ہوگا۔

(۵۵) اگر چوک گیا مرد اپنی بیٹی کے نام مین نکاح کرنے کے وقت تو نکاح صحیح نہوگا۔ لیکن اگر بیٹی مجلس عقد مین حاضر ہو تو اوسکی طرف اشارہ کر دیوے کہ اسکا نکاح کیا مین نے نکاح صحیح ہوگا (کیونکہ اشارہ قوی تر ہی نام سے۔

(۵۶) ایک مرد کی دو بیٹیان ہین اوسنے بڑی بیٹی کے نکاح کا ارادہ کیا اور غلطی سے چھوٹی بیٹی کا نام لیگیا تو چھوٹی بیٹی کا نکاح درست ہو جائیگا کذا فی خانیہ بشرطیکہ کوئی مانع نہو اور اگر چھوٹی بیٹی کسیکی منکوحہ ہو یا زوج کی محرم ہو تو اس صورت مین دونون کا نکاح صحیح نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی (کیونکہ محل نکاح نہین ہی)

(۵۷) اگر بہیجا نکاح کے ارادہ کرنیوالے نے چند قوم کو منگنی کیواسطے سو نکاح کر دیا باپ نے یا کسی اور ولی نے اون کے حضور مین تو نکاح صحیح ہوگا۔ فقط ایک لفظ بولنے والا خاطب قرار دیا جاوے گا باقی لوگ شاہد ہو جاوینگے فتح القدیر اسی پر فتوی ہی۔

(۵۸) ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دے اس شرط پر کہ اوسکی طلاق تیرے ہاتھ مین ہے اس صورت مین نکاح صحیح ہوگا اور باپ کو طلاق

کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ طلاق کی تفویض نکاح سے پہلے درست نہین۔

(۵۹) وکیل کیا ایک مرد نے دوسرے کو کہ اوسکا نکاح فلانی عورت سے کردے مثلاً ایکہزار درہم پر سو زیادہ کردیا مہر وکیل نے مثلاً دوہزار کا مہر مقرر کردیا تو یہہ نکاح نافذ نہ ہوگا موکل چاہے تو زیادتی مہر کی قبول کرے اور نکاح کو صحیح کردے اور چاہے نہ مانے تو نکاح باطل ہوجائیگا۔ اور اگر موکل کو زیادتی مہر کا علم نہین یہانتک کہ عورت کی قربت کی تو بھی باقی رہیگا اختیار زوج کو اگر نکاح صحیح رکھیگا تو مہر قبول کریگا اور اگر فسخ کرے گا تو عورت کو کمتر مہر مسمی اور مہر مثل سے ملیگا کیونکہ نکاح غیر نافذ جسکو نکاح موقوف کہتے ہین نکاح فاسد کی برابر ہے اور اوسمین کمتر مہر ملتا ہے

(۶۰) نکاح کیا کسی نے خدا اور رسول کی گواہی سے تو نکاح درست نہوگا بلکہ بعضون نے کفر کا فتوی دیا ہے یہہ دو دلیل اول یہہ کہ اوسنے حرام کو حلال جانا اسواسطے کہ اللہ اور رسول نے نکاح کی گواہی آدمیون پر مخصوص رکھی ہے اسکے سوا دوسرے کی گواہی کا حکم نہین ہے دوسرے یہہ کہ جب اوسنے رسول کو گواہ قرار دیا تو رسول کو علم غیب ثابت کیا۔ حالانکہ علم غیب حق تعالے کو خاص ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۱) شرع نے جن عورتون کا نکاح مرد کو درست نہین وہ سات سبب ہین پہلا سبب حرمت کا قرابت سے ہے نسبی سات عورتین حرام ہین ماں بہن بیٹی پھوپی خالہ بھتیجی۔ بھانجی۔

(۶۲) حرام ہے نکاح (مرد ہو یا عورت) اپنی جڑ سے اگرچہ نہایت اونچی ہو مثلاً ماں باپ دادی دادا پردادی پردادا۔ سردادی سردادا نانا نانی پرنانا پرنانی سرنانی سرنانا اور جہانتک ہو۔

(۶۳) حرام ہے نکاح (مرد ہو یا عورت) اپنی شاخ سے اگرچہ نہایت نیچی ہو مثلاً بیٹا

بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ پرپوتا۔ پرپوتی۔ نانی نواسہ نواسی۔ پرنانی۔ پرنواسی علی ہذا القیاس

(۶۴) حرام ہے نکاح اپنی بھتیجی سے سگے بھائی کی بیٹی ہو سوتیلے کی

(۶۵) حرام ہے نکاح اپنی بہن سے سگی ہو یا سوتیلی یا اخیافی۔

(۶۶) حرام ہے نکاح اپنی بھانجی سے سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی۔

(۶۷) حرام ہے نکاح اپنی پھوپی سے۔

(۶۸) حرام ہے نکاح اپنی خالہ سے۔

(۶۹) برابر ہے حرمت ان سات رشتون کی زنا سے ہو ن یا نکاح سے اس شرط مین داخل ہے پھوپی اور خالہ اور داخل ہے پھوپی اور خالہ کی حرمت مین دادا اور دادی کی پھوپی اور خالہ۔

(۷۰) سوا اصل و فرع کے باقی رشتہ برابر ہین حرمت مین سگے ہون یا سوتیلے یا اخیافی

(۷۱) مادری پھوپی کی پھوپی حلال ہے اسلئے کہ مادری پھوپی کا باپ دادی کا زوج ہے تو مادری پھوپی کی پھوپی دادی کے زوج کی بہن ہوئی تو کیونکہ زوج الام کی بہن حرام نہین تو زوج الجد کی بہن بطریق اولی حرام نہو گی۔

(۷۲) اگر پھوپی سگی یا سوتیلی ہے تو پھوپی کی پھوپی حرام ہو گی اسلئے کہ یہان پھوپی باپ کی بہن ہے تو پھوپی کی پھوپی دادا کی بہن ہوئی۔

(۷۳) سوتیلی خالہ کی خالہ حلال ہے اسلئے کہ سوتیلی خالہ کی مان سگی نانی نہین بلکہ نانا کی زوجہ ہے تو اوسکی سگی بہن نانا کی سالی ہوئی اور نانا کی ایسی سالی نانی پر حرام نہین) اور اگر سگی خالہ یا مادری خالہ ہے تو اس صورت مین خالہ کی خالہ حلال نہین۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۷۴) چچا اور پھوپی کی بیٹی اور ماموں اور خالہ کی بیٹی حلال ہے اسلئے کہ فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے کہ سوائے ان محرمات کے اور سب عورتین حلال ہین

تو چونکہ پھوپی اور خالہ کی بیٹیان اور مادری پھوپی کی پھوپی
مذکورہ مین داخل نہین ہین اون کی حلت صاف ثابت ہوگی)
دوسرا سبب حرمت کا سسرالی رشتہ ہے۔
(۷۵) حرام ہے اپنی زوجہ مدخولہ کی بیٹی یعنی ربیبہ (جو عورت کہ پہلے خاوند
سے ساتھ آوے اپنی مان کے) اور داخل ہے ربیبہ کی حرمت مین سبب کی
بیٹیون کی حرمت۔
(۷۶) اگر عورت سے یعنی مادر ربیبہ سے نکاح کیا او رہبدون جماع کے اوسکو
طلاق دیدی تو اوسکی بیٹی سے نکاح درست ہے۔
(۷۷) حرام ہے اپنی زوجہ کی مان اور دادیان اور نانیان سگی ہون یا
سوتیلی حرمت ثابت ہوتی ہے بمجرد نکاح صحیح کے اگرچہ اوس سے جماع نکیا ہو
کیونکہ بمجرد نکاح فاسد کے خوشدامن حرام نہین ہوتی جبتک کہ جماع یا مساس
وغیرہ نہ ہوا ہو۔
(۷۸) حرمت ربیبہ کا مقید ہونا جماع زوجہ پر اور خوشدامن کی حرمت بلا
قید اسواسطے ہے کہ ثابت ہوچکا ہے کہ ماؤن کا جماع بیٹیون کو حرام کردیتا
ہے اور بیٹیون کا فقط نکاح بدون جماع حرام کردیتا ہے ماؤن کو۔
(۷۹) کشاف مین ہے کہ مساس وغیرہ شہوت سے قایم مقام دخول کے
نزدیک ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔
(۸۰) حرام ہے اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتون سے باپ دادا نے نکاح
صحیح کیا ہو خواہ اون سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔
(۸۱) حرام ہے مطلقاً اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی شاخ خواہ کسقدر بعید ہو
جیسے پوتا اور ناتی اور اونکے نیچے درجہ والے خواہ اون لوگون نے اپنی

زوجات سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو کیونکہ بیٹے پوتے کی زوجہ باپ
دادا پر حرام ہے یہان جماع مشروط نہین ہے فقط نکاح صحیح ہونا چاہیے۔

(۸۲) ایک مرد نے خرید کی اپنے باپ کی لونڈی تو ولد کو وطی اوسکی حلال
نہین اگر اوسکو معلوم ہے کہ باپ نے اوس سے وطی کی ہے۔

(۸۳) نکاح کیا ایک مرد نے باکرہ عورت سے اور اوسکو باکرہ نہ پایا پھر پوچھا
اوس سے کہ تیرا ازالہ بکارت کس نے کیا اوس نے کہا کہ میرا ازالہ بکارت تیرے باپ
نے کیا اور زوج نے اوسکی تصدیق کی تو اوسکا نکاح ٹوٹ گیا [illegible] مہر کے [illegible]
اسواسطے شوہر پر واجب نہین ہوا کہ یہ قصور عورت کا ہے کہ اوسنے اول کیون نہین کہدیا

(۸۳) اور اگر مسئلہ بالا مین شوہر نے عورت کی تصدیق نہین کی تو نکاح نہین
ٹوٹیگا چاہے اوسکو رکھے چاہے چھوڑ دے۔

(۸۴) حلال ہے اپنے باپ کی زوجہ کی بیٹی یعنی سوتیلی مان کی لڑکی جو باپ کے
نطفہ سے نہ ہو اور اپنے فرزند کی زوجہ کی بیٹی جو فرزند کے نطفہ سے نہ ہو کیونکہ
ان دونون مین خون کا میل نہین ہے۔

(۸۵) حرام ہے سسرالی رشتہ سے عورت مزنیہ کی اصل زنا سے حرام جماع مراد ہے کیونکہ
نکاح فاسد کی منکوحہ اور جاریہ مشترکہ اور زوجہ حائضہ اور نفساء کے جماع سے حرمت مصاہرت
کی ثابت ہوتی ہے تو اعتبار جماع کا ٹھہرا حلال ہو یا حرام یہ حرمت فقط زنا پر مخصوص نہین ہے

(۸۶) حرام ہے اصل اوس عورت کی جسکو شہوت سے مساس کیا اگرچہ سر کے لٹکے بالون
کو مساس کیا ہو اگرچہ ایسا باریک کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی کے وصول کا مانع نہ ہو اور تو
لٹکے ہوے بالون مین مساس کرنا حرمت کا سبب نہین اور اسیطرح گاڑہے کپڑے کا حائل
ہونا جو کہ بدن کی گرمی کے وصول کا مانع ہو ممسوسہ سے حرمت کا سبب نہین۔

(۸۷) حرام ہے اصل اوس عورت کی جسنے مرد کو شہوت سے چھو لیا یا مرد کے آلہ تناسل کو

شہوت سے دیکھہ لیا —

(۸۹) حرام ہی اصل اوس عورت کی جسکی شرمگاہ اندرونی کو مرد نے شہوت سے دیکھہ لیا گو شیشہ مین دیکھا ہو یا اوس پانی سے دیکھا ہو جسکے اندر عورت داخل ہی —

(۹۰) اگر مرد نے عورت کی شرمگاہ آئینہ مین دیکھی یا عورت حوض پر بیٹھی ہو اور اوسکی شرمگاہ پانی سے نظر پڑی یا ظاہری شرمگاہ نظر پڑی اور باطنی شرمگاہ نہین دیکھی تو اوسکے اصول اور فروع کی حرمت ثابت نہین (کیونکہ وہ عکس ہی اصل نہین ہی)

(۹۱) فروع محرمات مذکورہ کے حرام ہین مطلقًا یعنی جیسے عورت مزنیہ اور ممسوسہ اور ماسہ اور ناظرہ اور منظورہ کے اصول حرام ہین ویسے ہی فروع بھی حرام ہین (اصول پدری و مادری اگرچہ کسیقدر عالی ہون فروع پسری و دختری اگرچہ کسیقدر سافل ہون)

(۹۲) اعتبار شہوت کا مس کرنے اور نظر کرنے کیوقت کا ہی نہ بعد کا واسطے ثبوت حرمت مذکور کے (کیونکہ مساس کیوقت شہوت ہوگی تو حرمت مذکور ثابت ہوگی اور اگر بعد مساس کرنے اور نظر پڑنیکے وقت نہ ہوگی تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین

(۹۳) مقدار شہوت کی مساس اور نظر کرنے مین یہ ہی کہ آلۂ تناسل جنبش مین آوے یا نظر اور مساس کرنے سے جنبش بہ نسبت سابق کے زیادہ ہو جاوے اگر سابق سے کچھہ شہوت تھی اسی پر فتوی ہی کذا فی بحر الرائق

(۹۴) مقدار شہوت عورت اور مرد بڈھے سے یہ ہی کہ دل مین جوش اور خواہش ہو یا دل کی خواہش سابق سے زیادہ ہو جاوے شیخ کے مانند ہین عنین اور مریض اور مقطوع الذکر۔

(۹۵) عورت کی شرمگاہ کے نظر کرنے سے جنبش آلۂ تناسل کی شرط نہین ہی اسی پر فتوی ہی کذا فی جوہرہ

(۹۶) حرمت مساس اور نظر کرنیکی اوسوقت تک ہی جب تک انزال نہین ہوا اور

اگر انزال ہوگیا مساس اور نظر کرنیکے ساتھہ حرمت ثابت نہین اسی پر فتوی ہے۔
(عدم انزال سبب حرمت اسواسطے ہوا کہ جب تک انزال نہین ہوتا جماع کی خواہش
باقی رہتی ہے لہذا اوسکو قایم مقام جماع کے کردیا بخلاف انزال کے کہ اوسوقت
مطلق خواہش جماع کی نہین ہوتی پھر کیونکر جماع کے قایم مقام ہو۔ کذا فی حاشیۃ المدنی
(۹۷) جماع اپنی زوجہ کی بہن کا اوسکی زوجہ کو حرام نہین کردیتا یعنی حرمت
مصاہرت کی سواے فروع اور اصول کے اور کہین ثابت نہین ہے لیکن اگر وطی
باشبہ ہووے تو زوجہ کی بہن پر عدت بیٹھنا واجب ہے اور عدت تک زوجہ کے
جماع سے پرہیز لازم ہے کذا فی حاشیۃ المدنی
(۹۸) حرام نہین اصول اور فروع اوس عورت کی جسکی شرمگاہ نہانی مین
نظر پڑی آئینہ سے یا پانی سے اسلیے کہ جو شرمگاہ نظر پڑی وہ انعکاس ہے
نہ خود شرمگاہ اور اسیطرح تصور اور خیال کرنیسے حرمت ثابت نہین ہوتی۔
(۹۹) حرمت مصاہرت کی زنا اور مساس اور نظر سے جب ہے جبکہ عورت
زندہ لایق شہوت کے ہو اگرچہ زمانہ ماضی مین لایق شہوت کے تھی اور اب نہو
(۱۰۰) اگر عورت بڈھی بدشکل ہو یا عورت مردہ یا نو برس سے کم عمر کی ہو تو
اوسکے جماع اور مساس وغیرہ اور نظر کرنے شرمگاہ سے اصول اور فروع
کی حرمت ثابت نہین ہوتی۔
(۱۰۱) عورت یا مرد کے اغلام سے مطلق حرمت مصاہرت نہین ہوتی کیونکہ
اغلام سے مساس ہوتا ہی نہین علت حرمت جماع کی وہ جماع ہے جس سے طفل
پیدا ہو اور مساس وغیرہ سے اسواسطے حرمت ثابت ہے کہ وہ اوس جماع کا سبب
ہے اور اغلام مین اسکا مطلق خیال نہین) کذا فی حاشیۃ المدنی
(۱۰۲) حرمت مصاہرت کی ثابت نہین ہوتی اوس عورت کے جماع سے جسکا

قبل اور دبر پھٹ کر ایک ہوگیا ہو (کیونکہ اسباب کا یقین کامل نہین ہے کہ دخول
فقط قبل مین ہوا یا دبر مین مگر ایسی حالت مین حرمت اوسوقت ہوگی جب عورت
اوس سے حاملہ ہوجاوے [illegible])

(۱۰۳) نکاح کیا ایک شخص نے صغیرہ [illegible] سے پھر صحبت کرکے اوسکو طلاق
دی بعد گذرنے عدت کے عورت مشتہاۃ کو دوسرے سے نکاح کیا تو جائز ہے پہلے شوہر کو
اوسکی بیٹی سے نکاح کرنا (کیونکہ [illegible] پاس لایق شہوت کے نہ تھی جو سبب
ہے حرمت مصاہرت کا لیکن ماں اس عورت کی شوہر اول پر بلاشبہ حرام ہے
کیونکہ نکاح بنات محرم ہے امہات کا —

(۱۰۴) حرمت مصاہرت مین شرط ہے کہ مرد بھی لایق شہوت کے ہو تو اگر جماع کیا
باپ کی زوجہ سے اوسکے لڑکے نے جو قریب البلوغ نہین ہے تو باپ کی زوجہ باپ
پر حرام نہ ہوگی کذا فی فتح القدیر۔

(۱۰۵) مسائل مذکورہ مین کچھ فرق نہین ہے مساس اور شہوت کی نظر کرنے سے
درمیان قصد کرنیوالے اور بھولجانیوالے اور چوکنے والے اور زبردستی کے
یعنی ہر صورت مین حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے —

(۱۰۶) اگر جگایا شوہر نے زوجہ کو یا زوجہ نے شوہر کو قربت کیواسطے اور لگ گیا
مرد کا ہاتھ زوجہ کے جوان بیٹی کو خواہ بیٹی اوس مرد سے ہو یا اور سے یا لگ گیا
ہاتھ مرد کی جورو کا مرد کے جوان بیٹے کو خواہ اوس عورت سے ہو یا اور سے
تو ماں ہمیشہ کو باپ پر حرام ہوجاوے گی کذا فی فتح القدیر (کیونکہ جب شہوت
سے مساس ہوا تو عمدًا اور خطا دونون برابر ہین)

(۱۰۷) بوسہ لیا اپنی خوشدامن کی کسی جگہ کا تو حرام ہوجاوے گی زوجہ اوسکی
گو بوسہ منھہ کا لیا ہو مگر اوس حال مین حرام نہ ہوگی جب کہ شہوت کا نہ ہونا ثابت ہو

(کیونکہ اصل بوسہ مین شہوت تھی تو بوسہ لینا شہوت سے خالی نہین) کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۸) خوشدامن کے مساس کرنے مین مرد پر زوجہ حرام نہین ہوتی جب تک نہ یقین کرے شہوت کا اگر یقین ہوگا شہوت کا تو زوجہ حرام ہوگی۔

(۱۰۹) باہم گلے لگنا مثل بوسہ کے ہے اسیطرح چٹکی لینا یا دانت سے کاٹنا اگرچہ اجنبی عورت سے ہو ایسی صورتون مین اجنبی عورت کی بیٹی بھی مرد پر حرام ہو جاوے گی اور ان امور مین مطلق شہوت نہ ہوگی تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور کفایت کرتی ہے ان امور مین شہوت دو مین سے ایک کے یعنی مرد یا عورت کے دونون کی شہوت ہونا ضرور نہین ہے اگر ایک کو بھی شہوت ہو جاوے گی تو حرمت ثابت ہوگی۔

(۱۱۰) ان امور مین قریب البلوغ اور دیوانہ اور مست بالغ کے برابر ہے پھر اگر مست نے اپنی بیٹی کا بوسہ لیا تو مان اوسکی اوسپر حرام ہوگی۔

(۱۱۱) حرمت مصاہرت سے نکاح نہین ٹوٹتا یہانتک کہ عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہین بدون طلاق کے اور عدت گذرنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے اور قربت کرنا اوس حرمت مین موجب حد زنا نہ ہوگا پس اگر زوج قبل تفریق کے صحبت کرے گا تو اوسپر حد زنا واجب نہ ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۱۲) نظر کرنا اپنی بیٹی کی شرمگاہ کو شہوت سے اوسکی زوجہ کو حرام کر دیتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۱۳) اگر بیٹی ڈرسی اور ننگی گھس گئی اپنے باپ کے بچھونے مین اور باپ کو اوس سے شہوت ہوئی تو حرام ہو جاوے گی باپ پر اوس بیٹی کی مان بشرطیکہ مساس کیا ہو اوسکو مرد نے اور بغیر مساس کے فقط گھس جانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

نہ ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۴) جو لڑکی نو برس سے کم عمر کی ہے وہ مشتہاۃ یعنی شہوت کے لائق نہیں ہے اسپر ثبوت حرمت نہ ہوئیگی۔

(۱۱۵) دعویٰ کیا زوجہ نے شوہر پر کہ میری ماں یا بیٹی کا بوسہ لیا شہوت سے اور شوہر نے شہوت سے انکار دعویٰ کیا کہ مین نے شوہر کے اصول یا فروع کا بوسہ لیا اور شوہر ثبوت سے منکر ہے تو شوہر کے قول کی تصدیق ہوگی نہ زوجہ کی یعنی اس صورت مین حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

(۱۱۶) شوہر کے قول انکار شہوت کی تصدیق اوسوقت نہ ہوگی جب کہ اوٹھے شوہر زوجہ کی بیٹی کی طرف بحالت ایستادگی آلہ تناسل کے پھر زوجہ کی بیٹی کو گلے سے لگاوے یا اوسکی چھاتی پکڑے یا اوسپر سوار ہو یا اوسکی شرمگاہ کو مس کرے یا اوسکے منہ کا بوسہ لے تو ان صورتون مین حرمت مصاہرت ثابت ہوجائیگی اور رلانا دونون رخسارون کا منہ کے ساتھ یعنی رخسارونکا بوسہ لینا اور منہ کا بوسہ لینا برابر ہے (کیونکہ مرد کے ہونٹ کا قریب ہونا موجود ہے) کذا فی جوہرہ و فتح القدیر۔

(۱۱۷) ایک مرد نے کہا کہ تو نے اپنی خوشدامن سے کیا کیا اوسنے کہا کہ مین نے اوس سے جماع کیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہوجائیگی اگرچہ ہنسی سے کہا ہو۔

(۱۱۸) قبول ہوگی گواہی شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے کے اقرار پر۔

(۱۱۹) اگر ایک مرد نے شاہدون کے روبرو اقرار کیا کہ مین نے زوجہ کی بیٹی کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا پھر جب زوجہ نے اوس کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہوا اس صورت مین اوسکے اقرار کی گواہی مسموع ہوکر زوجہ زوج پر حرام ہوجاویگی اور اسیطرح قبول ہے گواہی چھونے اور بوسہ لینے اور

مرد کے آلہ تناسل یا عورت کی شرمگاہ دیکھنے پر بنا بر مذہب مختار کے اسکیونکہ شہوت اوس قسم کی چیز ہے جسپر فی الجملہ اطلاع ہوسکتی ہے آلہ تناسل کی ایستادگی سے یا اور اشارے سے)

تیسرا سبب حرمت کا شیر خوارگی سے ہے۔

(۱۲۰) حرام ہین سب رشتے جنکی تحریم نسبًا او مصاہرۃً مذکور ہوئی شیر خوارگی مین مگر جنکی حالت رضاعت سے مستثنی ہے۔

(۱۲۱) دایہ کے سب قرابتدار شیر خوار پر حرام ہین اور شیر خوار کی طرف سے زوجان اور فروع دایہ حرام ہین پس اگر شیر خوار مرد ہے تو اوسکی عورت اور اگر شیر خوار عورت ہے تو اوسکا شوہر اور اولاد دایہ اور اوسکے قرابت وانپر حرام ہے کسی نے اسطرح اسکو نظم کیا ہے ؎ از جانب شیرده همه خویش شوند ۔ وز جانب شیر خوار زوجان و فروع ۔

(۱۲۲) ایک مرد نے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دی اور زوجہ شیر دار ہے اس مرد کے نطفہ سے پھر عدت کے بعد عورت نے نکاح کیا کسی شیر خوار لڑکے سے اور بوجہ اسکے کہ اوس عورت نے دودھ پلایا اوس صغیر کو حرام ہوگی اوسپر پھر اوس عورت نے نکاح کیا دوسرے مرد سے اور جماع کیا اوس مرد نے عورت سے اور پھر طلاق باین دی تو اب یہ عورت شوہر اول کی طرف کبھی نہین پھر سکتی (کیونکہ وہ زوجہ ہوگئی مرد کے رضاعی بیٹے کی اور یہ وہ کبھی حلال نہین ہوسکتی پدر شوہر پر)۔

چوتھا سبب حرمت کا اجتماع دو بہنون کا ہے یا عورت کے ساتھ اوسکی عمہ یا خالہ کا نکاح مین آنا۔

(۱۲۳) حرام ہے جمع کرنا محرم عورتون کا نکاح مین یعنی عقد صحیح مثلاً دو بہنون کو

نکاح مین جمع کرنا خالہ یا بھانجی یا پھوپی اور بھتیجی سے نکاح کرنا محارم عام ہین نسبی ہوون یا رضاعی

(۱۳۴) نکاح صحیح کی قید اس واسطے ہے کہ نکاح فاسد مین وطی درست نہین تو اگر ایک عورت سے نکاح فاسد کرکے اوسکی بہن سے نکاح صحیح کیا تو درست ہے کیونکہ نکاح فاسد مین وطی کرنا حلال نہین کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۵) حرام ہے جمع کرنا محارم کا عدت مین اگرچہ طلاق باین کی عدت ہو۔

(۱۳۶) حرام ہے جمع کرنا محارم کا وطی مین بواسطہ ملک یمین کے یعنی جب لونڈی تصرف مین آوے تو اوسکی بہن یا خالہ یا پھوپی کو ساتھہ ہی تصرف مین نہ لاوے۔

(۱۳۷) قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ نکاح اور عدت اور وطی ملک یمین سے جمع کرنا اون دو عورتون کا حرام ہے کہ اون دو مین سے جسکو مرد فرض کیجیے تو نہ حلال ہو اوسکو دوسری کبھی مثلاً عورت اور اوسکی پھوپی سو اگر عورت کو مرد فرض کرین تو پھوپی سکے ساتھہ نکاح حلال نہوگا اور اگر پھوپی کو مرد فرض کیجیے تو بھتیجے سے نکاح درست نہ ہوگا اسطرح خالہ اور بھانجی کا حال ہے اکیونکہ تیسیر الاصول مین صحاح ستہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت موجود ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کہ نہ نکاح کیا جاوے عورت کا اوسکی پھوپی سے یا خالہ پہ اکیونکہ جمع بین المحارم سے قطع رحم ہوتا ہے۔

(۱۳۸) جائز ہے جمع کرنا عورت مین اور اوسکے شوہر کی بیٹی مین اور عورت مین اور اوسکے بیٹے کی جورو مین اور لونڈی مین پھر اوسکے مالک کی بیوی مین اکیونکہ جمع کرنا اون عورتونکا حرام ہے جنکے مرد فرض کرنے سے دونو طرف

سے حرمت ہو اور ان تینوں صورتوں مین ایک طرف سے حرمت ہو اور دوسری
طرف سے نہین مثلاً پہلی صورت مین اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو اوس عورت
کی بیٹی اوسپر حرام نہین اور اگر شوہر کی بیٹی کو مرد فرض کیجئے تو اوسپر عورت حرام ہے
دوسری صورت مین اگر بیٹے کی جورو کو مرد فرض کیجئے تو عورت اوسپر حرام نہین
اور اگر عورت کو مرد فرض کیجئے تو حرام ہوگی تیسری صورت مین اگر بی بی کو مرد
قرار دیجئے تو لونڈی حرام نہین اور اگر لونڈی کو مرد کیجئے تو بی بی حرام ہے۔
(۱۲۹) اگر نکاح صحیح کیا لونڈی کی بہن سے جس لونڈی کو صحبت مین لا چکا
تو نکاح اوسکی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونون مین سے کسیکو تصرف مین لا وے
جب تک کہ حلت جماع کو اپنے اوپر کسی سبب سے حرام نکرے یا لونڈی
کی صحبت سے پرہیز کرے یا منکوحہ کو جدا نکرے (کیونکہ نکاح جماع
کے حکم مین ہے) یہانتک کہ اگر مشرقی مرد نے نکاح کیا مغربی عورت
سے بغیر ولی کے تو ثابت ہوگا نسب اولاد کا مشرقی مرد سے بوجہ ثابت
ہونے جماع حکمی کے بسبب نکاح ہونے کے (کیونکہ قطع مسافت بطریق
کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے)
(۱۳۰) اگر لونڈی سے جماع نہ کیا ہو تو مرد کو جائز ہے کہ اوسکی بہن منکوحہ
سے جماع کرے (کیونکہ مملوک ہونا وطی کے حکم مین نہین ہے)
(۱۳۱) وطی کے اسباب وطی کے برابر ہین حرمت جمع مین یعنی اگر لونڈی
سے مساس یا تقبیل شہوت کے ساتھہ کیا پھر اوسکی بہن سے نکاح کیا تو
کسی کی وطی بدون تحریم دوسری کے حلال نہ ہوگی۔
(۱۳۲) ایک مرد نے نکاح کیا دو محارم سے ایک ایجاب اور قبول سے مثلاً
دو بہنوں سے نکاح کیا یا جو دو بہنوں کے مانند ہو حرمت میں یا دونوں سے نکاح

کیا دو عقد مین یعنی ہر ایک سے ایجاب اور قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح بھول گیا تو جدائی کی جاوے گی مرد اور عورتون مین اور یہ جدائی طلاق ہوگی نہ فسخ یعنی اس مین احکام طلاق کے جاری ہون گے نہ فسخ کے۔

(۱۳۳) واجب ہوگا دونون کے واسطے آدہا مہر یعنی وجوب نصف مہر کا شمبالکے مسئلہ مین ہے جہان دو عقد سے نکاح ہوا کیونکہ بصورت دونون نکاح کے بطلان نکاح اور واجب نہ ہونے مہر کا حکم ہے مگر وطی سے البتہ مہر واجب ہوگا۔

۱۳۴ وجوب نصف مہر کا اوسوقت ہے جبکہ دونونکے مہر برابر ہون مقدار مین اور ایک جنس ہونے مین اور مہر معین ہوگیا ہو عقد مین اور جدائی قبل دخول کے ہوئی ہو۔ یا ہر ایک عورت دعوی کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دونون کے پاس گواہ نہ ہون۔

۱۳۵ اگر مختلف ہون دونون کے مہر پہر اگر معلوم ہون دونون کے مہر کہ فلانکا اتنا اور فلان کا اتنا تو ہر ایک کو اوسکا چوتہائی مہر ملے گا اور اگر ہر ایک کا مہر بالخصوص معلوم نہو اگرچہ یہ معلوم ہو کہ ایک کا ہزار ہے مثلاً اور دوسیرکا دو ہزار تو اس صورت مین ہر ایک عورت کو دونون مہر سے جو کمتر ہے اوسکا نصف نصف ملے گا یعنی ہر ایک کو پانچ سو۔

(۱۳۶) اگر مہر معین نہ ہو تو واجب ہے ایک پوشاک دونون کیواسطے عوض نصف مہر کے

(۱۳۷) اگر جدائی دونون ہونون کی بعد دخول کے ہوئی تو واجب ہوگا ہر ایک کو مہر کامل بسبب ثابت ہونے مہر کے دخول سے۔

(۱۳۸) اگر جدائی دونون کی ایک عورت کے مدخولہ ہونیکے بعد ہوئی تو مدخولہ کو مہر کامل ملیگا اور غیر مدخولہ چوتہائی مہر پاوے گی۔

پانچوان سبب حرمت ملکیت کے سبب سے ہے مالک کا نکاح اپنی لونڈی سے یا بیوی

کا نکاح اپنے غلام سے —

(۱۳۹) حرام ہی نکاح کرنا مالک کا اپنی لونڈی سے (کیونکہ جماع کی ملکیت مالک کو نکاح کے پہلے سے ثابت ہی) یہان حرمت سے مولی کا عذاب مراد نہین ہی بلکہ مولی پر احکام نکاح مثل مہر اور طلاق وغیرہ کے لازم نہ آئین گے اس زمانہ مین احتیاطًا یہ ہی بہتر ہی کہ اپنی لونڈی سے نکاح کرلے تاکہ اگر حرام ہو تو جماع اوسکا نکاح سے حلال ہو جاوے ۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ۔

(۱۴۰) حرام ہی غلام کو نکاح کرنا اپنی بیوی سے (کیونکہ مملوک ہونا منافی ہی مالک ہونے کے) ۔

چوتھا سبب حرمت شرک ہونے سے جیسے مجوسیہ اور بت پرست سے نکاح کرنا

(۱۴۱) حرام ہی نکاح عورت مشرکہ بت پرست سے بالاتفاق ۔ آفتاب پرست اور ستارہ پرست اور صورت پرست اور معطلہ اور زندیق یعنی ملحدہ اور باطنیہ اور اباحیہ بت پرست مین داخل ہین کذا فی فتح القدیر ۔

(۱۴۲) جو مذہب ایسا ہو کہ اوسکے اعتقاد پر تکفیر وارد ہو تو اوس عورت سے نکاح نہین جائز (کیونکہ مشرک کا نام ان سب کو شامل ہی کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۴۳) صحیح ہی نکاح کتاب والی عورت سے اگرچہ مکروہ ہی بکراہت تنزیہی بہتر یہ ہی کہ نہ کرے کذا فی فتح القدیر

(۱۴۴) کتابیہ حربیہ سے نکاح مکروہ ہی بالاتفاق (کیونکہ مسلمان دارالحرب مین نہ رہ پڑین اور صحبت اہل کفر سے اونکے اعتقاد اور اخلاق بگڑ نہ جائین کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۴۵) کتابیہ وہ عورت ہی جو نبی مرسل صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم السلام کا ایمان رکھتی ہو اور کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو جیسے یہود اور

نصاری اگرچہ اہل کتاب حضرت مسیح علی نبینا وعلیہم السّلام کو معبود جانتے ہوئے گو کہ وہ اس اعتقاد سے مشرک ہوگئے لیکن شرع مین اہل کتاب کو مشرک سے جدا کیا ہے چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین ۔

(۱۴۶) جائز ہے مناکحت معتزلہ (ایک فرقہ ہے اسلام کا جو قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہین قیامت مین دیدار الٰہی کے منکر ہین عباد کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین وغیر ذلک من القبایح) کے (کیونکہ اہل سنت اہل قبلہ مین سے کسیکی تکفیر نہین کرتے اگرچہ واقع ہوگئی ہے تکفیر اون کی بطور الزام کے مباحثۂ خلافیہ مین کذا فی نہر الفایق ۔

(۱۴۷) رافضیون کے سب فرقے اور معتزلیون کے سب گروہ اہل کتاب مین داخل ہین کذا فی شرح منہج الغفار ۔

(۱۴۸) جائز نہ ہوگا سنی عورت کا نکاح رافضی سے (کیونکہ عورت مسلمان ہے اور مرد کافر حالانکہ مسلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہین کذا فی شرح منہج الغفار

(۱۴۹) فاضل زیلعی نے رافضی اور معتزلی کو قبیل اہل کتاب قرار دیا تو اونکی عورتون سے اہل سنت کو نکاح کرنا درست ہے اور مسلمہ کا نکاح رافضی یا معتزلی سے جائز نہ ہوگا اور یہی قول اعدل الاقوال ہے (کیونکہ رافضیون کے کفر مین شک نہین بسبب اونکے اعتقاد کفریات کے کذا فی حاشیۃ المدنی ۔

(۱۵۰) صحیح نہین ہے نکاح عورت ستارہ پرست سے جسکے پاس آسمانی کتاب نہین ہے (صابیہ ایک فرقہ ہے کفار کا اوسکے اہل کتاب ہونے مین اشتباہ ہے جو صاحب ہدایہ نے کہا کہ صابیہ عورت سے نکاح درست ہے اگر اوسکو کسی نبی کا ایمان ہو اور آسمانی کتاب ہو اور نہین تو نہین ۔

(۱۵۱) حلال نہین وطی ستارہ پرست آتش پرست کی ملک یمین سے —

(۱۵۲) صحیح نہین نکاح عورت بت پرست آتش پرست کا (سابق مین عدم حلت مذکور ہوچکی ہے تو تکرار نہ ہوئی کیونکہ عدم صحت عدم حلت کو لازم نہین ہے —

(۱۵۳) صحیح ہے نکاح اوس عورت سے جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو اگرچہ مرد بھی محرم ہو تو بھی نکاح صحیح ہے کذا فے حاشیۃ المدنی

(۱۵۴) صحیح ہے نکاح کرنا لونڈی سے اگرچہ کتابیہ ہو یا بیوی کے ساتھ نکاح کرنیکا مقدور ہو —

(۱۵۵) قاعدہ حنفیون کے نزدیک یہ ہے کہ جو وطی ملک یمین سے حلال ہے وہ نکاح سے بھی حلال ہے اور جو ملک یمین سے حلال نہین ہے وہ نکاح سے بھی حلال نہین ہے (پس کتابیہ لونڈی کی وطی ملک یمین سے حلال ہے تو نکاح سے بھی حلال ہے اور لونڈی کی وطی ملک یمین سے باوجود قدرت نکاح حرہ کے جائز ہے تو نکاح بھی جائز ہے اور مجوسیہ اور بت پرست کی وطی ملک یمین سے حلال نہین تو نکاح بھی درست نہین ہے —

(۱۵۶) صحیح ہے نکاح حرہ کا لونڈی پر (یعنی اول لونڈی سے نکاح کیا ہو پھر بیبی سے نکاح کرے)

ساتوان سبب حرمت کا بیوی پر لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے نکاح کرنا لونڈی سے بیوی کے اوپر —

(۱۵۷) اگرچہ نکاح ام ولد کا حرہ کی عدت مین ہو اور گو عدت طلاق باین کی ہو کذلک فے حاشیۃ المدنی

(۱۵۸) صحیح ہے اگر رجوع کیا لونڈی کی طرف باوجود حرہ کے (کیونکہ طلاق رجعی مین ملکیت نکاح لونڈی کی باقی رہتی ہے تو حرہ پر ادخال البتہ لازم نہ آیا —

(۱۶۰) صحیح نہین ہی نکاح حرہ اور لونڈی کا ایک عقد مین۔

(۱۶۱) اگر ایک مرد نے نکاح کیا چار لونڈیون سے اور پانچ حرہ سے ایک عقد مین تو لونڈیون کا نکاح صحیح ہوگا باوجود باطل ہونے نکاح حرہ کے (اگرچہ جیسا حرہ پر لونڈی کا نکاح درست نہین ہی ویسے ہی حرہ اور لونڈی کا نکاح ایک عقد مین صحیح نہین ہی لیکن یہان اسواسطے درست ہوا کہ جب پانچ حرہ کا نکاح باطل ٹھیرا تو چار لونڈیون کا نکاح صحیح ہوگیا)

(۱۶۲) صحیح ہی نکاح فقط چار حرہ کا اور فقط چار لونڈیون کا مرد حر کیواسطے۔

(۱۶۳) جائز ہی حر کو لونڈی رکھنا صحبت کیواسطے جتنی لونڈیان چاہے۔

(۱۶۴) جتنی عورتون کا نکاح مرد حر کو جائز ہی اوسکے نصف کا غلام کو نکاح صحیح ہی یعنی دو حرہ کا یا دو لونڈیون کا اگرچہ غلام مدبر ہو (مدبر اوسکو کہتے ہین جس سے مالک کہے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہی) اور سوا اسکے تصرف لونڈیون کا منع ہی غلام پر (کیونکہ غلام کو کسی چیز کی ملکیت نہین ہی سوا طلاق منکوحہ کے)

(۱۶۵) صحیح ہی نکاح حاملہ کا جسکا حمل زنا سے ہی پس سوا حاملہ زنا کے اور حاملہ سے نکاح جائز نہین ہی (کیونکہ اوسکا نسب ثابت ہی اگرچہ حمل کافر حربی سے ہو یا لونڈی کے ایسے مالک سے جو اوسکا اقرار کرتا ہی پس اگر اقرار نہ کرے تو نکاح حاملہ سے درست ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ؒ

(۱۶۶) زانیہ حاملہ کا نکاح درست ہی وطی درست نہین لڑکا ہونے تک اسکے سوا اور حاملہ کا نکاح درست ہی نہ وطی۔

(۱۶۷) زانیہ حاملہ سے زانی مرد نے نکاح کیا تو اوسکو اوسکی وطی کرنا باتفاق حنفی اور شافعی کے حلال ہی اور بیٹا اوسیکا ہوگا اور اوسپر نفقہ دینا لازم ہوگا (کیونکہ وطی اوسکو حلال ہی بخلاف غیر زانی کے) بشرطیکہ نکاح کرنے سے چھ مہینہ

بارہ یا وہ مدت مین لڑکا پیدا ہو اور اگرچہ مہینہ سے کم مین پیدا ہوگا تو ثابت النسب نہ ہوگا کذا فی نہر الفایق ۔
(۱۶۸) اگر نکاح کر دیا ایک مرد نے اپنی حاملہ لونڈی کا یا حاملہ ام ولد کا بعد نفی نسب کرنے حمل کے اقرار کرنے سے پہلے تو جائز ہر (کیونکہ باوجود علم کے نفی کی ہر ولد کی اپنے نسب سے) کذا فی نہر الفایق عن التوشیح ۔
(۱۶۹) صحیح ہر نکاح اوس عورت سے جس سے وطی کی جاتی تھی ملک یمین سے یعنی اگر ایک شخص کی لونڈی تھی اور اوسکے تصرف مین رہا کرتی تھی پھر مولا نے دوسرے شخص سے نکاح اوس عورت کا کر دیا تو درست ہر بشرطیکہ حاملہ نہو (کیونکہ لونڈی فراش مالک کی نہین ہر یہانتک کہ اگر اوسکے لڑکا پیدا ہو تو بدون اقرار مولے کے ثابت النسب نہ ہوگا بخلاف زوجہ کے) اور استبراء کرے زوج اوسکا نہ وجوباً نہ استحساناً کذا فی ہدایہ اور امام محمدؒ کے نزدیک استبرا مستحب ہر اور اگر لونڈی خریدی تو مشتری پر استبرا واجب ہر اگرچہ عورت یا لڑکے سے خریدی ہر بلکہ اوسکے مالک پر واجب ہر استبرا (یعنی بدون ایکبار حیض کے صحبت نہ کرنا) نکاح کر دینے سے پہلے بنا بر قول صحیح کے۔ کذا فی الذخیرہ ۔
(۱۷۰) واجب نہین مرد پر بدکار عورت کو طلاق دینا اگرچہ زنا کے سبب سے ہو یا ترک فرایض وغیرہ سے ہو کذا فی مجتبی ۔
(۱۷۱) واجب نہین عورت پر اپنا خلاص کرنا مرد بدکار سے کذا فی المجتبی
(۱۷۲) (کچھ مضایقہ نہین طلاق دینے مین یا خلاص کرانے مین جبکہ دونون ڈرین کہ اقامت احکام الٰہی کی نہ کر سکین گے کذا فی مجتبی)
(۱۷۳) صحیح ہر نکاح حلال عورت کا جو ملائی گئی محرم عورت سے یعنی ایک عورت

مرد پر حلال ہو اور دوسری حرام تو ان دونون سے ایک عقد مین نکاح کیا تو حلال عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور تمام مہر بالاتفاق مہر مین سبب حلال عورت کا ہوگا یعنی دونون کا مہر اوسکو ملیگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونون کے مہر مثل پر تقسیم ہوگا۔

(۱۷۴) اگر صحبت کی حرام عورت سے تو اوسکو مہر مثل ملیگا کذا ہی الجوہرہ

آٹھوان سبب حرمت کا مطلقہ ثلثہ بھی حرام ہو اسکا ذکر فصل حرمت مین کیا گیا ہے

نوان سبب حرمت کا غیر کی منکوحہ اور معتدہ حرام ہے (الف)

(۱۷۵) باطل ہے نکاح متعہ کا (متعہ اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص عورت سے کہے کہ مین نے تجھ سے متعہ کیا مثلاً دس دن یا مہینے تک یا سال پر) باجماع صحابہ اسکی حرمت ثابت ہے منکر اسکی حرمت کا کافر ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۷۶) نکاح موقت (یعنی نکاح مین مدت مقرر کرنا) باطل ہے۔

(۱۷۷) موقت اور متعہ مین یہ فرق ہے کہ متعہ مین لفظ متعہ بولنا ضرور ہے اور موقت مین لفظ تزویج اور نکاح کا لازم ہے متعہ مین مقدار مہر کی لازم ہے موقت مین نہین ہے متعہ مین گواہ شرط نہین ہین اور موقت مین گواہ شرط ہین۔ کذا فے حاشیۃ المدنی۔

(۱۷۸) موقت نہین ہے اگر نکاح کیا عورت سے اس شرط پر کہ اوسکو ایک مہینہ کے بعد طلاق دیگا (کیونکہ لفظ طلاق قاطع ہے نکاح کا تو مدت کی شرط قاطع مین ہوئی نہ نکاح مین تو شرط باطل ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا بخلاف موقت کے کہ اوسمین خود نکاح مشروط ہے۔

(۱۷۹) یا اگر نیت کی نکاح کرنیوالے نے زوجہ کے ساتھ کہ اتنی مدت معین

تک نکاح ہو نکاح موقت مین داخل نہین ہو

(۱۸۰) کچہہ مضایقہ نہین ہو نہارات (یعنی وہ عورتین جنکے پاس شوہر نگذ رہے نہ رات کو) کے نکاح مین کذا فی عینی

(۱۸۱) حلال ہو مرد کو وطی اوس عورت کی جس نے مرد پر دعوی کیا قاضی کے نزدیک اسپر کہ مرد نے اوس سے صحیح نکاح کیا درحالیکہ وہ عورت محل ہو وجود نکاح کی (یعنی حلال ہو محرم نہین خالی ہو موانع نکاح سے مثلاً غیر کی منکوحہ یا معتدہ نہین ہو) اور حکم کردیا قاضی نے ثبوت نکاح کا بسبب گواہی اون گواہون کے جنکو عورت نے قایم کیا حالانکہ درحقیقت مرد نے اوس سے نکاح نہین کیا تہا مدعیہ اور دونون گواہ جہوٹے تہے تو قاضی کا حکم ظاہر مین نافذ ہوگا یعنی نفقہ وغیرہ مرد پر لازم ہوگا اور باطن مین بہی نافذ ہوگا یعنی بلا تردد وطی حلال ہوگی امام صاحب کے نزدیک باثار علی رضی اللہ تعالے عنہ اگر نکاح نہ تہا تو بہی شہادت شہود سے ہوگیا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۸۲) حلال ہو مرد کو وطی اوس عورت کی اگر اوسنے عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ سنکر قاضی نے حکم دیا—

(۱۸۳) اول صورت مین دعوی باطل کرنے سے عورت گنہگار ہوگی اور صورت ثانی مین مرد گنہگار ہوگا۔ صاحبین کا قول ہو کہ وطی نہ کرے لیکن حکم قاضی کا ظاہر مین نافذ ہوگا بالاتفاق احتیاطاً اسی پر فتوی ہو کذا فی شرنبلالیہ۔

(۱۸۴) اگر حکم کیا قاضی نے عورت کی طلاق کا شہادت زور سے باوجودیکہ عورت کو زور ہونا شہادت کا معلوم ہو قضا نافذ ہوگی اور حلال ہوگا عورت کو نکاح کرلینا دوسرے مرد سے بعد گزرنے مدت عدت کے—

(۱۸۵) حلال ہی شاہد زور کو نکاح کرلینا اوس عورت سے اکیونکہ قضانا فذ ہو گئی ظاہر و باطن مین اور حرام ہو گئی عورت پہلی شوہر پر۔ نزدیک امام ابو یوسف کے دونون شوہر پر حلال نہین نہ اول پر نہ ثانی پر۔ نزدیک امام محمد ہوسے شوہر اول پر حلال ہی جبتک شوہر ثانی نے صحبت نہ کی ہو اور اگر صحبت کی تو اول پر حرام ہو گئی بسبب وجوب عدت کے۔

(۱۸۶) نکاح کا معلق کرنا شرط پر صحیح نہین ہی اکیونکہ تعلیق بالشرط اسقاطات خالصہ کو مخصوص ہی جنمین حلف واقع ہوتی ہی) جیسے طلاق اور عتاق اور نکاح اونمین سے نہین ہی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۸۷) مثلاً کسینے کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا اگر باپ میرا راضی ہو گا دوسرے نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہ ہو گا بوجہ معلق ہونے نکاح کے خطر محتمل ہی کہ شرط واقع ہو یا نہ ہو۔ اگر باپ مجلس مین حاضر ہو گا اور مجلس مین قبول کریگا تو نکاح جائز ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی و فتح القدیر و الحکام و الظہیریہ و بزازیہ و خانیہ و تاتارخانیہ وغیرہا

(۱۸۸) صحیح نہین اضافت کرنا نکاح کا زمانہ آیندہ کی طرف مثلاً یون کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا آج کے بعد کل یا پرسون۔

(۱۸۹) باطل نہین ہوتا نکاح شرط فاسد سے مثلاً یون کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہ دونگا یا اپنا گھر مجھ کو عاریت دے یا اپنا نفقہ مجھ سے نہ مانگیو یا میری خدمت کرنا۔ تو اگر شرط باطل کے ساتھ عقد ہو گا تو شرط باطل ہو گی عقد باطل نہو گا اور نکاح کو معلق بشرط محتمل الوجود کیا تو شرط و نکاح دونون باطل ہین۔

۱۹۰ اس مقام مین فرق بہت نازک علی الشرط و مشروط بشرط فاسدہ ضروری تا کہ ناواقفون کو حیرانی نہ پڑے۔ معلق علی الشرط سے مراد یہ ہی کہ ایسے شرط پر نکاح

کی تعلیق کرے کہ وہ محتمل الوجود ہو نہ متحصل الوجود مثلاً کسیکے دل کی خوشی یا دخول و ہوا چلنا یا پانی برسنا یا کسیکے جینے مرنے پر نکاح معلق کرنا اوسکو معلق علی الشرط کہتے ہین۔

(۱۹۱) نکاح مشروط بشرط فاسد سے مراد یہ ہو کہ نکاح کے ساتہ ایسی شرط کرے جو لوازم نکاح کے مخالف ہو مثلاً مہرا ور نفقہ نہ دینا علی ہذا القیاس

(۱۹۲) نکاح معلق اوسوقت درست ہو جب کہ اوسکی تعلیق کرے بشرط ماضی موجود بلا تردد یعنی سابق سے شرط پائی گئی ہو یا وقت ایجاب اور قبول کے حادث ہوئی ہو مثلاً کسینے کہا کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح تجہہ سے کر دیا بشرط آنے زید کے دوسرے نے قبول کیا اور حالت قبول مین فوراً زید آگیا تو نکاح منعقد ہو جاویگا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۹۳) جب شرط موجود پر تعلیق ہوئی تو نکاح تحقیق ہو گیا معلق نرہا پس اوسی وقت منعقد ہو جاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنے فرزند کے واسطے کسی کی بیٹی سے منگنی کی تو اوسکے باپ نے کہا کہ مین تجہہ سے پہلے اوسکا نکاح کر چکا ہون فلانے شخص سے تو اوس نے اوس کی تکذیب کی پہر بیٹی کے باپ نے کہا کہ اگر مین نے فلانے شخص سے نکاح نہین کیا ہو تو البتہ اوسکا نکاح تیرے بیٹے سے کیا تو اوسنے قبول کر لیا پہر اوسکا کذب معلوم ہو گیا خود اوسکے اقرار سے یا فلان شخص کے اظہار سے تو یہ نکاح منعقد ہو گیا بوجہ معلق ہونے نکاح کے شرط موجود پر یعنی نکاح معلق اس سبب سے صحیح نہین ہو کہ شرط کا وجود حاصل نہین اور جب شرط موجود ٹہیری تو نکاح معلق نرہا بلکہ تحقق ہو گیا اور البتہ صحیح ہو گا۔

(۱۹۴) اسیطرح نکاح صحیح ہو جاویگا جب معلق علیہ یعنی جسپر تعلیق نکاح کی ہوئی

وہ ایجاب اور قبول کی مجلس مین پایا جاوے مثلاً عورت نے مرد سے کہا کہ
مین نے تجھ سے ہزار درہم پر نکاح کیا اگر فلانا شخص آج راضی ہوا اور وہ شخص
مجلس مین حاضر تھا تو بولا کہ مین راضی ہوا تو نکاح صحیح ہوگا بطریق استحسان
کے اور اگر حاضر نہ ہوگا تو نکاح جائز نہ ہوگا۔

(۱۹۵) اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہو اور
اجازت دیوے پھر دوسرے نے قبول کیا تو صحیح نہین اسلیے کہ اس مین تعلیق
ہوا اور نکاح تعلیق کا احتمال نہین رکھتا پس اگر باپ مجلس مین حاضر ہوگا اور
قبول کرے گا تو نکاح جائز ہوگا اور نہین تو معلوم ہوا کہ فقط موجود ہونا معلق
علیہ کا مجلس مین کافی نہین ہے جب تک کہ وہ راضی نہوا اور اجازت نہ دے
اور اگر مجلس کے بعد اجازت دیگا تو وہ اجازت جائز نہ ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۹۶) نہر الفایق مین کتاب التصرف کے قبل مسئلہ تعلیق برضاے الولی
یون کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ تعلیق علی الاطلاق صحیح نہین خواہ باپ مجلس مین حاضر
ہو کر راضی ہو یا نہ ہو اور معلق علیہ خواہ باپ ہو یا اجنبی کسیطرح نکاح صحیح نہین
ہے اس اطلاق کو صاحب نہر نے خانیہ سے نقل کیا تو مفتی کو چاہیے کہ تامل
کرے اس مسئلہ کے بیان مین اسواسطے کہ خانیہ نہایت معتمد کتاب ہے
قاضی خان اوس کی تصحیحات پر اعتماد کرتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

باب الولی

یہ باب ہے تعریف اور احکام ولی مین

(۱۹۷) ولی لغت مین بمعنی دوست ہے خلاف دشمن اور عرف مین ولی عارف
باللہ کو کہتے ہین۔

(۱۹۸) شرع مین ولی اوسکو کہتے ہین جو بالغ عاقل اور وارث ہو۔ اگرچہ

فاسق ہو بنا بر مذہب صحیح کے بشرطیکہ پردہ در حرمت کھونے والا نہ ہو تو نکل گیا
صفت ولایت سے لڑکا اور دیوانہ اور بیہوش اور وصی مطلقاً (یعنی وصی کو
مطلقاً ولایت نکاح نہیں خواہ اوس کو باپ نے وصیت نکاح کردینے کی
کی ہو یا نہ کی ہو) اور کافر اور غلام بنا بر مذہب صحیح کے۔

(۱۹۹) ولایت عبارت ہی جاری ہونے قول سے غیر پر یعنی دوسرے پر
اوسکا قول نافذ ہو جاوے خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش۔

(۲۰۰) ثابت ہوتی ہی ولایت چار چیز سے اول قرابت سے دوسرے
ملک سے مثلاً لونڈی یا غلام کا نکاح مالک کردے تیسری ولایت آزاد
کرنے سے مثلاً نکاح آزاد کا سید کردے چوتھی امامت سے مثلاً لاوارث
کا نکاح بادشاہ کردے یا قاضی کردے۔

(۲۰۱) نکاح مین ولایت دو قسم کی ہی اول ولایت مستحب عاقلہ بالغہ
پر اگرچہ کنواری ہو (یعنی باپ وغیرہ کو بالغہ بیٹی پر جبر کرنا نہیں پہونچتا ہی
نکاح مین لیکن مکلفہ کو مناسب ہی کہ اپنا نکاح ولی پر رکھے تاکہ خلاف فقہا
سے بچے اور منسوب بہ بیحیائی نہ ہو۔

(۲۰۲) دوسری قسم زبردستی کی ولایت ہی چھوٹی لڑکی پر اگرچہ کنواری
نہ ہو اور ولایت جبری بالغہ بیہوش پر اور لونڈی پر (اجبار کے معنی یہ ہین
کہ ولی کے عقد کرنے سے اسکا نکاح نافذ ہوتا ہی گو یہ انکار کرین)

(۲۰۳) نافذ ہوگا نکاح حرہ بالغہ عاقلہ کا بدون رضامندی ولی کے کفو
مین یا غیر کفو مین (کیونکہ اوسپر ولایت استحبابی ہی جبری نہین موافق مذہب
امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد رحمت اللہ علیہم اجمعین کے امام شافعی اور
مالک کے نزدیک عورتون کو بدون اولیا کے نکاح کا اختیار نہین ہی۔

(۲۰۴) قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جو اپنے مال مین تصرف کر سکتا ہے وہ اپنی ذات مین بھی تصرف کر سکتا ہے تو عاقلہ بالغہ کو اپنے مال مین تصرف کرنیکا اختیار ہے تو نکاح کا بھی اختیار ہے اور صغیرہ اور مجنونہ کو اپنے مال کے تصرف کا اختیار نہین ہے تو اپنے نکاح کا بھی اختیار نہین ہے۔

(۲۰۵) جائز ہے ولی کو جب عصبہ بنفسہ ہو اگرچہ غیر محرم ہو مثلاً چچا کا بیٹا اعتراض کرنا تجیر کفو مین اسطرح کہ قاضی کے پاس جاکر نکاح کو فسخ کروا لے تو ذوی الارحام اور مان اور قاضی کو حق اعتراض کا نہین ہے۔

(۲۰۶) ولی نے عورت کا نکاح کفو سے کر دیا پھر عورت نے اوسکو چھوڑ کر دوسرے غیر کفو سے نکاح کیا بدون مرضی ولی کے تو اب بھی ولی کو تفریق کا اختیار ہوگا (کیونکہ نکاح اول کی رضامندی سے لازم نہین آتا کہ دوسرے نکاح سے بھی راضی ہو) تو فسخ کر دے بشرطیکہ سکوت نکیا ہو ولی نے یہانتک کہ عورت شوہر غیر کفو سے جنی اگر اوس سے لڑکا پیدا ہوا تو ولی کو حق اعتراض کا نرہا۔

(۲۰۷) اگر تفریق بعد دخول ہوئی تو عورت کو مہر معین ملے گا اور اوسپر عدت لازم آوے گی اور اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو مہر نہ ملے گا (کیونکہ جدائی شوہر کی طرف سے نہین ہوئی) کذا فی حاشیۃ المدنی نقلاً عن الحمادیہ

(۲۰۸) اگر ولی ساکت رہا یہانتک کہ عورت حاملہ ہو گئی تو حق فسخ کا ساقط ہو گیا کذا فی درر۔

(۲۰۹) فتوی دیا گیا غیر کفو مین عدم جواز نکاح کا یعنی اگر عورت غیر کفو سے بدون مرضی ولی کے نکاح کر لے تو اصلا جائز نہین کذا فی المعراج عن الخانیہ۔

(۲۱۰) اگر زوج کفو ہے تو نکاح بدون ولی کے نافذ ہوگا اور اگر غیر کفو ہے تو ہرگز

نافذ نہ ہوگا کذا فی معراج عن خانیہ —

(۲۱۱) شوہر اول کو حلال نہ ہوگی مطلقہ ثلثہ جب سے نکاح کیا غیر کفو سے بغیر رضا مندی ولی کے (کیونکہ جب فتوی ہوا نکاح غیر کفو کے عدم جواز پر تو اس نکاح سے شوہر اول کو مطلقہ حلال نہ ہوگی —

(۲۱۲) اگر مطلقہ ثلثہ کا کوئی ولی نہیں ہے یا ولی راضی ہو گیا شوہر ثانی غیر کفو کو جان بوجہ کر تو مطلقہ ثلثہ شوہر اول پر حلال ہو گی بعد طلاق دینے شوہر ثانی کے

(۲۱۳) برہان الائمہ نے ذکر کیا کہ فتوی امام اعظم صاحب رح کے قول پر ہے بسبب قوت دلیل کے یعنی اگر مکلفہ غیر کفو سے نکاح کرے بدون مرضی ولی کے تو باطل ہے باکرہ ہو یا ثیبہ کذا فی حاشیۃ المدنی عن نہر الفائق —

(۲۱۴) یاد رکہنا چاہیئے کہ مسئلہ بالا مین فتوی مختلف ہے —

(۲۱۵) بنا بر قول اول کے یعنی ظاہر الروایت کے راضی ہونا بعض اولیا کا قبل عقد کے یا بعد عقد کے سب کی رضامندی کی برابر ہے (کیونکہ حق ولایت مین تجزی نہین ہوتی تو ایک کے راضی ہونے سے دوسرے کو حق اعتراض نرہا —

(۲۱۶) ایک ولی کی رضا سب کی رضا کے برابر ہے اگر سب ایک درجہ مین برابر ہون مثلاً دو بہائی یا دو چچا —

(۲۱۷) اگر اولیا برابر درجہ کے نہ ہون ایک اقرب ہو مثلاً باپ اور دوسرا بعید مثلاً بہائی تو اولیا مین اقرب کو حق ہے فسخ کا یعنی اگر بہائی نکاح کر دے تو باپ فسخ کر سکتا ہے —

(۲۱۸) اگر عورت کا کوئی ولی نہین ہے تو عقد صحیح اور نافذ ہے مطلقاً خواہ کفو سے ہو یا غیر کفو سے بالاتفاق —

(۲۱۹) مہر کا قبض کرنا اوس ولی کا جسکو حق اعتراض ہو یا قبض کرنا اوس چیز کا جو مہر کے مانند ہو اوس قسم سے جو رضامندی پر دلیل ہو مثلاً تحفہ لینا رضامندی ہو باعتبار دلالت حال کے اگر عدم کفایت ثابت ہو قاضی کے نزدیک قبل مخاصمت ولی کے۔

(۲۲۰) اگر عدم کفایت قاضی کے نزدیک ثابت نہین نالش سے پہلے تو مہر وغیرہ کا قبض کرنا ولی کی رضا پر دلیل نہین ہو۔

(۲۲۱) ایک ولی کا تصدیق کرنا کہ زوج کفو ہو ساقط نہین کرتا ہو باقی اولیا کے حق کو کذا فی المبسوط۔

(۲۲۲) اگر اجازت نکاح کی مانگی بالغہ سے اوسکے ولی نے (اور یہی سنت ہو) یا ولی کے وکیل نے یا اوسکے پیغامی نے اجازت مانگی یا اوسکا نکاح کردیا ولی نے اوسکے استیذان سے اور خبر کری بالغہ کو نکاح کی ولی کے پیغامی نے یا فضولی عادل نے (فضولی وہ شخص ہو جو ولی کا وکیل اور رسول نہو) پھر سکوت کیا بالغہ نے رد نکاح سے حالت اختیار مین۔ تو اگر استیذان کے وقت عورت کو چھینک یا کہانسی آئی پھر بعد فراغت کے کہا کہ مین راضی نہین تو نکاح رد ہو گا (کیونکہ ایسا سکوت عذر بلا اختیاری لایق اعتبار کے نہین ہو)

(۲۲۳) اگر استیذان کے وقت یا نکاح کی خبر سننے کے بعد بالغہ نے کوئی اجنبی بات کی تو ایسا تکلم سکوت مین شمار کیا جاوے گا (کیونکہ کلام اجنبی رد نکاح نہین تو اجازت مین داخل ہو اسیطرح داخل ہو) اگر بالغہ ہنسے بدون تمسخر کے (کیونکہ اگر تمسخر سے ہنسی تو یہ مضحکہ اذن نہ ہو گا۔

(۲۲۴) اذن ہو گا اگر بالغہ مسکرائی یا رو دی بدون آواز کے اور آواز کا رونا

نہ اذن ہوگا نہ ردِّ نکاح یہانتک کہ اگر راضی ہوگی بعد اوس رونے کے تو نکاح
منعقد ہوجاویگا کذا فی المعراج۔
(۲۲۵) تمام صور سکوت اور ضحک اور تبسم اور بکا اور اذن مذکورہ بالا
بمقابلہ ولی کے اوس صورت مین رضا ہین جب کہ ولی ایک ہی ہو۔
(۲۲۶) اگر اولیا نکاح کرنے والے کثیر ہون اور ہر اولیا نے علیحدہ علیحدہ
نکاح کرنے کا استیذان چاہا مثلاً عورت کے دو بھائی ہین ایک نے کہا
کہ مین تیرا نکاح زید سے کرتا ہون دوسرے نے کہا کہ مین تیرا نکاح محمود سے
کرتا ہون اور عورت چپ رہی تو یہ سکوت اذن نہ ہوگا۔
(۲۲۷) اگر اولیا نے بالغہ کا علیحدہ علیحدہ نکاح کیا بدون استیذان بالغہ کے
اور بالغہ ہر ایک کی تزویج سنکر چپ ہوگئی تو یہ نکاح موقوف رہیگا یہانتک
کہ بالغہ ایک پر قولی یا فعلی اجازت ظاہر کرے کذا فی ہدایہ اور اگر دونون
کو جائز رکہا تو دونون باطل ہونگے کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۲۲۸) سکوت اجازت ہوگا اگر نکاح باقی ہو خبر معلوم ہونے تک اور اگر
نکاح باطل ہوگیا بسبب موت شوہر کے یعنی شوہر کے مرنے کے بعد بالغہ
کو خبر نکاح کی پہونچی تو اوسوقت مین اوسکا سکوت اجازت نہوگا۔
(۲۲۹) اگر بعد مرنے شوہر کے عورت نے کہا کہ میرا نکاح کردیا تہا میرے
باپ نے میرے اذن سے اور شوہر کے وارث اوسکے منکر ہین تو عورت ہی
کا قول معتبر ہوگا تو اپنے شوہر کی وارث ہوگی اور عدت بیٹھیگی۔
(۲۳۰) اگر عورت نے کہا کہ میرا نکاح میرے باپ نے بدون میرے اذن
کے کیا لیکن جب مجھکو خبر نکاح کی ہوئی تو مین راضی ہوگئی اس صورت
مین قول شوہر کے وارثون کا معتمد ہوگا تو اوسکو نہ مہر ملیگا نہ میراث۔

(۲۳۱) عورت کا یون کہنا کہ غیر اوسکا بہتر ہے اوس سے رد ہے اگر قبل عقد کے وقت استیذان ولی کے بیان کیا اور اگر بعد عقد کے خبر سنکر کہا تو رد نہین ہے اجازت ہے کذا فی ظہیریہ۔ قبل عقد اور بعد عقد دونون صورتون مین یہ قول انکار ہے کذا فی حاشیۃ المدنی عن النحر۔

(۲۳۲) نکاح کیا بالغہ کا ولی نے مثلاً ابن العم نے اپنے ساتھ بدون اذن بالغہ کے تو سکوت اوسکا رد ہے (کیونکہ ابن العم اس صورت مین اصیل ہوا اپنی طرف سے اور فضولی ہوا عورت کی طرف سے اور متولی عقد طرفین مین شرط ہے کہ فضولی نہ ہو ایک طرف یا دونون طرف سے تو یہ عقد قابل اجازت کے نہین ہے یہانتک کہ اگر عورت اجازت قولی بھی دی تو بھی صحیح نہین ہے۔

(۲۳۳) اگر استیذان قبل عقد کے ہوا تو سکوت کرنا اوسکا رضا ہو جاویگا اور عقد صحیح ہوگا بالاتفاق کذا فی خانیہ۔ (کیونکہ ابن العم اس صورت مین وکیل ہوا عورت کی طرف سے اور اصیل ہوا اپنی طرف سے تو اب اوسکو متولی عقد طرفین ہونا صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۳۴) اگر اذن مانگا ولی نے عورت سے ایک مرد معین مین تو اوسنے کیا منا مگر نکاح کردیا اوسی شخص سے تو ساکت ہوگئی بعد خبر معلوم ہونے کے تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح مین۔

(۲۳۵) اگر عورت کو خبر ہوئی نکاح کی اوسنے انکار کیا پھر بولی کہ مین راضی ہون تو نکاح صحیح نہ ہوگا سبب ناجائز ہوجانے نکاح کے اول انکار سے۔

(۲۳۶) بہتر جانا ہے فقہانے تجدید نکاح کو زفاف کے وقت (کیونکہ غالب عادت کنواری عورتون کی اظہار نفرت کی ہوتی ہے وقت سن لینے یکایک خبر نکاح کے تو احتمال ہے کہ وقت سنے اعلان نکاح کے نفرت ہوئی ہو اور اوس

وجہ سے نکاح باطل ہوگیا ہو (مگر یہ جب ہے جب کہ نکاح قبل استیذان ہوگیا ہو
اگر بعد استیذان کے ہوا ہو تو کچھ حاجت نہیں ہے۔

(۲۳۷) اگر اذن لیا ولی نے عورت سے ایک مرد معین کیواسطے تو عورت
نے سکوت کیا پھر ولی نے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے نکاح اوس عورت
کے ساتھ اوس مرد کے جسکا نام لیا تھا تو یہ توکیل اور عقد وکیل جائز ہے اگر
زوج اور مہر کی معرفت عورت کو ہو گئی ہو کذا فی قنیہ۔

(۲۳۸) صحت نکاح مین معرفت زوج کی ضروری ہے عورت بھی جان گئی ہو
اور وکیل بھی جان گیا ہو معرفت مہر مین اختلاف ہے۔

(۲۳۹) وکیل کو اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو وکیل کرے بدون اجازت
موکل کے تو نابالغہ نے جب سکوت کیا تو ولی اوسکا وکیل ٹھیرا پھر اوسکو
وکیل کرنے کا اختیار نہیں جو نکاح کرنا اوسکا جائز ہو تو اس صورت
لازم آتا ہے عدم جواز نکاح کا۔ یا یہ کہا جاوے کہ یہ مسئلہ قاعدہ مذکور سے
مستثنی ہے یعنی ہر چند وکیل کو اختیار توکیل نہیں ہے لیکن نکاح مین اختیار
ہے اسیواسطے فقہا نے تصریح کر دی ہے کہ وکالت نکاح حقیقی وکالت نہین
ہے بلکہ یہان سفیر محض معتبر ہوتا ہے اور اسیواسطے حقوق عقد کے وکیل کی
طرف رجوع نہین کرتے۔ اور باب الوکالت مین ہے کہ اگر موکل قیمت معین
کردے تو وکیل کو اختیار ہے کہ دوسرے کو وکیل کردے اسیطرح یہان
بھی اگر شوہر اور مہر معروف اور معلوم ہین تو البتہ وکالت صحیح ہوگی
تو اب کچھ اشکال باقی نہین رہا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۲۴۰) سکوت بالغہ کا اذن ہوگا اگر وہ جان گئی ہو شوہر کو کہ وہ کون
ہے۔ اگرچہ علم شوہر کا در ضمن عام ہو۔ مثلاً ولی نے کہا کہ مین نکاح تیرا کرتا ہون

ہمسایوں میں سے یا چچا کے بیٹوں میں سے ایکم و کے ساتھ رضا ہو گی بشرطیکہ وہ تنہا ہی ہوں تاکہ ہر ایک کا حال عورت کو معلوم ہو سکے۔ اور اگر غیر منتسب ہی ہوں تو رضا ثابت نہ ہو گی جب تک کہ ولی کو اپنا امر سپرد نکرے مثلاً یوں کہے کہ جو تو کرے میں اوس میں راضی ہوں یا میرا نکاح جس سے تو چاہے کر دے تو البتہ رضا ثابت ہو گی۔

(۱۴۳) شرط نہیں علم مہر کا استیذان میں کیونکہ صحت نکاح مہر پر موقوف نہیں کذا فی ہدایہ بعض نے کہا کہ مہر کا ذکر کرنا شرط ہے کیونکہ قلت و کثرت مہر سے شوق مختلف ہوتا ہے کذا فی البحر۔

(۱۴۴) نکاح کر دیا بالغہ کا ولی نے اوسکے روبرو وہ چپ ہو رہی تو نکاح صحیح ہو گا قول اصح میں بشرطیکہ شوہر کو جانتی ہو۔

(۱۴۵) سکوت نطق کے برابر ہے ۳۰ مسئلہ میں۔

۱ سکوت باکرہ کا وقت استیذان ولی کے قبل عقد کے ہو یا بعد عقد کے

۲ سکوت کرنا اوسکا اپنے قبض مہر کے وقت۔

۳ سکوت باکرہ کا اپنے بالغ ہونے کے وقت اپنے خیار فسخ میں جبکہ باپ دادا کے سوا اور ولی نے اوسکا نکاح کیا ہو۔

۴ عورت نے نکاح کرنے کی قسم کھائی ہو پھر اسکے باپ نے اوسکا نکاح کر دیا اور چپ رہی تو حانث ہو گی یعنی قسم ٹوٹ جاوے گی۔

۵ سکوت متصدق علیہ یعنی فقیر کا برابر قبول کے ہے نہ موہوب لہ کا۔

۶ قبض موہوب لہ اور متصدق علیہ کیوقت سکوت کرنا مالک کا اذن میں داخل ہے۔

۷ سکوت وکیل کا قبول ہے اور رد کر دینے سے وکالت رد ہو جاتی ہے۔

۸ سکوت مستقرض کا قبول ہے۔

۹ مفوض الیہ (یعنی جسکو کچھ سپرد کیجئے) کا چپ رہنا قبول ہے اور رد کرنے سے رد ہوتا ہے۔

۱۰ موقوف علیہ (جسپر کوئی چیز وقف کیجاوے) کا سکوت قبول ہے اور رد کرنے سے رد ہوتا ہے۔

۱۱ بیع التلجیہ (بایع یا مشتری نے کہا کہ مین اس بیع کو صحیح کرتا ہون اور دوسرا چپ رہا) مین سکوت سے بیع صحیح ہوگی۔

۱۲ غانمین مین تقسیم مال کے وقت مالک قدیم کا سکوت رضامندی ہے۔

۱۳ عبد کو بیع وشری کرتے دیکھکر مشتری بالخیار کا سکوت کرنا خیار کو ساقط کرتا ہے۔

۱۴ مشتری کا قبضہ بیع پر دیکھکر اوس بایع کا سکوت کرنا جسکو جنس بیع مین اختیار تہا اجازت ہے قبضہ کرنے کی۔

۱۵ بیع معلوم ہونیکے وقت شفیع کا سکوت حق شفعہ کا مبطل ہے۔

۱۶ غلام کو غیر کا مال خرید وفروخت کرتے دیکھکر مولی کا سکوت تجارت کی اجازت ہے۔

۱۷ مولی نے قسم کھائی کہ غلام کو تجارت کا اذن نہ دونگا پھر سکوت کیا خرید وفروخت کرتے دیکھکر تو حانث ہوگا۔

۱۸ غلام کا سکوت کرنا وقت انعقاد بیع اور رہن کے اقرار ہے غلامی کا۔

۱۹ ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلانے شخص کو اپنے گھر نہ اوترنے دونگا پھر اوسکو اپنے گھر مین اوترتے دیکھا اور سکوت کیا تو حانث ہوگا۔

۲۰ شوہر کا سکوت کرنا عورت کی ولادت کیوقت یا مبارکبادی دینے وقت اقرار ہے ثبوت نسب کا پھر سکوت کے بعد نفی ولد کا اختیار نہین ہے

۲۱ مولی کا سکوت نزدیک ولادت ام ولدکے اقرار ہی ولدکا۔

۲۲ قبل بیع کے مبیع کا عیب سنکر سکوت کرنا رضا بالعیب ہی بشرطیکہ مخبر عادل ہو۔

۲۳ سکوت باکرہ کا وقت معلوم ہونے تزویج ولی کے رضا ہی نکاح کی۔

۲۴ زوجہ نے یا کسی اور غریب نے زمین فروخت کی اور اوس وقت شوہر نے سکوت کیا تو یہ سکوت اقرار ہی اس امر کا کہ وہ زمین شوہر کی نہین ہی اسی پر فتویٰ ہی مشایخ سمرقند کا بخلاف مشایخ بخارا کے نزدیک انکے سکوت زوج کی بیع کے وقت اقرار ہی اپنی عدم ملکیت کا۔

۲۵ ایک شخص نے دیکھا کہ اوسکا اسباب یا گھر کوئی بیچ کر پہر مدت تک مشتری اوسپر تصرف کرتا رہا اور یہ شخص چپ ہی تو اوسکا سکوت اوسکے دعوی کا مسقط ہی۔

۲۶ شرکت عنان کے دو شریک مین ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین اس لونڈی کو خاص اپنے واسطے لیتا ہون اور دوسرا چپ رہا تو اس مین دونون کی شراکت نہ ہوگی۔

۲۷ وکیل نے موکل سے کہا کہ فلانی چیز کو خاص اپنے واسطے مین خریدتا ہون اور وہ ساکت رہا تو وہ چیز وکیل ہی کی ہوگی۔

۲۸ صبی عاقل کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر اوسکے ولی نے سکوت کیا تو یہ اذن ہوگیا۔

۲۹ غیر کو مشک پہارتے دیکھا یہان تک کہ جو اوس مین تہا وہ بہ گیا تو یہ سکوت رضا ہی۔

۳۰ قسم کھائی کہ مملوک سے خدمت نہ لونگا پہر وہ بدون اسکے امر اور نہی کے خدمت کرنے لگا اور یہ ساکت ہی تو حانث ہوا کذا فی الظہیریہ

۳۱ مان نے بیٹی کے جہیز مین کچہ اسباب باپ کا دیا اور باپ ساکت ہی تو اوسکو پہیر لینا نہین پہونچتا

۳۲ ماں نے بیٹی کے جہیز میں وہ سامان دیا جسکا رواج ہے اور بیٹا ساکت تھا تو ماں اوسکی ضامن نہ ہوگی۔

۳۳ زیور پہنے لونڈی کو بیچا بدون شرط کے پھر لونڈی مشتری کو مع زیور حوالہ کی اور وہ اوسکو لیگیا اور بائع ساکت رہا تو یہ سکوت بمنزلہ تسلیم ہوگا زیور کا مالک مشتری ہوگا۔

۳۴ استاد کے آگے شاگرد کا پڑہنا اور استاد کا چپ رہنا سکوت بمنزلہ نطق کے ہے قول اصح میں۔

۳۵ بے عذر مدعی علیہ کا ساکت رہنا انکار ہے اور بعضوں نے کہا کہ انکار نہیں کذا فے القضا الخلاصہ۔

۳۶ سکوت راہن کا مرتہن کے قبضہ کرتے وقت مرہون پر رضا ہے۔

۳۷ قاضی نے شاہد کا حال مدعی سے پوچھا اور اوسنے سکوت کیا تو اوسکا سکوت تعدیل ہے شاہد کی کذا فے اشباہ و النظائر۔

(۳۴۳) اگر اذن چاہا باکرہ بالغہ سے غیر ولی اقرب نے (یعنی اجنبی یا ولی ابعد) ولی اقرب کے ہوتے تو اوسکے سکوت کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ اسوقت بولنا ضرور ہے مثل ثیب (جسکا ایکبار نکاح ہوا اور صحبت بھی ہوئی پھر شوہر کی موت یا طلاق سے فرقت ہوگی) بالغہ کے۔

(۳۴۴) باکرہ بالغہ اور ثیبہ بالغہ میں سوائے سکوت کے اور کچھ فرق نہیں ہے مثلاً باپ نے اذن نکاح کا چاہا تو اوسوقت میں باکرہ بالغہ کا سکوت دلیل ہے رضا کی اور ثیبہ کا سکوت کافی نہیں ہے بدون رضائے قولی کے یا اوس فعل کے جو رضائے قولی کے مانند ہے (جیسے اپنا مہر مانگنا یا نفقہ مانگنا اور وطی کی قدرت دینا یا اپنی خوشی سے شوہر سے خلوت کرنا کذا فی ظہیریہ اور مبارکباد کو

قبول کرنا اور خوشی سے ہنسنا بھی مانند انعال رضا کے رضا مندی پر دلیل ہین
(۲۴۵) جس عورت کی بکارت زایل ہوئی اوچھلنے یا کودنے یا حیض کے زیادہ ہونے سے یا وہان زخم لگنے سے یا زیادہ عمر ہونے سے تو وہ عورت حقیقی باکرہ ہی کہ مطلق مرد سے خبر نہین مانند اوس عورت کے جسکی تفریق واقع ہوئی شوہر کے مقطوع الذکر و الخصیتین ہونے سے یا اوسکے نامرد ہونیسے یا طلاق دینے یا مرنے شوہر سے بعد خلوت قبل وطی کے۔
(۲۴۶) اگر ازالہ بکارت ہوا زنا سے تو یہ عورت حکمی باکرہ ہی یعنی بمنزلہ باکرہ کے ہی بشرطیکہ تکرار زنا کی نہ ہوئی ہوا اور زنا کی حد بھی اوسپر قایم نہ ہوئی ہو خلاصہ یہ ہی کہ باکرہ حقیقی اور حکمی کا سکوت وقت استیذان ولی کے بجاے نطق کے ہی بولنا اوسکا شرط نہین ہی۔
(۲۴۷) اگرچہ بار زنا ہوا اور اوسپر حد زنا کی ماری گئی تو وہ باکرہ نہین ہی ثیب ہی مانند اوس عورت کے جسکی شبہ سے صحبت ہوئی یا نکاح فاسد سے
(۲۴۸) اگر زوج نے کہا باکرہ بالغہ سے کہ تجھکو خبر پہونچی نکاح کی سو تو ساکت رہی اوسنے کہا بلکہ مین نے نکاح کو رد کیا حالآنکہ دونون کے گواہ نہین ہین اپنے دعوی پر اور دخول ہی رضامندی سے نہ ہوا تو قول اصح مین عورت کا قول لایق اعتبار ہوگا قسم کے ساتھ بنا بر قول مفتی بہ کے۔
(۲۴۹) مقبول ہونگے زوجہ کے گواہ زوجہ کے سکوت پر (کیونکہ سکوت دو لبون کا ملانا ہی اور یہ امر وجودی ہی نہ عدمی تو زوج کے گواہ نفی کے نہوے
(۲۵۰) اگر دونون گواہ لاے تو عورت کے گواہ اولے ہین (لیکن اگر شوہر گواہ لایا عورت کی رضامندی پر یا اوسکی اجازت پر تو شوہر کے گواہ اولی ہونگے۔

(۲۵۱) نکاح کردیا عورت کا مثلاً اوسکے باپ نے نابالغہ جانکر تو عورت نے کہا کہ مین تو بالغہ ہون نکاح صحیح نہین درحالیکہ وہ قریب البلوغ ہو اگر باپ یا زوج نے کہا یہ صغیرہ ہو تو بھی قول عورت کا معتبر ہوگا اگر ثابت ہو کہ عمر نو برس کی ہو۔

(۲۵۲) اگر صغیرہ نے کہا کہ مین نے نکاح رد کیا جب مین بالغ ہوئی اور زوج اوس کی تکذیب کرتا ہو تو یہان معتبر قول زوج کا ہوگا (زوج اپنا زوال ملک کا منکر ہو اور صغیرہ مدعی ہو ظاہر ہین) اسواسطے کہ لایق اعتبار منکر کا قول ہوتا ہو نہ مدعی کا۔

(۲۵۳) قول زوج کا لایق اعتبار کے ہو اگر اختلاف ہوا ہو بعد زمان بلوغ کے اگر وقت بلوغ کے اختلاف ہوا تو قول صغیرہ کا معتبر ہوگا کذا فی شرح الوقایہ اسکو یاد رکھنا چاہیئے۔

(۲۵۴) لازم ہوگا نکاح صغیر اور صغیرہ کا (یعنی اونکو اختیار فسخ کا حاصل نہ ہوگا بعد بلوغ کے) اوس صورت مین کہ اونکے باپ دادا نے بذات خود بلنقصان کیا ہو (یعنی صغیرہ کا مہر کم یا صغیر کا مہر زیادہ کردیا ہو یا صغیرہ کا نکاح غیر کفو سے) کردیا ہو اور اسیطرح صغیر یا صغیرہ غلام لونڈی کا نکاح جو مولے نے کرکے آزاد کیا اور اسیطرح مجنونہ کا نکاح جو اوسکے بیٹے نے کیا ہو بشرطیکہ باپ دادا کی بدتدبیری اوراہ بیباکی معروف نہ ہو ورنہ نکاح صحیح نہین بالاتفاق یا باپ دادا نے مست ہوکر نکاح کیا یا فاسق یا شریر یا محتاج سے نکاح کیا جو نان نفقہ دینے پر قادر نہین یا ذلیل کسب والے سے مثلاً خاکروب یا موچی یا جولاہہ سے نکاح کیا تو بھی نکاح صحیح نہ ہوگا (کیونکہ ایسی صورت مین حماقت ولی کی کھل گئی گمان شفقت زایل ہوگیا

(۲۵۵) اگر نکاح کیا صغیر یا صغیرہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرے نے
اگرچہ ماں ہو یا قاضی یا باپ کا وکیل تو ہرگز غیر کفو (نقصان صریح) سے نکاح
صحیح نہ ہوگا۔ کذا فی فتح القدیر غایۃ البیان۔
(۲۵۶) اگر باپ دادا نے اپنے وکیل سے مہر کی مقدار معین کر دی تو نکاح
صحیح ہوگا۔ کذا فی الفایق۔
(۲۵۷) اگر نکاح کر دیا عورت کا سوائے باپ دادا کے کسی دوسرے نے
کفو سے ساتھ مہر مثل کے تو نکاح صحیح ہے لیکن صغیر اور صغیرہ اور احمق
اور مجنون کو اختیار ہے نکاح فسخ کر دینے کا اگرچہ بعد دخول کے ہو۔
(۲۵۸) فسخ کا اختیار ہے بالغ ہونے کے وقت اور بعد بلوغ ہونے کے
نکاح کے معلوم ہونے کے وقت (یعنی اول سے اگر نکاح معلوم تھا تو بلوغ
کے وقت اختیار ہے اور اگر اول سے نکاح معلوم نہ تھا تو بعد بلوغ کے بھی معلوم
ہونے تک اختیار ہے۔
(۲۵۸) صغیرہ لونڈی کا نکاح مالک نے کر دیا پھر اوسکو قبل بلوغ آزاد
کر دیا تو اونمیں دو اختیار (یعنی اختیار عتق اور اختیار بلوغ) جمع ہو گئے۔
(۲۵۹) صغیرہ لونڈی کو اختیار عتق سے فسخ کا اختیار ہے اور یہ قوی
ہے خیار بلوغ سے (کیونکہ خیار عتق بسبب سکوت اور قیام مجلس کے باطل
نہیں ہوتا ہے بخلاف خیار بلوغ کے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۲۶۰) اگر بالغ ہوئے زوجہ اور زوج صغیر ہی اور زوجہ نے نکاح توڑنا
چاہا تو تفریق کرادی جاویگی دونوں صغیر کے باپ کے روبرو یا وصی کے روبرو بسبب
حکم قاضی کے۔
(۲۶۱) اگر وقت بلوغ صغیرہ کے قاضی نے نکاح فسخ نکیا یہاں تک کہ دونوں

مین سے ایک مرگیا تو بہ سبب باقی رہنے نکاح کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آوے گا (کیونکہ موت بمنزلہ دخول کے ہے مہر پورا کرنے مین)۔

(۲۶۲) پھر جدائی اگر عورت کی طرف سے ہے تو فسخ ہے نکاح کا کم نہین آتا طلاق کے عدد تو یعنی اگر صرف بعد فسخ کے بخوشی اوسکے نکاح کیا تو زوج پوری تین طلاق کا مالک ہوگا یہان وہ فرقت مرادہی جو غیر ہے خیار بلوغ کے کیونکہ وہ تو محض فسخ ہے طلاق کا اوسمین احتمال نہین۔

(۲۶۳) نہین لاحق ہوتی طلاق اوس عورت کو جو فسخ کی عدت مین ہے مگر مرتد ہو جانے مین طلاق لاحق ہوتی ہے (یعنی مرتدہ کی عدت مین طلاق پڑسکتی ہے۔

(۲۶۴) اگر فرقت جانب زوج سے ہے تو طلاق ہے۔ فرقت زوج سے فرقت مرادہی جو عورت کی طرف سے نہو سکے تو تقبیل اور اسلام اور ارتداد اور خیار بلوغ وغیرہ فرقت زوجہ سے نکل گئے (کیونکہ اس قسم کی فرقت طلاق نہین بلکہ فسخ ہے اسواسطے کہ مرد اور عورت دونون کی طرف سے فرقت ہوتی ہے نہ مخصوص ساتھ مرد کے۔

(۲۶۵) مرد کی طرف سے فرقت طلاق ہے لیکن ملک (یعنی ایک مرد نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو خرید لیا تو نکاح فسخ ہوگیا اور جدائے مرد کیطرف سے ہووے تو طلاق نہوئی فسخ ہوا) یا ارتداد مین طلاق نہین (کیونکہ ارتداد زوجہ بھی فسخ ہے طلاق نہین ہے۔

(۲۶۶) ہم حنفیون کے نزدیک جو جدائی زوج کی طرف سے ہو اون سب جدائیون مین زوج پر مہر دینا واجب ہے سوائے خیار بلوغ کے کہ اوسمین

مہر ساقط ہے۔ کذا فی الدر فی الطحطاوی

(۲۶۷) مشروط ہے سب جدائیون مین حکم قاضی کا مگر آٹھ جدائیون مین قاضی کا حکم شرط نہین ہے کوئی فرقت بدون حکم قاضی کے تمام نہین ہوتی زوجین کو قاضی کے پاس رجوع کرنا ضرور ہے مگر ان جدائیون مین قاضی کے حکم کی کچھ ضرورت نہین ہے۔ فرقت خیار عتق کی۔ فرقت ملک کی۔ فرقت اسلام حربی کی۔ فرقت تقبیل وغیرہ کی۔ فرقت سبی کی۔ فرقت ایلا کی فرقت تباین دارین کی۔ فرقت فساد عقد کی۔

(۲۶۸) جدائی نکاح کی دو جنس مین منحصر ہے۔ فسخ یا طلاق۔

(۲۶۹) جو جدائی بمرتبہ فسخ کے ہے وہ بارہ ہین۔ کذا فی نہر الفایق

اول۔ تباین دار مثلاً عورت دار الحرب چھوڑکر دار الاسلام مین آئی مسلمان ہوکر یا ذمیہ ہوکر تو اپنے شوہر سے جدا ہوگی تو فی الفور اوسکا نکاح درست ہے

دوم فرقت کمی مہر کے ساتھ نکاح ہوکے مثلاً عورت نے اپنا نکاح مہر مثل سے کم پر کر لیا تو ولی دونون مین تفریق کر دے گا اگر قبل دخول کے تفریق ہو تو کچھ مہر نپاوے گی اگر بعد دخول کے تفریق ہووے تو مہر مسمی پاوے گی۔

سوم فرقت فساد عقد کے سبب سے مثلاً لونڈی سے نکاح کیا حرہ پر۔

چہارم فرقت فقدان کفو کے سبب سے مثلاً عورت نے نکاح کیا غیر کفو سے تو اولیا کو حق فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔

پنجم فرقت تقبیل کے سبب سے مثلاً عورت نے شوہر کے بیٹے کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر نے زوجہ کی بیٹی کو مساس کیا تو نکاح فسخ ہوگیا۔

ششم فرقت سبی یعنی عورت کا مقید ہو کر دار الاسلام مین آنا تباین دار سے جدا ہوتی ہے سبی سے جدا نہین ہوتی اگر سبی مع تباین دار مراد لیجے تو فقط تباین دار فرقت مین کافی ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

ہفتم فرقت بوجہ مسلمان ہو جانے حربی کے مثلاً شوہر حربی مسلمان ہوا اور عورت کے تین حیض گذر چکے یا تین مہینہ گذر گئے تو یہ جدائی فسخ ہے۔

ہشتم فرقت ارضاع یعنی شیرخواری مثلاً جوان عورت نے اپنی چھوٹی سوت کو دودھ پلایا جسکی عمر دو برس سے کم تھی تو دونوں کا نکاح فسخ ہو گیا۔

نہم فرقت خیار عتق یعنی صغیرہ لونڈی کا نکاح کر دیا پھر اوسکو قبل بلوغ ازاد کر دیا تو اب اوسکو خیار عتق حاصل ہے واسطے فسخ نکاح کے۔

دہم فرقت خیار بلوغ یعنی صغیرہ حرہ کا نکاح کر دیا کسی نے سوا باپ دادا کے تو وقت بلوغ کے صغیرہ نکاح فسخ کر سکتی ہے

یازدہم فرقت ارتداد یعنی مثلاً مرد مرتد ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔

دوازدہم فرقت ملک بعض مثلاً زوجہ زوج کی مالکہ ہو جاوے یا زوج زوجہ کا مالک ہو جاوے کل ملکیت ہو یا بعض تو نکاح باقی نرہیگا (ملک بعض اسواسطے کہا کہ جب ملک بعض مین فرقت ہوے تو ملک کل مین بطریق اولی فرقت ہو گی۔

(۲۷) جو جدائی بمنزلہ طلاق کے ہے وہ چار ہین کذا فی نہر الفایق۔

اول فرقت مجبوب مثلاً عورت نے مرد کو مقطوع الذکر والخصیتین پایا۔

دوم فرقت عنین مثلاً عورت نے مرد کو نامرد پایا۔

سوم فرقت ایلا مثلاً مرد نے چار مہینہ صحبت نکرنے کی قسم کھائی اور چار مہینہ بدون جماع کے گذر گئے۔

چہارم فرقت لعان شاہد مردنے عورت کو بدکاری کے ساتھ منسوب کیا بدون گواہون کے پھر کاذب پر لعنت کر کے دونون مین جدائی ہوگئی۔

(۲۷۱) باطل ہوتا ہے اختیار باکرہ کا بشرطیکہ مختار ہو سکوت مین معذور نہو اور اصل نکاح کا علم رکھتی ہو تو اگر چھینک اور کھانسی آنے سے یا کسیکے منہ بند کر لینے سے بول نہ سکے تو یہہ سکوت عذری مبطل خیار نہین اسیطرح اگر قبل خلوت کے باکرہ نے مقدار مہر کی پوچھی یا زوج کا حال پوچھا یا سلام کہا شاہدون پر تو ایسے کلام سے اختیار باطل نہین ہوتا کذا فی نہر الفائق۔

(۲۷۲) خیار بلوغ کا دراز نہین ہوتا آخر مجلس تک کیونکہ خیار بلوغ کو مثل شفعہ کے اتحاد مجلس ضرور ہے یعنی مجلس مین عورت کو بلوغ ہوا یا علم نکاح کا ہوا تو فوراً اظہار کرے اگر سکوت کریگی تو پھر سماعت نہوگی

(۲۷۳) اگر حق شفعہ کا خیار بلوغ کے ساتھ جمع ہوا تو ابتدا اختیار بلوغ سے کرے کیونکہ یہہ دینی امر ہے اور گواہ کرے اپنے بلوغ پر یون کہتی ہوئی کہ مین اب بالغ ہوئی یہہ کہنا احیاء حق کی ضرورت کے سبب سے ہے

(۲۷۴) جیسے خون حیض کا دیکھے طلب کرے پس اگر رات کو خون دیکھے تو زبان سے یون طلب کرے کہ مین نے نکاح فسخ کیا اور صبح کو گواہ کرے اور کہے کہ مین نے خون اب دیکھا کیونکہ حیض ہر دم اندک اندک جاری رہتا ہے صبح کو یہہ کہنا کہ مین نے اب دیکھا کذب نہین ہے علاوہ اسکے بضرورت احتیاط حق اسمین کذب بھی روا ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی

(۲۷۵) سکوت سے خیار بلوغ کا باطل ہو جاتا ہے اگرچہ حرہ باکرہ حق خیار سے جاہل ہو کیونکہ دار الاسلام مین حرہ کا عذر جہل اسواسطے قبول نہین ہوسکتا کہ وہ جان و مال کی مالک بھی اوسنے کیون احکام شرعی نسیکھے

(۲۷۶) بخلاف آزاد کے خیار کے کہ اوسکو امتداد ہے دریافت ہونے تک بہ سبب مصروف رہنے لونڈی کے خدمت مولی مین (لونڈی کا عذر جہل اسواسطے مقبول اور معتبر ہے کہ مالک کی خدمت سے فراغت نہ تھی کہ احکام شرعی کو سیکھتی)

(۲۷۷) خیار صغیر اور ثیب کا جبکہ وہ بالغ ہون باطل نہین ہوتا سکوت سے بدون رضامندی صریح کے یا جو فعل کہ رضامندی پر دلالت کری جیسے بوسہ لینا اور مساس کرنا اور مہر کا دینا پس اگر لڑکا نابالغ تھا اور ثیب بھی صغیرہ تھی اور نکاح کردیا غیر اب وجد نے تو اونکا خیار بمجرد بالغ ہونیکے باطل نہین ہوتا اور دونون کے کھڑے ہوجانے سے مجلس سے اونکے اختیار کا وقت تمام عمر ہے سو باقی رہیگا اختیار جبتک رضامندی پائی جاوے۔

(۲۷۸) اگر شوہر نے بعد بلوغ ثیب کے جماع کیا اور عورت نے دعوی کیا کہ جماع زبردستی سے تھا تو عورت کی تصدیق کی جاویگی (کیونکہ ظاہر حال اوسکا مصدق ہے۔

(۲۷۹) قاعدہ یہ ہے کہ جو دعوی اپنی زبردستی کا کرے اوسکا قول لایق اعتبار کے ہے اگرچہ وہ شی حاکم کی قید مین ہو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہیے

(۲۸۰) ولی النکاح (وہ ہے (نہ ولی المال مین) وہ ہے جو عصبہ بذات خود ہو یعنی عصبہ بنفسہ ہو تو عصبہ بنفسہ کی قید سے عصبہ مع غیرہ نکل گیا۔

(۲۸۱) عصبہ بنفسہ وہ ہے جو لگاو رکھے میت سے یعنی ازاد عورت غیر مکاتبہ سے بدون واسطے عورت کے مثلاً باپ اور بیٹا اور مولی عصبہ

بنفسہ ہین کذا فی حاشیۃ المدنی

(۲۸۲) ولایت نکاح کی ترتیب اوپر ترتیب وراثت اور حجب کے ہی تو مقدم ہوگا مجنونہ کا بیٹا مجنونہ کے باپ پر (کیونکہ بیٹا حاجب ہوتاہے باپ کا ساتھ حجب نقصان کے اسواسطے ولایت بیٹے کی مقدم ہوئی باپ پر –

(۲۸۳) شرط ولایت عصبہ بنفسہ کی یہہ ہے کہ مکلف اور مسلمان ہو عورت مسلمان کے حق مین (کیونکہ کافر کی ولایت نہین ہے اور عبد اور صغیر کی تو مطلق ولایت نہین ہے ۔

(۲۸۴) مسلم کو کافرہ پر ولایت نکاح وہاں نہین ہے مگر عام سبب سے البتہ ولایت ہے مثلاً مسلم مالک ہو کافر لونڈی کا یا بادشاہ ہو یا قاضی یا شاہد ہو –

(۲۸۵) کافر کو ولایت ہے اپنی بیٹی کافرہ پر باتفاق اصل کفر مین عما ثلت چاہیے گو ملت ہر ایک کی جدا ہو مثلاً نصرانی کو یہودی کی بیٹی پر ولایت ہے ۔

(۲۸۶) اگر عورت کا کوئی عصبہ نہو تو ولایت نکاح کی ماں کو ہے پھر دادی کو (قنیہ مین اسکے عکس ہے) پھر ولایت ہے بیٹی کو مجنون اور مجنونہ کی پھر پوتی کو پھر نواسی کو اسیطرح آخیر فروع تک پھر ولایت ہے نانا کو پھر سگی بہن کو پھر سوتیلی بہن کو پھر مادری اولاد کی اولاد کو –

(۲۸۷) پھر ولایت بقیہ ہے ذوی الارحام کو یعنی پھوپھیون کو پھر ماموں کو پھر خالاؤن کو پھر چچا کی بیٹیون کو اسی ترتیب سے اون کی اولاد کو یعنی اصلی پھوپھیون کی اولاد کو پھر ماموں کی اولاد کو علی ہذا القیاس نیتمی

(۲۸۸) پھر ولایت ہے مولی الموالات کو (مولی الموالات اوسکو کہتے ہین جو کسیکے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہو) مثلاً زید کے ہاتھ پر خالد مسلمان ہوا اور وہ مجہول النسب تھا وہ مر گیا تو اوسکی بیٹی صغیرہ کے نکاح کی ولایت زید کو ہوگی۔

(۲۸۹) پھر ولایت ہے بادشاہ کو پھر قاضی کو جسکی سند قضا مین تصریح کردیگئی ہو نکاح صغار کی ولایت کی پھر قاضی کے نائبون کو اگر قاضی کو تزویج صغار کا حکم نہ ہو تو قاضی کی نائبون کو تزویج صغار کی درست نہین ہے

(۲۹۰) جائز نہین وصی کو وصی ہونے کی راہ سے کہ نکاح کرے یتیم کا کسی طرح اگرچہ اوسکو باپ نے نکاح کردینے کی وصیت کی ہو۔

(۲۹۱) جائز نہین قاضی کو تزویج صغیرہ کی اپنی ذات کے واسطے نہ اوس سے جسکی گواہی اوسکے حق مین مقبول نہین یعنی جیسے باپ اور بیٹا کذا فی معین الحکام

(۲۹۲) صغیرہ نے نکاح کیا اپنا اوس جگہ جہان کوئی ولی اور حاکم یعنی قاضی وغیرہ نہین ہے تو یہہ نکاح موقوف رہیگا اور نافذ ہوگا بسبب اجازت صغیرہ کے بعد بالغ ہونے کے (یہہ نکاح باطل نہین ہے بلکہ موقوف ہے کیونکہ بادشاہ اوسکا اجازت دینے والا موجود ہے سوال صدور عقد کے وقت اگر اوسکا کوئی مجیز یعنی اجازت دہندہ نہ ہو تو وہ عقد باطل ہے جواب اوسکا مجیز بادشاہ موجود ہے۔

(۲۹۳) اگر نکاح کیا دو برابر کے ولی (مثلاً دو بھائی یا دو چچا) نے تو پہلا نکاح مقدم ہوگا اور تقدم اور تاخیر نہ معلوم ہو تو دونون باطل ہونگے

(۲۹۴) جائز ہے ولی ابعد کو نکاح کردینا ولی اقرب کے غائب ہونے مین

پس اگر نکاح کردیا ابعد نے اقرب کی موجودگی مین تو نکاح موقوف رہیگا اوسکی اجازت پر مثلاً سوتیلے بھائی نے نکاح کردیا سگے بھائی کے ہوتے تو نکاح موقوف رہیگا سگے بھائی کی اجازت پر سگا بھائی چاہے تو جائز رکھے چاہے باطل کردے۔ کذا فی قہستانی اور اگر اقرب مرگیا یا بالکل غائب ہوگیا تو اب ولایت ابعد پر پھر آئی تو بھی نکاح جائز نہ ہوگا بدون اوسوقت کی اجازت کے

(۲۸۵) تزویج ابعد کی جائز ہے جب اقرب غائب ہو بمقدار مسافت قصر کے یعنی تین شبانہ روز کے اسی پر فتوی ہے بتبیین مین کذا فی حاشیۃ المدنی

(۲۸۶) غیبت کی مقدار یہان تک ہے کہ کفو منگنی کرنے والی کا ولی اقرب کے جواب کا منتظر نہ رہ سکے اسی پر فتوی ہے ملتقی با تانی ابن کمال بحر الرایق حاشیۃ المدنی۔

(۲۸۷) ثمرہ اختلاف بین القولین کا اوس ولی اقرب مین ظاہر ہوگا جو چھپ رہا شہر مین اسطرح کہ معلوم نہین ہوسکتا کہ یہ اختفا غیبت منقطعہ ہے یا نہین اس صورت مین بموجب روایت متن کے ابعد کی تزویج جائز نہوگی کیونکہ مسافت قصر کی نہین اور بموجب روایت ملتقی کے جائز ہے اگر کفو انتظار نکر سکے۔

(۲۸۸) اگر نکاح کیا عورت کا ولی اقرب نے اپنے محل غیبت مین تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا بنا بر قول ظاہر کے کذا فی ظہریہ۔

(۲۸۹) نہر الفایق مین ہے کہ یہ نکاح جائز نہین کیونکہ بسبب غیبت کے ولایت منقطع ہوگی محیط مبسوط حاشیۃ المدنی۔

(۲۹۰) اور ثابت ہے کہ اولیاء ابعد اولیاء نسبی سے ہون تو بادشاہ اور

قاضی نکل گیا کذا فی شرح الوہبانیہ
(۲۹۱) اگر خوف ہو کفو نکلنے کا اور ولی اقرب نکاح نکرے تو قاضی نکاح کردے قہستانی عن غیاث المفتیین
(۲۹۲) اقرب کی امتناع تزویج سے ابعد کو نکاح کردینا ثابت ہے بالاجماع (کیونکہ جب اقرب نے بالکل نکاح کو روک دیا تو ولایت سے معزول ہوا اسوقت ابعد قایم مقام اقرب ہوگا۔
(۲۹۳) باطل نہ ہوگی غیبت اقرب مین تزویج ابعد کی جو پہلے ہوچکی اقرب کے پھر آنے سے بسبب حاصل ہونے تزویج کے پوری ولایت سے۔
(۲۹۴) ولی نکاح مجنون اور مجنونہ کا بیٹا ہے نہ باپ اگرچہ بیٹا سافل ہو مثل پوتہ پرپوتہ کی امام اور ابو یوسف کے نزدیک (اور مال کے تصرف مین تو باپ ولی ہے باتفاق شیخین اور محمد کے) اگرچہ جنون عارضی ہو (بہتر ہے کہ باپ مجنونہ کے نکاح کردینے کا امر کے بیٹے کو تا کہ باتفاق امام اور صاحبین کے صحیح ہو۔
(۲۹۴) اگر اقرار کیا صغیر یا صغیرہ کے ولی نے یا مرد کے وکیل یا عورت کے وکیل نے یا غلام کے میان نے نکاح کا تو اقرار نافذ نہ ہوگا کیونکہ اقرار اپنی ذات پر حجت ہوتا ہے نہ غیر پر۔
(۲۹۵) صغیر اور صغیرہ جب کہ بالغ ہوکر نکاح کے منکر ہون اوسوقت مین ولی کا اقرار نافذ نہین۔
(۲۹۶) اگر ولی نے اون کی حالت صغر مین نکاح کا اقرار کیا اور دونون نے بعد بلوغ کے اوسکا انکار نکیا تو بالاتفاق صحیح ہے تنقیح القدیر حاشیہ المدنی
(۲۹۷) لونڈی کے مالک کا اقرار نافذ ہے (کیونکہ منافع اوسکی قربت کے

مولی کی ملک ہین مثلاً ایک مرد نے ایک لونڈی کے نکاح کا دعوی کیا اور اوسکے گواہ نہین اور اوس لونڈی کے میان نے اوسکی تصدیق کی تو اقرار مولی کا نافذ ہوگا۔

(۲۹۸) اقرار ولی کا اوسوقت نافذ ہوگا جب گواہ گواہی دین نکاح کی اسطرح پر کہ قاضی قایم کرے ایک کو مدعی علیہ صغیر کی طرف سے تاکہ وہ نکاح کا انکار کرے پھر اوسپر گواہ قایم ہون۔

(۲۹۹) یا صغیر اور صغیرہ بالغ ہون پھر اوسکی تصدیق کرین (یعنی ولی کے اقرار کی) یا تصدیق کرے موکل اپنے وکیل کی اقرار کی یا غلام اپنے میان کے اقرار کی نزدیک امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبین کے نزدیک بدون شہادت کے بھی ولی وغیرہ کے اقرار کی تصدیق ہوگی۔

(۳۰۰) یہہ مسئلہ اقرار کا خارج ہے فقہا کے اس قول سے کہ جو مالک ہے انشا کا وہ مالک ہے اقرار کرنے کا بھی باوجودیکہ ولی انشاء نکاح کا مالک ہے لیکن اقرار نکاح کا مالک نہین تو یہہ مسئلہ قاعدہ مذکورہ سے مستثنی ہے اور اس استثناء کی اور بھی مثالین ہین مثلاً وصی یتیم کا قرض لیا تو وصی اوسکے انشاء کا مالک ہے اور اوسکے اقرار کا مالک نہین ہے۔ یعنی اوسکا اقرار بدون شہادت کے نافذ نہین ہے۔

(۳۰۱) سوال رکیا درست ہے ولی مجنون اور احمق بدتدبیر کو اوسکا نکاح کر دینا ایک عورت سے زیادہ شارح صاحب النہر کا پیرو ہو کر کہتا ہے یہہ مسئلہ اپنے مذہب مین مین نے نہین دیکھا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو منع کیا ہے اور اوسکو حمی سکے حق مین جائز رکھا ہے بسبب حاجت کے

باب الکفاءت یہہ باب ہے کفو کے بیان مین

عرب کسی چیز کے برابر ہونے کو کافاہ بولتے ہین (کتاب النکاح بین کفارت سے مراد مخصوص برابری ہے۔ یا ہونا عورت کا کمتر مرد سے۔ سو اگر عورت نے اپنا نکاح کیا افضل مرد سے تو یہان ولی کو حق تفریق کرانے کا نہین ہے کیونکہ ولی کو مقام ننگ نہین ہے۔

(۳۰۲) برابر ہے معتبری شروع نکاح مین تو اگر نکاح کے وقت مرد عورت کی برابر تھا پھر کمتر ہو گیا۔ مثلاً فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہین ہوگا کیونکہ معتبر ہے لزوم نکاح کے واسطے۔

(۳۰۳) ہر چند نکاح بدون کفارت کے بھی صحیح ہے مگر ولی کا حق اعتراض باقی ہے۔

(۳۰۴) کفارت کا اعتبار ہے مرد کی جانب سے کیونکہ عورت شریف انکار کرتی ہے کمتر کے فراش ہونے سے اور مرد طالب ہے فراش کا تو اوسکو رنج نہ ہوگا کمتری مفروش سے۔

(۳۰۵) کفارت کا اعتبار مرد کی جانب مین ہے امام اور صاحبین اور سب کے نزدیک قول صحیح مین کذا فی الخبازیہ لیکن ظہیرہ وغیرہ مین عورت کی کفارت کا اسقاط امام کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک کفارت بہتر معتبر ہے عورت کی جانب مین بھی۔

(۳۰۶) کفارت حق ہے ولی بمانند حق عورت کا۔ تو نکاح کیا عورت نے ایک مرد سے اور حال اوسکا عورت کو معلوم نہ تھا سو ناگہان وہ غلام نکلا تو عورت کو اختیار نہ ہوگا بلکہ اوسکے اولیا کو حق فسخ کا ہوگا۔

(۳۰۷) اولیا نے عورت کا نکاح کر دیا اوسکی رضامندی سے اور نجانا اولیا نے عدم کفارت کو پھر معلوم کیا کہ زوج کفو نہین ہے تو کسیکو اختیار

فسخ نہین ہے مگر جب کہ شرط کر لی ہے اولیا نے کفاءت کی اور خبر کر دی ہو زوج نے کفو ہونے کی نکاح کے وقت پھر ظاہر ہوا کہ کفو نہین ہے تو اولیا کو حق فسخ ہوگا۔ کذا فی الولوالجیہ

(۳۰۸) سمجھی کفاءت واسطے لزوم نکاح کے بخلاف امام مالک کے اونکے نزدیک کفاءت کا کچھ اعتبار نہین ہے۔

(۳۰۹) اور اعتبار برابری کا بحیثیت نسب کے ہے اسلیے کہ آدمی نسب کا بڑا فخر کرتا ہے قریش آپسمین ہمسر و برابر ہین قریش اولاد نضر بن کنانہ کی ہین جنمین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بارہوین پشت مین ہین پھر باقی عرب آپسمین ہمسر ایکدوسرے کے ہین۔ عجم کے لوگ ہمسر عرب کے نہین ہین۔

(۳۱۰) کفاءت نسب کا اعتبار فقط عرب مین ہے اسلیے کہ عجم کے لوگون مین نسب ضایع ہو گیا تو ان مین برابری معتبر ہے حر ہونے مین اور مسلمان ہونے مین۔

(۳۱۱) جو مرد خود مسلمان ہو یا آزاد ہو وہ برابر نہین ہے اوس عورت کے جسکا باپ مسلمان یا حر ہے یا آزاد ہے اور ماں اوسکی حرۃ اصلی ہے

(۳۱۲) جس مرد کا باپ مسلمان یا حر ہے وہ برابر نہین ہے اوس عورت سے جسکا باپ اور دادا دونون مسلمان ہون اور باپ دادا کا حر اور مسلمان ہونا برابر ہے چند پشت کے اسلام اور حر ہونے کے یعنی دو پشت کی آزادی اور اسلام برابر ہے۔ آزادی اور اسلام دس پشت کے بسبب تمام ہونے نسب کے دادا پر

(۳۱۳) برابر ہے مسلمان بنفسہ آزاد بنفسہ کے اسلیے کہ مسلمان کے باپ

دادا حر تھے مگر مسلمان نہ تھے۔ اور آزاد کے باپ دادا مسلمان تھے مگر حر نہ تھے تو غیب سے دونون خالی نہین ہے فتح القدیر

(۳۱۴) جو مرد آزاد ہے کم ذات کا وہ برابر نہین اوس عورت کے جسکا آزاد کرنیوالا شریف ہے۔

(۳۱۵) جو مرتد ہو کر پھر مسلمان ہوا وہ برابر ہے اوس مسلمان کے جو مرتد نہین ہوا۔

(۳۱۶) کفاءت درمیان دو ذمیون کے معتبر نہین مگر واسطے دفع فساد کے یعنی راجہ اور چمار دونون برابر ہین لیکن قاضی راجہ کی بیٹی کی جدائی کر دیگا جس نے چمار سے نکاح کیا بخیال رفع فساد کے نہ بخیال کفاءت کے

(۳۱۷) معتبر ہے عرب اور عجم مین کفاءت دینداری کی یعنی پرہیزگاری کی تو مرد فاسق برابر نہین عورت صالحہ کے یا فاسقہ کے جو صالح کی بیٹی ہے فاسق خواہ معلن ہو یا غیر معلن بنابر قول ظاہر کذا فی نہر۔

(۳۱۸) معتبر ہے کفاءت مال مین اسطرح کہ زوج قادر ہو مہر معجل پر بطور رواج کے اور قادر ہو ایک مہینہ کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہو۔

(۳۱۹) اگر پیشہ ور ہو تو کسب کر سکتا ہو ہر روز بقدر کفایت نفقہ عورت کے قدرت نفقہ پر اوسوقت ضرور ہے جب کہ عورت کو برداشت جماع کی ہو۔ ورنہ قدرت فقط مہر معجل کی کافی ہے۔ کذا فی ذخیرہ۔

(۳۲۰) برابری معتبر ہے پیشہ مین سو جولاہہ کی برابری نہین درزی کی بیٹی سے اور درزی برابر نہین بزاز اور سوداگر کے اور یہہ دونون برابر نہین عالم اور قاضی کے۔

(۳۲۱) حکام ظالمین کے خدام تو سب پیشہ ورون سے خسیس اور بدتر

ہین اگرچہ صاحب مروت اور مالدار ہون کیونکہ اونکا مال ظلم وستم سے جمع ہوا ہے

(۳۲۳) وقف کے وظائف اور روزینہ دار اور خطیب اور امام ہمسر ہے تاجر کا اگر وضیفہ حقیر نہ ہو جیسے دربانی اور قرأت اشعی مدرس یا ناظر ہمسر ہے امیر کی بیٹی کا مصر مین کذا فی بحر

(۳۲۳) کفاءت مین شہر کا کچھ اعتبار نہین ہے لوگا لون کا رہنے والا کفو ہے شہر کے رہنے کا نہ کفو مین خوبصورتی کا اعتبار ہے نہ عقل کا اعتبار ہے نہ آن عیوب کا اعتبار ہے جنسے بیع فسخ ہو جاتی ہے جیسے جذام اور برص اور گندہ دہنی برخلاف مذہب شافعی کے۔

(۳۲۴) اعتبار کفاءت کا سے نزدیک شروع عقد کے تو ضرر نہین کرتا زوال ہمسری کا بعد عقد کے مثلاً شروع عقد مین ہمسر تھا پھر فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہ ہو گا۔

(۳۲۵) اگر شوہر پہلے دباغ تھا پھر تاجر ہو گیا تو اگر دباغت کی عار باقی ہے ہمسر نہ ہو گا اور اگر دباغت کی عار باقی نہین ہے تو ہمسر ہو گا کذا فی نہر الفائق۔

(۳۲۶) مرد عجمی برابر نہین ہے عورت عربی کے اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ بقول اصح فتح القدیر بحر الرائق

(۳۲۷) لڑکا کفو ہے بسبب مالداری اپنے باپ کے یا مان کے یا اپنے دادا کے کذا فی نہر (کیونکہ اکثر یہ لوگ اپنے بیٹے کا مہر اوٹھا لیتے ہین یعنی مہر معجل کا بار اوٹھا لیتے ہین نہ نفقہ کا کذا فی ذخیرہ۔

(۳۲۸) نکاح کیا عورت نے کمتر مہر مثل سے تو جائز ہے ولی عصبہ کو روک دینا یہان تک کہ مہر مثل اوسکا پورا ہو جاوے یا جدائی کر دے قاضی دونون مین (کیونکہ حق ولی کا واسطے دفع عار کے ہے)

(۳۲۹) اگر طلاق دی عورت مذکور کو شوہر نے قبل تفریق ولی کے دخول سے پہلے تو نصف مہر معین ملیگا۔

(۳۳۰) اگر تفریق کردی ولی نے دونون مین قبل وطی کے تو کچھ مہر نہین ملیگا۔ اور اگر بعد دخول کے تفریق ہوئی تو پورا مہر ملیگا۔

(۳۳۱) اگر دونون مین کوئی مر گیا قبل تفریق کے تو مہر نعین ملے گا۔ کیونکہ ولی کو مہر مثل پورا کر لینے کا مطالبہ نہین رہا بوجہ آخر ہونے نکاح کے بوجہ فوت کے۔ کذا فی جواہر الفتاوی۔

(۳۳۲) امر کیا ایک نے دوسرے کو کسی عورت کے نکاح کر دینے کا سو وکیل نے نکاح کر دیا لونڈی سے تو نکاح نافذ ہوگا۔ اور صاحبین نے کہا کہ یہہ نکاح صحیح نہین ہے یعنی نافذ نہین ہے کیونکہ نکاح کرنے پر ہر ایک کو قدرت ہے تو وکیل کرنے سے عمدہ غرض یہہ ہے کہ نکاح ہمسر اور برابر سے نہ کمتر سے قول صاحبین کا بہتر ہے فتوی دینے کے واسطے شرح طحطاوی۔

(۳۳۳) اجماع کیا فقہا نے اسپر کہ اگر نکاح کر دیا وکیل نے موکل کا اپنی چھوٹی بیٹی سے یا اپنی محکوم عورت سے خواہ ازاد لونڈی ہو اوسکی یا بھتیجی تو جایز نہ ہوگا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۳۴) اسیطرح جایز نہین ہے وہ نکاح جو امر کیا ایک نے دوسرے کو کہ نکاح کر دے معین عورت سے یا حرہ یا لونڈی سے پھر وکیل نے مخالفت کی یا عورت نے اپنے وکیل سے اپنے نکاح کر دینے کو کہا اور زوج معین نکیا سو وکیل نے اوسکا نکاح کیا غیر کفو سے تو نکاح جایز نہین بالاتفاق۔

(۳۳۵) ایک مرد نے امر کیا ایک عورت سے نکاح کر دینے کا اوسنے دو عورتون سے نکاح کر دیا ایک عقد مین تو یہہ نکاح نافذ نہ ہوگا بسبب مخالفت امر کے۔

(۳۳۶) جائز ہے موکل کو دو عورتون کا نکاح درست رکھے یا ایک عورت کا اور اگر دو عقد مین ہوا تو پہلا نکاح لازم ہوگا دوسرا موقوف رہیگا موکل کی اجازت پر۔

(۳۳۷) ایک مرد نے کہا دوسرے کو کہ دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کر دے سو وکیل نے ایک عورت سے یا دو عورت سے دو عقد مین نکاح کر دیا تو جائز ہے۔

(۳۳۸) اگر کہا موکل نے کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی عورتون سے ایک عقد مین اور وکیل نے دو عقد مین دو عورتون سے نکاح کر دیا یا یون کہا تھا کہ میرا نکاح نکرنا مگر دو ہی عورتون سے دو عقد مین سو وکیل نے دو عورتون سے نکاح کر دیا ایک عقد مین تو یہہ مخالفت جائز نہ ہوگی۔

(۳۳۹) موقوف نہین ہے ایجاب اوسکے قبول کرنے پر جو مجلس ایجاب سے غائب ہے حاضر نہین تمام عقود معاوضہ مثل نکاح و بیع و صلح وا جارہ وغیرہ مین بلکہ باطل ہو جاتا ہے اور نہین لاحق ہوسکتی اوسکو اجازت بالاتفاق

(۳۴۰) دونون طرف نکاح یعنی ایجاب اور قبول کا ایک شخص متولی ہوتا ہے فقط ایجاب سے جو قایم مقام ہے قبول کا اوسکی پانچ صورت ہین۔

ـا ایک شخص جانبین کا ولی ہو مثلاً زید یون کہے کہ مینے اپنی نواسی کا نکاح کر دیا اپنے پوتے سے۔

ـ۲ یا وکیل ہو دونون طرف سے اور یون کہے کہ مین نے نکاح کر دیا اپنی موکل کا اپنی موکلہ سے۔

۳ یا ایک طرف سے اصل اور دوسری طرف سے وکیل ہو اور کہے
کہ میں نے نکاح کیا اپنی موکلہ کا اپنی ذات سے۔
۴ یا ایک طرف سے اصل اور دوسری طرف سے ولی ہو اور کہے کہ
میں نے اپنے چچا کی بیٹی کا نکاح کیا اپنی ذات سے۔
۵ یا ولی ہو ایک طرف سے اور وکیل ہو دوسری طرف سے اور کہے
کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اپنے موکل سے بشرطیکہ شخص واحد ہو جو متولی
ہے طرفین کا فضولی ہو کسی طرف سے اس لئے کہ قبول کرنا فضولی کا شرعاً
معتبر نہیں اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایجاب موقوف نہیں رہتا ہے غائب
کے قبول پر۔
(۳۴۱) نکاح غلام اور لونڈی کا موقوف رہتا ہے مولیٰ کی اجازت پر
جسطرح نکاح کر دینا فضولی کا موقوف رہتا ہے زوج اور زوجہ کی اجازت
پر (فضولی وہ ہے جو غیر کے واسطے تصرف کرے بدون ولایت و وکالت کے
(۳۴۲) جائز ہے چچا کی بیٹی کو نکاح میں اپنی چچا کے لئے صغیرہ کے ساتھ
اور اگر وہ بالغہ ہے تو استیذان ضرور ہے یہانتک کہ اگر ابن عم نے نکاح
کر دیا بدون استیذان بالغہ کے اور وہ چپ رہی یا رضامندی کی تصریح
کر دی تو بھی نکاح جائز نہیں ہے نزدیک امام اعظم کے اور محمد کے اور
نزدیک ابو یوسف کے جائز ہے۔
(۳۴۳) اسیطرح مولے آزاد کرنے والے کو اور حاکم اور سلطان کو
نکاح بالغہ میں استیذان ضرور ہے بدون استیذان عقد جائز نہیں کذافی
جوہرہ بخلاف صغیرہ کے اسواسطے کہ قاضی اور سلطان کو صغیرہ سے
اپنا نکاح کرنا جائز نہیں ہے کذ

(۳۴۴) اگر حکم کیا باپ نے نکاح صغیرہ کا اپنی ذات کے ساتھ تو ہوگا
اصیل اپنی جانب سے اور ولی دوسری جانب سے اسیطرح [illegible] وکیل نے ولی
صغیرہ کے نکاح میں [illegible] ہوگا اپنے طرف سے اور ولی ہوگا صغیرہ کی طرف
سے [illegible] کوکہ [illegible] کا نکاح کرے اپنی ذات سے یہ نکاح
درست ہے [illegible] اپنی طرف سے اور وکیل ہوگا عورت کی طرف سے

(۳۴۵) اگر عورت نے وکیل کیا اپنے نکاح کردینے کا کسی دوسرے
وکیل نے اوسنے نکاح کیا اپنے ساتھ تو یہ نکاح جائز نہیں ہے (کیونکہ عورت
نے وکیل کو نکاح کر دینے والا قرار دیا نہ نکاح کرلینے والا۔

(۳۴۶) وکیل کیا عورت نے کہ تصرف کرے اوسکے امر میں یا کہا کہ
میرا نکاح کردے جس سے چاہے تو صحیح نہ ہوگا وکیل کو اوسکا نکاح کرلینا
اپنی ذات سے کذا فی فتاوی۔

(۳۴۷) جواز کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کرنے عورت
کے معرفہ یعنی ہوگیا تو داخل ہوگا معرفہ تحت نکرہ یعنی غیر معین کے خلاصہ
یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کے معین ہوگیا اور عورت نے کفوات میں
زوج کو معین نہیں کیا اور قاعدہ یہ ہے کہ معین غیر معین میں داخل نہیں ہوتا

(۳۴۸) اگر اجازت دی زوج یا زوجہ نے جائز رکھا نکاح فضولی کو
بعد اوسکے مرنے کے تو نکاح صحیح ہوگا (کیونکہ صحت نکاح میں اجازت کے
وقت قیام معقود لہ (یعنی جسکے واسطے نکاح منعقد ہوا اور احد العاقدین
کا) شرط ہے تو فقط ایک عاقد (یعنی فضولی) کی موت مضر صحت نکاح نہیں
ہے اسواسطے کہ دوسرا عاقد موجود ہے بخلاف بیع کے۔

(۳۴۹) قبل اجازت مالک کے فضولی مالک نہیں نکاح توڑنے کا بخلاف بیع کے

(۳۵۰) واسطے لازم ہونے عقد وکیل کے موافقت رکھنا موکل کے مہر مسمی مین شرط ہے اور عدم موافقت مین نکاح لازم نہ ہوگا موکل کو اختیار ہوگا قبول کرے یا نکرے۔

(۳۵۱) حکم پیامی کا مثل حکم وکیل کے ہے مثلاً مرد نے عورت کے پاس کسیکو بھیجا واسطے پیام نکاح کے اور عورت نے شہود کے روبرو قبول کرلیا تو نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ مہر مسمی مین مخالفت نہ کی ہو

باب المہر یہہ باب ہے مہر کے بیان مین

(۳۵۲) صداق اور صدقہ اور نحلہ اور عطیہ اور عقر یہہ سب نام ہین مہر کے اور اجر اور علایق اور حبا اور فریضہ بھی مہر کو کہتے ہین کذا فی حاشیۃ المدنی

(۳۵۳) جوہرہ مین ہے کہ بیویون مین عقر مہر مثل اور لونڈی مین دسوان حصہ قیمت باکرہ کا اور بیسوان حصہ قیمت ثیبہ کا عقر ہے۔

(۳۵۴) کمتر درجہ مہر کا دس درم ہین چاندی کے دس درم جو وزن مین سات مثقال کی برابر ہین زیادہ مہر کی کچھہ حد نہین۔

(۳۵۵) واجب ہین دس درم اگر کم کا نام لیا اور واجب ہے زیادہ جسقدر کیا نام لیا۔

(۳۵۶) دس درم شرعی کے ساڑھے اکتیس ماشہ ہوتے ہین جسکے ڈیڑھ ماشہ کم تین روپیہ ہوے اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو۔

(۳۵۷) درم سکہ دار ہون یا بے سکہ یعنی چاندی کی ڈلی یا پتر یا اگرچہ قرض ہو (یعنی شوہر کے کسی پر قرض تھے سو اوسنے نکاح مین اونہین دس درمون کا مہر کیا) تو جائز ہے یا کوئی ایسی جنس ہو جسکی قیمت دس درم ہون وقت نکاح کے سو اگر بعد نکاح کے قیمت کم ہوجاوے تو کچھہ ضرر نہین ہے لیکن جنس کی

قیمت کے مقدمن ہوسنے مین ایسب طلاق قبل وطی کے قبضہ کرنے سکے دن کا اعتبار ہے مثلاً عورت کا نکاح ایک کپڑے پر ہوا جسکی قیمت دس درم تھی لیکن جس دن عورت نے کپڑے پر قبضہ کیا تو قیمت اوسکی بیس درم ہوگئی تھی سو طلاق دی اوسکو شوہر نے قبل دخول کے اور کپڑا ضایع ہوگیا تو عورت کو دس درم پھیر دینا چاہیے (کیونکہ جس دن عورت کے قبضہ مین آیا تو بیس درم کا تھا) کذا فی حاشیۃ المدنی

(۳۵۸) پورا مہر لازم اور محکم ہوتا ہے بسبب وطی کے یا خلوت صحیحہ کے زوج کی طرف سے یا بسبب مرجانے زوج یا زوجہ کے یا بسبب دوبارہ نکاح کرنیکے عدت مین مثلاً مرد نے عورت کو طلاق باین دی بعد دخول کے پھر اوس سے نکاح کیا عدت مین پھر طلاق دی قبل دخول کے تو واجب ہوگا مہر دوسرا پورا اور عدت جداگانہ واجب ہوگی مہر کامل قبل خلوت کے اسواسطے واجب ہوا کہ وجوب عدت کا فوق ہے خلوت پر کذا فی البحر اور باین کی قید سواسطے لگائی کہ طلاق رجعی مین نکاح دوسرا نہین اور اول مہر کے سوا دوسرا مہر بھی نہین ہوتا ہے کذا فی الطحطاوی۔

(۳۵۹) مہر کامل ہوتا ہے بسبب ازالہ بکارت عورت کے پتھر یا اونگلی یا لکڑی یا موسم کی تیزی وغیرہ سے۔

(۳۶۰) اگر ڈھکیلنے سے ازالہ بکارت ہوا تو نصف مہر کا واجب ہوگا طلاق قبل وطی سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۳۶۱) اگر اجنبی کے ڈھکیلنے سے ازالہ بکارت ہوگیا تو اجنبی پر نصف مہر واجب ہوگا اگر طلاق ہوسے عورت کو قبل دخول کے اور اگر طلاق ہوے بعد دخول کے تو پورا مہر مثل واجب ہوگا۔ کذا فی نہر الفایق۔

(۳۶۲) واجب ہوتا ہے نصف مہر طلاق قبل وطی یا خلوت سے تو اگر نکاح

کیا عورت سے ایسی چیز پر جسکی قیمت پانچ درم تھی پھر اوسکو طلاق دی قبل وطی یا خلوت کے تو وہ چیز ادہی ملیگی عورت کو اور ڈہائی درم ملینگے تاکہ نصف کامل ہو جاوے دس درم ادنی مہر کا۔

(۳۶۷) پھر آویگا نصف مہر زوج کی ملکیت مین پھر طلاق دینے کے جبکہ زوج نے زوجہ کو مہر تسلیم نہ کیا ہو۔ اور اگر مہر تسلیم کر دیا ہو تو عورت کی ملکیت کل مہر سے قبل وطی کے باطل نہین ہوتی بلکہ نصف مہر کا عود کرنا زوج کی طرف موقوف ہے حکم قاضی یا عورت کے رضامندی پر اسی سبب سے نافذ نہین زوج کا آزاد کرنا مہر کے غلام کو بعد طلاق دینے عورت کے قضا یا رضا سے پہلے

(۳۶۸) نافذ ہوگا تصرف کرنا عورت کا قبل قضا یا رضا کے کل مہر مین بسبب باقی رہنے ملکیت عورت کے تو جیسے غلام پر عورت نے مہر کی دیدیئے تو عتق کیا بعد طلاق ہونے کے بھی اگر اوسکو آزاد کر دے تو یہ عتق نافذ ہوگا اسلیے کہ اوسکی ملکیت کل مہر پر قبل قضا یا رضا کے ثابت ہے۔

(۳۶۹) عورت پر واجب ہوگی نصف قیمت اصل کی جو قبضہ کرنے کے دن تھی۔ فقط اصل قیمت اسواسطے واجب ہوتی کہ مہر کی جو زیادتی تنصیف ہوتی ہے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بعد قبضہ کرنے کے۔ مثلاً لونڈی مہر مین ملی پھر اوسکے لڑکی پیدا ہوئی پھر عورت مطلقہ ہوئی قبل وطی کے تو لونڈی کی جتنی قیمت قبضہ کرنے دن تھی اوسکی قیمت عورت زوج کو پھیریگی مگر لونڈی کی اولاد کو بالکل اپنے ملک مین رکھے گی کیونکہ اولاد زیادتی منفصل ہے اور زیادتی منفصل کی تنصیف قبضہ کرنے کے بعد نہین ہوتی ہے۔

(۳۷۰) واجب ہے مہر مثل شغار مین (شغار اوسکو کہتے ہین کہ ایک مرد نکاح کر دے اپنی بیٹی یا بہن کا اس شرط پر کہ دوسرا مرد اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح

کرے اور سے تو دونوں نکاح مہر سے خالی ہوتے ہیں۔ منع ہے حدیث
سے اسواسطے مہر مثل واجب قرار دیا تاکہ شغار نہ رہے جسمیں مہر نہیں ہوتا۔

(۳۷۱) واجب ہے مہر مثل اوس نکاح میں کہ جسمیں یہ مہر ٹھہرا کہ زوج
حر خدمت کرے مثلاً ایک سال یا ایک برس کی خدمت کرنا مہر ٹھہرا [illegible] اور یہی
کہا قاضی خان نے کہا کہ زوج سے خدمت لینا حرام ہے کیونکہ ذلت کا سبب ہے
کذا فی حاشیۃ الہدایہ۔

(۳۷۲) صحیح ہے نکاح لونڈی کا اس مہر پر کہ خدمت کرے زوج اوس کے
مالک کی یا حرہ کا نکاح اس شرط پر کہ زوج اوسکے ولی کی خدمت کرے بدلیل
قصہ حضرت شعیب و موسیٰ علیہما السلام کے۔

(۳۷۳) اگر غلام باجازت مولیٰ کے حرہ سے نکاح کرے اور مہر مثلاً خدمت
یکسالہ ٹھہراوے تو جائز ہے حرہ عورت کو خدمت لینا شوہر سے بشرطیکہ غلام ہو
اور اوسکے مالک نے اجازت خدمت کرنے کی دی ہو کیونکہ خدمت کرنے میں
غلام کی ذلت نہیں ہے۔

(۳۷۴) صحیح ہے نکاح اس مہر پر کہ شوہر کا غلام یا لونڈی خدمت کرے زوجہ
کی یا غیر کا غلام خدمت کرے اپنے مالک کی رضامندی سے یا کوئی آزاد حر اپنی
خوشی سے خدمت کرے لیکن جب حر کی خدمت مہر ہوگا تو زوجہ کو اوس خدمت کی
قیمت واجب ہوگی کیونکہ خدمت حر میں [illegible] ہوتا اجنبی
سے یا انکشاف ہوتا بعض اعضا کا۔ کذا فی فتح القدیر۔

(۳۷۵) اگر مہر ٹھہرا تعلیم قرآن تو واجب ہوگا مہر مثل بوجہ نص قرآنی
کے ان تبتغوا باموالکم یعنی نکاح طلب کرو اپنی مالوں سے اور تعلیم قرآن
مال نہیں۔

(۳۷۶) متاخرین کا فتویٰ ہے اسپر کہ تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا درست ہے۔ پھر جب اجرت لینا درست ہوا تو مہر بھی درست ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے کہ قول مفتٰی بہ پر تعلیم قرآن کا مہر ہونا صحیح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۷۷) واجب ہے مہر مثل جب کہ مہر کا نام نہ لیا گیا ہو یعنی وقت نکاح کے مہر کے ذکر سے سکوت کیا یا نفی کی ان الفاظ سے کہ ہم نے نکاح کیا بدون مہر کے بشرطیکہ زوج نے وطی کی ہو یا ایک مر گیا ہو دونوں میں سے یہ اسوقت ہے جب دونوں راضی نہو گئے ہوں کسی چیز پر جو مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہو اور اگر کسی چیز پر رضامند ہو گئی دونوں تو ضرورت مہر مثل کی نہو گی

(۳۷۸) اگر مہر میں نام لیا شراب یا سور کا تو مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ شراب اور سور مسلمان کے حق میں مال نہیں۔

(۳۷۹) اگر اشارہ کیا ایک برتن کی طرف کہ یہ سرکہ مہر ہے حالانکہ وہ شراب ہے یا اشارہ کیا ایک شخص کی طرف اور کہا کہ یہ غلام مہر ہے حالانکہ وہ حر ہے تو مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ تسلیم حر متعذر ہے اسیطرح تسلیم شراب اور سور بھی متعذر ہے کہ وہ مسلمان کے کام کی نہیں ہے۔

(۳۸۰) اگر نام لیا مہر میں جانور یا کپڑے کا اور گھر کا اور نہ بیان کیا انکی جنس کو کہ کون کپڑا اور کون جانور اور کون گھر ہے۔ ان صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا

(۳۸۱) واجب ہے متعہ مفوضہ (مفوضہ وہ عورت ہے جسکا نکاح ہوا بدون مہر کے جو مطلقہ ہوئی قبل وطی کے) کیواسطے۔

(۳۸۲) متعہ سے مراد تین کپڑے ہیں ایک کرتی دوسری اوڑھنی تیسری چادر سر سے قدم تک زیادہ نہو تینوں کپڑوں کے قیمت نصف مہر مثل سے

اگر زوج مالدار ہے اور کم ہو پانچ درم سے اگر زوج محتاج ہے۔

(۳۸۳) متعہ بقدر حال زوجین کے مثل نفقہ کے ہے اسی پر فتوی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۳۸۴) بحر الرایق مین ہے کہ اگر دونون محتاج ہون تو واجب ہے کھر پاس متوسطا اور اگر دونون غنی ہون تو ریشمی کپڑا متوسط ہے اور اگر ایک غنی ہو اور دوسرا محتاج تو کسر کا کپڑا متوسط ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۳۸۵) مستحب ہے متعہ دینا سوا ے مفوضہ کے (مگر جسکا مہر معین ہوا اور وہ مطلقہ ہوئی قبل وطی کے تو اوسکے واسطے متعہ مستحب نہین ہے) متعہ مستحب ہے جسکی وطی ہوئی اور اوسکا مہر معین ہوا ہو یا نہوا ہو تو مطلقہ چار ٹھہرین ایک وہ جسکی نہ وطی ہوئی نہ مہر معین ہوا اسواوسکے واسطے متعہ واجب ہے دوسرے وہ مطلقہ جسکا مہر تو معین تھا لیکن وطی اوسکی نہ ہوئی تو اوسکو متعہ دینا مستحب نہین ہے۔ تیسری وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر معین نہوا۔ چوتھی وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر معین تھا تو ان دونون کو متعہ دینا مستحب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۸۶) جو مہر کہ مقرر ہوا زوجین کی رضامندی سے یا بہ سبب ٹھہرائی قاضی کے مہر مثل بعد نکاح کے جو خالی تھا مہر سے یا جو کہ معین تھا اوسپر بڑھا دیا زوج نے یا اوسکے ولی نے تو یہہ زیادہ کرنا زوج پر لازم ہوجاتا ہے بشرط قبول کرنے عورت کے مجلس مین یا قبول کرنے ولی صغیرہ کے بشرطیکہ مقدار زیادتی کی معلوم ہو اور زوجیت بھی باقی ہو بنابر قول ظاہر کے کذا فی نہر۔

(۳۸۷) اگر زوج نے کہا کہ مین نے تیرا مہر زیادہ کردیا تو صحیح نہ ہوگا کیونکہ مجہول ہے۔

(۳۸۸) اگر بعد طلاق باین کے کچھہ حد زیادہ کی تو صحیح نہوگا کیونکہ زوجیت باقی نہین ہے

(۳۸۹) کافی مین ہے کہ اگر زوج نے نکاح کی تجدید کی ہزار درم زیادہ کرکے تو اوسپر دو ہزار لازم آوینگے بنابر قول ظاہر کے کذافی نہر اور دو ہزار اسواسطے لازم ہوے کہ ایک ہزار اول نکاح کے اور ایک ہزار دوسرے نکاح کے۔

(۳۹۰) خانیہ مین ہے کہ اگر زوجہ نے زوج کو مہر بخشدیا پھر اقرار کیا زوج نے اتنے مہر کا اور قبول کرلیا عورت نے تو صحیح ہے اور یہ محمول ہوگا مہر زیادہ کردینے پر لیکن بزازیہ مین ہے کہ اشبہ بحق یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہین بدون قصد زیادتی کے۔

(۳۹۱) جو مہر مفروض ہوا بعد عقد کے یا زیادہ ہوا مہر مسمی پر اوسکی تنصیف نہ ہوگی طلاق قبل وطی مین کیونکہ تنصیف مخصوص ہے بعقد مفروض سے بموجب نص قران امصف ما فرضتم یعنی ادھا حد مفروض دینا لازم ہے اور عرف مین مفروض اوسی مہر کو کہتے ہین جو عقد کیوقت مقرر ہوا تہ اوسکو جو بعد عقد کے مفروض یا زیادہ ہوا۔

(۳۹۲) واجب ہوگا متعہ اول صورت یعنی مفروض بعد العقد مین اور واجب ہوگا نصف اصل مہر کا صورت ثانی یعنی زیادت علی المسمی مین۔

(۳۹۳) صحیح ہے ساقط کردینا عورت کا کل مہر یا بعض مہر کو شرط ہے اوسکو قبول کیا ہو یا نکیا ہو اور پھر تا ہے پھیرنے سے کذافی البحر

(۳۹۴) اگر زوجہ بعد فوت زوج کے طلاق باین کے بھی معاف کریگی تو معاف ہو جاینگا لیکن اگر زوج یون کہے کہ مہر کا معاف کرنا مین نہین مانتا

تو البتہ معاف نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ عورت اپنے مرض الموت مین اسقاط نکرے۔

(۳۹۵) قنیہ مین ہے کہ اگر زوج نے کہا زوجہ سے کہ مین تیرے پاس نہین لیٹتا جبتک تو مہر سے ابرا نکرے تو زوجہ نے ابرا کیا بعضون نے کہا کہ مہر معاف ہوگیا (کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ آپسمین تحفہ دیا کرو تاکہ دوست ہوجاؤ۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۹۶) خلوت صحیحہ برابر وطی کے ہے بشرط رفع موانع کے

(۳۹۷) تعریف خلوت صحیحہ کی یہہ ہے کہ خلوت ہو بدون مانع حسی کے (جو حواس سے معلوم ہون مثلاً زوج اور زوجہ کا ایسا بیمار ہونا جو مانع ہو وطی کا یا مرض رتق (بمعنی تلاحم یعنی شرمگاہ کا ایسا بند ہونا کہ دخول ممکن نہو) کے یا قرن (بمعنی غظم یعنی ایسی ہڈی شرمگاہ مین ہو جو مانع دخول ہو بعضی غدد غلیظا اور بعضی گوشت نصرید کو کہتے ہین) کے یا عفل (بمعنی غدہ یا شے زاید مثل فوطہ یڑ یجانے مرد کے یا نکلنے ایک شے مدور مثل تھوڑی کے شرمگاہ مین) کے یا لڑکپن ہو اگرچہ زوج بھی کم سن ہو کہ قدرت نہو اوس حال کے ساتھ جماع کرنے کی یا مکان لایق وطی نہو جیسے مسجد اور راہ اور بیابان اور چھت بدون پردہ کے اور کوٹھری دروازہ کھلی ہوئی ہو (کیونکہ یہہ مکان آمد و رفت اور نظر غیر سے خالی نہین ہے) یا تیسرا شخص عاقل موجود ہو۔

(۳۹۸) خلوت مانند وطی کے ہے اگر کوئی شخص تیسرا موجود نہ ہو زوجین کے ساتھ اور اگر تیسرا شخص صغیر ایسا لایعقل ہے کہ بیان نکرسکے جو دونون مین ہوتا ہے یا دیوانہ یا بیہوش ہو تو خلوت زوجین کا مانع نہین ہے۔

(۳۹۹) برازیہ میں ہے کہ اگر خلوت رات کو ہوا اور دیوانہ یا بیہوش پاس ہوا تو خلوت صحیح ہے اور دن میں خلوت صحیح نہیں ہے اکیونکہ مجنون کو کبھی ادراک ہوتا ہے اور بیہوش کبھی ہوش میں آجاتا ہے اور ایسا ہی حال اندھے کا ہے قول اصح نہیں۔

(۴۰۰) اگر شخص ثالث لونڈی ہو زوج کی یا زوجہ کی لونڈی ہو تو زوجین کے لونڈی کا پاس ہونا خلوت کا مانع نہیں ہے قول مفتی یہ ہے کذا فی الملتقی۔

(۴۰۱) بحر الرائق میں ہے کہ جاریہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ جاریہ مانع خلوت کی نہیں ہے خواہ زوجین کی ہے یا کسی دوسرے کی بعضوں نے کہا کہ زوجہ کی جاریہ مانع ہے خلوت کی بخلاف جاریہ زوج کے مختار یہ ہے کہ زوج اور زوجہ دونوں کی جاریہ مانع خلوت نہیں۔ کذا فی الخلاصہ اسی پر فتوی ہے کذا فی الملتقی

(۴۰۲) امام سرخسی نے مبسوط میں کہا کہ دونوں کے جاریہ مانع خلوت کی ہے یہ بھی قول امام اور صاحبین کا ہے اسواسطے کہ لونڈی کے روبرو جماع کرنا زوجہ سے بالطبع نہیں ہوسکتا انتہا علی الخصوص زوجہ کی جاریہ کے روبرو وطی کرنا کسیطرح حلال نہیں ہے اکیونکہ وہ اجنبی ہے زوج سے لائق یہ ہے کہ اس قول سے عدول نکیا جاوے باعتبار درایت و روایت کے قوی ہے اور عجیب ہے کہ امام اور صاحبین کے مخالف قول کو مفتی بہ قرار دیجئے اور متن میں داخل کیجئے حالانکہ کسیطرح لائق ترجیح نہیں ہے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۴۰۳) زوجین کے پاس کتے کا ہونا مانع ہے خلوت صحیحہ کا اگر کتا

کٹکھنا ہو تو مطلق مانع ہے زوج کا کتا ہو یا زوجہ کا رات ہو یا دن۔

(۴۰۴) فتح القدیر مین ہے کہ زوج کا کتا مطلقاً مانع نہین ہے کٹکھنا ہو یا نہین (کیونکہ مالک کو کتا ہرگز نہین کاٹتا تو وہ بیخوف وطی پر قادر ہوگا اور اگر زوجہ کا ہو تو اوسکا مانع خلوت ہے (کیونکہ کتا زوجہ کا اپنی بیوی کو مرد کے تلے دیکھکر غضب مین آویگا اور حملہ کریگا پس اگر کتا کٹکھنا نہو یا کٹکھنا ہو اور زوج کا ہو تو مانع خلوت نہین۔

(۴۰۵) اور خلوت ہوجاوے مانع شرعی کے (جیسے احرام فرض حج کا یا نفل حج کا)

(۴۰۶) مانع خلوت صحیحہ ہے اگر زوج زوجہ کو نہ پہچانتا ہو (کیونکہ بدون معرفت زوجہ کے قدرت وطی کی متصور نہین ہے۔

(۴۰۷) مانع خلوت صحیح ہے روزہ ادا رمضان کا اور نماز متعلق خواہ وقتیہ ہو یا قضا کی یا وہ طلاق جو خلوت پر معلق ہو مثلاً زوج نے کہا عورت سے کہ اگر مین تیرے ساتھ خلوت کرون تو تجکو طلاق ہے پھر اوسنے خلوت کی تو طلاق واقع ہوگئی اب زوج صرف نصف مہر دیگا (کیونکہ خلوت کرتے ہی عورت مطلقہ ہوگئی اور وطی حرام ہوئی۔ خلاصہ مین ہے کہ ایسی طلاق مین عدت نہین ہے۔ کذا فی حاشیۃ الدرر۔

(۴۰۸) روزہ نفل اور روزہ نذر کا اور کفارات کا اور قضا کا مانع خلوت نہین ہے۔ قول اصح یہی ہے (کیونکہ ان روزون کے ٹوٹنے سے کفارہ نہین ہے

(۴۰۹) اگر صابی ہوا پھر کرتا گیا پھر اوسنے باقی دن کا امساک کیا پھر عورت سے خلوت کی تو خلوت صحیح ہوگی (کیونکہ اسمین کفارہ نہین ہے۔ اسیطرح جو کفارہ کو ساقط کرے مانع خلوت نہین ہے کذا فی النہر۔

(۴۱۰) خلوت بدون موانع مذکورہ کے برابر وطی کے ہے احکام ذیل مین
زوج مقطوع الذکر و الخصیتین ہو یا نامرد ہو یا خصی ہو یا خنثی ہو بشرطیکہ
خنثی کا مرد ہونا قبل وطی کے ثابت ہو گیا ہو اور اگر خنثی کا حال ظاہر نہوا ہو
کہ مرد ہے یا عورت تو اوسکا نکاح موقوف رہیگا حال کے ظاہر ہونے تک
تو ایسے خنثی کی خلوت مانند وطی کے نہین ہے۔
(۴۱۱) اشباہ مین ہے کہ اگر خنثی کے باپ نے اوسکا نکاح مرد سے کیا پھر
مرد نے اوس سے دخول کیا تو جائز ہے اور اگر مرد وطی نکرسکا تو مجکو علم
نہین۔ اور اگر خنثی کے باپ نے عورت سے اوسکا نکاح کیا پھر خنثی نے
عورت سے وطی کی تو جائز ہے نہین تو اوسکی مدت مقرر ہوگی عنین کے
مانند کیونکہ نامردی بیماری سے یا ضعف پیدائش سے یا درازی عمر سے
بھی ہوتی ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔ خلاصہ یہہ ہے کہ قبل ظاہر ہونے
حال خنثی کے خلوت کرنا اوسکو جائز نہین۔
(۴۱۲) نہر الفائق مین مبسوط سے نقل کیا ہے کہ نکاح خنثی کا قبل ظاہر
ہونے اوسکے حال کے موقوف ہے پھر بعد بلوغ کے اگر خنثی مرد نکلا اور
نکاح عورت سے ہوا تھا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر نکاح مرد سے ہوا تھا
تو باطل ہوگا۔ پس خنثی کو قبل ظاہر ہونے اوسکے حال کے خلوت کرنا صحیح
نہین ہے۔
(۴۱۳) خلوت صحیحہ مانند وطی کے ہے نسب کے ثابت ہونے مین اگرچہ
خلوت زوج مقطوع الذکر و الخصیتین سے ہوا اور مہر مسمی اور مہر بدون
تسمیہ کے ثابت اور محکم ہو جانے مین۔ نفقہ اور سکنے لازم ہونے مین۔
وجوب عدت مین۔ منکوحہ کی بہن کا نکاح اور اوسکے سوا چار عورتون کے

نکاح حرام ہونے مین اوسکی عدت کے اندر۔ لونڈی کے نکاح حرام ہونے مین منکوحہ کی عدت کے اندر یعنی حرہ منکوحہ مطلقہ ہوئی بعد خلوت کے تو اوسکی عدت مین لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ وقت طلاق کے عورت کے حق مین رعایت کرنے مین یعنی جیسے مسنون ہے کہ طہر مین طلاق دی ویسے ہی بعد خلوت کے بھی طہر مین طلاق دی اسیطرح خلوت مانند وطی کے ہے دوسری طلاق باین کے پڑنے مین بنابر قول مختار کے یعنی خلوت کے بعد ایک طلاق دی پھر عدت کے اندر دوسری طلاق باین دی تو دوسری طلاق واقع ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۷۱۴) اورنہین ہے خلوت برابر وطی کے دیگر احکام کے حق مین مثلاً غسل وطی سے واجب ہوتا ہی نہ خلوت سے اور احصان یعنی حکم احصان وطی سے ثابت ہے کہ سنگسار کیا جاوے نہ خلوت سے بیٹیون کی حرمت یعنی مرد نے جس عورت سے وطی کی اوسکی بیٹی اوسپر حرام ہے نہ خلوت سے۔ عورت کے حلال ہونے مین پہلے زوج کے واسطے یعنی مطلقہ ثلثہ زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال ہوتی ہے نہ خلوت زوج ثانی سے۔ رجعت مین یعنی وطی کے بعد طلاق دینے مین رجعت درست ہے نہ بعد خلوت کے کیونکہ ایسی صورت مین طلاق باین ہوجاتی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔ حق میراث مین یعنی اگر بعد وطی کے طلاق ہوئی اور عدت مین زوج مرگیا تو عورت وارث ہوگی نہ بعد خلوت کے۔ تزویج خلوت والی عورت کی مثل باکرہ عورتون کے ہے بنابر قول مختار کے سوا اسکے اور بھی احکام ہین جنمین خلوت کی مانند نہین ہے مثلاً اجازت نکاح موقوف کی خلوت سے نہین ہوتی بخلاف وطی کے

(٤١٥) خلاصہ یہ ہے کہ خلوت برابر وطی کے ہے تکمیل مہر میں۔ وجوب عدت
میں ثبوت نسب میں۔ نفقہ دینے میں۔ سکنے میں۔ بہن سے نکاح منع ہونے میں۔
چار عورتوں کے نکاح حرام ہونے میں اوسکی عدت کے اندر۔ اسیطرح علمانے
لونڈیون کو کہا ہے رعایت زمانہ فراق میں جسمین رخصت کرتا ہے یعنی جس
کسوقت طلاق دینا چاہیے یعنی حیض میں۔ طلاق کے اندر دوسری طلاق دیتے
ہیں جب کہ وہ لاحق ہوا اول طلاق سے۔

(٤١٦) خلاصہ یہ ہے کہ خلوت برابر نہیں ہے وطی کے۔ احصان میں رجعت
میں وراثت حقوق میں۔ ساقط ہونا مطالبہ وطی کا یعنی ایک مرتبہ وطی کرنے
سے مطالبہ وطی کا ساقط ہوگیا۔ اور اگر فقط خلوت کی تو عورت کو مطالبہ وطی
کرنے کا حق ہے۔ حلال ہونے زوجہ میں واسطے زوج اول کے حرام ہونے
بیٹی میں اگر عورت سے خلوت کی بدون کے پھر طلاق دی تو
اس عورت کی بیٹی زوج پر حرام نہیں بخلاف وطی کے باکرہ کیطرح
تزویج خلوت والی عورت کے ہونے میں یعنی استیذان ولی میں اسکا
سکوت قایم مقام نطق کے ہے باکرہ کی مانند۔ ایلاء سے رجوع کرنا یعنی زوج
نے مدت چار ماہ میں وطی کی تو زوجہ سے رجوع ثابت ہوجائیگی اور خلوت
سے رجوع ثابت نہ ہوگی۔ صایم پر کفارہ خلوت سے واجب نہیں ہوتا ہے
بخلاف وطی کے خلوت سے عبادت حج صوم اعتکاف۔ فاسد نہیں ہوتی
بخلاف وطی کے خلوت سے غسل واجب نہیں ہوتا بخلاف وطی کے۔

(٤١٧) اگر جدائی ہوئی زوج اور زوجہ میں سو زوجہ نے کہا مجکو طلاق دی
بعد دخول کے اور زوج نے کہا کہ طلاق دی قبل دخول کے تو عورت کا
قول معتبر ہوگا بسبب منکر ہونے عورت کے سقوط نصف مہر سے اگرچہ منکر

ہو وطی ہوئی تو بھی قول اوسکا معتبر ہوگا اور مہر پاویگی۔
(۴۱۸) اگر قادر نہ ہونے دیا زوجہ نے زوج کو خلوت مین تو اگر زوجہ
باکرہ ہے تو خلوت صحیح ہوئی اور اگر باکرہ نہین ہے تو خلوت صحیح نہین
ہوئی کیونکہ باکرہ کو وطی نہین ہوئی مگر زبردستی سے کذا فی نہج الفقار
(۴۱۹) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین تیرے ساتھ خلوت کرون
تو تجکو طلاق ہے پھر خلوت کی زوجہ سے تو اوسکو طلاق باین ہوگی
بسبب پائے جانے شرط کے اور واجب ہوگا مہر اور عدت اس عورت
پر واجب نہین ہے کذا فی بزازیہ تو پھر جب عدت نہ ہوئی تو نفقہ اور
سکنی اور لباس بھی نہوگا کیونکہ یہہ چیزین تفروع عدت سے ہین کذا فی
حاشیہ الطحطاوی۔
(۴۲۰) واجب ہوتی ہے عدت کل اقسام خلوت مین اگرچہ خلوت
فاسدہ ہو احتیاطا اس توہم سے کہ رحم عورت کا نطفہ زوج سے مشغول
ہوگیا ہو (سابق مین ذکر خلوت صحیحہ کا تھا اب ذکر دونون خلوت یعنی
صحیحہ اور فاسدہ کا کیا گیا ہے)
(۴۲۱) موت بھی مانند وطی کے ہے فقط عدت اور مہر کے حق مین
اور حرمت مین یہان تک کہ اگر مان مرگئی قبل دخول کے تو اوسکی
بیٹی حلال ہوگی مان کے زوج پر۔
(۴۲۲) قبض کیے زوجہ نے ہزار درہم مہر کے پھر وہ ہی ہزار درہم
زوج کو ہبہ کیے اور طلاق ہوگئی زوجہ کو قبل وطی کے تو زوج زوجہ سے
نصف مہر یعنی پانسو پھیر لے اسواسطے کہ مہر فقط ہزار تھا تو طلاق قبل
وطی سے آدہا زوج پر ٹھہرا اور زوجہ نے پورا مہر لے لیا تو آدہا مہر

زوجہ کو پھیر دینا چاہیے (کیونکہ زوجہ نے جز زوج کو ہبہ کیا اوسکا اعتبار نہین ہے اسواسطے کہ جو مستحق الاسترداد تھا وہ بعینہ زوج کو نہین پہونچا بسبب نہ معین ہونے نقود کے عقود مین۔

(۴۲۳) اگر زوجہ نے مہر پر قبضہ نکیا یا نصف پر قبضہ کیا پھر زوج کو سب مہر ہبہ کیا پہلی صورت مین یعنی عدم قبض مین یا نصف مہر کو ہبہ کرے دوسری صورت مین یا مہر نہ تھا بلکہ جنس تھی اور زوجہ نے جنس مہر کی زوج کو ہبہ کی اور قبل قبضہ کرنے جنس مہر کے ہبہ ہوا ہو یا بعد قبضہ کرنے کے پھر طلاق ہو لی عورت کو قبل وطی کے تو ان چارون صورتون مین نصف مہر کا پھیر لینا زوجہ سے نہین پہونچتا (کیونکہ زوج کا حق معتد بہ مل گیا معین ہو کر۔

(۴۲۴) نکاح کیا عورت سے ہزار درم کے عوض اس شرط پر کہ شہر سے باہر نکال نہ لیجاوے گا یا اس عورت پر دوسرا نکاح نکر سکیگا یا نکاح کیا عورت سے ہزار درم پر اگر شہر مین رہا اور دو ہزار درم پر اگر عورت کو اوسکے شہر سے باہر لیگیا تو اگر شرط اول و دوم و سوم پوری کین تو ہزار درم مہر ملیگا بسبب راضی ہوجانے عورت کے تسمیہ مہر پر تو یہان دو صورتین ہین ایک تو مہر کا معین ہونا ایسی شرط کے ساتھ جو عورت کو مفید ہے دوسری صورت یہ ہے کہ تسمیہ مہر کا ایک تقدیر پر اور اوسکے سوا دوسری تقدیر یعنی اقامت مین ہزار اور اخراج مین دو ہزار پس اگر شرط اول و دوم پوری نکی تو مہر مثل واجب ہوگا بسبب راضی نہونے عورت کے مہر مسمی پر نہ بسبب فوت ہو جانے منفعت کے لیکن مہر مثل زیادہ نکیا جاوے گا دو ہزار سے مسئلہ اخیرہ یعنی

چہارم ہین اور کم نہوگا مہرمثل ہزار سے اسلیے کہ عورت راضی ہوچکی تھی دو ہزار پر بحالت اخراج ہین اور مرد راضی ہوچکا تھا ہزار پر بحالت اقامت ہین اور شرط اقامت و اخراج کا وجود و عدم دونون محتمل ہین تو ایسی شرط صحیح نہین ہے۔

(۴۲۵) اگر طلاق دی عورت کو قبل دخول کے تو آدھا مہر مسمی دیا جاویگا۔ دونون مسئلون مین بسبب ساقط ہوجانے شرط کے طلاق قبل دخول سے صاحبین نے کہا کہ دونون شرطین صحیح ہین۔ یعنی عورت ہزار پاویگی اگر مرد شہر مین رہا اور دو ہزار پاویگی اگر مرد اوسکو باہر لیگیا۔ کذا فی حاشیۃ الھدایہ۔

(۴۲۶) نکاح کیا عورت سے ہزار پر اگر بدصورت ہو اور دو ہزار پر اگر خوبصورت ہو یہہ دونون شرطین صحیح ہین اسلیے کہ خوبصورتی و بدصورتی ایسی چیز نہین ہے کہ جسکی معرفت دشوار اور حصول اور عدم حصول اوسکا موجب تردد ہو بخلاف اقامت و اخراج کے کہ اوسکا وجود و عدم دونون محتمل ہین تو ایسی شرط صحیح نہین ہے۔

(۴۲۷) نکاح کیا اس شرط پر کہ ثیب ہو تو ایکہزار اور باکرہ ہو تو دو ہزار۔ سو اگر عورت ثیب ہوگی تو مرد پر لازم ہوگا کمتر مہر یعنی ہزار اور اگر باکرہ ہوگی تو مہر مثل لازم ہوگا مگر زیادہ نہوگا اکثر مہر یعنی دو ہزار سے نکمتر ہوگا اقل مہر یعنی ایکہزار سے کذا فی فتح القدیر۔

(۴۲۸) اگر شرط کی بکارت کی پھر ثیب پایا تو مرد پر لازم ہوگا پورا مہر اسلیے کہ مہر شرعی ہی مجرد استمتاع کیواسطے نہ بکارت کیواسطے تو یہہ شرط فاسد ہوی اور شرط فاسد سے نکاح باطل نہین ہوتا بلکہ

شرط باطل ہو جاتی ہے کذا فی نیاز نبی
(۴۲۵) نکاح کیا عورت سے دو چیز مختلف القیمت پر خواہ متحد الجنس ہون
مثلاً کہا اس غلام پر یا اس ہزار درم یا دو ہزار درم پر یا نکاح کیا اس
غلام پر یا اس غلام پر یا کہا دونون مین سے کسی پر۔ اگر دونون چیزون
مین ایک کم قیمت ہے اور دوسرا زاید تو ان صورتون مین حکم مہر
مثل کا ہوگا۔ تو اگر مہر مثل اونچی قیمت والے کے برابر ہو یا زیادہ
تو عورت کو اونچی قیمت والی چیز ملیگی اور اگر مہر مثل کم قیمت کی برابر ہو یا اوس سے کمتر
ہو تو عورت کو کم قیمت چیز ملیگی اور اگر مہر مثل بیش قیمت سے کم اور کم قیمت سے زیادہ ہو تو
عورت کو مہر مثل ملیگا اور اس مسئلہ مین طلاق قبل دخول مین حکم کیا جاویگا متعہ مثل کا
کیونکہ متعہ مثل کا اصول ہے فساد تسمیہ کے وقت جیسے مہر مثل اصل ہے قبل طلاق
کے تو اگر متعہ مثل کا برابر ہے نصف بیش قیمتی چیز سے تو عورت کو نصف
بیش قیمت ملیگا اور اگر متعہ مثل برابر ہے نصف کم قیمتی چیز سے تو اوس
صورت مین نصف کم قیمتی چیز کا ملیگا اور اگر نصف کم قیمتی کا کمتر ہوگا
متعہ مہر سے تو واجب ہوگا متعہ مثل کا کذا فی فتح القدیر حاشیۃ المدنی
(۴۲۶) نکاح کیا عورت سے گھوڑے کے مہر پر یا غلام پر یا مثلاً ہرات
کے کپڑے پر یا کوٹھری کے فرش پر یا عدد معلوم پر مثلاً اونٹ وغیرہ
پر تو واجب ہوگا متوسط ہر جنس تو سط عالی مین یا قیمت متوسط کی
واجب ہوگی مرد کو اختیار ہے چاہے جنس دے چاہے قیمت دے۔
(۴۲۷) قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز مین بیع سلم جائز نہین (جیسے جواہر
اور جانور اور مچھلی) اوسمین اختیار زوج کا ہے خواہ چیز دے خواہ قیمت
اور جس چیز مین بیع سلم جائز ہے (جیسے کیہل اور موزون) تو اوسمین

عورت کا اختیار ہے چاہے وہ ہی چیز لے چاہے اوسکی قیمت ایسا ہی
ہے حکم یعنی لازم ہونا متوسط کا ہر حیوان کے مہر ہونے مین جس جانور
کی جنس مذکور ہوئی ہو نہ نوع (جنس اوسکو کہتے ہین جو بہت افراد پر
صادق آوے اور وہ افراد احکام مین مختلف ہون مثلاً انسان کہ مرد
اور عورت دونون پر صادق ہے اور دونون کے حکم فقہ مختلف ہین اور
گھوڑا کہ فرس غازی اور غیر غازی پر صادق آتا ہے فرس غازی
کا حصہ غنیمت مین ہوتا ہے نہ اور فرس کا نوع اوسکو کہتے ہین جو کثیرین
متفق الاحکام پر صادق آوے مثلاً فرس عربی اور ترکی اور غلام حبشی
اور ہندی اور مرد اور عورت مجہول الجنس کا مہر ہوگا تو تسمیہ فاسد ہے
اور اوسوقت مین مہر مثل واجب ہوگا (مجہول الجنس اوسکو کہتے
ہین جسکے احکام کثرت سے ہون جیسے کپڑا حرام اور حلال دونون
پر شامل ہے پھر اون دونون مین باعتبار قیمت کے بڑا اختلاف ہے اسی
طرح جانور بعضی حلال بعضے حرام بعضے لائق سواری کے ہین بعضے نہین
کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۲۸) اگر مہر مقرر کیا دو غلام کو حالانکہ ایک اون مین حر ہے تو
مہر عورت کا وہ ہی ایک غلام ہوگا نزدیک امام اعظم کے بشرطیکہ برابر
ہو قیمت اقل مہر سے اگر دس درم سے کم ہونگے تو پورا کر دیا جاویگا
عورت کے واسطے دس درم اسکیونکہ وجوب مہر مسمی کا اگرچہ کمتر ہو اقل
مہر سے مانع وجوب مہر مثل کا۔

(۴۲۹) مسئلہ بالا مین نزدیک امام ابو یوسف کے عورت کو حر کی قیمت
ملیگی اسطرح پر کہ اگر حر غلام ہوتا تو اوسکی اتنی قیمت ہوسکتی ہے اسی قول کو ترجیح ہے

(٤٣٠) واجب ہوتا ہے مہر مثل نکاح فاسد مین (فاسد وہ ہے جسمین
کوئی شرط شرائط صحت نکاح سے مفقود ہو مثلاً گواہون کا نہ ہونا نکاح مین
وقت ایجاب اور قبول کے یا خدا اور رسول کو گواہ قرار دینا یا دو
بہنون سے ایک ساتھ نکاح کرنا یا بہن کی عدت مین دوسری بہن سے
نکاح کرنا یا اور دوسری صورتین ہون)

(٤٣١) مہر مثل واجب ہوتا ہے نکاح فاسد مین فرج مین جماع کرنے
سے نہ صرف خلوت سے کیونکہ نکاح صحیح مین خلوت سے مہر واجب ہوتا ہے

(٤٣٢) مہر مثل زیادہ نکیا جاویگا مہر مسمی سے بسبب راضی ہوجانے
عورت کے کمی مہر پر۔ اگر مہر مثل کم ہوگا مہر مسمی سے تو بھی مہر مثل ہی
ملیگا نہ مہر مسمی بسبب فاسد ہوجانے تسمیہ مہر کے فساد عقد سے

(٤٣٣) اگر نکاح فاسد مین مہر کا نام نلیا یا مہر مسمی ہوا لیکن اسکی
مقدار مجہول اور نامعلوم ہوگئی تو مہر مثل لازم آویگا کتنا ہی کیون نہو
اگرچہ دس درم سے کم ہو بخلاف نکاح صحیح کے کہ جب اوسمین مہر مثل
واجب ہوگا اور کم ہوگا دس درم سے تو دس درم پورے کر دینگے کذا
فی حاشیۃ المدنی وطحطاوی۔

(٤٣٤) اگر نکاح فاسد محرم سے ہوا تو مہر مثل آویگا کتنا ہی کیون نہو
اگرچہ مہر مسمی سے زیادہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وطحطاوی

(٤٣٥) ثابت ہے ہر واحد کو زوجین مین سے فسخ کردینا نکاح فاسد کا
اگرچہ بدون حاضر ہونے اپنے ساتھی کے ہو عورت سے وطی کی ہو یا نکی
ہو قول صحیح مین ہے واحد کو فسخ کا اختیار ہے گناہ سے نکلنے کے واسطے
(کیونکہ عقد فاسد کا مرتکب ہونا پھر اوسکو قایم رکھنا حرام ہے اور اگر زوجین

فسخ نکرین تو قاضی پر واجب ہے تفریق اوسکی۔

(۴۳۶) عدت واجب ہے تفریق قاضی کے وقت سے یا زوج کے چھوڑ دینے سے اگرچہ عورت کو چھوڑ دینے کا علم نہو قول اصح مین۔

(۴۳۷) نسب ثابت ہوگا نیا بر احتیاط حفظ ولد کے بدون دعوی کے یعنی اگر زوج ثبوت نسب کا مدعی نہوگا تو بھی نسب ثابت ہوگا۔

(۴۳۸) معتبر ہوگی مدت نسب کی وطی سے مدت نسب کی چھہ مہینے مین پھر اگر ہو وقت وطی سے پیدایش تک کمتر مدت حمل کی یعنی چھہ مہینے ہون یا زیادہ تو نسب ثابت ہوگا اور اگر اقل مدت سے ہو یعنی چھہ مہینے سے کم مین جنی تو نسب ثابت نہوگا یہ قول محمد کا ہے اسی پر فتوی ہے۔ کیونکہ نکاح فاسد بسبب حرام ہونے کے موجب وطی کا نہین بخلاف نکاح صحیح کے اوسمین وقت عقد سے نسب ثابت ہوتا ہے۔

(۴۳۹) کہا امام اعظم اور ابو یوسف نے کہ ابتدا مدت ثبوت نسب کی عقد کے وقت سے ہے مانند نکاح صحیح کے کیونکہ اسمین زیادہ تر احتیاط ہے۔ نہر الفایق والے نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس مین احتیاط زیادہ ہے۔

(۴۴۰) مہر مثل شرع مین اوسکو کہتے ہین جو دوسری عورت برابر والی کا جو ہو اور اعتبار باپ کی قوم کا ہے نہ مان کی قوم کا اگر مان باپ کی قوم سے نہ ہو۔

(۴۴۱) اول اعتبار ہوگا عورت کی بہنون کا پھر پھوپھیون کا اوسکی بھانجی اور چچا کی بیٹی یعنی اول قریب تر کا اعتبار ہے پھر اور قرابت والے درجہ بدرجہ کا۔

(۴۴۲) معتبر ہے برابری وقت عقد کے عمر مین اور جمال مین اور مال مین اور ایک شہر کے رہنے مین اور معصر ہونے مین اور عقل مین اور تقوی مین اور باکرہ ہونے مین اور ثیبہ ہونے مین اور پاکدامنی اور علم اور ادب مین اور کمال خلق مین اور نہ لڑکا ہونے مین

(۴۴۳) اور معتبر ہے حال زوج کا بھی مماثلت مین یعنی اس عورت کا زوج اور عورتون کے ازواج کی برابر ہو مال مین زوجیت مین کذا فی فتح القدیر۔

(۴۴۴) لونڈی کا مہر مثل بقدر اوسکی خواہش کے ہے یعنی اوسکا خواہش کرنے والا کہانتک اوسکا مہر دیسکتا ہے۔

(۴۴۵) مہر مثل ہوتا ہے نکاح صحیح مین جہان تسمیہ نہو یا تسمیہ غیر متقوم کا ہو۔

(۴۴۶) نکاح فاسد مین بعد وطی کے مہر مثل ہے اور وطی با شبہہ مین مہر مثل سے مراد عقر ہے (عقر اوسکو کہتے ہین کہ اگر زنا حلال ہوتا تو اوس عورت کی کیا اجرت ہوتی) کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۴۷) شرط ثبوت مہر مثل مین خبر دینا دو عاقل مردون کا یا ایک مرد اور دو عورتون کا بلفظ شہادت کے یعنی فقط اخبار بدون لفظ گواہی کے معتبر نہین ہے۔

(۴۴۸) اگر نپاے جاوین دو گواہ عادل تو قول زوج کا قسم کے ساتھ مقدار مہر مثل مین معتبر ہوگا۔ اور جو محیط مین ہے کہ اگر گواہ نہون تو قاضی کو چاہیے مہر مثل کا ٹھہرا دینا یہ اوس صورت مین ہے جب کہ زوجین فرض قاضی پر راضی ہوگئے ہون۔

(۴۴۹) اگر نباے جاوین سب اوصاف یا بعض عورت کے باپکی برادری مین تو اجنبی قوم کے مہر کا اعتبار ہوگا بشرطیکہ مساوی اور مماثل ہو سکے باپ کی قوم سے۔

(۴۵۰) اگر سب اوصاف باپ کی قوم مین نہوت تو جسقدر موجود ہون وہ ہی معتبر ہونگے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۵۱) اگر غیر قوم مین بھی مماثلت باپ کی قوم کی نہ پاے جاوین تو قول زوج کا معتبر ہوگا مہر مثل کی تقدیر مین قسم کھانے کے ساتھہ۔

(۴۵۲) صحیح ہے ضامن ہونا ولی کا عورت کے مہر کو اگرچہ عورت صغیرہ ہو اور اگرچہ ولی بھی عاقد ہو نکاح کا تو بھی اوسکا ضامن ہونا درست ہی کیونکہ ولی عاقد محض سفیر اور معتبر ہوتا ہے حقوق نکاح کے اوسپر لازم نہین آتے تاکہ ایک ہی شخص عاقد بھی ٹھہرے اور ضامن بھی ٹھہرے ولی ضامن زوج کا ہو یا زوجہ کا خواہ زوجین صغیر ہون خواہ جوان لیکن جواز ضمان بشرط صحت ولی کے ہے تو اگر ولی ضامن ہوگا اپنی مرض الموت مین اور مکفول عنہ یا مکفول لہ وارث ہے ولی کا تو ضامن ہونا صحیح نہین ہے اور اگر مکفول عنہ (یعنی جسکی طرف سے ضامن ہوا) یا مکفول لہ (یعنی جسکے واسطے ضامن ہوا) وارث نہین ہے ولی کا تو اس صورت مین ضمانت صحیح ہوگی ولی کے ثلث متروکہ سے مہر ادا کیا جاویگا۔ دوسری شرط صحت ضمان ولی کی قبول کرنا عورت کا ہے یا اوسکے ولی کا مجلس ضمان مین یعنی قبول کرلیا ہو عورت بالغہ نے یا ولی نابالغ نے مجلس ضمان مین تب اوسکی ضمانت صحیح ہوگی۔

(۴۵۳) اگر صغیرہ کا ولی ضامن ہوا تو اوسکا ضامن ہونا قایم مقام

عورت کے قبول کرنے سے ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی عن نہر الفایق۔

(۴۵۴) عورت مہر طلب کر سکتی ہے زوج بالغ سے یا ولی ضامن سے خواہ ولی ضامن زوجہ کا ولی ہو خواہ زوج کا اور اگر زوج بالغ نہیں ہے تو مطالبہ مہر کا فقط ولی ہی سے ہوگا نہ زوج سے۔

(۴۵۵) اگر ولی ضامن نے مہر ادا کیا اپنے پاس سے تو زوج سے پھیر لے بشرطیکہ زوج نے امر کیا ہو ضامن ہونے کا چنانچہ یہی حکم ہے ضمانت کا اور اگر بدون امر زوج کے ضامن ہوا تو پھیر لینا نہیں پہونچتا۔

(۴۵۶) اگر باپ مہر کا ضامن نہیں ہوا تو اوسکے صغیر بیٹے محتاج کے مہر کا اوس سے مطالبہ نہ ہوگا لیکن فرزند صغیر مالدار کے مہر کا باپ سے تقاضا ہوگا کہ اپنے بیٹے کے مال سے ادا کرے نہ اپنے مال سے۔

(۴۵۷) اپنے صغیر فقیر کے مہر کا مطالبہ باپ پر نہیں ہے جب کہ نکاح کر دیا اوسکا عورت سے مگر اوس وقت مطالبہ ہوگا جب کہ ضامن ہوا ہو مہر کا چنانچہ نفقہ دینے میں بھی بصورت ضامن ہونے کے مطالبہ ہوگا باپ سے۔ اور جب کہ باپ نے صغیر کا مہر ادا کر دیا ہو خواہ صغیر محتاج ہو یا غنی تو اوسکو بیٹے سے پھیر لینا نہیں پہونچتا مگر اوس صورت میں پھیر سکتا ہے جب کہ باپ نے گواہ کر لیے ہوں پھیر لینے پر مہر ادا کرتے وقت یا ضامن ہوتے وقت۔ کذا فی الطحطاوی

(۴۵۸) عورت کو مہر معجل لینے کے واسطے وطی اور تقبیل اور مساس اور سفر لیجانے سے روکنا پہونچتا ہے اگرچہ اوسکی خوشی سے ایک بار وطی یا خلوت ہو چکی ہو اکیونکہ ہر وطی مہر پر معقود ہے تو ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے تو تسلیم بعض کے موجب تسلیم باقی کی نہیں ہے

(۴۵۹) عورت کو جایز ہے روکنا وطی کا واسطے لینے اوس مہر کے جسکا جلد دینا بیان ہوچکا ہے کل مہر ہو یا بعض یا واسطے لینے اوس قدر مہر کے جو جلد دیا جاتا ہے اوس سے عورت کو عرف مین اسی کا فتویٰ ہے (کیونکہ مروج مثل مشروط کے ہے رواج کا اعتبار ہے اگر مہر کی مدت یا تعجیل مقرر نہو ئی ہو۔ اور اگر کل مہر کی مدت مقرر ہوچکی ہو تو ویسا کرنا چاہیے جیساکہ دونون نے شرط کیا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۶۰) مہر موجل مین عورت کو حق وطی کے منع کرنے کا نہین ہے مگر جبکہ مدت مجہول ہو بجہالت فاحشہ یعنی زوج کی کشایش تک یا آخری جھنے تک یا پانی برسنے تک کہ ان چیزون کا وقت مقرر نہین ہے۔ تو ایسی مدت مین فی الحال مہر واجب ہوگا کذا فی غایتہ البیان۔

(۴۶۱) اگر مدت مہر طلاق یا موت مقرر ہوئی تو صحیح ہے اگرچہ انہین بھی جہالت فاحشہ ہے مگر صحیح ہے بہ سبب رواج کے۔ کذا فی خزانہ حاشیۃ الطحطاوی۔

(۴۶۲) نہر الفایق مین ہے اگر نکاح کیا عورت سے سو درم مہر پر بشرط انقضاے مدت معین کے اس شرط پر کہ چالیس درم جلد ادا کردے گا تو عورت کو جایز ہے منع کرنے وطی سے یہان تک کہ باقی دامون کو بھی قبضہ کرلے۔

(۴۶۳) ثابت ہے عورت کے واسطے نفقہ بعد منع کے بھی بشرطیکہ قبل مطالبہ کے خلوت یا دخول رضامندی سے ہوچکا ہو۔

(۴۶۴) جایز ہے عورت کو سفر کرنا اور شوہر کے گھر سے نکلنا حاجت کے واسطے اور واسطے زیارت کرنے اپنے اقربا کے بدون اذن زوج کے

جبتک کہ مہر معجل نپایا ہو۔

(۴۶۵) بعد پانے مہر کے گھر سے نہ نکلے مگر بسبب حق کے یعنی عورت کا قرض کسی پر ہو یا عورت پر کسیکا قرض ہو یا واسطے زیارت ماں باپ کے ہفتہ میں ایکبار۔ یا محارم کی ملاقات کے واسطے ہرسال میں ایکبار اگرچہ زوج منع کرے۔ کذا فی فتح القدیر۔ یا عورت دائی جنائی یا مردہ شو ہو لیکن ان کو زوج منع کرسکتا ہے۔ اگر زوج سوا ان امور کے نکلنے کی اجازت دیگا تو زوج اور زوجہ دونون گناہگار ہون گے۔ اور قول معتمد یہہ ہے کہ عورت کا حمام مین جانا درست ہے بدون آرایش اور عطر ملنے کے اشباہ۔

(۴۶۶) جہان عورت کا جانا درست ہے وہان یہہ بھی شرط ہے کہ آرایش وسنگہار نکرے بلکہ ایسی صورت بگاڑ کے نکلے کہ مردون کی نظر اوسپر نپڑے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۴۶۷) سفر مین لیجاوے عورت کو تین منزل یا زیادہ بعد ادا کرنے کل مہر کے موجل ہو یا معجل جب کہ زوج پر اطمینان ہو عورت کی طرف سے یعنی سفر مین ایذارسانی کا خوف نہو۔ اگر کل مہر ادا نکیا اور زوج لایق اطمینان کے نہو تو عورت کو سفر مین نلیجاوے اسی قول پر فتوی ہے۔ بلکہ مصر مین عمل ہے اسپر کہ عورت کو سفر مین نہ لیجاوے زیردستی کرکے نہر الفایق۔ بزازیہ۔ مختار فتوی دے مفتی موافق مصلحت کے یعنی اگر زوج امانتدار اور صالح ہو اور لیجانے مین عورت کے سرکشی معلوم ہو تو سفر مین لیجانیکا فتوی دے والا نہ لیجانیکا فتوی دے۔ حاشیۃ الطحطاوی۔

(۴۶۸) لیجاوے زوج زوجہ کو وہان جو مدت سفر سے کم ہو یعنی تین منزل

سے کم ہو خواہ شہر سے گانون کی طرف یا گانون سے شہر کی طرف قید لگائی ہے تاتارخانیہ مین کہ ایسے گانون کو لیجانا جائز ہے کہ ممکن ہو پلٹ آنا زوج کو رات آنے سے پہلے اپنے وطن تک اور کافی مین اسکو مطلق رکھا ہے یون کہکر کہ اسی پر فتوی ہے۔

(۴۶۷) اختلاف کیا زوجین نے اصل مہر مین ایک نے کہا معین ہتا دوسرے نے کہا کہ نہین اور دونون گواہ لانے سے عاجز ہین تو قسم کھاوے منکر تسمیہ کا سو اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعوی تسمیہ کا ثابت ہوگا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو مہر مثل واجب ہوگا لیکن اگر عورت مدعی ہے تو مہر مثل اوسکے دعوی سے زیادہ نہ دیا جاوے گا اور اگر مرد مدعی ہے تو اوسکے دعوے سے مہر مثل کم نکیا جائیگا۔ یہان اصل نکاح پر قسم نہین ہے بلکہ مال پر قسم ہے تو بالاجماع منکر پر قسم ہے۔ حاشیۃ المدنی وطحطاوی۔

(۴۶۸) اگر اختلاف کیا زوجین نے مقدار مہر مین وقت قیام نکاح کے تو قول اوسکا معتبر ہے جسکے گواہی دی مہر مثل کی ساتھ قسم کے۔ تو اگر مہر مثل زوجہ کے دعوے سے برابر ہو یا زیادہ تو قول زوجہ کا مع الیمین معتبر ہوگا اور اگر مہر مثل دعوی زوج سے برابر یا کم ہو تو قول زوج کا معتبر ہوگا قسم کے ساتھ۔

(۴۶۹) اختلاف مقدار مین زوجین مین سے جو اپنے شاہد قایم کریگا مقبول ہون گے بلا لحاظ موافقت و عدم موافقت مہر مثل

(۴۷۰) اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو گواہ عورت کے مقدم ہونگے اگر مہر مثل مرد کے دعوے سے موافق ہو اور گواہ مرد کے مقدم ہونگے اگر مہر مثل دعوی عورت سے موافق ہو۔ کیونکہ گواہ مقرر ہوے ہین واسطے

ثابت کرے خلاف ظاہر کے۔

(۴۷۱) اگر مہر مثل دونون کے مابین ہو تو دونون سے قسم لیجاوے اس طرح پر کہ مثلاً عورت کا دعوی دو ہزار کا ہے اور مرد کا ایک ہزار کا اور مہر مثل پندرہ سو ہین تو مرد قسم کھاوے کہ واللہ مین نے دو ہزار مہر پر نکاح نہین کیا اور عورت قسم کھاوے کہ واللہ مین نے یک ہزار مہر پر نکاح نہین کیا۔

(۴۷۲) اگر دونون نے قسم کھائی یا دونون گواہ لاے تو قاضی مہر مثل دلائیگا کیونکہ دونون کی قسم اور گواہ برابر ہین تو کسیکا دعوی ثابت نہین ہوسکتا۔

(۴۷۳) اور اگر کوئی ایک دونون مین سے گواہ لایا تو مقبول ہون گے اوسکے گواہ کیونکہ اوسنے اپنے دعوے کو روشن کردیا۔

(۴۷۴) طلاق قبل وطی مین فیصلہ مقرر ہوگا متعہ مثل یعنی اگر اختلاف ہو زوجین مین بعد طلاق قبل وطی کے تو متعہ مثل جسکے دعوے کے ساتھ مطابق ہوگا اوسی کے قول کا اعتبار ہوگا قسم کے ساتھ بشرطیکہ مہر مسمی دین ہو جیسے درم یا دینار اور اگر مہر مسمی عین ہو یعنی مثل قیمتی چیز ہو جیسے مثلاً غلام اور لونڈی زوج کہتا ہی کہ مہر غلام تھا اور عورت کہتی ہے کہ لونڈی تھی تو زوجہ کو متعہ مثل ملیگا یہ دون تحکیم کے مگر جب متعہ مثل کی حاجت نہین اگر زوج راضی ہوجاوے نصف جاریہ

(۴۷۴) دونون مین سے جو گواہ لاوے اوسکی مقبول ہونگی

(۴۷۵) بحالت شہادت فریقین کے حکم مثل فقرہ (۴۷۰)

(۴۷۶) اگر مہر مثل مابین ہان دونون کے ہو تو مطابق فقرہ (۴۷۱) و (۴۷۲)

(۴۷۷) اگر دونون کے مرنے کے بعد اختلاف ہوا وارثین تو مقدار مہر کی

اختلاف بین زوج کے وارثون کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے۔ اور اصل مہر کے اختلاف مین منکر تسمیہ کا قول معتبر ہوگا یعنی زوج کے وارثونکا اسواسطے کہ اگر عورت کے وارث تسمیہ مہر کے منکر ہون تو اوسکا حق ساقط ہوتا ہے۔ یعنی بعد موت زوجین کے اختلاف پڑا اصل تسمیہ مہر مین تو کچھ حکم نہ کیا جاوے گا جبتک کہ گواہ قایم نہ کیے جاوین گے تسمیہ پر یعنی بدون گواہون کے مہر مثل پر فیصلہ نہوگا کیونکہ مرنا زوجہ کا دلالت کرتا ہے کہ اوسکی ہمعصر عورتین بھی مرگئین ہدایہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مہر مثل کا اعتبار نکرنا اوس صورت مین ہے جب کہ زوجین کی موت کا زمانہ بہت گذر گیا ہو۔ حاشیہ المدنی علی الطحطاوی

(۴۷۸) صاحبین کے نزدیک بعد موت زوجین کے بھی مہر مثل پر حکم ہوگا مانند حال زندگی کے اسی پر فتوی ہے۔ قاضی خان۔ لیکن اگر زوج کے وارث گواہ لاوین اداے مہر یا زوجہ کے اقرار پر کہ ہم مہر پا چکے تو اس صورت مین مہر مثل کے اعتبار کی حاجت نہین ہے۔

(۴۷۹) یہہ سب صورتین جب ہین جب کہ زوجہ نے اپنی ذات کو بخوشی زوج کو نہ تسلیم کیا ہو اور اگر زوجہ نے اپنی ذات کو بخوشی زوج کو تسلیم کردیا ہو اور واقع ہوا اختلاف دو حال مین خواہ زندگی مین یا بعد اوسکے تو یہہ فیصلہ ہوگا مہر مثل پر کیونکہ عورت نہین تسلیم کرتی اپنے آپکو مگر بعد لینے مہر معجل کے بطور رواج کے اور تعجیل مہر کی دلیل ہے تسمیہ مہر کی۔

(۴۸۰) جہان کل مہر کی تاخیر ہوئی ہو طلاق یا موت تک وہان تسلیم و عدم تسلیم دونون برابر ہین۔ حاشیۃ المدنی علی القاسمیہ

(۴۸۱) اور عورت سے یا اوسکے وارثون سے کہا جاویگا کہ یا تصریح تمکو مہر معجل پانے کا اقرار کرنا ہوگا اور نہین تو ہم تمپر حکم کرینگے تعجیل متعارف کا

چنانچہ مصر میں دو ثلث مہر معجل دینے کا رواج ہے۔ پھر بعد رفع متعارف مہر میں کیا جاویگا مثلاً ثلث میں مگر یہہ اوسوقت ہے جب کہ زوج نے عورت کو کچھ دینے کا وعدہ کیا یعنی متعارف التعجیل پر اوسوقت فیصلہ ہوگا جب کہ زوج مدعی ہوا ادا کرنے کا اور اگر زوج مدعی نہوگا تو متعارف پر فیصلہ نہوگا بحر الرائق و نہر الفائق عن المحیط۔ قاضی خان کے نزدیک یہہ قول مسلم نہیں حاشیہ المدنی۔

(۷۸۲) اگر بھیجا زوج نے اپنی عورت کو کچھ نقد یا جنس اور نہ بیان کیا دینے وقت کسی چیز کو جو منافی ہو جہت مہر کے یعنی دینے وقت مہر یا غیرہ کا کچھ ذکر نکیا مثلاً یوں کہا کہ اس نقد کو شمع میں صرف کرو یا مہدی میں پھر زوج نے کہا کہ وہ تو مہر میں تھا تو اوسکا قول مقبول نہوگا قنیہ کیونکہ وہ چیز ہدیہ ہو چکی تو مہر نہ ہو سکے گی اور اگر قبل عقد کے کچھ بھیجا تو اوسکا بعینہ پھیر لینا درست ہے حاشیہ الطحطاوی۔

(۷۸۳) اگر کہا عورت نے کہ وہ بھیجی ہوئی چیز ہدیہ ہے اور کہا زوج نے کہ وہ مہر میں ہے یا از قسم لباس ہے یا عاریت ہے تو قول زوج کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر دونوں گواہ لاوے تو عورت کے گواہ مقدم ہوں گے۔

(۷۸۴) اگر قسم کھائی زوج نے اور بھیجی چیز موجود ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اوسکو پھیر دے اور اپنا باقی مہر زوج سے لے لے کما ذکر این کمال

(۷۸۵) اگر زوج نے ہدیہ بھیجا عورت کی طرف اور عوض میں عورت نے بھیجا مرد کی طرف پھر عورت کا زفاف ہوا پھر مرد نے اوسکو جدا کیا اور دعوی کیا کہ وہ چیز عاریۃ ہے تو جائز ہے عورت کو کہ عوض کی چیز کو پھیر لے عوض کی جنس سے۔ زیلعی حاشیہ المدنی عن عالمگیری۔

(۴۸۶) اختلاف زوجین مین زوج کا قول معتبر ہوگا اون چیزوں مین جو کھانے کے واسطے مہیا نہین جیسے کپڑے اور زیور کپڑی اور گھی اور شہد اور جو چیز کہ مہینہ بہر باقی رہے اور نہ بگڑے۔

(۴۸۷) قول زوجہ کا معتبر ہوگا قسم کے ساتھ اون چیزوں مین جو کھانے کیواسطے مہیا ہے جیسے روٹی اور بہنا گوشت کیونکہ یہ چیزین کوئی مہر مین نہین دیتا فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ قول مختار یہ ہے کہ زوج کی تصدیق اون چیزوں مین ہوگی جو زوج پر واجب نہین جیسے موزہ اور چادر یا باریک کپڑا اور اوس مین تصدیق ہوگی جو اوسپر واجب ہے جیسے اوڑہنی اور قمیص یعنی جب تک زوج نے اوسکا دعوی نکیا ہو کہ اوڑہنی اور قمیص کو پوشاک مین دیا ہے اگر پوشاک کا دعوی کیا اور عورت نے کہا کہ پوشاک نہین بلکہ ہدیہ ہے تو قول زوج کا ہی معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر حال مصدق اوسکا ہے

(۴۸۸) منگنی کی ایک مرد کی بیٹی سے اور بھیجا زوج نے عورت کیطرف چند اشیاء کو اور عورت کی باپ نے نکاح نکیا تو جو چیز مہر کے واسطے بھیجی ہو اور وہ موجود بھی ہو تو فقط اوسکو پہیر لے نہ اوسکی قیمت کو اگرچہ متغیر ہو گئی ہو استعمال سے اگر موجود نہ ہو تو قیمت اوسکی پہیر لے کہ یہ تو بدلا تھا تو سو پورا نہو تو پہیر لینا جایز ہے۔

(۴۸۹) اسیطرح نہ اوسکو پہیر لے جو بطریق تحفہ کے بھیجا اگر وہ موجود بھی ہو اور نہ پہیرے ہالک اور مستہلک کو

(۴۹۰) اگر دعوی کیا عورت نے کہ بھیجی چیز مہر ہے اور زوج نے کہا کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ چیز مہر کی جنس سے ہو جیسے مہر مسمی مین روپیہ اشرفی تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر وہ چیز مخالف ہے جنس مہر کے جیسے

حد تھا درم اور زوج نے قرض یا کپڑا بھیجا تو زوج کا قول معتبر ہوگا۔
کیونکہ دونون صورتون مین ظاہر حال دونون کا گواہ ہے

(۴۹۱) خرچ کیا ایک مرد نے غیر کی معتدہ پر اس شرط سے کہ نکاح کریگا
اوس سے بعد عدت کے تو اگر عورت نے اوس مرد سے نکاح کر لیا تو خرچ
کا پھیر لینا مطلقاً جایز نہین خواہ دونون ساتھ کھاتے ہون یا علیحدہ اور اگر
عورت نے نکاح سے انکار کیا تو مرد کے خرچ کا پھیرنا پہونچتا ہے اگر عورت
کو دیا ہو اور اگر عورت مرد کے ساتھ کھائی ہو تو مطلقاً پھیر لینا جایز نہین
خواہ نکاح کیا ہو یا نکیا ہو۔ بحر عن العمادیہ

(۴۹۲) باپ نے اپنی بیٹی کو جہیز دیا اور اوسکے قبضہ مین کر دیا تو اوسکو
پھیر لینا اوس سے نہین پہونچتا اور نہ باپ کے وارثون کو پہونچتا ہے کہ جو جہیز
باپ نے اپنی زندگی مین بیٹی کو تسلیم کیا تھا بعد مرنے باپ کے پھیر لین
بلکہ اس جہیز کی ملکیت بیٹی کو مخصوص ہوگی اسی پر فتوی ہے اور جہیز
تسلیم نہین کیا تو پھیر لیسکتا ہے اسواسطے کہ علیک بدون تسلیم کے تمام نہین
ہوتے۔ اگر مرض الموت مین باپ نے جہیز تسلیم کیا ہو تو وہ وصیت ہوگی
اور وصیت وارث کے حق مین درست نہین اسطرح استرداد ہوگا۔ اگر
باپ نے جہیز کو مول لیا بیٹی کے واسطے والجیہ اس صورت مین تسلیم کی
حاجت نہین کیونکہ باپ کا قبضہ قایم مقام صغیرہ کے قبضہ کے ہے حیلہ استرداد
کا یہ ہے کہ باپ گواہ کر دے بیٹی کو جہیز دینے کے وقت کہ یہہ جہیز بطور عاریت
دیا ہے۔ احتیاط اسمین ہے کہ باپ جہیز کو بیٹی سے مول لے پھر بیٹی
اوسکی قیمت سے ابرا کرے۔ درر۔

(۴۹۳) زوجہ کے لوگون نے کچھ لیا تسلیم زوجہ کے وقت مثلاً بھائی نے

بدون لیے رخصت نکلیا تو زوج اوسکو پھر لے سکتا ہے کیونکہ یہ رشوت ہے
(۴۹۴) جہیز بیٹی کو دیکر دعوی کیا کہ اوسکو عاریت ہی دیا ہے اور بیٹی
نے کہا کہ وہ تملیک ہے یا زوج نے یہی کہا بعد مرنے زوجہ کے تاکہ وارث
اوسکا ہوا اور باپ نے اور اوسکے وارثون نے اوسکے مرنے کے بعد کہا
کہ عاریت ہے تو قول زوج کا اور بیٹی کا معتمد ہوگا جب رواج دایمی عموماً
اسکا ہو کہ باپ اتنا مال جہیز مین دیا کرتا ہو نہ بطور عاریت کے۔
(۴۹۵) اگر رواج مشترک ہو یعنی بعض جہیز دیتے ہون اور بعضی عاریت
تو قول باپ کا معتمد ہوگا۔ جو جہیز زیادہ ہے اوس سے جو ایسی عورت کو
موافق رواج کے ملتا ہے تو زیادتی میں قول باپ کا معتمد ہوگا اور مان مثل
باپ کے ہے جہیز بیٹی مین اسیطرح ولی صغیرہ کا وسانہ۔ اگر مان نے جہیز
تسلیم کر دیا تو استرداد نہین کرسکتی اور دعوی عاریت مین مان اور ولی
صغیرہ کا وہی حکم ہے جو باپ کا حکم معلوم ہوا۔
(۴۹۶) اگر باپ اشراف مین سے ہے تو اوسکا یہ قول قبول نہین ہوگا
کہ جہیز عاریت ہے۔ نہر الفایق عن القاضی خان۔
(۴۹۷) مان نے بیٹی کو جہیز مین کچھ چیزین دین باپ کے اسباب سے
اوسکے حضور اور دانست مین اور وہ ساکت رہا اور بیٹی زوج کے گھر
پہونچائی گئی تو باپ کو نہین پہونچتا کہ اوس جہیز کو پھیر لے اپنی بیٹی سے
بسبب جاری ہونے رواج کے اسپر کہ باپ جہیز کو با پرسیر دکرتا ہے۔
اسیطرح خرچ کیا مان نے بیٹی کے جہیز مین اوسقدر جسکی عادت ہے اور باپ
ساکت ہو تو ضمان مان پر نہین زواہر الجواہر۔
(۴۹۸) اگر پہونچائی گئی زوجہ زوج کی طرف بدون اسی جہیز کے جو لایق

ہو زوج سے تو زوج کو جائز ہے مطالبہ باپ سے نقد مال مین قنیہ۔ یہ حکم اوس صورت مین مخصوص ہے جہان عادت ہو کہ ولی زوجہ کا زوج سے کچھ لیتا ہو نکاح کے سامان کے واسطے پھر کچھ سامان زوجہ کا تیار کرتا ہو اور کچھ زوجہ کا تو ایسی صورت مین اگر زوج نے لایق دینے کے باپ نے کچھ نہ دیا تو زوج کو نقد مال پھیر لینا پہونچتا ہے۔ اسیطرح عورت کو مطالبہ پہونچتا ہے۔ حاشیہ المدنی عن البحر۔

(۴۹۹) اگر زوج چپ رہا مطالبہ سے مدت تک تو اوسکو نزاع کرنا نہین پہونچتا کیونکہ زمان طویل تک ساکت رہنا دلیل ہے رضامندی کی بحرالرائق وطحطاوی۔

(۵۰۰) نکاح کیا ذمی یا مستامن نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دارالحرب مین مردار جانور کے مہر پر یا بدون مہر کے اسطرح کہ دونون ساکت رہے یا نفی کی مہر کی دونون نے حالانکہ یہ اونکے نزدیک جائز ہے پھر وطی ہوئی ذمیہ یا حربیہ کی یا طلاق قبل وطی کے ہوئی یا زوج زوجہ کو چھوڑکر مر گیا تو عورت کا کچھ مہر نہ ہوگا اور نہ متعہ طلاق قبل وطی مین۔ اگرچہ دونون مسلمان ہو گئے ہون اور ہم سے معاملہ رجوع کیا تو بھی مہر نہ ہوگا کیونکہ ہم اہل اصلاح مامور ہین ذمیون کے چھوڑنے پر اور اونکے دین کے چھوڑنے پر یعنی اونکے دین اور اعتقاد پر اون کو چھوڑنا چاہیے احکام اسلام کے اون مین جاری کرنے کا حکم نہین اسواسطے اون کو شراب پینے اور سور کھانے سے روکنا ہمکو نہین پہونچتا۔

(۵۰۱) مہر کے سوا باقی احکام نکاح کے اوسکے حق مین ثابت ہون گے مثل مسلمانون کے جیسے واجب ہونا نفقہ کا نکاح مین اور واقع ہونا طلاق کا

اور عدت اور نسب اور خیار بلوغ اور وارث ہونے نکاح صحیح سے اور حرام ہونا مطلقہ ثلثہ کا اور حرام ہونا نکاح محارم کا لیکن یہہ احکام اوس وقت اونمین جاری ہونگے جب اون کو بھی ان احکام کا عقیدہ ہو اور ہماری طرف مرافعہ کرین۔ حاشیۃ الطحاوی۔

(۵۰۲) نکاح کیا ذمی نے ذمیہ سے شراب معین یا سور معین پر یعنی جسکی طرف اشارہ ہوا پھر وہ دونو ان مسلمان ہوگئے یا ایک اون مین سے مسلمان ہوا قبضہ کرنے سے پہلے تو عورت کو وہی ملیگا سو ترک کردے شراب کو اور چھوڑ دے سور کو حاشیۃ المدنی۔

(۵۰۳) اگر طلاق دی قبل دخول کے تو عورت کو آدھی شراب معین اور آدھا سور معین ملیگا۔

(۵۰۴) عورت کو غیر معین شراب اور غیر معین سور مین قیمت شرابکی ملیگی اور مہر مثل مین سور ملیگا یعنی سور کی قیمت لینا درست نہین کیونکہ اگر سور کی قیمت لی تو گویا سور لیا۔

(۵۰۵) ایک لڑکی نے دھکیلا دوسری لڑکی کو سو اوسکا ازالہ بکارت ہوگیا تو دھکیلنے والی پر لازم ہوگا مہر مثل۔ اسیطرح صبی اور مرد اجنبی کی دھکیلنے سے ازالہ بکارت ہونے مین مہر مثل لازم ہوگا۔ حاشیۃ المدنی۔

(۵۰۶) صغیرہ کے باپ کو مطالبہ مہر کا زوج سے پہونچتا ہے اگرچہ تمتع زوج کو نہ ہوا اور زوج کو تسلیم صغیرہ کا مطالبہ پہونچتا ہے اگر صغیرہ مرد کی برداشت کر سکتی ہو کہا بزازی نے کہ عمر کا کچھہ اعتبار نہ ہوگا یعنی اگر زوج اور باپ مین اختلاف ہوگا تو صغیرہ کی عمر کا اعتبار نہ ہوگا قاضی صغیرہ کو عورتون کو دکھلادے اگر عورتین کہین کہ لایق مرد کے ہے تو زوج کو تسلیم کرے

اور نہین تو نہین حاشیۃ المدنی۔
(۵۰۳) اگر باپ نے اپنی بیٹی کو زوج کو تسلیم کیا پھر وہ بھاگ گئی تو زوج پر اوسکی طلب اور تلاش لازم نہین کیونکہ حرہ کے گم ہونے پر ضمان نہین کہ طلب زوج پر لازم ہو بخلاف لونڈی کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۵۰۴) کسی نے فریب دیا عورت کو اور اوسکو نکال لیگیا تو وہ شخص مقید کیا جاویگا اوس مدت تک کہ اوسکو لے آوے یا عورت کا مرنا معلوم ہو۔
(۵۰۵) مہر وہی معتبر ہے جو پوشیدگی کا مہر ہے اور بقول ضعیف ظاہر کا مہر معتبر ہی مثلاً ایک مرد نے عورت سے نکاح کیا اور مخفی ایکہزار مثلاً مہر مقرر کیا پھر دوسری بار نمود کے واسطے لوگون مین دو ہزار کا مہر ٹھہرایا تو اس صورت مین مہر مخفی معتبر ہوگا۔
(۵۰۶) جو مہر کہ موجل ہو طلاق تک وہ معجل ہو جاتا ہے طلاق رجعی سے اور نہین موجل ہوتا پھر عورت کی طرف مراجعت کرنے سے۔
(۵۰۷) اگر عورت نے مہر بخشا اس شرط پر کہ مرد اوس سے نکاح کرے سو مرد نے ہبہ مہر کا قبول کیا تو مہر باقی ہے نکاح عورت سے کیا یا نکیا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی مطلقہ سے کہا کہ مین تجھ سے نکاح نکرونگا جب تک تو اپنا مہر معاف نکرے تو عورت نے بشرط نکاح مہر معاف کیا پھر مرد نے انکار کیا تو مہر باقی ہے۔ حاشیۃ الطحطاوی۔ بصورت نکاح نکرنے کے تو مہر کا باقی رہنا ظاہر ہے اور نکاح کرنے مین اسواسطے مہر باقی رہا کہ ہبہ بدون قبول کے تمام نہین ہوتا حالانکہ مرد ہبہ سے انکار کرچکا حاشیۃ المدنی
(۵۰۸) عورت نے اپنا مہر کسیکو ہبہ کیا اور اوسکو مہر لینے پر وکیل کیا تو

صحیح ہے اور ہبہ مہر کا بدون توکیل کے ناتمام ہے۔

(۵۰۹) اگر عورت نے اپنا مہر کسی آدمی کو حوالہ کیا اور زوج نے قبول کیا پھر عورت نے وہ ہی مہر زوج کو ہبہ کیا تو ہبہ مہر صحیح نہوگا کیونکہ مہر کا دوسرا آدمی مالک ہوگیا ہے اور ہبہ حوالہ کرنے کا حیلہ اوس شخص کے واسطے ہے کہ جو چاہیے کہ ہبہ کرے اور صحیح نہو

(۵۱۰) نکاح غلام مین قبل اجازت مولے کے مہر نہین جبتک وطی ہوا ور بعد وطی کے مہر مثل واجب ہوگا بعد آزاد ہونے غلام کے کیونکہ قبل آزادی کے غلام کسی چیز کا مالک نہین اور مولی پر بدینوجہ واجب نہین کہ اوسکی اجازت سے نکاح نہین ہوا۔

(۵۱۱) مولی سے مراد وہ شخص ہے جسکو اختیار ہو لونڈی کے نکاح کردینے کا جیسے صغیر کی لونڈی کا باپ اور دادا اور قاضی اور وصی اور مکاتب اور شریک مفاوض اور متولی وقف لیکن ان کو یہہ اختیار نہین ہے کہ اپنے غلام سے اوسکا نکاح کردین

(۵۱۲) غلام کی تزویج کا کوئی مالک نہین سوا اوسکے جو مالک ہے اوسکے آزاد کرنے کا الا باپ وغیرہ جو سابق مذکور ہوے نکاح عبد کے مالک نہین۔

(۵۱۳) نکاح کیا قن وغیرہ نے مولی کے اذن سے تو مہر و نفقہ اونہین قن وغیرہ پر ہے۔ (قن غلام کو کہتے ہین

(۵۱۴) ساقط ہوتا ہے مہر اور نفقہ غلامون کی موت سے بسبب فوت محل استیفا کے۔

(۵۱۵) بیچا جاویگا قن نفقہ اور مہر مین اگر مالک بیع نکرے تو قاضی

بیچے گا۔

(۵۱۵) مدبر اور مکاتب وغیرہ کی بیع نہ ہوگی بلکہ محنت اور مزدوری کرائی جاویگی

باب نکاح الکافر

کافر شامل ہے مشرک اور کتابی کو۔

(۵۱۶) نکاح کفار مین تین قاعدہ ہین۔

(۵۱۷) اول قاعدہ یہہ ہے کہ جو نکاح صحیح ہے مسلمانون مین سو صحیح ہے کافرون مین بخلاف امام مالک کے۔

(۵۱۸) دوسرا قاعدہ یہہ ہے کہ جو نکاح حرام ہے مسلمانون مین بسبب فوت ہونے شرط نکاح کے جیسے گواہون کا نہ ہونا یا عدت مین نکاح کرنا وہ نکاح جایز ہے کفار کے حق مین جب وہ اوسکی صحت کے معتقد ہون نزدیک امام اعظم کے اور ثابت رکھی جاویگی اوسی نکاح پر بعد مسلمان ہوکے بدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵۱۹) تیسرا قاعدہ یہہ ہے کہ جو نکاح حرام ہے بسبب حرمت محل کے جیسے محارم سے نکاح کرنا تو ہمارے مشایخ کے نزدیک جایز ہوگا اور یہہ اصح ہے اور اوسی قول پر نفقہ عورت کا واجب ہوگا اور بعد مسلمان ہونے کے اگر کوئی اوسکو زانی کہیگا تو حد ماریجاویگی۔

(۵۲۰) اتفاق کیا ہے فقہانے کہ کفار باہم وارث نہین ہوتے بسبب نکاح محارم کے لیکن نسب کی جہت سے البتہ وارث ہونگے مثلا ایک کافر نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور مرگیا تو عورت بسبب نکاح کے وارث نہوگی لیکن بہن ہونے کی راہ سے وارث بھائی کی ہوگی۔

(۵۲۱) اگر دونون نکاح کرنے والے جو مسلمان ہوے محرم ہون یا دو

مجوسون مین سے ایک مسلمان ہوا یا دونون نے ہم سے نالش کی اور حالانکہ وہ کافر ہین تو جدائی کرادے دونون کے درمیان قاضی یا جسکو اونہون نے حاکم قرار دیا بسبب عدم محلیت نکاح کے اور دو کافرون مین سے ایک کافر کی نالش سے تفریق واقع ہوگی کیونکہ حق دوسریکا باقی رہا بخلاف مسلمان ہونے کے اسواسطے کہ اسلام بلند ہے پست نہین ہوسکتا۔ لان الاسلام یعلو و لا یعلی علیہ

(۵۲۲) ایک مرد نے عورت کو تین بار طلاق دی اور عورت نے جدائی چاہی تو یہان فقط ایک کی نالش سے جدائی کردی جاویگی دونون مین بالاتفاق کیونکہ تین طلاق نکاح کی قاطع ہین سب دینون مین تو دوسریکا حق باقی نرہا۔ حاشیۃ المدنی۔

(۵۲۳) اگر ایک مرد نے عورت سے خلع کیا پھر اوسکے ساتھ قایم رہا بدون عقد کے یا کافر نے نکاح کیا کتابیہ سے مسلمان کی عدت مین یا عورت سے نکاح کیا قبل دوسرے زوج کے اور حالانکہ اوسکو طلاق دے چکا تھا تین بار تو یہان تینون مسئلون مین تفریق کی جاویگی بدون نالش کے۔ کذا فی بحر عن المحیط بخلاف حاوی کے کہ اونہین جدائی کے واسطے نالش شرط ہے۔

(۵۲۴) اگر مسلمان ہوا دو مجوسی زوج اور زوجہ مین سے ایک شخص یا مسلمان ہوئی جورو کتابی کی تو عرض کیا جاویگا اسلام دوسرے پر یعنی اوس سے کہا جاویگا کہ تو بھی مسلمان ہوجا سو اگر وہ بھی مسلمان ہوگیا تو خوب ہوا کہ نکاح باقی رہا اور اگر اوسنے اسلام قبول نہ کیا یعنی انکار کیا یا ساکت رہا تو دونون مین جدائی کردی جاویگی اگر زوج لڑکا باتمیز ہو تو بھی اوسکے انکار سے تفریق ہوگی بالاتفاق بنا بر قول اصح کے۔ حد تمیز یہہ ہے کہ اوسکو دین

کا تعقل ہوا اور بعضون نے سات برس مقرر کیے ہین اور صبیہ مانند وصی کے ہین اس حکم مین۔

(۵۲۵) جبی غیر ممیز کی عقل یعنی تمیز کا انتظار کیا جاویگا۔ اور اگر زوج مجنون ہے تو انتظار نہ ہوگا۔ کیون کہ جنون کی کچھ انتہا نہین (اسلام عرض ہوگا مجنون کے ماباپ پر جو اون مین سے اسلام قبول کریگا مجنون بھی اسلام مین تابع ہوگا تو نکاح باقی رہے گا۔) اگر اوسکا باپ یا مان نہو تو قایم کرے قاضی مجنون کی طرف سے ایک وصی کو پھر اوسپر حکم ہوگا تفریق کا یا قائمی عن اوحنۃ العلماء

(۵۲۶) مسلمان ہوا زوج اور عورت مجوسی تھی پھر یہودیہ ہوگئی یا نصرانیہ تو اوسکا نکاح باقی رہے گا کیونکہ وہ اہل کتاب ہوا علیا رانجام کار کے اور مسلم اور کتابیہ مین نکاح درست ہے۔

(۵۲۷) تفریق کرنا دونون مین طلاق باین ہے کہ کم کرتا ہے عدد طلاق کو یعنی اگر بعد تفریق کے اوس عورت سے نکاح کریگا تو زوج مالک دو طلاق کا رہیگا اور اگر زوجہ لونڈی ہے تو مالک ایک طلاق کا مالک رہیگا تفریق اوسوقت طلاق ہے جب کہ زوج اسلام سے انکار کرے اور اگر عورت انکار کرے تو تفریق طلاق نہین کیونکہ طلاق عورتون کی جانب سے نہین ہوتی

(۵۲۸) انکار صبی ممیز کا اور مجنون کے مان باپ کا طلاق ہے قول اصح مین سیلعی چونکہ طلاق صغیرہ اور مجنون پر قاضی کی طرف سے زبردستی ڈالی جاتی ہے نہ اونکے اختیار سے تو وہ دونون طلاق ڈالنے کے اہل نہین بلکہ طلاق پڑنے کے اہل ہین تو اگر طلاق اونکی طرف سے نہو تو کچھ تعجب نہین اسطرح اگر صغیر یا مجنون وارث ہوا اپنے قرابتدار کا تو آزاد

ہوجائیگا تو یہہ آزادی شارع کی طرف سے واقع ہوئی نہ صغیر اور مجنون کیطرف سے اسیطرح اگر مکلف نے اپنی زوجہ سے کہا کہ مین مجنون ہوجاؤن تو تجھکو طلاق ہے پھر وہ مجنون ہوگیا تو طلاق واقع نہو گی اسواسطے کہ طلاق واقع ہوئی ہے بوجود شرط کے اور یہان شرط ہے جنون کی پھر جب جنون پایا گیا تو وہ شخص مکلف باقی نرہا بخلاف اسکے کہ اگر اوسنے کہا کہ مین گھر مین داخل ہون تو تجھکو طلاق ہے پھر وہ مجنون ہو کر گھر مین داخل ہوا تو طلاق واقع ہوگی کیونکہ یہہ طلاق معین ہے دخول دار پر سو دخول پایا گیا تو یہہ وقوع ہوا طلاق کا نہ ایقاع اور پہلی صورت مین ایقاع تھا نہ وقوع حاشیۃ المدنی۔

(۵۲۹) اگر اسلام لاے دو مجوسی مرد اور عورت سے ایک یا کتابی کی عورت مسلمان ہوگئی وہان یعنی دار الحرب مین اور جو کہ دار الحرب سے ملحق ہے جیسے دریاے شور تو عورت نکاح سے جدا نہو گی یہان تک کہ تین بار اوسکو حیض آوے یا تین مہینہ گذر جاوین اوسرے کے مسلمان ہونے کے پہلے واسطے قایم کرنے شرط فرقت کے کیونکہ جب زوجہ اور زوج دونون دار الاسلام مین نہ ہوے ایک اون مین سے دار الحرب مین ہے تو ایک کے مسلمان ہونے سے دوسرے پر عرض اسلام نہین ہوسکتا کہ وہان حکومت اسلام نہین اسواسطے اتنی مدت جدائی کی قایم مقام عرض اسلام مقرر ہوئی اور یہہ مدت عدت نہین ہے کیونکہ اسمین غیر مدخولہ بھی داخل ہے اور غیر مدخولہ پر عدت نہین۔ اگر مسلمان ہوگیا کتابیہ عورت کا شوہر تو وہ عورت اوسی کی ہوگی یعنی جدائی نہو گی کیونکہ مسلم اور کتابیہ کا نکاح درست ہے۔

(۵۳۰) عورت جدا ہو جاتی ہے اپنے زوج سے بسبب تباین دارین کے باعتبار تباین حقیقی اور حکمی کے. مثال تباین حقیقی مثلاً زوج دارالاسلام مین پھر جانے کے قصد سے نہ آوے بلکہ بطریق سکونت اور توطن کے وارد ہو تو اگر کافر حربی دارالاسلام مین امان لیکر آیا تو اوسکی زوجہ نچھوٹ جاویگی کیونکہ وہ حکماً اپنی ملک مین ہے مگر جب کہ ذمی ہو کر رہے تو دونون مین جدائی ہو جاویگی۔

(۵۳۱) نہین چھوٹتی عورت اپنے زوج سے بسبب قید ہو جانے کے یعنی علت فرقت کی تباین دارین ہے امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک نہ قید ہونا اور امام شافعی کے نزدیک بالعکس ہے۔

(۵۳۲) پس اگر حربی زوج یا زوجہ دارالاسلام مین نکل آیا مسلمان ہو کر یا ذمی ہو یا وہ مسلمان ہو گیا یا دارالاسلام مین ذمی ہو گیا یا نکالا گیا دارالحرب سے مقید کر کے اور دارالاسلام مین داخل کیا گیا تو عورت چھوٹ گئی اپنے شوہر سے بسبب تباین دارین کے کیونکہ کافر حربی میت کی مانند ہے اسواسطے نکاح نہین اور یہی سبب ہے کہ مرتد حربیون مین ملا تو اوسپر احکام میت کے جاری ہوتے ہین۔

(۵۳۳) اگر زوج اور زوجہ دونون ساتھ ہی مقید ہوے یا دونون نکل آئے ہمارے ساتھ ذمی ہو کر یا مسلمان ہو کر یا دونون نکلے مسلمان سے امان لیکر پھر اسلام لاے یا ذمی ہو گئے تو ان صورتون مین زوجہ زوج سے جدا نہو گی بسبب نہونے تباین کے یہان تک کہ اگر عورت مقیدہ منکوحہ ہو مسلم کی یا ذمی کی تو جدا نہو گی اپنے شوہر سے اسواسطے کہ دونون دارالاسلام مین ہو گئے اختلاف دارین نرہا جو موجب فرقت زوجین کا۔

(۵۳۷) اگر نکاح کیا مسلم نے کتابیہ سے دار الحرب مین پھر نکلا وہان سے قبل عورت کے تو جدا ہوگی بسبب اختلاف دارین کے اور اگر نکلی عورت قبل مرد کے جدا نہوگی اسواسطے کہ اگرچہ اختلاف حقیقی تو ہوا مگر اختلاف حکمی نہین ہوا کیونکہ مسلم دار الاسلام کا مقیم ہے نہ دار الحرب کا

(۵۳۸) جو عورت دار الحرب سے دار الاسلام مین آئی مسلمان ہوکر یا ذمیہ ہوکر درحالیکہ وہ حاملہ نہین تو وہ جدا ہوگی اپنے زوج سے بدون عدت کے۔ امام کے نزدیک تو فوراً اوس سے نکاح کر لینا درست ہے لیکن اگر مہاجرہ حاملہ ہے تو اوس سے نکاح کرنا بعد جننے کے درست ہوگا بنابر قول اظہر کے حمل تک نکاح نکرنا بسبب عدت کے نہین ہے بلکہ بسبب خالی نہونے رحم کے ہے حق غیر سے۔

(۵۳۹) مرتد ہونا ایک کا زوجین مین بالفعل فسخ ہے نکاح کا تو حکم قاضی کی حاجت نہین اور عدد طلاق کم نہوگا پس اگر مرد چند بار مرتد ہوگیا اور ہر بار مسلمان ہوا اور تازہ نکاح کر لیا امام کے نزدیک عورت حلال ہوگی دوسری زوج کی وطی کی حاجت نہین طحطاوی

(۵۴۰) جس عورت کی وطی ہوگئی اگرچہ وطی حکمی ہو مثل خلوت صحیحہ تو عورت کا کل مہر واجب ہوگا بسبب حکم ہونے مہر کے وطی سے خواہ مرد مرتد ہوا ہو خواہ عورت طحطاوی۔

(۵۴۱) جس عورت کی وطی نہین ہولی تو اوسکو نصف مہر ملیگا اگر مہر معین ہوا اور اگر معین نہین ہوا تو متعہ یعنی پوشاک پاویگی اگر مرد مرتد ہوا تو نصف مہر اور متعہ عورت کو ملیگا اور مرد پر نفقہ عدت کا واجب ہوگا۔ اور اگر عورت مدخولہ نہین تو عدت واجب ہے نہ نفقہ حاشیہ المدنی

(۵۴۲) اگر عورت مرتد ہولی تو کچھ مہر اور نفقہ مرد پر نہین سوای مکان سکونت کے کیونکہ جدائی عورت کی طرف سے ہولی قبل محکم ہونے مہر کے اور مہر محکم ہوتا ہے دخول یا موت سے جو یہان پایا نہین گیا کذا فی حاشیۃ المدنی۔ اسی پر فتوی ہے۔ سکنی مرد پر اوسوقت واجب ہوگا جب بادشاہ حکم کرے کہ عورت کو اپنے پاس قید مین رکھ اور اگر بادشاہ خود قید کرے تو زوج پر سکنی واجب نہین حاشیۃ المدنی۔

(۵۴۳) اگر عورت مرتد مرگئی عدت مین تو وارث ہوگا زوج مسلم تذییل البحان۔

(۵۴۴) تصریح کی ہے فقہا نے عورت مرتدہ کو تعزیر کی بجہت کنیزی یہ مذہب ہے امام یوسف کا اور امام محمد کے نزدیک تنہا لونڈی کوئی نہین امام یوسف کے قول پر فتوی ہے اور یہی مختار ہے طحطاوی۔

(۵۴۵) زبردستی کی جاوے عورت مرتدہ کے اسلام اور تجدید نکاح پر جبر کرنے کے واسطے تھوڑے مہر پہ جیسے ایک دینار یعنی اقل مہر۔ اسی پر فتوی ہے کذا فی ولوالجیۃ۔ توبہ سرخسی پر ضرور ہے کہ تجدید نکاح کی کردے خواہ عورت خوش ہو یا ناخوش لیکن مرد پر جبر نہین ہے حاشیۃ المدنی۔

(۵۴۶) فتوی دیا ہے مشایخ بلخ نے کہ عورت کے مرتد ہونے سے جدائی نپڑے گی واسطے تنبیہ عورت کے تاکہ اوسکا حیلہ مرد پر نچل سکے اور خلق پہ آسانی ہو جہان قاضی اور حاکم نہ ہو۔ نہر الفائق مین کہا کہ اسی روایت پر فتوی دینا بہتر ہے۔

(۵۴۷) نکاح فاسد ہوگا اگر ایک مسلمان ہوا قبل دوسرے کے اور مہر

ہوگا قبل دخول کے اگر عورت بعد مرد کے مسلمان ہوئی اور اگر مرد عورت کے پیچھے مسلمان ہوا تو نصف مہر واجب ہوگا اگر مہر معین تھا اور اگر مہر معین نہ تھا تو متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد دخول کے ارتداد اور اسلام ہوا تو مہر مسمی یا مہر مثل واجب ہوگا حاشیۃ المدنی۔

(۵۴۸) اگر صغیر منکوحہ مسلم کی بالغ ہوئی عاقل مسلمان ہوکر پھر مجنون ہوگئی اوسکے ماں باپ مرتد ہوگئے تو وہ اپنے زوج سے جدا نہوگی کسطرح کیونکہ عورت اصلی مسلمان ہوچکی اب تبعیت والدین کی باقی نرہی ایک مسلمان نیچے نصرانیہ تھی پھر زوج اور زوجہ مجوسی ہوگئے یا نصرانی ہوگئے تو نکاح ٹوٹ جاویگا عورت جدا ہوگی نزدیک ابو یوسف کے کیونکہ ارتداد شوہر کی طرف سے ہوا عورت تو کافرہ تھی اصلہ حاشیۃ المدنی۔

(۵۴۹) باقی رہیگا نکاح اگر زوج اور زوجہ ساتھی مرتد ہوجاوین پھر اسیطرح ساتھی مسلمان ہوکر ساتھی مرتد ہون بدلیل استحسان۔

(۵۵۰) اگر سبقت ایک کی دوسرے پر معلوم نہو تو مثل غرق وحرق کے قرار دیے جاوینگے وراثت مین۔

(۵۵۱) لڑکا تابع ہے والدین مین سے بہتر دین والے کا بشرطیکہ ملک متحد ہو اگرچہ حکمی اتحاد ہو مثلاً لڑکا ہماری ملک مین ہوا اور ماں اوسکی ذمیہ ہے اور باپ دارالحرب مین اسلام لایا تو اگرچہ حقیقت مین اختلاف دارین ہے لیکن باپ بسبب اسلام کے دارالاسلام مین حکماً داخل ہے بخلاف اسکے کہ لڑکا دارالحرب مین ہے اور باپ دارالاسلام مین مسلمان ہوا تو اس صورت مین لڑکا اسلام مین باپ کا تابع نہوگا بسبب اختلاف دارین کے حقیقۃً اور حکماً۔

(۵۵۲) اگر مجوسی ہوگیا صغیرہ نصرانیہ کا باپ جو مسلمان کے نیچے ہے تو جدا ہو جاویگی نصرانیہ بدون عذر کے اور اگر صغیرہ کی ماں مثلاً نصرانیہ یا یہودیہ ہو چکی ہو اور باپ اوسکا مجوسی ہو جاوے یا اسطرح بالعکس اوسکے یعنی باپ صغیرہ کا نصرانی مر چکا ہو اور ماں اوسکی مجوسیہ ہو جاوے تو جدا ہو گی مسلم سے بہ سبب منتہا ہی ہونے تابعداری کے یعنی تبعیت دین کے ختم ہو گئی مرنے سے ایک کے مرتبیں اپ دوسرے کے کافر ہونے سے نکاح نہ ٹوٹیگا محیط میں ہے کہ اگر ماں باپ صغیرہ کے دونوں مرتد ہو گئے تو صغیرہ جدا ہو گی اپنے زوج مسلم سے جب تک دونوں صغیرکو لیکر دار الحرب میں نہ ملیں کیونکہ اون پر جبر کرنا مسلمان ہونیکے واسطے ثابت ہے۔

(۵۵۳) صحیح نہیں ہے نکاح کرنا مرد مرتد اور عورت مرتدہ سے مطلقاً کیونکہ مرتد مستحق ہے قتل کا اور چند روز مہلت بضرورت تامل کے ہے کہ شاید سمجھکر مسلمان ہو جاوے اور مرتد واجب الحبس ہے واسطے تامل کے تو فواید نکاح دونوں میں سے کسیکو حاصل نہیں۔

(۵۵۴) مسلمان ہوا ایک کافر اوسکے پیچھے پانچ عورتیں ہیں یا زیادہ یا دو بہنیں یا ماں اور اوسکی بیٹی تو نکاح اون عورتوں کا باطل ہے اگر اون سے نکاح ایک عقد میں کیا اور اگر نکاح بہ ترتیب کیا ایک بعد دوسرے کے یا ایک عقد میں تین سے اور دوسرے عقد میں دو سے یا اول ایک بہن سے پھر دوسری بہن سے نکاح کیا اور علی ہذا القیاس ماں اور بیٹی میں بھی نکاح کیا تو پچھلا نکاح باطل ہوگا یعنی پانچویں عورت کا یا دوسری بہن کا یا ماں کا یا بیٹی کا۔ محمد اور شافعی نے مختار کیا ہے اسلام لانیوالی کو چار عورتوں کے رکھنے میں کوئی ہوں اور دو بہنوں سے اختیار ہے

کہ جسکو چاہے رکھے اور ماں اور بیٹی کے نکاح مین فقط بیٹی کو اختیار کرے یا دونون کو چھوڑ دے حاشیۂ المدنی۔

(۵۵۵) بالغ ہوئی مسلمہ منکوحہ اور بیان نکرسکی ارکان اسلام کو بسبب جہل کے تو جدائی نہوگی شوہر سے اور اوسکو مہر ملیگا قبل دخول کے اور لایق ہے زوج کو کہ ذکر کرے حق تعالی کو اوسکے جمیع صفات سے عورت کے پاس اور اوس سے اقرار کراوے یعنی اوس سے کہلاوے کہ آیا خدا ایسا ہے تو اگر وہ کہے کہ ہان ایسا ہے تو وہ مسلمان ہے نکاح قایم اور اسلام سمجھتی بوجھتی ہو اور بیان نکرسکتی ہو تو بھی نکاح موجود ہے حاشیۂ المدنی عن الکافی۔

باب الرضاع

یہ باب ہے احکام شیر خوارگی مین

(۵۵۶) رضاع بفتح و بکسر لغت مین چوسنا ہے چھاتی کا اور شرع مین چوسنا عورت کی چھاتی کا اگرچہ عورت کنواری ہو یا مردہ یا بڑھی اور چوسنے سے حلق اور ناک مین ڈالنا بھی ملحق ہے۔

(۵۵۷) مص ہو وقت خاص مین اور وہ وقت ڈہائی سال ہین نزدیک امام اعظم کے اور فقط دو سال ہین نزدیک صاحبین کے اور مذہب صاحبین کا اصح ہے اور اسی پر فتوی ہے تصحیح القدوری

(۵۵۸) رضاع حرمت ثابت کرتا ہے اندر ڈہائی سال کے اگرچہ بعد چھوڑانے دودھ کے ہو اور اسی پر فتوی ہے اور یہی ظاہر الروایت ہے حاشیۂ المدنی پس مدت رضاع مین فتوی مختلف ہے تو ظاہر الروایت مرجح ہوگی۔ اگر مخالفت کی صاحبین نے امام صاحب

سے کسی مسئلہ مین تو اصح یہہ ہے کہ اختلاف امام اور صاحبین مین قوت دلیل کا اعتبار ہے اور اسمین دلیل صاحبین کی قوی ہے حادی القدسی۔

(۵۵۹) اختلاف امام اور صاحبین کا تحریم مین ہے لیکن لازم ہونا اجرت دودہ پلانے کا مطلقہ کے واسطے صرف دو سال ہے باجماع امام اور صاحبین کے۔

(۵۶۰) ثابت ہوتی ہے تحریم فقط مدت رضاع مین یعنی بعد مدت کے شیرخوارگی سے تحریم نہین ہوتی اور مدت کے اندر تحریم ثابت ہے اگرچہ رضاعت بعد دودہ چھوڑانے کے ہو اسی پر فتوی ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے حاشیۃ المدنی۔

(۵۶۱) مباح نہین دودہ پلانا بعد مدت رضاع کے یعنی دو برس کے کیونکہ دودہ جزو آدمی ہے اور نفع لینا جزو آدمی سے بغیر ضرورت شرعی کے حرام ہے بنابر قول صحیح کے شرح وسایہ

(۵۶۲) باپ کو جائز ہے اپنی لونڈی سے زبردستی کرنا لڑکے کے دودہ چھوڑانے پر قبل دو برس کے اگر لڑکا مولے کے نطفہ سے ہو اور دودہ چھوڑانا مضرت نکرے اور اگر لڑکا مولے کے نطفہ سے نہو تو بھی مولے کو دربارہ پلانے یا نہ پلانے دودہ کے جبر درست ہے کیونکہ لونڈی مولے کی ملک ہے اگر غیر نے حریت اولاد کی شرط کرلی ہو تو جبر درست نہین ہے حاشیۃ المدنی۔

(۵۶۳) باپ کو جائز نہین ہے ہر دو قسم مذکورہ کا جبر اپنی زوجہ حرہ پر اگرچہ قبل دو برس کے ہو کیونکہ حق پرورش زوجہ کا ہے۔ تو

اسمین زوجہ کو اختیار ہے البتہ بعد مدت رضاعت کے دودھ چھڑانے پر اسکو جبر کرنا درست ہے جوہرہ

(۵۶۴) ثابت ہوتا ہے دائی کا مان ہونا اگرچہ یہ فعل دوسری بار فرق مین ہو نزازیہ اگرچہ دودھ نہایت قلیل ہو بشرطیکہ دودھ کا لڑکے کے پیٹ مین پہونچ جانا معلوم ہو منہ سے یا ناک سے یا کان مین ٹپکانے یا حقنہ وغیرہ سے اور اگر لڑکے نے سرپستان کو منہ مین لیا اور معلوم ہوا کہ دودھ منہ مین داخل ہوا یا نہین تو حرمت ثابت ہوگی کیونکہ حلت کے مانع شک مین ہے اور حلت اصل اور بالیقین ثابت ہے تو یقین شک سے زائل نہین ہوتا۔ ولوالجیہ

(۵۶۵) حرام ہوتا ہے رضاعت سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے (بعض علمانے اسکی ۱۲ صورتین مستثنی رکھی ہین)

(۵۶۶) جدا ہے حکم دودھ پلانے کا نسب سے چند صورتون مین یعنی حلال ہے باعتبار رضاعت کے پوتے کی مان یا لڑکے کی نانی اول مسئلہ پوتے کی مان کا اسکی تین صورتین ہین اول پوتے کی رضاعی مان دادا کو حلال ہے۔ مثلاً زید کا بیٹا محمود ہے اور محمود کا بیٹا خالد ہے سو خالد کو ایک اجنبی عورت کریمہ سے دودھ پلایا تو زید کو کریمہ سے نکاح کرنا حلال ہے بخلاف نسب کے کہ پوتے کی مان نسبی دادا کو حلال نہین ہے اسواسطے کہ خالد کی مان زوجہ ہے محمود کی تو بہو ہوئی زید کی دوسرے محمود کا بیٹا رضاعی ہو اسطرح کہ محمود کی زوجہ نے بکر کو دودھ پلایا تو زید کو بکر کی نسبی مان سے نکاح درست ہے۔ تیسرے بکر کو زوجہ محمود نے سوائے اگر صیقہ نے دودھ

پلایا ہو تو حلیمہ بھی زید کو حلال ہے دوسرا مسئلہ لڑکے کی نانی یعنی بیٹے کی رضاعی نانی باپ کو حلال ہے اسکی بھی تین صورتین ہین مثلاً زید کے بیٹے عبد اللہ کو حمیدہ نے دودہ پلایا تو حمیدہ کی مان جو نانی ہوئی عبد اللہ کی زید کو حلال ہے بخلاف نسب کے کہ عبد اللہ کی حقیقی نانی خوشدامن ہے زید کی اور وہ اوسپر حرام ہے۔ دوسرے یہہ کہ زید کا بیٹا رضاعی ہے اور اوسکا نام خالد ہے تو خالد کی نانی رضاعی ہو یا نسبی زید کو حلال ہے تیسرے یہہ کہ خالد کو زوجہ زید کی سواے اگر رحیمہ نے دودہ پلایا ہو تو رحیمہ بھی زید کو حلال ہے

(۵۶۷) حلال ہے باعتبار رضاعت کے بہن کی مان۔ اور بیٹے کی بہن۔ اور بھائی کی مان۔ اور ماموں کی مان اور بیٹے کی پھوپی سو بہن کی مان اوسکی تین صورتین ہین۔ پہلی صورت یہہ ہے کہ مان رضاعی ہو اور بہن نسبی مثلاً زید کی سگی بہن کو حافظہ نے دودہ پلایا تو زید کو حافظہ سے نکاح درست ہے۔ دوسری صورت یہہ ہے کہ بہن رضاعی اور اوسکی مان نسبی جیسے زید کی رضاعی بہن رشیدہ ہے تو زید پر رشیدہ کی مان نسبی حلال ہے۔ تیسری صورت یہہ ہے کہ مان بھی رضاعی ہو اور بہن بھی رضاعی چنانچہ مثال سابق مین رشیدہ کی رضاعی مان زید پر حلال ہے۔ اور بیٹے کی بہن کی بھی تین صورتین ہین پہلی یہہ ہے کہ بہن رضاعی ہو اور بیٹا نسبی مثلاً زید کا بیٹا خالد ہے اور اوسکی بہن رضاعی فریدہ ہے اور خالد اور فریدہ نے اجنبی عورت کا دودہ پیا تو زید کو فریدہ حلال ہے۔ دوسرے یہہ کہ بیٹا رضاعی

اور بہن نسبی مثلاً زید کا رضاعی بیٹا ناصر ہے اور ناصر کی بہن نسبی زینب ہے تو زید پر زینب حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ ناصر بیٹا بھی رضاعی ہے اور ناصر کی بہن بھی رضاعی ہے تو ناصر کی رضاعی بہن زید پر حلال ہے۔ اور بھائی کی مان اوسکی بھی تین صورتین ہین مطابق تفصیل بہن کی مان کے اور ماموں کی مان اوسکی بھی تین صورتین ہین۔ پہلی صورت یہ ہے کہ زید کے ماموں نسبی کو دودہ پلا دیا اجنبیہ نے تو زید کو ماموں کی دایہ حلال ہے۔ دوسری یہ کہ زید کی رضاعی ماموں کی نسبی مان زید کو حلال ہے۔ تیسری یہ کہ زید کی رضاعی ماموں کی رضاعی مان زید پر حلال ہے اور اگر ماموں اور اوسکی مان دونون نسبی ہون تو حلال نہین اور بیٹے کی پھوپی اسکی بھی تین صورتین ہین۔ پہلی یہ کہ زید کا بیٹا نسبی ہے حسن اوسنے دودہ پیا اجنبی عورت کا جو زوجہ ہے خالد کی اور خالد کی بہن ہے عظیمہ تو عظیمہ رضاعی پھوپی ہوئی حسن کی سو زید پر عظیمہ حلال ہے۔ دوسری یہ ہے کہ زید کا بیٹا رضاعی قاسم ہے سو قاسم کی نسبی عمہ زید پر حلال ہے۔ تیسری یہ کہ قاسم نے زید کی زوجہ کے سوا کریمہ کا دودہ پیا تو کریمہ کے خاوند کی بہن زید پر حلال ہے اور اگر بیٹا اور اوسکی عمہ دونو نسبی ہون تو زید پر اوسکی عمہ نہ حلال ہوگی اسواسطے کہ وہ بہن ہے زید کی

یہان تک اکیس صورتین ہوئین جو رضاعۃً حلال ہین اور نسبًا حرام ہین۔

(۵۶۱) بھائی اور بہن کی مان اور اوسکے سوا اور منظومات

آئندہ رضاعت سے حلال ہین نہ نسب سے اور قیاس کراسی پر بیٹا بیٹی
کی بہن کو اور بیٹا بیٹی کی نانی اور چچا اور پھوپی کی مان اور ماموں
اور خالہ کی مان باعتبار رضاعت کے حلال ہین چنانچہ اسکا بیان
مفصلاً مع تمثیلات اوپر ہوچکا

(۵۶۹) لیکن چچا اور پھوپی کی مان کی حلت اوپر بیان نہین ہوئی
سو اب بیان بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً زید کا چچا اور پھوپی نسبی ہین
اون کو ایک اجنبی عورت جمیلہ نے دودہ پلایا سو زید پر جمیلہ حلال
ہے اور اسیطرح اگر زید کا چچا رضاعی ہو یعنی زید کے باپ نے اور
اوسنے حمیدہ کا دودہ پیا ہو پھر رضاعی چچا نے فریدہ کا دودہ پیا تو
زید کو فریدہ حلال ہے اور باعتبار نسب کے چچا یا پھوپی کی مان
حلال نہین اسواسطے کہ یا وہ دادی حقیقی ہے یا دادا کی مدخولہ

(۵۷۰) اپنے والد کی پھوپی اور اپنے والد کی بہن
کی بیٹی اور پوتون کی مان یہ سب رشتہ رضاعت سے مرد کو حلال
ہین اسکا بھی اوپر بیان ہوچکا مگر بیان دو کا بیان ضرور ہے ایک
یہ کہ والد کی پھوپی کی بیٹی رضاعت سے حلال ہے نہ نسب سے اسواسطے
کہ بہن کی بیٹی بھانجی ہو لی۔ دوسری یہ کہ والد کی بہن کی بیٹی
رضاعت سے حلال ہے نہ نسب سے اسواسطے کہ یا وہ لڑکی ہے یا
ربیبہ کی بیٹی اور یہ دونون حرام ہین۔

(۵۷۱) عورت کی بیٹی کا بھائی عورت کو حلال
ہے سو یہ سب دس صورتین ہوتین یعنی عورت بھائی بہن کی ما
دوسری بیٹا بیٹی کی بہن۔ تیسری بیٹا بیٹی کی دادی چوتھی چچا اور

پھوپی کی ماں۔ پانچوین ماموں اور خالہ کی ماں۔ چھٹی ولد کی پھوپی
ساتویں۔ ولد کی پھوپی کی ۔ آٹھوین ولد کی بہن کی بیٹی نوین
پوتے کی ماں۔ دسوین عورت کے بیٹے کا بھائی مگر ان سب مین
رضاعت شرط ہے یہہ دس صورتین باعتبار مرد ہونے اور عورت
ہونے مضاف الیہ کے بیس صورتوں تک پہونچتی ہین اور اس اعتبار
سے کہ یہہ بیس صورتین مرد کو حلال ہین یا عورت کو تو چالیس تک کی
نوبت پہونچے گی مثلاً جب مرد کے واسطے حلت ہو تو صورت اول مین
یہہ کہا جائیگا کہ مرد کو اپنے بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور جب
عورت کے واسطے حلت ہوگی تو یون کہین گے کہ عورت کو اپنے بھائی
کے باپ سے نکاح درست ہے۔

(۵۷۲) حلال ہے اپنے بھائی کی بہن باعتبار رضاعت کے۔

(۵۷۳) حلال ہے اپنے بھائی کی بہن باعتبار نسب کے

(۵۷۴) اسطرح کہ سوتیلے بھائی کی مادری بہن ہو یعنی زید اور خالد
علاتی بھائی ہون اور خالد اور کریمہ اخیافی بہن بھائی ہون تو زید
کو کریمہ حلال ہے۔

(۵۷۵) حلت نہین ایک عورت کے دو شیرخوارون مین اسواسطے
کہ وہ دونو بہن بھائی ہین اگرچہ مختلف ہو زمانہ شیرخوارگی کا اور مختلف
ہو دونون کا باپ رضاعی۔

(۵۷۶) حلت نہین درمیان عورت شیرخوار کے اور اوسکی
دائی کے بیٹے کے اسواسطے کہ دونون بہن بھائی ہین اگرچہ دائی کے
بیٹے نے اپنی ماں کا دودھ مطلق نہ پیا ہو۔

(۵۷۷) حلت نہین شیرخوار عورت مین اور اوسکی
دالی کے پوتے مین اسواسطے کہ دالی کا پوتا بھتیجا ہے اوسکا

(۵۷۸) دودہ کنواری نوبرس کی عمر والی کا اور زیادہ عمر
والی کا حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہے اور اگر نوبرس سے کم عمر ہے
تو اوسکے دودہ سے حرمت نہین کذا فی الجوہری اور کنواری عورت
سے مراد یہہ ہے کہ اوسکی وطی نہ ہوئی ہو نہ نکاح سے نہ زنا سے

(۵۷۹) حرمت ثابت کرتا ہے مردہ عورت کا دودہ
اگرچہ برتن مین دوہا ہو تو زوج رضیعہ میت کا اوس میت کا محرم ہوگیا
پس میت کو تیمم کرادے اور دفن کردے یعنی ایک صغیرہ نے
ایک مردہ عورت کا دودہ پیا اور اوس صغیرہ سے ایک مرد نے
نکاح کیا تو صغیرہ کا زوج محرم ہوا میت کا یعنی داماد ہوا سو اگر وہان
عورتین نہون تو زوج صغیرہ کا میت کو عوض غسل کے تیمم کرادے
کو شہ کرنے کی حاجت نہین اور دفن بھی کردے۔

(۵۸۰) حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہے جو دودہ کہ مخلوط
ہو پانی سے یا دوا سے یا دوسری عورت کے دودہ سے یا بکری
کے دودہ سے بشرطیکہ عورت کا دودہ پانی وغیرہ سے غالب ہو۔

(۵۸۱) جب دو عورتون کا دودہ برابر مخلوط ہو تو دونو
عورتون کی تحریم بالاتفاق ثابت ہوگی بسبب عدم ترجیح کے
اور نزدیک امام محمد کے دودہ مخلوط سے دونون عورتون کی
حرمت ثابت ہوتی ہے اگرچہ کم و بیش ہو بعضون کے نزدیک
یہی قول اصح ہے۔

(۵۸۱) حرمت ثابت نہین کرتا وہ دودہ جو مخلوط ہے طعام سے کسیطرح اگرچہ اوس مخلوط دودہ کو گھونٹ گھونٹ پیا ہو۔

(۵۸۲) اگر دودہ کو پنیر تیا یا تو بھی حرمت ثابت نہین کیونکہ نام رضاعت کا اوس پنیر پر واقع نہین ہوتا۔ کذا فی بحر الرائق

(۵۸۳) اور حرمت ثابت نہین کرتا دودہ سے حقنہ لینا اور کان مین اور سوراخ ذکر اور پیٹ کے زخم اور سر کے زخم مین دودہ کا ٹپکانا۔

(۵۸۴) حرمت ثابت نہین کرتا دودہ مرد اور خنثی مشکل کا مگر جب کہ عورتین خنثی مشکل کے دودہ کو کہین کہ اس کثرت کا دودہ بجز عورت کے نہین ہوتا اوس حالت مین البتہ حرمت ثابت ہوگی کذا فی الجوہرہ۔

(۵۸۵) حرمت رضاعت ثابت نہین کرتا بکری وغیرہ اور دیگر حیوانات کا دودہ بوجہ عدم بزرگی کے۔

(۵۸۶) اگر دودہ پلایا زوجہ کبیرہ نے اگرچہ مطلقہ بائنہ ہو اپنی سوت صغیرہ کو یا اسیطرح کسی اور نے اوسکا دودہ سوت صغیرہ کے حلق مین ڈالدیا تو صغیرہ اور کبیرہ دونون اپنے زوج پر حرام ہو جاوینگی اسواسطے کہ مان اور بیٹی رضاعی کا اجتماع ہوا بشرطیکہ زوج نے کبیرہ سے وطی کی ہو یا دودہ کبیرہ کا زوج سے ہو اور اگر زوجہ کبیرہ سے وطی نکی ہو یا اوسکا دودہ اوس زوج سے نہو تو جائز ہے نکاح کرنا صغیرہ سے دوسری بار اسواسطے کہ پہلا نکاح بہ سبب جمع ہونے مان اور بیٹی کے ٹوٹ گیا اور دوسرا نکاح صحیح ہوا کیونکہ زوجہ کبیرہ مدخولہ نہ تھی تو صغیرہ ربیبہ ہوئی اور ربیبہ سے نکاح درست ہے جب کہ اسکی

ماں مدخولہ نہوا اور کبیرہ سے مطلقاً نکاح جائز نہین کسواسطے کہ بیٹی کا فقط نکاح ماں کو حرام کردیتاہے دخول ہویا نہو۔

(۵۸۷) کبیرہ غیر مدخولہ نے بعد طلاق کے صغیرہ کو دودہ پلایا تو صغیرہ کا نکاح فسخ نہوگا کسواسطے کہ پلانے کے وقت کبیرہ سوت صغیرہ کی نرہی اسواسطے کہ غیر مدخولہ کی عدت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۵۸۸) کچھ مہر نہین زوجہ کبیرہ کا بشرطیکہ مدخولہ نہو بسبب آنے جدائی کے اوسی کی طرف سے اور زوجہ صغیرہ کو نصف مہر ملیگا بہ سبب عدم دخول کے اور اگر کبیرہ مدخولہ ہوگی تو کل مہر پاویگی لیکن عدت کا نفقہ اوسکو نہ ملیگا۔

(۵۸۹) رجوع کرے زوج مہر کو کبیرہ پر اور اسیطرح اوس مرد پر جسنے اوسکا دودہ صغیرہ کے حلق مین ڈالا یعنی نصف مہر جو صغیرہ کو دیا اوسکو کبیرہ سے پہیرلے بشرطیکہ کبیرہ نے دودہ پلانیمے فساد نکاح کا قصد کیا ہو اسطرح پر کہ کبیرہ دودہ پلانے کے وقت عاقل ہوا اور جاگتی ہوا اور بخوشی دودہ پلایا ہوا اور علم ہو نکاح صغیرہ کا اور رضاعت سے فساد نکاح کو جانتی ہوا اور دفع گرسنگی اور بلاکی صغیرہ کا مقصود نہو تب اوسکو نصف مہر دینا ہوگا ورنہ زوج نصف کبیرہ سے نلے سکیگا کیونکہ یہ ضمان ہے اور ضمان کے واسطے تعدی اور زیادتی شرط ہے۔

(۵۹۰) قول کبیرہ کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اگر اوسکی طرف سے فساد کا قصد ظاہر نہو کذا فی معراج الدرایہ۔

(۵۹۱) طلاق دی زوج نے دودہ والی زوجہ کو پھر وہ عدت مین رہی اور بعد عدت کے اوسنے دوسرے زوج سے نکاح کیا سواوسکو

حمل رہ گیا اور اوسنے کسی صغیرہ کو دودہ پلایا تو حکم اس دودہ کا زوج اول کی طرف ہوگا اسواسطے کہ یہہ دودہ بالیقین زوج اول کا ہے تو یہ یقین زائل نہوگا شک سے تو صغیر زوج اول کا بیٹا ہوگا اور زوج ثانی کا ربیب ہوگا تو زوج ثانی کی بیٹی کا نکاح اس صغیر سے جائز ہوگا زوج اول کا حکم ثابت رہیگا یہانتک کہ وہ عورت جنے پھر جب جنیگی تو اب زوج ثانی سے دودہ ثابت ہوگا اور شبہہ کی وطی حلال وطی کی برابر ہے حرمت کی رضاعت کے ثبوت ہین اور بعضون نے کہا ہے اسیطرح زنا سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور قول معقول یہہ ہے کہ زنا کے دودہ سے حرمت نہین ہوتی کذا فی فتح القدیر مثلا ایک عورت کی وطی ہوئی شبہہ سے اور وہ حاملہ ہوئی اور جنی اور پہر اوسنے نکاح کیا بعد اوسکے دودہ پلایا صغیر کو تو یہہ صغیر بیٹا اوس مرد کا ہوگا جسنے شبہہ سے وطی کی نہ اوسکے زوج کا اور اسیطرح زنا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۵۹۲) ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہہ میری رضاعی بہن ہے پھر اپنے اس قول سے منکر ہوا کہ مین نے غلطی سے کہا تھا تو اوسکو صادق جانینگے اور زوجہ کی تفریق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ شیرخوارگی اس قسم کی چیز ہے کہ مخفی رہ سکتی ہے تو اوسمین تناقض قول کا ممنوع نہین۔

(۵۹۳) اگر ثابت رہا زوج اول اقرار پر اسطرح پر کہ اوسکے بعد یہی کہے گیا کہ قول اول حق ہے جیسا کہ مین نے کہا اور مانند اس کلام کے ایسی ہی تفسیر ثابت کی۔ ہدایہ وغیرہ مین ہے تو درصورت ثبات

تفریق کردی جاوے گی زوج وزوجہ مین خانیہ مین ہے کہ قاضی تفریق کردے گا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۵۹۴) اگر اقرار کیا عورت نے اسکا یعنی یون کہا کہ میرا رضاعی باپ ہے یا بھائی اور مرد اوسکا منکر ہے پھر عورت نے آپکو جھٹلایا اور کہا کہ مین نے خطا کی تھی دعوی رضاعت مین اور اوس مرد نے اوس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے۔ چنانچہ مرد کو جائز ہے کہ عورت سے نکاح کرنے قبل اسکے کہ عورت اپنی خطا کی قائل ہو اگرچہ عورت دعوی رضاعت پر مصر رہے تو بھی نکاح درست ہے اسواسطے کہ شرع مین حرمت کا اختیار عورت کو نہین ہے۔ علمانے کہا اسی پر فتوی ہے جمیع اقسام مین کذا فی البزازیہ یعنی مرد کو نکاح کرنا اور اوسکے پاس رہنا حلال ہے خواہ عورت نے مرد کو باپ رضاعی کہا ہو خواہ بھائی۔ یا یون کہا ہو کہ مین نے اوس سے خلع کیا ہے یا اوسنے مجکو طلاق باین دی ہے سو اوسکو میرے پاس رہنا نہ چاہیے اور مرد کو باوجود ایسے اقرارون کے نکاح اسواسطے جائز ہوا کہ عورت کا مستعد ہونا نکاح پر دلیل ہے کہ وہ دعوی رضاعت مین جھوٹی ہے۔ یہی مفتی بہ ہے لیکن ایسے مقام مین فتوی یہ ہے کہ نکاح نکرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ثابت ہے کہ جو شبہات سے بچا اوسکا دین سلامت رہا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۵۹۵) اگر عورت اقرار کرے تین طلاق کا ایک مرد سے تو حلال نہین اوس عورت کو اوس مرد سے نکاح کرے اسواسطے کہ طلاق عورت کے حق مین مخفی رہسکتی ہے تو اوسکو رجوع اس اقرار سے درست نہین ہے کذا فی النہر عن الصغری۔ لیکن یہ حکم ظاہر کا ہے اور اگر عورت کو تین طلاق

کا یقین ہو تو باعتبار دیانت کے عورت کو نکاح اوس مرد کا حلال نہو گا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی نقلاً عن الحلبی

(۵۹۶) اقرار کیا مرد و عورت دونون نے رضاعت کا پھر دونون نے اپنے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ ہم نے خطا کی پھر مرد نے اوس عورت سے نکاح کیا تو صحیح ہے اور اگر قیام نکاح کی حالت مین یون کہا تو تفریق نہ واقع ہو گی۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۵۹۷) اقرار نسب کا مرد کو لازم نہین مگر جب کہ وہ اس اقرار پر قایم رہے پس اگر ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہہ میری بہن ہے یا مان ہے اور عورت کا نسب مشہور نہین پھر اوس مرد نے کہا کہ مین نے اقرار نسب مین خطا کی تو اوسکی تصدیق کیجایگی یعنی نکاح قایم رہیگا اسواسطے کہ غلط اور اشتباہ نسب مین رضاعت سے زیادہ متصور ہے اور اگر مرد ثابت رہا اقرار نسب پر تو دونون مین تفریق کرا دی جاویگی لیکن اگر عورت کا نسب مشہور ہو گا تو مرد کے اقرار کرنے اور ثابت رہنے سے تفریق نہ واقع ہو گی اور اسیطرح پر اگر عورت کا بہن ہونا یا مان ہونا اوس مرد کی عمر کے لایق نہو گا تو بھی تفریق نہ واقع ہو گی۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی۔

(۵۹۸) اور رضاعت کی حجت کا ثبوت وہ ہے جو حجت ہے ثبوت مال کی اور ثبوت مال کی حجت گواہی دو مرد عادل کی یا ایک مرد عادل اور دو عادل عورتون کی لیکن اگر دو عادل مرد گواہی رضاعت کی دینگے تو زن و مرد مین فرقت نہ واقع ہو گی بدون تفریق قاضی کے اسواسطے کہ شہادت متضمن ہے حق العبد کو یعنی اگر نکاح قایم ہے تو ابطال حق عبد ہوتا ہی

اور اگر نکاح نہین تو ابطال حلت نکاح ہوتا ہے تو فقط گواہی سے ثبوت رضاعت ثابت ہوگا بدون حکم قاضی کے۔

(۵۹۹) سوال کیا موقوف ہے ثبوت رضاع کا عورت کے دعوی پر ظاہر یہ ہے کہ عورت کے دعوی پر ثبوت اسکا موقوف نہین بسبب متضمن ہونے رضاعت کے فساد کی حرمت اور حق تعالی کے حقوق سے ہے اور ثبوت حق ثبوت دعوی پر موقوف نہین۔

(۶۰۰) ثبوت رضاع دعوی پر موقوف نہین جیسے کہ عورت کی طلاق کی گواہی مین دعوی مدعی کا ضرور نہین اسواسطے کہ حق اللہ دعوی پر موقوف نہین

(۶۰۱) اگر گواہی دی نزدیک عورت کے دو عادل گواہون نے زوجین کی رضاعت پر یا گواہی دی دو عادلون نے عورت کی تین طلاق پر اور زوج اوسکا انکار کرتا ہے پھر دونون شاہد مرگئے یا غائب ہوگئے قاضی کے پاس گواہی دینے سے پہلے تو نہین جائز ہے عورت کو مرد کے ساتھ قیام کرنا اسواسطے کہ حرمت رضاعت کی ثابت ہوتی ہے فقط حکم قاضی کا باقی رہ گیا عورت کو جائز نہین ہے زوج کا قتل کرنا دوا سے مفتی بہ قول یہی ہے۔

بعضون نے کہا ہے کہ اگر عورت کو قدرت نہو زوج سے بچنے کی تو اسکو زہر دیکر مار ڈالے تاکہ حرام سے بچے اسواسطے کہ حکم قاضی کا رضاعت کی گواہی سے متصل نہین ہوا کہ ثبوت مکمل ہوتا

(۶۰۲) یہہ بھی عورت کو جائز نہین کہ تین طلاق کی گواہی سنکر دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ کذا فی الوہبانیہ۔

(۶۲۷) واجب ہے رجعت کرنا زوجہ کی طرف بنابر قول اصح کے
اگر حیض مین طلاق دی ہو واسطے دور ہو جانے گناہ کے پھر جب
عورت طاہر ہو حیض سے تو چاہے اوسکو طہر مین طلاق دے یا چاہے
اوسکو رکھے۔ کذا فی مجتبی۔ طلاق کی قید اسواسطے لگائی کہ تخییر (یعنی
زوج اپنی زوجہ کو نکاح باقی رکھنے اور طلاق مین مختار کرے) اور
خلع اور اختیار صبی (یعنی نابالغ کے باپ دادا کے سوا کسی اور ولی
نے نابالغ کا نکاح کر دیا پھر جب وہ بالغ ہوا تو اوسکو اپنی ذات کا اختیار
ہے چاہے نکاح کو قایم رکھے چاہے باطل کرے) حیض و نفاس مین
مکروہ نہین ہے۔ کذا فی جوہرہ۔ تخییر اور اختیار صبی اور خلع حیض و
نفاس مین مکروہ نہین مجتبی و جوہرہ۔
(۶۲۸) کہا زوج نے اپنی مدخولہ سے دران حالیکہ وہ حیض آنیوالیون
مین ہے کہ تجکو تین طلاق ہین یا دو ہین مخصوص بہ سنت تو واقع ہوگی
ہر طہر کے نزدیک ایک طلاق، خواہ قایل نے نیت کی ہو یا نکی ہو اور
پہلی طلاق اون تینون یا دو سے اوس طہر مین واقع ہوگی جسمین
وطی نہین ہوئی۔
(۶۲۹) اگر عورت مذکورہ مدخولہ نہو یا حیض اوسکو آتا ہو تو ایک
طلاق واقع ہوگی فی الحال، پھر بغیر مدخولہ سے زوج نکاح کریگا تو دوسری
طلاق واقع ہوگی پھر تیسری نکاح سے تیسری طلاق واقع ہوگی
یا جس عورت کو حیض نہین آتا جب ایک مہینہ گذرے گا تو طلاق
واقع ہوگی۔ حاشیہ الہدایہ۔
(۶۳۰) بصورت مذکورہ اگر نیت کی تینون طلاق واقع ہونگی اسی

ساعت مین یا نیت کی ایک طلاق واقع ہونے کی ہر مذہب کے حرے پر تو نیت صحیح ہو گی۔

(۶۳۱) واقع ہوتی ہے طلاق ہر زوج بالغ عاقل کی اگرچہ عاقل تقدیرا ہو کذا فی بدائع تو اگر مست نشہ مین طلاق دے گا تو وہ بمنزلہ عاقل کے ہے وقوع طلاق مین اگرچہ غلام ہو یا مکرہ ہو یعنی زبردستی کسی نے اوس سے طلاق دلوائی ہو کذا فی نہر۔

(۶۳۲) طلاق مکرہ کی صحیح ہے اور اقرار طلاق مکرہ کا صحیح نہین ہے کذا فی نہر۔ سو اگر کوئی زبردستی سے اقرار طلاق کا کرا دے تو طلاق واقع نہ ہو گی۔

(۶۳۳) جو عقود اکراہ سے صحیح ہو جاتے ہین وہ یہ ہین۔ طلاق۔ ظہار۔ ایلا۔ رجعت۔ نکاح۔ استیلاد۔ عفو قصاص۔ رضاع۔ خدا کی قسمین کھانا۔ ایلا کر کے رجوع کرنا۔ نذر کرنا۔ ودیعت قبول کرنا۔ قصاص عمد سے مال پر صلح کرنا۔ طلاق عوض مال خواہ زوجہ کی طرف سے ہو یا غیر کی طرف سے۔ قسم طلاق کی مثلاً زبردستی کسی نے یون قسم کھلائی اگر فلانا کام کرون تو اوسکی عورت پر طلاق ہے سو اگر وہ کام کریگا تو طلاق واقع ہو گی۔ بجبر اتنا ذکر نا مسلمان ہونا۔ غلام یا لونڈی کا مدبر کرنا۔ واجب کرنا صدقہ کا۔ واجب کرنا عتق کا یعنی زبردستی یہ کہلا دے کہ مین نے اپنے اوپر خدا کے واسطے ایک درم یا ایک غلام کی آزادی واجب کی۔ کذا فی نہر الفائق۔

(۶۳۴) واقع ہوتی ہے طلاق زوج کی اگرچہ زوج ہازل ہو یعنی جو خوش طبعی کرنیوالا ہو یا نشہ مین ہو اسی پر فتوی ہے کذا فی قدوری کے

یا مست ہو اگرچہ نشہ دہندہ تر کا ہو یا بھنگ کا ہو یا خراسانی اجواین کا یا افیون کا ان چیزون کے نشہ سے طلاق واقع ہوتی ہے واسطے زجر و توبیخ کے اسی پر فتوی ہے کذا فی قدوری۔

(۶۳۵) اگر اجواین خراسانی واسطے فیون کو بطریق دوا کے استعمال کیا ہو تو طلاق اوسکے مست کی واقع ہوگی کیونکہ ایسے استعمال پر زجر نہین بوجہ نہونے معصیت کے اور اگر بطریق لہو و سرور کے ہے تو طلاق واقع ہوگی طحطاوی حاشیۃ المدنی لاباحت اور حرمت خراسانی اجواین علیحدہ ہے

(۶۳۶) وقوع طلاق مین حد سکر کی یہہ ہے کہ عورت کو مرد سے اور آسمان کو زمین سے فرق نکرسکے یہی مذہب ہے امام کا اور یہی قول یہان معتمد ہے کذا فی طحطاوی۔

(۶۳۷) اور حد سکر مین قول صاحبین کا مختار ہے وہ یہہ ہے کہ جسکا اکثر کلام بیہودہ اور بیربط یان ہو کذا فی بحر۔

(۶۳۸) طہارت توٹنے مین حد سکر یہہ ہے جسکی چال ڈانواڈول ہو کذا فی بحر الرایق۔

(۶۳۹) بھنگ کے نشہ سے باتفاق علماء شافعیہ وحنفیہ کی طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ اوسکے حرام ہونے پر بالاتفاق فتوی ہے اور اوسکے بایع پر تعزیر ہے اور جو اوسکو حلال کہے وہ زندیق و ملحد ہے کذا فی ملتقی اور جوہرہ مین صرف افیون اور خراسانی اجواین کے تصریح ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۴۰) مختلف ہے تصحیح کرنا علما کا اوس شخص کے حق مین جو مست ہوگیا زبردستی نشہ پلانے سے یا اضطرار سے پھر اوسنے طلاق دی

نہر الفایق مین کہا صحیح یہہ ہے کہ اوسکی طلاق واقع نہین ہوتی۔ کذا فی طحطاوی و حاشیۃ المدنی۔

(۶۴۱) اگر زائل ہو عقل نشہ پینے والے کی بہ سبب درد سر کے یا مباح چیز کے استعمال سے جیسے افیون کہا وے کوئی بطریق دوا کے تو طلاق نہین ہو گی کیونکہ یہہ ازال عقل ہے ہوا نہ نشہ سے۔

(۶۴۲) واقع ہوتی ہے طلاق گونگے کی اشارہ سے (کیونکہ گو اشارہ معلوم ناطق کے بیان کی برابر ہے باعتبار استحسان کہ اوسکے نہ ماننے مین موجب حرج ہے) اگرچہ پیدایشی گونگا نہو بشرطیکہ موت تک گونگا رہے اسی پر فتوی ہے اور اگر زبان کہل گئی تو اوس سے دریافت کیا جاویگا اور اگر گونگا لکھنا جانتا ہو تو اوسکی طلاق اشارے سے واقع نہو گی۔ لکھنے سے واقع ہو گی۔ ابن کمال۔

(۶۴۳) اگر زوج نے خطا سے طلاق دی اسطرح کہ ارادہ کیا اور بات کہنے کا اور اوسکے منہ سے طلاق نکل گئی یا طلاق کا لفظ بولا حالانکہ اوسکے معنی سے آگاہ نہ تھا یا زوج بھولا کم عقل یا بہولکر طلاق بولا اسطرح کہ اوسنے قسم کہائی کہ لفظ طلاق نہ بولونگا پھر طلاق بول گیا بہولکر۔ یا طلاق کو الفاظ محرفہ سے بولا یعنی بجاے قاف کے کاف یا عین یا غین بولا تو ان صورتون مین طلاق واقع ہو گی باعتبار حکم ظاہر کے نہ باعتبار دیانت کے بخلاف ہزل کرنے والے اور کہیلنے والے کے کہ اوسکی طلاق واقع ہو جاتی ہے ظاہر و باطن مین۔ فتح القدیر۔

(۶۴۴) طلاق واقع ہوتی ہے اگر زوج بیمار ہو یا کافر ہو بسبب وجود تکلیف کے۔ قاضی حکم تفریق کا کافر کے حق مین اوسوقت کریگا جب

دونون نے اوسکے پاس نالش کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی
(۶۴۵) طلاق دینا فضولی کا اور جائز رکھنا زوج کا باعتبار قول اجازت قولی یہہ ہے کہ زوج فضولی سے کہے کہ خدا تجھکو راحت دے جیسے تونے مجھکو اوس عورت سے راحت دی) اور فعل اجازت فعلی یہہ ہے کہ اوسکا باقی مہر حوالہ کرے یا اوسکے سوا چار عورتون سے نکاح کرے) کی مانند نکاح کے ہے یعنی زوج کی اجازت پر موقوف ہے بزازیہ
(۶۴۶) واقع ہوگی طلاق مولی کی اپنے غلام کی بیوی پر بدلیل حدیث ابن ماجہ لقولہ علیہ السلام الطلاق لمن اخذ بالساق الا اذا شرط فی العقد فقال زوجتہا منک علی ان امرہا بیدی اطلقہا کلما شئت فقال العبد قبلت وکذا قال العبد اذا تزوجتہا فامرہا بیدک ابدا کان کذالک خانیہ (ترجمہ حدیث) طلاق کا اختیار اوسیکو ہے جسنے عورت کے پنڈلی پکڑی مگر جبکہ مولا نے شرط کری ہو حالت عقد مین اور یون کہا ہو غلام سے کہ مین اوسکا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہون اس شرط پر کہ عورت کا امر میرے ہاتھہ مین ہے اوسکو مین طلاق دون جب چاہون پھر غلام کہے کہ مینے قبول کی اور اسیطرح جب غلام نے کہا کہ جبمین اس سے نکاح کرون تو اوسکا امر تیرے ہاتھہ مین ہوگا ہمیشہ تو اس شرط سے ایسا ہی ہوگا یعنی مولی کو طلاق کا اختیار ہوگا۔ خانیہ
(۶۴۷) واقع نہین ہوتی طلاق مجنون کی مگر جب کہ معلق کیا طلاق کو کسی شرط پر حالت ہوشیاری مین پھر دیوانہ ہوگیا اور پائی گئی شرط یا

مجنون نامرد و یا مقطوع الذکر ہو یا زوجہ مجنون کی مسلمان ہو گئی اور
وہ کافر ہے اور اوسکے باپ نے اسلام نہ قبول کیا تو ان صورتون مین
مجنون کی طلاق واقع ہو گئی کذا فی اشباہ۔ صورتہاے مذکورہ مین وقوع
طلاق ہے نہ ایقاع اور مجنون سے ایقاع طلاق ممتنع ہے نہ وقوع۔ کذا
فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۴۸) واقع نہین ہوتی طلاق صبی کی اگرچہ لڑکا قریب البلوغ ہو
یا لڑکپن مین طلاق دی اور اسکو بعد بلوغ کے جائز رکھے تو بھی طلاق
نہوگی لیکن اگر یون کہے گا کہ مین نے طلاق کو واقع کر دیا تو واقع ہو جاے گی
کیونکہ اس کلام مین ابتدائی ایقاع ہے یعنی اب بلوغ مین واقع کی بخلاف مسئلہ سابقہ کی کہ اوسمین
طلاق بالفعل نہین واقع ہو گی بلکہ طلاق سابق کو بحال رکھا اور وقت سابق
اہلیت طلاق کی نہ تھی۔ امام احمد حنبل نے طلاق صبی جائز رکھی ہے۔

(۶۴۹) واقع نہین ہوتی طلاق معتوہ (یعنی قاصر العقل) کی (معتوہ وہ
ہے جو قلیل الفہم پریشان کلام فاسد التدبیر ہو لیکن نمارے نہ گالی دے
بخلاف مجنون کے) بحر الرایق۔

(۶۵۰) واقع نہین ہوتی طلاق مبرسم (یہ مرض ہے اسمین اکثر
بیہوشی ہوتی ہے) کی

(۶۵۱) واقع نہین ہوتی طلاق مغمی (یعنی غش والے) کی منح الغفار
حاشیۃ المدنی۔

(۶۵۲) واقع نہین ہوتی طلاق مدہوش (یعنی جسکی عقل جاتی رہی)
کی فتح القدیر۔

(۶۵۳) اجماع ہے فقہا کا کہ طلاق غیر عاقل کی نہین پڑتی سواے

مست کی طلاق نہ کہ وہ بنا بر زجر و توبیخ کے واقع ہو جاتی ہے لاتو
غیر عاقل مین مجنون اور مبرسم اور معمی اور مدہوش سب داخل
ہین اور یہان مدہوش بمعنی ذاہب العقل کے ہے) کذا فی حاشیۃ
المدنی

(۶۵۴) واقع نہین ہوتی طلاق نایم (یعنی سونے والے) کی کیونکہ
اوسکا کلام بالقصد نہین۔

(۶۵۵) اگر سونے والے سے جاگنے کے بعد کسی نے کہا کہ تُونے
سوتے ہوے طلاق دی اوسنے کہا کہ مین نے اوسکو جایز رکھا یا
واقع کیا تو طلاق واقع نہو گی کیونکہ اوس نے ضمیر کو طرف طلاق توہم
کے پھیرا جو غیر معتبر ہے۔ جوہرہ۔ اور یہ کہ صبی بعد بلوغ کے واقع کرے
تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نایم بعد جاگنے کے یہہ ہی لفظ کہے تو
طلاق نہین پڑتی۔ وجہ اسکی یہہ ہے کہ کلام صبی کا لغت اور نحو مین
معتبر ہے لیکن شارع نے بہ سبب قصور عقل کے اوسکو لغو کر دیا اور نایم
کا کلام کسیکے نزدیک معتبر نہین۔ اسواسطے کہ وہ بے قصد ہے کذا فی
حاشیۃ المدنی۔

(۶۵۶) اگر نایم نے کہا بعد بیداری کے کہ مین نے اس طلاق کو واقع
کر دیا یا مین نے اوسکو طلاق ٹھرادی تو واقع ہو گی کذا فی بحر الرایق
اسوقت مطلب یہہ ہو گا کہ جس جنس کی طلاق حالت نوم مین صادر ہوئی تھی
اوس جنس کی طلاق بیداری مین مین نے واقع کر دی تو یہہ طلاق
دوسری ہوئی سواے طلاق نوم کی کذا فی شرح الطحطاوی

(۶۵۷) جب کہ مالک ہو زوج اور زوجہ مین سے ایک دوسرے کا

کل کا مالک ہو یا بعض کا تو نکاح باطل ہو گیا۔
(۶۵۸) اعتبار عدد طلاق کا عورتون پر ہے اور نزدیک امام شافعی کے مردون پر۔
(۶۵۹) طلاق حرہ کی تین بار ہے اور طلاق لونڈی کی دو بار ہے ہر طرح سے یعنی حرہ کا زوج خواہ حر ہو خواہ عبد اور لونڈی کا زوج خواہ حر ہو خواہ غلام۔
(۶۶۰) واقع ہوتی ہے طلاق عتق (یعنی ازالہ ملک) سے بشرط نیت کے یا دلالت حال کے نہ بالعکس یعنی عتق طلاق کے لفظ سے واقع نہین ہوتا کیونکہ عتق عبارت ہے ازالہ ملک سے اور طلاق عبارت ہے ازالہ نکاح سے تو عتق سے طلاق مراد ہو سکتی ہے اسواسطے کہ عتق قوی تر ہے طلاق سے اور طلاق سے مراد عتق نہین ہو سکتا اسواسطے کہ طلاق ضعیف ہے عتق سے تو ضعیف مین قوی نہین آسکتا مثلاً زوج نے زوجہ سے کہا کہ مین نے تجکو آزاد کیا تو اگر نیت طلاق کی زوج نے کی یا قرینہ طلاق کا پایا گیا جیسے زوجہ نے طلاق کی خواہش کی ہو تو طلاق واقع ہو گی
(۶۶۱) اگر زوج نے زوجہ کو لکھ دیا کہ تجکو طلاق ہے تو اگر تحریر تختہ یا دیوار یا زمین پر لکھی تو طلاق واقع ہو گی اگر نیت طلاق ہے قول ضعیف یہہ ہے کہ ہر طرح طلاق واقع ہو گی نیت ہو یا نہو۔
(۶۶۲) اگر طلاق لکھی ایسی چیز پر جسپر نقش ثابت نہین رہتا۔ جیسے پانی پر یا ہوا پر تو کسی طرح طلاق واقع نہو گی نیت طلاق کی کرے یا نکرے۔

(۶۶۳) اگر خط لکھا زوج نے اسطرح کہ اے فلانی جب تیرے پاس میرا خط پہونچے تو تجھکو طلاق ہے تو عورت مطلقہ ہوجائیگی بمجرد پہونچنے خط کے جو بہرہ۔

(۶۶۴) زوج نے لکھا اپنی زوجہ کو مثلاً کریمہ کو کہ جو عورت کہ میری ہے سوائے تیرے اور سوائے فلانی کے مثلاً زینب سو مطلقہ ہے بعد پچھلی عورت یعنی زینب کا نام مٹا دیا تو زینب کو طلاق واقع نہوگی کیونکہ لکھتے وقت اوسکو بھی مستثنی کردیا تھا گو بعد مین مٹا دیا

باب طلاق صریح

یہہ باب ہے مسائل طلاق صریح مین

(۶۶۵) طلاق صریح وہ ہے جو مستعمل ہو ملک کے بہین اگرچہ سوائے عربی کے دیگر زبان مین ہو مثلاً زبان فارسی وغیرہ مین چنانچہ عربی مین طلقتکِ بہ تشدید لام یعنی مین نے تجھکو طلاق دی اور انتِ طالق او مطلقۃ یعنی تو طلاق والی ہے۔ اور مطلقۃ بہ تشدید لام صریح ہے اور بتخفیف لام کنایہ ہے اور واسطے وقوع طلاق کے اضافت الی الزوجہ شرط ہے جیسا کہ پہلی مثال مین کاف ضمیر کا ہے اور دوسری اور تیسری مین انت ہے کیونکہ اگر بےخطاب بولے گا تو طلاق واقع نہوگی بسبب ترک کرنے اضافت کے عورت کی طرف

(۶۶۶) پس اگر زوج نے کہا تو نکلی تو طلاق ہے یا یون کہا کہ نہ نکلنا بدون میرے حکم کے سو مین نے قسم کہائی ہے طلاق کی پھر اگر زوجہ نکلی تو طلاق واقع ہوگی بہ سبب ترک کرنے اضافت کے عورت کی طرف یعنی دونون صورتون مین طلاق کو عورت کی طرف مضاف

نہین کیا اور اون صورتون مین احتمال ہے کہ اس عورت کی طلاق واقع ہوئی یا دوسری کی دوسری صورت مین احتمال ہے کہ اس عورت کی طلاق کی قسم کھائی ہے یا اوسکے غیر کی۔

(۶۶۷) خطاب مین شرط ہے عورت مخصوص یا بخطاب ہو نہ قضا مین اور نہ دیانۃً مین بہوت طلاق ہوگی ورنہ اگر مثلاً مرد نے عورت کے سامنے مسایل طلاق کو مکرر کیا بطریق تعلیم اور تمثال کے تو طلاق واقع نہ ہوگی قضا مین اور دیانت مین حاشیۃ الطحطاوی

(۶۶۸) واقع ہوتی ہے ایک طلاق رجعی الفاظ مذکورہ سے اور جو کہ اون الفاظ کے معنی رکھتا ہو چنانچہ یون کہنا کہ شئتُ طلاقَکِ یعنی مین نے تیری طلاق چاہی ورضیتُ طلاقکِ یعنی مین راضی ہوا تیری طلاق سے واوقعتُ علیکِ طلاقکِ یعنی مین تجھپر تیری طلاق ڈالی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الخانیہ

(۶۶۹) طلاق صریح مین داخل ہین الفاظ محرفہ چنانچہ طلاع عین مہملہ یا معجمہ سے یا تلاغ یا طلاک یا تلاک خواہ لام بے تشدید ہو یا مع تشدید کے جیسا کہ ہند کے عوام وجہال بولتے ہین یا ط ل ق یعنی حرف تہجی مین کہے یا طلاق باش اس لفظ کو طحطاوی نے طلاق عظیم کو تفسیر کیا ہے کہ صریح عظیم ہے اور مدنی نے کہا کہ یہ لفظ فارسی ہے یعنی طلاق ہو) ان الفاظ محرفہ کے بولنے مین کچھہ فرق نہین ہے درمیان عالم اور جاہل کے جو ان الفاظ کو عورت کی طرف خطاب کریگا طلاق واقع ہوگی بدون نیت کے کیونکہ یہ الفاظ صریح محتاج نیت کے نہین۔

(۶۷۰) اگر زوج نے کہا کہ مین نے بالقصد طلاق کو محرف کیا عورت کو ڈرانے کے واسطے تو ظاہر مین اوسکی تصدیق نکی جاویگی مگر جبکہ اوسنے تخویف پر گواہ کر لیا ہو قبل اس تکلم کے اسی قول پر فتوی ہے

(۶۷۱) اگر زوج سے کہا گیا کہ تونے طلاق دی اپنی عورت کو سواوسنے کہا نعم یا بلی یا اسکے حروف کو علحدہ علحدہ ہجی سے کہا تو طلاق بدون نیت کے عورت کو ہو گی کذا فی بحرالرائق۔

(۶۷۲) الفاظ صریح کے بولنے سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ اوسنے ارادہ کیا باین یا ایک سے زیادہ کا بخلاف مذہب امام شافعی کے یا طلاق صریح بولکر کچھہ ارادہ نکیا تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی

(۶۷۳) طلاق رجعی وہ ہے کہ جسمین تجدید نکاح کی حاجت نہین اور عورت کی رضامندی رجوع مین ضرور نہین اور اوسکی عدت مین ترک زینت نہین اور ایک گھر مین زوج اور زوجہ کا رہنا ممنوع نہین بخلاف باین کے علمانے کہا ہے کہ طلاق رجعی مانند قطع کے ہے اور باین مانند قتل کے۔

(۶۷۴) اگر نیت کی زوج نے طلاق صریح سے قید سے چھوڑنے کی تو اوسکی دیانت پر عمل کیا جاویگا یعنی تصدیق اوسکی ہو گی طلاق واقع نہو گی اگر اوسنے طلاق کو عدد کے ساتھہ مذکور (یعنی یون نہ کہا ہو کہ تجکو تین طلاق) نہ کیا کیونکہ یون کہنا کہ تجھکو تین طلاق قرینہ ہے طلاق کا نہ قید سے چھوٹنے کا۔ زبردستی سے زوج طلاق بولا پھر اوسنے قید سے چھوٹنے کا ارادہ کیا اور اوسکی تصدیق ہو گی طلاق واقع نہو گی اسیطرح ظاہر و باطن مین تصدیق ہو گی اگر زوج نے صریح سے عورت کی طلاق

اوسکے اول زوج سے ارادہ کیا بنابر قول صحیح اور غیر صحیح مین تصدیق فقط دیانت مین ہوگی نہ قضا مین۔کذا فی خانیہ۔

(۶۷۵) اگر نیت کی زوج نے فقط طلقتک کو بول کر طلاق عن العمل کی یعنی کام کرانے سے مین نے تجھکو چھوڑا تو مطلقًا اوسکی تصدیق نکیجاویگی۔ نہ دیانت نہ قضا مین کیونکہ اسکو لفظ محتمل نہین اگر لفظ عن العمل کو کھول کر کہا کہ طلقتکِ عن العمل تو اوسکی تصدیق فقط دیانت مین ہوگی نہ قضا مین کذا فی خانیہ۔

(۶۷۶) بحر الرائق مین ہے کہ جب ثابت ہوا کہ طلاق صریح محتاج نیت کی نہین تو معلوم ہوا کہ اوسکے معنی کا علم شرط نہین سو اگر جاہل کو کسی نے لفظ طلاق سکھایا اور وہ عورت کی طرف خطاب کرکے بولا تو قضا مین طلاق واقع ہوگی نہ دیانت مین مشایخ اور حنیدی نے کہا کہ مطلقًا طلاق واقع نہ ہوگی نہ قضاءً نہ دیانتًا کذا فی البزازیہ وحاشیۃ المدنی تاکہ غریب سے املاک آدمیون کے ضایع ہونے سے محفوظ رہین۔

(۶۷۷) لفظ انتِ الطلاقُ یا انتِ طلاقٌ مین یعنی جس ترکیب مین مصدر خبر واقع ہو خواہ مصدر معرفہ ہو خواہ نکرہ یا انتِ طالقٌ الطلاقَ یا انتِ طالقٌ طلاقًا مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر متکلم نے ایک دو کی کچھ نیت نکی ہو یا ایک دو طلاق کی فقط مصدر سے نیت کی تو بھی ایک رجعی طلاق واقع ہوگی مصدر کی قید اسوسطے لگائی کہ اگر انتِ طالقٌ طلاقًا مین لفظ طلق سے ایک طلاق اور لفظ طلاق سے دوسری طلاق ارادہ کرے تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی اگر عورت مدخولہ ہوگی اور اگر مدخولہ نہوگی تو ایک ہی طلاق سے بدون عدت کے جدا ہوجاویگی کیونکہ دوسری

طلاق کا محل بھی باقی نہین رہا. کذا فی زیلعی۔

(۶۷۸) اقوال سابقہ مین مصدر سے تین طلاق کا ارادہ کیا تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ تین فرد حکمی ہین یعنی تین کل ہے طلاق کا اوس سے زیادہ طلاق نہین تو طلاق کی فرد کامل ہو لی اسیواسطے لونڈی کے حق مین دو طلاق کل طلاق ہے جیسے حرہ کے حق مین تین طلاق. کذا فی جوہرہ۔

(۶۷۹) الفاظ مستعملہ عوام سے یہہ اقوال ہے کہ طلاق مجھکو لازم ہے اگر ایسا مین نکرون اور حرام مجھکو لازم ہوا اگر مین نے ایسا کیا اور مجھپر طلاق لازم ہے اگر مین ایسا کام نکرون اور مجھپر حرام لازم ہے اگر مین ایسا کام کرون تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بدون نیت کے بسبب عرف کے یعنی عرف مین طلاق کی قسم کھانا رائج ہو گیا ہے تو اون پر جاری ہونا اوسکا واجب ہوا اور اگر ان اقوال سے بولنے والے کے زوجہ نہوگی تو یہہ الفاظ قسم ہو جاوینگے تو کفارہ دینا ہوگا قسم کے توڑنے سے. کذا فی تصحیح القدوری. اگر کہا کہ مجھپر طلاق لازم ہے میرے ہاتھ سے تو طلاق واقع ہوگی. کذا فی بحر الرائق۔

(۶۸۰) اگر کہا کہ تیری طلاق مجھپر ہے تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ یہہ بھی احتمال اسمین ہے کہ تیری طلاق مجھپر حرام ہے۔

(۶۸۱) اور اگر کہا کہ تیری طلاق مجھپر لازم ہے یا واجب ہے یا ثابت ہے یا فرض ہے تو بزازی نے کہا کہ قول مختار یہہ ہے کہ واقع نہوگی اور قاضیخان نے اپنے فتاوی مین کہا کہ ہان واقع ہوگی بقول مختار. فقیہ ابوجعفر نے کہا کہ لفظ واجب مین واقع ہوگی نہ اور الفاظ مین. کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۲) اگر کہا کہ خدا تجکو طلاق دے کمال الدین ابن ہمام نے کہا کہ حق یہہ ہے کہ نیت کی حاجت ہے یعنی بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ یہہ کلام بطریق بد دعا کے کہا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۳) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق والی ہو جا یا کہا او مطلقہ بہ تشدید لام تو طلاق واقع ہو گی۔

(۶۸۴) واقع ہو گی طلاق بدون نیت کے اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ یا طال بکسر لام (کیونکہ یا طال ترخیم ہے یا طالق کی)

(۶۸۵) اگر انت طال مین لام کو زبر دیکر یا پیش دیکر کہا تو طلاق موقوف ہو گی نیت پر اور بدون نیت کے طلاق واقع نہو گی۔

(۶۸۶) اگر حرف جدا جدا بولے جیسے انت ط ل ا ق یا لفظ عتق کے حروف جدا جدا بولے یا انت ط ا ل ق حرف ح ر بولے تو ان صورتون مین بدون نیت کے طلاق واقع نہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی فائدہ قاضیخانیہ مین مصرح ہے کہ جتنے الفاظ طلاق صریح مین داخل ہین تو اسمین حاجت نیت نہین۔ بدائع مین ہے کہ جتنے طلاق کی کنایات مین ہے تو طلاق نیت پر موقوف ہو گی کذا فی الطحطاوی و حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۷) نہر الفائق مین تصحیح قدوری سے منقول ہے کہ طلاق کا واقع نہونا صحیح قول ہے اس کلام سے کہ مین نے تجھکو تیری طلاق بخشی اور مانند اسکے چنانچہ اودعتک طلاقک یعنی تیری طلاق تیرے پاس ودیعت رکھی اور تیرے پاس تیری طلاق گرو رکھی یعنی بنابر قول

صحیح کے لفظ ہبہ اور ودیعت اور رہن سے طلاق نہین واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۴) اور جب طلاق منسوب کی عورت کی طرف یعنی کہا کہ تو طالق ہے یا نسبت کی طلاق کی طرف اوس عضو کے جس سے کل عورت کی تعبیر ہوتی ہے جیسے رقبہ یعنی گردن اور بدن اور جسد اور فرج اور چہرہ اور سر اور چوتڑ یا نسبت کیا طلاق کو جزء شایع کی طرف جیسے نصف یا ثلث عورت کی طرف تو ان تینون صورتون مین طلاق واقع ہوگی۔

(۶۸۵) اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ تیرے جسم سے گردن یا چہرہ کو طلاق ہے یا رکھا اپنا ہاتھ سر یا گردن پر اور کہا کہ اس عضو کو طلاق ہے تو طلاق واقع نہوگی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی کیونکہ ان اعضا سے کل جسم مراد نہین رکھا بسبب تعیین اور ہاتھ رکھنے کے اور اشارہ کرنے کے بعض کا ارادہ تھا اگر ہاتھ نہ رکھتا اور یون کہتا کہ اس سر کو طلاق ہے اور نہ اشارہ کرتا عورت کی طرف تو طلاق واقع ہوجاتی قول اصح مین کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۶) طلاق نہین واقع ہوتی اگر نسبت کی طلاق کی ہاتھ کی طرف مگر بہ نیت مجاز کے اور نہین واقع ہوتی طلاق اگر طلاق کی نسبت کی طرف یا لون یا ڈبر یا بال یا ناک یا پنڈلی یا کان یا پیٹھ یا پیٹ یا زبان یا ران یا منہ یا سینہ یا ٹھوڑی یا دانت یا رال یا پسینہ یا چھاتی یا خون کی۔ کذا فی جوہرہ۔ کیونکہ ان اعضا کی طرف کل جسم کی تعبیر نہین ہوتی۔ اگر کسی قوم کے عرف مین ان اعضا سے

بھی کل عورت کی تعبیر ہوتی ہو تو طلاق واقع ہو گی یہہ ہی حکم ہے
طلاق کا اسباب حرمت یعنی ایلا اور ظہار اور عتق میں تو اگر ایلا اور
ظہار اور عتق کل عورت سے کی یا اوس عضو سے کی جو بجائے کل
کے مستعمل ہوتا ہے تو ایلا اور ظہار اور عتق واقع ہو گی اور ہاتھ یا دل
وغیرہ کی نسبت کرنے سے واقع نہو گی بخلاف اسباب حلت یعنی نکاح
کے کہ گردن اور سر اور فرج اور نصف کی طرف نسبت کرنے سے صحیح
نہو گا بنا بر احتیاط کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۶۸۷) جزو ایک طلاق کا گو کسقدر کم ہو برابر ایک طلاق کے ہے
بسبب عدم تجزی طلاق کے جیسے کہا کسی نے کہ تجھکو ہزاروان یا لاکھوان
حصہ طلاق کا ہے تو ایک طلاق واقع ہو گی۔

(۶۸۸) اگر زیادہ ہوں اجزا ایک طلاق سے تو دوسری طلاق
واقع ہو گی۔ چنانچہ کہا کسی نے کہ تجھکو نصف طلاق ہے اور دو تہائیان
اوسکی دو طلاق واقع ہونگی کیونکہ ایک طلاق سے چھٹوان حصہ زیادہ
ہو گیا۔

(۶۸۹) اگر کسی نے کہا کہ تجھکو آدہی طلاق ہے اور ثلث اور ربع تو تین
طلاق واقع ہونگی کذا فی حاشیۃ المدنی۔ کیونکہ اگرچہ یہہ تینوں جزو
ملکر ایک طلاق ہوتا ہے لیکن طلاق کا نکرہ تین مرتبہ ہوا اور موافق
قاعدہ عرب کے نکرہ کا جب اعادہ ہوتا ہے تو وہ غیر ہوتا ہے پس اگر
کہا کسی نے کہ شرط مذکور کے بدون واو عاطفہ یعنی اور کے تو ایک
طلاق واقع ہو گی ہر واحد بدل واقع ہو گا۔

(۶۹۰) اگر کہا تجھکو ایک طلاق ہے اور آدہی تو دو طلاق واقع ہونگی

(۶۹۱) اگر کہا تجکو طلاق ہے ایک سے دو تک یا مابین ایک کے دو تک تو ایک طلاق واقع ہو گی

(۶۹۲) اگر کہا تجھکو طلاق ہے ایک سے تین تک یا مابین ایک کے تین تو دو طلاق واقع ہو نگی **قاعدہ** کلیہ جن مسایل مین اصل منع ہے یعنی بغیر ضرورت کی مباح نہین اون مین فقط پہلی حد داخل ہوتی ہے نزدیک امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نہ دوسری حد چونکہ طلاق مین اصل منع ہے اسواسطے اسمین دوسری حد یعنی دو اور تین کا اعتبار نہوا فقط پہلی حد یعنی ایک معتبر رہی بخلاف جہ اور اصل اباحت ہے چنانچہ بیہ مثال میرے مال سے سو سے ہزار تک لو تو اسمین دونون حدین یعنی سو اور ہزار داخل ہونگے بالاتفاق صاحبین اور امام کے۔

(۶۹۳) اگر کہا کہ دو طلاق کے تین نصف تو واقع ہو نگی دو طلاق اور بقول ضعیف تین طلاق پہلا قول اصح ہے

(۶۹۴) اگر کہا کہ ایک طلاق کے تین نصف یا کہا کہ دو طلاق کے دو نصف تو واقع ہون گی دو طلاق اور بقول تین طلاق ۔

(۶۹۵) اگر کہا تجکو ایک طلاق ہے دو طلاق مین تو نیت ضرب کی کی ہو یا نہ کی ہو ایک ہے طلاق واقع ہو گی کیونکہ ضرب اجزا کو بڑہاتی ہے نہ عدد

(۶۹۶) اگر نیت کی ایک اور دو کی تو تین طلاق واقع ہون گی بشرطیکہ زوجہ مدخولہ ہو اور زوجہ غیر مدخولہ مین ایک واقع ہو گی کیونکہ غیر مدخولہ ایک ہی طلاق سے بغیر عدت کی جدا ہو گئی تو اور طلاق کا محل باقی نہین رہا۔

(۶۹۷) اگر نیت کی ساتھ ایک طلاق کے دو طلاق کے یعنی ایک

مع دو) اس صورت مین مطلقاً تین طلاق واقع ہونگی خواہ مدخولہ ہو یا
غیر مدخولہ اسواسطے کہ معیت اجتماع کی مقتضی ہے۔
(۶۹۸) اگر کہا تجھکو دو طلاق بیچ دو طلاق کے تو واقع ہونگی دو طلاق
اگرچہ ضرب کی اسواسطے کہ ضرب اجزا پادا اگر لفظ فی کو جسکے معنی بیچ کے ہین بمعنی
واو یا مع کے نیت کی تو اوسکا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ گذرا۔
(۶۹۹) اگر کہا کہ دو طلاق اور دو طلاق یا مع دو طلاق تو صورت
اول مین زوجہ مدخولہ کو تین طلاق واقع ہونگی اور غیر مدخولہ کو ایک طلاق
اور صورت ثانی مین مدخولہ اور غیر مدخولہ کو تین طلاق واقع ہونگی
(۷۰۰) اگر کہا تجکو طلاق ہے یہانسے شام تک تو ایک طلاق رجعی
ہوگی بشرطیکہ طلاق کو طول اور بزرگی کرکے متصف نہین کیا اگر
متصف کیا تو طلاق باین واقع ہوگی۔
(۷۰۱) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے مکہ مین یا گھر مین یا دھوپ مین یا ایسے
کپڑے مین تو ان احوال سے فوراً طلاق واقع ہوگی دخول مکہ یا در گھر یا در
سایہ اور دھوپ پر موقوف نہین کیونکہ یہ تنجیز ہے طلاق کی۔
(۷۰۲) اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے حالت بیماری اور نماز خوانی مین تو
فوراً طلاق واقع ہوگی خواہ بیمار ہو یا ہو اور نماز پڑھے یا نپڑھے۔
(۷۰۳) تصدیق کیجاویگی زوج کی ان مسایل مین باعتبار دیانت کے
نہ باعتبار قضا کے پس اگر کہا زوج نے کہ مین طلاق گھر سے جسوقت کہ
داخل ہو گھر مین اور طلاق کپڑہ سے جسوقت کپہنے کپڑا اور
طلاق مرض مین جسوقت کہ مریض ہووے اسیطرح اور احوال مین
ارادہ کیا ہے تو طلاق معلق ہوگی اوسی شرط سے تو بدون وجود شرط

سکے طلاق واقع ہوگی چنانچہ یہ قول کہ تجھکو طلاق ہے ایک سال یا ...
حیض کے شروع یا موسم سرما تک تو بعد تین سال گذرنے اور ...
شروع ہونے حیض اور بعد ان اتنے سرما کے طلاق واقع ہوگی
(۷۰۴) اگر کہا کہ تجھکو طلاق ہے جب کہ تو مکہ میں داخل ہو تو ...
ہے حقیقت میں بعد دخول مکہ کے طلاق واقع ہوگی اور ...
یہ قول تعلیق ہے کہ تجھکو طلاق ہے تیرے گھر داخل ہونے میں
طلاق ہے تیرے اپنے کپڑے پہننے میں یا تجھکو طلاق ہے ...
میں اور مانند ان اقوال کے داخل تعلیق ہیں کیونکہ ظرف مشابہ ... شرط
کے باعتبار صحبت کے اسواسطے کہ مظروف بغیر ظرف کے نہیں ہوتا ...
مشروط بدون شرط نہیں ہوتا
(۷۰۵) اگر کہا تجھکو طلاق ہے بسبب داخل ہونے تیرے اپنے
گھر میں یا بسبب تیرے حیض کے تو یہ قول تنجیز ہے یعنی فی الحال
طلاق ہوگی دخول دار اور حیض پر موقوف نہیں ہے
(۷۰۶) اگر یوں کہا کہ اَنتِ طالقٌ بدُخولِکِ الدّارَ وبحَیضِکِ تو یہ قول
تعلیق ہے یعنی دخول دار اور حیض پر موقوف ہے۔
(۷۰۶) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے تیری حیض میں اور حالانکہ اوسکو
حیض موجود ہے تو طلاق واقع ہوگی یہانتک کہ دوسرا ... آوے
(۷۰۷) اگر کہا تجکو طلاق تیرے حیض میں حالانکہ وہ حائضہ ہے تو وہ
مطلقہ نہیں ہوگی جب تک کہ اوسکو دوسری بار حیض نہ آوے اور پاک
بھی ہو جاوے کیونکہ حیضۃ بالتا حیض کامل کو کہتے ہیں اور کمال حیض
بدون طہر کے نہیں ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر حیض بعد جاتے کے

بولا تو تعلیق طلاق حیض ثانی پر ہوگی اور اگر ستے کو ملایا تو تعلیق طلاق
کی طہر پر یہ حیض ثانی کے ہو گی کذا فی حاشیہ المدنی۔
(۷۰۸) اگر کہا تجکو طلاق ہے تین دن مین فی الحال طلاق واقع ہوگی
(۷۰۹) اگر کہا تجکو طلاق ہے تین دن کے آنے مین تو طلاق معلق
ہوگی تیسرے دن کے آنے پر سوا اسے اوس دن کے جسدن یہہ
کلام کیا کیونکہ شروط کا اعتبار زمانہ مستقبل مین ہوتا ہے نہ ماضی
مین اور آنا دن کا ابتداے یوم سے شروع ہوتا ہے۔ اور وقت
تکلم کے جسقدر دن گذر چکا تھا لہذا وہ شمار نہین کیا گیا۔
(۷۱۰) اگر کہا تجکو طلاق ہے قیامت کے دن تو یہہ قول لغو ہوگا
طلاق واقع نہوگی کیونکہ قیامت کا دن محل وقوع احکام شرعیہ نہین ہے
(۷۱۱) اگر کہا تجکو طلاق ہے روز قیامت سے پہلے تو فی الحال
طلاق واقع ہوگی۔
(۷۱۲) اگر کہا تجکو طلاق ہے کل یا کل مین تو طلاق طلوع کے وقت
واقع ہوگی اور صحیح ہی قول ثانی یعنی کل کے کہنے مین نیت کرنا عصر
کی یعنی آخر دن کی باعتبار قضا کے اور متکلم کے قول کی تصدیق کیجائیگی
باعتبار دیانت کے۔
(۷۱۳) اگر کہا تجکو طلاق ہے آج کل یا تجکو طلاق ہے کل آج پہلا
لفظ معتبر ہوگا اور دوسرا لفظ لغو تو قول اول مین آج طلاق واقع
ہوگی اور اول ثانی مین کل۔
(۷۱۴) اگر کہا تجکو طلاق ہے آج اور کل یعنی بعطف الواو یا یون کہا
کہ تجکو طلاق ہے کل اور آج تو قول اول مین ایک طلاق واقع ہوگی

اور قول ثانی مین دوسے طرح اگر دن مین کہا کہ تجکو طلاق ہے دن مین اور رات مین تو ایک طلاق واقع ہوگی یا یون کہا تجکو طلاق ہے رات مین اور دن مین تو دو طلاق واقع ہونگی اگر رات مین یہ قول کہے تو حکم بالعکس ہوگا۔ یعنی قول اول مین ایک اور قول ثانی مین دو ہونگی۔

(۱۵) قال انت طالق لا بل غدًا طلقت واحدۃ للحال واالآخری فی الغد یعنی اگر کہا تجکو طلاق ہی آج اور جب کل آویگی یا یون کہا کہ تو طالق ہے پھر کہا کہ نہین بلکہ کل تو طالق ہے تو اوسکو ایکبار فی الحال طلاق ہوگی اور دوسرے بار کل مسئلہ ثانی مین متکلم نے تلفظ نہین سے نفی کلام سابق کی ارادہ کی لیکن ابطال منجز سکا ممکن نہین لہذا طلاق ثانی یوم ثانی مین واقع ہوگی۔

(۱۶) قال انت طالق واحدۃ او لا یعنی اگر کہا کہ تو طالق ہے ایکبار یا کہ طالق نہین ہے یا یون کہا کہ تو طالق ہے میری موت کے یا اپنی موت کے ساتھ تو یہ دونون قول لغو ہین اور طلاق واقع نہ ہوگی قول اول مین تو اسوجہ سے کہ حرف شک کا اوسمین واقع ہے اور قول ثانی مین اسوجہ سے کہ اوسمین طلاق مضاف ہے اوس حالت کی طرف جو مخالف کی ایقاع طلاق کے۔

(۱۷) اگر کہا کہ تو طالق ہے قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون یا یون کہا کہ تو طالق ہے کل یعنی دن گذشتہ حالانکہ نکاح اوس عورت سے آج کیا تو یہ دونون قول بھی لغو ہین کیونکہ طلاق کو اوس وقت کی طرف مضاف کیا جب کہ اوسکو ملکیت طلاق کی نہ تھی اور مسئلہ ثانی مین اگر

نکاح اوس سے کل سے پہلے کیا تھا تو طلاق فی الحال واقع ہو گی اسلیے
کہ ماضی کا ایقاع زمانہ موجودہ کا ایقاع ہے۔

(۱۸۷) اگر کہا کہ تو طالق ہے قبل میری پیدائش کی یا قبل تیری پیدائش
کے یا کہا کہ مین نے تجکو طلاق دی جب کہ مین لڑکا تھا یا جب کہ مین سوتا
تھا یا جب کہ مین دیوانہ تھا اور جنون اوسکا معلوم تھا تو یہ اقوال لغو
ہونگے اور طلاق واقع نہو گی کیونکہ حالات مذکورہ منافی ہین ایقاع طلاق
کے۔

(۱۹۷) اگر کہا کہ تو طالق ہے میرے موت سے دو مہینہ پہلے۔ اور
مرگیا زوج قبل گذرنے دو مہینہ کے تو طلاق واقع نہو گی بسبب نہ پائے
جانے شرط کے اگر زوج مرگیا تو مطلقہ ہو گی نزدیک امام اعظم کے۔ اور
باعتبار ایک قول کے دو مہینہ ما قبل موت سے مطلقہ ہو گی نہ موت کے
نزدیک سے اور فائدہ اس مطلقہ ہونے قبل دو ماہ کا یہ ہے کہ اگر عدت
عورت کی ان دو ماہ مین منقضی ہو گئی یعنی تین حیض آ گئے تو وارث
نہو گی۔ اور قول دوسرا اور صحیح امام اعظم کا یہ ہے کہ عدت وقت موت
کے شروع ہو گی اور عورت وارث بھی ہو گی۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی
اور تحریر مین تصریح ہے کہ وجوب عدت نزدیک امام کے موت سے
ہے اور علماے سمرقندی نے کہا کہ اس قول پر فتویٰ ہے۔ کذا فی
حاشیۃ المدنی۔

(۲۰۷) اگر کہا کہ تو طالق ہے ہر دن یا ہر جمعہ یا ہر مہینہ کے شروع
پہر اور زوج کے ان اقوال مین کچھ نیت نہ تھی تو ایک طلاق واقع ہو گی
اور اگر نیت کی ہر روز ایک طلاق کی یا یون کہا کہ تو طالق ہے ہر ایک دن

ہین یا یون کہا کہ تو طالق ہے ہر دن کے ساتھہ یا کہا کہ تو طالق ہے
نزدیک ہر دن کے یا کہا کہ تو طالق ہے ہر بار کہ دن ہو چکے۔ تو ان
صورتون مین تین بار طلاق واقع ہوگی تین دن مین۔

(۷۲۱) قاعدہ کلیہ سابق مین تین طلاق یا ایک طلاق کا یہہ
ہے کہ جب کلمہ ظرف کا متروک ہوگا تمام مین تو ایک طلاق واقع ہوگی
اور جب کلمہ ظرف کا متروک نہوگا تو تین بار طلاق واقع ہوگی۔

(۷۲۲) اگر کہا کہ تم دو مین سے بڑی عمر والی کو طلاق ہے تو اسوقت
کسی کو طلاق نہوگی جب تک کہ ایک اون مین سے مرجاوے۔ پھر جب
ایک مرگئی تو دوسری زندہ مطلقہ ہوگی۔ بسبب پائے جانے شرط زوج
کے اوسوقت شیخ رحمتی نے کہا کہ طول عمر بعد دونون عورتون
کے مرجانے کے ثابت نہین ہوسکتا اسلیے کہ جو عورت اول مرگئی
جایز ہے کہ چالیس برس کی ہو اور جو زندہ ہو شاید اوسکی عمر بیس
ہی برس کی ہو۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔ مین کہتا ہون کہ شیخ رحمتی
کو بعد قول مرجانے کے یہہ اور کہنا چاہیے تھا کہ یا بعد دانن تجاوز عمر
زندہ کے موتی کی عمر سے۔

(۷۲۳) اگر کہا کہ تو طالق ہے زید کے آنیسے پہلے بقدر ایک مہینے کے
پھر زید آیا بعد مہینے کے تو طلاق واقع ہوگی فی الحال بطور اقتصار کے

(۷۲۴) طریق ثبوت احکام شرعیہ کے چار ہین۔ ایک انقلاب دوسرا
اقتصار۔ تیسرا استناد۔ چوتھا تبیین

(۷۲۵) انقلاب۔ جو چیز علت نہین واقع تہین سو علت ہوجاوے
چنانچہ تعلیق مثلاً یون کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تجکو طلاق ہے سو

دخول دار واقع مین وقت تکلم کے طلاق کی علت نہین ہے لیکن بسبب تعلیق زوج کے علت ہوگیا بعد تعلیق کے جب دخول دار پایا جاویگا تو طلاق واقع ہوگی (مراد تعلیق سے معلق علیہ ہے) اقتصار عبارت ہی ثبوت حکم سے فی الحال چنانچہ انشاء عقود مثل بیع یا نکاح کے یا فسوخ مثل طلاق اور خلع کے تو بمجرد ایجاب وقبول کے بیع اور نکاح ثابت ہوجاتا ہے۔

(٧٢٦) استناد عبارت ہے ثبوت حکم سے فی الحال اپنے ماقبل کی طرف مستند ہوکر بشرط باقی رہنی محل حکم کے تمام مدت مین جیسے لازم ہونا زکوۃ کا سال تمام ہونے کے وقت باعتبار وجود نصاب کے یعنی بعد سال کے زکوۃ بالفعل واجب ہوتی ہے باعتبار ماقبل یعنی حولان حول کے بشرط باقی رہنی مال کے اول سے آخر تک گو نصاب درمیان سال کے کم ہوجاوے۔

(٧٢٧) تبیین عبارت ہے کہ ظاہر ہو فی الحال مقدم ہونا حکم کا یعنی اب ظاہر ہوا کہ وقت تکلم سے حکم مقدم تھا چنانچہ زوج کا یہ قول کہ اگر زید گھر مین ہوگا تو تجکو طلاق ہے اور کل ظاہر ہوا وجود زید کا گھر مین یعنی دوسرے دن ثابت ہوا کہ وقت تعلیق کے زید گھر مین موجود تھا تو عورت مطلقہ ہوگی وقت تکلم سے اسلیے اوسوقت سے اوسکی عدت شروع ہوگی

(٧٢٨) خلاصہ یہ ہے کہ ثبوت حکم تین حال سے خالی نہین یعنی زمانہ مستقبل مین ہے یا زمانہ حال مین یا زمانہ ماضی مین۔ اگر زمانہ استقبال مین ہے بطور تعلیق کے تو اوسکو انقلاب کہتے ہین اگر زمانہ حال مین

ہے بلا استناد سابق اوسکو اقتصار کہتے ہین اور زمانہ حال مین ہے ماقبل سے مستند ہو کر اوسکو استناد کہتے ہین اور اگر یہ نسبت ظہور کے زمانہ ماضی مین ہے تو اوسکو تبیین کہتے ہین۔

(۲۹ ے) اگر زوج نے کہا کہ تجکو طلاق ہے یا تو طالق ہے جبکہ مین تجکو طلاق ندون یا جب تک کہ طلاق ندون اور یہہ کلام کرکے زوج ساکت ہو گیا تو عورت فی الحال مطلقہ ہو گی بسبب اسکے سکوت کے کیونکہ طلاق کی اضافت ہے اوس زمانہ کیطرف جو طلاق سے خالی ہے پھر جب کہ اوسنے سکوت کیا وہ زمانہ پایا گیا لہذا وہ مطلقہ ہو گئی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۳۰ ے) اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر مین تجکو طلاق ندون تو عورت مطلقہ نہوگی بسبب سکوت زوج کے بلکہ نکاح قایم رہیگا یہان تک کہ کوئی اون دونون مین سے قبل طلاق دینے زوج کے مرجاوے پھر جب ایک کوئی مرگیا تو طلاق واقع ہو گی قبل موت کے قریب تر بسبب پائی جانے شرط کے یعنی عدم طلاق کے اگر زوج اول مریگا تو فار ہوگا اگر عورت مدخولہ ہو گی تو وارث ہو گی زوج کی اور فار کا بیان آگے کیا جاوے گا۔

(۳۱ ے) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر مین تجکو آج مین طلاق ندون تو طلاق ہے تو حیلہ نہ طلاق واقع ہونے کا یہ ہے کہ اوسکو طلاق دے بعوض ہزار کے یعنی کہے کہ مین نے تجکو طلاق دی بشرط ہزار اشرفی کے اور عورت اشرفی دینا قبول نکرے اور وہ دن گذرجاے تو عورت مطلقہ نہ ہو گی اسی پر فتوی ہے۔ کذا فی الخانیہ و الخلاصہ

والمحیط کیونکہ تعلیق مقید داخل ہے تحت مین تعلیق مطلق کے ہرچند کہ تعلیق طلاق مطلق پر بھی بعوض مال ہو یا بلاعوض اور جو طلاق کہ زوج نے دی وہ مقید ہے یعنی بعوض مال کے سبب ہے اور چونکہ مقید مطلق مین داخل ہے لہذا طلاق نہ واقع ہوئی۔

(۳۴۲) اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے یعنی تجکو طلاق کا اختیار ہے جسدن کہ زید آوے۔ پھر زید آیا رات کو تو عورت کو اختیار طلاق کا نہوگا۔ اور اگر دن مین زید آوے گا تو عورت کو اوسدن غروب تک اختیار باقی رہیگا

(۳۴۳) قاعدہ کلیہ فارق بین الطلاق وامر بالید کا یہ ہے کہ یوم جب مقرون ہے ایسے فعل سے کہ پورا بھرلے تمام مدت کو تو وہان یوم سے مراد نہار ہوگا چنانچہ امر بالید ایسی چیز ہے کہ اوسکو عورت کے اختیار رہن دینا ایک دن یا ایک مہینہ درست ہے۔ اور جبکہ یوم مقرون ہو اوس فعل سے کہ کل مدت ممتد ہو سکے تو وہان یوم سے مطلق وقت مراد ہوگا جو شامل ہے لیل ونہار دونون کو چنانچہ ایقاع طلاق اور دخول اور خروج اور اعتاق سو اگر کہیگا کہ مین نے تجکو طلاق دی مہینہ بھر تو ذکر مدت کا لغو ہوگا اور طلاق فی الحال واقع ہوگی کیونکہ ایقاع طلاق امتداد کے لائق نہین۔

(۳۴۴) اگر کہا اپنی عورت سے کہ مین تجھسے طلاق ہون یا مین تجھسے بری ہون تو یہ قول کچھ نہین اگرچہ اس قول سے طلاق کی نیت کرے تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی کیونکہ محل طلاق عورت ہے نہ مرد اور چونکہ اضافت طلاق کی مرد کیطرف ہوئی تو بیموقع ہوئی لہذا لغو ہوگئی

(۷۳۵) اگر کہا میں تجھسے بائن ہوں یا جدا ہوں یا کہ میں تجھپر حرام ہوں تو مطلقہ ہوگی اگر طلاق کی نیت کرے کیونکہ لفظ ابانت کا واسطے زائل کرنے اتصال نکاح کے اور لفظ تحریم کا موضوع ہے واسطے زائل کرنے حلت کے اور یہ دونوں یعنی ازالہ اتصال نکاح اور ازالہ حلت مشترک ہین درمیان زوج اور زوجہ کے تو صحیح ہوگی اضافت ابانت اور تحریم کی طرف زوج کے۔

(۷۳۶) اگر کہا کہ مین نے تجھکو بری کیا زوجہ ہونے سے تو بدون نیت کے جدائی ہوگی کیونکہ یہہ قول صریح ہے ابطال نکاح مین

(۷۳۷) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے جو لونڈی ہے کسیکی کہ تو طالق ہے دوبار ساتھہ آزاد کرنے مولی کے یعنی تیری آزادی کے ساتھہ تجھکو دوبار طلاق ہے پھر اوسکے مالک نے اوسکو آزاد کیا تو دو طلاق واقع ہونگی اور اوسکے زوج کو رجعت کا اختیار ہوگا بسبب وجود تطلیق کے بعد آزاد ہونے کے کیونکہ آزادی شرط ہے طلاق کی اور شرط بحیثیت مقدم ہوتی ہے مشروط پر لہذا آزادی قبل تطلیق پائی گئی اور حالت آزادی مین دو طلاق صریح تک مرد کو رجوع کا اختیار ہے

(۷۳۸) اگر معلق ہو آزادی اور طلاق لونڈی کی کل کے آنے پر یعنی اوسکے مولی نے کہا ہو کہ جب کل کا دن آوے تو تو آزاد ہے۔ اور اوسکے زوج نے کہا کہ جب کل آوے تو تجھکو دو طلاق ہین پھر آیا کل کا دن تو زوج کو رجعت کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ عتق اور طلاق دونوں ایک شرط پر معلق ہین یعنی زمانہ عتق اور طلاق کا واحد ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں عتق طلاق پر مقدم ہے

اور عدت عورت کی ہر دو مسائل مین تین حیض ہین نا بر احتیاط کے
(۷۳۹) مسئلہ ثانیہ مین اگر زوج مریض ہوگا تو عورت اوسکی وارث
نہوگی اسواسطے کہ طلاق اوسوقت واقع ہوئی جبکہ وہ لونڈی تھی اور
لونڈی وارث ہو نہین سکتی بخلاف مسئلہ سابق کے کہ وہ وارث
ہوگی۔ کذا فی المبسوط

(۷۴۰) اگر کہا کہ تو طلاق ہے اسطرح منتشر انگلیون سے اشارہ کرکے
تو واقع ہوگی طلاق مشار الیہ کی شمار پر یعنی اگر ایک انگلی سے اشارہ
کیا تو ایک اور دو سے کیا تو دو اور تین سے کیا تو تین (یہان مشار الیہ
سے انگلیان مراد ہین)

(۷۴۱) اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہے مثل اسکے اور تین انگلیون
سے اشارہ کیا تو اگر تین طلاق کی نیت کرے گا تو تین طلاق واقع
ہونگی اور اگر نیت تعدد کی نکی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ
مسئلہ اول مین کاف ہکذا کا عبارت عربی مین کہا اور اس مسئلہ مین
مثل ہذا اگر کے کہا اور کاف ہکذا کا موضوع ہے واسطے تشبیہ فی ا
لذات کے تو گویا اوسنے یون کہا کہ تجکو ایسی طلاق ہے جسکی ذات
ان انگلیون کی ذات کی مانند ہے تو اس صورت مین انگلیون کا
عدد معین ہوگا اور اس مسئلہ مین یعنی مثل ہذا مین کلمہ مثل کا موضوع
ہے واسطے تشبیہ فی الصفات کے تو اوسنے گویا یون کہا کہ تجکو طلاق
ثابت ہے مانند ثبوت ان انگلیون کے اور طلاق ثابت ہے۔ لہذا
بلا قصد نیت مین ایک طلاق رجعی ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی

(۷۴۲) اگر کہا کہ تو طلاق ہے اور اشارہ انگلیون سے کیا اور ہکذا

نکما تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی بوجہ فقدان تشبیہ کے۔
(۷۴۳) اگر کہا کہ تو ایسی ہے انگلیون سے اشارہ کر کے اور یون نہ کہا کہ تو طالق ہے شارح درمختار کہتے ہین کہ مین نے اس مسئلہ کا حکم کسی کتاب مین نہین دیکھا۔ حلبی نے کہا کہ اس صورت مین طلاق کا واقع نہ ہونا نہایت صریح ہے کیونکہ یہ لفظ نہ طلاق صریح مین داخل ہے نہ طلاق کنایہ مین اور اشارہ بیان ہوتا ہے ملفوظ کا سو یہان موجود نہین اور خیرالدین رملی نے بھی کہا کہ ایسا قول لغو ہے اگرچہ قائل نیت طلاق کی کرے کیونکہ کوئی لفظ مشعر طلاق کا نہین۔ اور نیت کو بدون لفظ کے طلاق مین تاثیر نہین اور حموی نے بھی عدم وقوع طلاق کی بعض علماء کے قول سے تصریح کی ہے۔ ہکذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۷۴۴) اگر اشارہ کیا انگلیون کی نشت سے یعنی نشت انگلیون کی مخاطب کی طرف کی اور شکم انگلیون کا متکلم کی طرف تو معتبر بلی انگلیان ہونگی بہ سبب عرف محاسبین کے یا رواج بین الناس کے
(۷۴۵) اگر سر انگلیون کے مخاطب کی طرف ہون تو اگر افتراق کیا انگلیون کا بعد اتصال کے تو افتراق مراد ہوگا اگر اتصال کیا بعد افتراق کے تو اتصال معتبر ہوگا۔

بیان طلاق بائن کا

(۷۴۶) واقع ہوتی ہے طلاق زوج کی اس قول سے کہ تو طالق بائن ہے یا یون کہا کہ تو طالق ہے البتہ کلمہ بتہ کا مصدر ہے بمعنی قطع اور جزم کے تقدیر اسکی یون ہے کہ تو طالق ہے قطعًا اور یقینًا۔

امام شافعی نے کہا کہ لفظ بائن اور البتہ سے اور اسیطرح اور الفاظ سے جو بینونت کے واسطے معین ہین طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگر عورت مدخولہ ہو۔ کذا فی حاشیۃ الہدایہ۔

(۷۴۷) اگر کہا کہ تجکو طلاق افحش ہے یا تجکو طلاق شیطان ہے یا طلاق بدعت ہے یا تجکو پہاڑ کی مانند طلاق ہے یا تو طالق ہے مانند ہزار کے یا تجکو گھر بھر کی طلاق ہے یا تجکو سخت طلاق یا چوڑی طلاق ہے یا لنبی طلاق ہے یا تجکو اسود طلاق ہے یعنی بُری یا اشد طلاق ہے یا اخبث طلاق ہے یا اخشن طلاق ہے اخشن بمعنی اشد یا اکبر طلاق ہے یا اعرض طلاق ہے یا اطول طلاق ہے یا اغلظ طلاق ہے یا اعظم طلاق ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ قائل نے طلاق کو متصف کیا ایسی صفت سے جسکو طلاق محتمل ہے یعنی صفت بینونت کے ان سب الفاظ مین مندرج ہے مثلاً طلاق بدعت سو بدعت طلاق بائن ہی کی اگر طلاق رجعی مسنون ہی تو بدعی بائن ہوگی بسبب تقابل اور ضدیت کے اور طلاق شدید اسواسطے بائن ہوئی کہ طلاق رجعی شدید نہین اسکی کامل تفصیل مطولات مین ہے۔

(۷۴۸) الفاظ مذکورہ الصدر مین ایک طلاق اوسوقت ہے جبکہ قائل نے نیت تین طلاق کی حرہ مین اور دو طلاق کی لونڈی مین نکی ہو اگر نیت کی تو صحیح ہوگی یعنی اگر تین یا دو کی نیت کی تو تین یا دو طلاق ہونگی کیونکہ مصدر محتمل ہے فرد اعتباری کو تو تین طلاق کی نیت حرہ مین اور دو طلاق کی لونڈی مین صحیح ہوئی۔

(۷۴۹) الفاظ افحش و اشد وغیرہ مین تفصیل مراد نہین بلکہ اصل

وصف مراد ہے یعنی فاحش اور شدید نہ فاحش تر و شدید تر کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۰۵۰) اگر نیت کرے دو طلاق کی اس قول مین کہ تو طالق بائن ہے اسطرح پر کہ لفظ طالق سے ایک طلاق اور لفظ بائن وغیرہ سے دوسری طلاق کی تو صحیح ہے اور دو طلاق بائن واقع ہونگی۔ اور اسیطرح الفاظ بتہ وغیرہ اور جمیع کنایات سے جو طلاق کے متصل واقع ہون۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۵۱) اگر عطف کیا یعنی عطف با واو کیا اور کہا کہ انت طالق و بائن یا عطف ثم کیا اور کہا کہ انت طالق ثم بائن) مثلاً یون کہا کہ تو طالق ہے اور بائن ہے یا یون کہا کہ تو طالق ہے پھر بائن ہے اور لفظ بائن سے کچھ نیت نکی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کذا فی الذخیرہ

(۱۰۵۲) اگر عطف کیا حرف فا سے یعنی یون کہا کہ انت طالق فبائن یعنی تو طالق ہے پس بائن ہے تو ایک طلاق بائن ہوگی کذا فی الذخیرہ

(۱۰۵۳) اگر یون کہا کہ تو مطلقہ ہے ایسی طلاق کی کہ مالک ہو جاوے تو بہ سبب اوس طلاق کے اپنی ذات کی تو ایک طلاق بائن ہوگی اس قول سے طلاق بائن اسواسطے ثابت ہوئی کہ عورت اپنی ذات کی مالک نہین ہوتی مگر طلاق بائن سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

(۱۰۵۴) اگر کہا کہ تو طالق ہے اس شرط پر کہ مجھکو رجعت نہین مجھے تو اوسکو رجعت کرنا جائز ہے اور شرط عدم رجعت کی لغو ہے اور بعضون نے کہا کہ اس قول سے زوج مالک رجعت کا نہین کیونکہ طلاق بائن پڑگئی اور اگر تین طلاق کی نیت کرے گا تو تین طلاق واقع ہونگی

کذا فی جوہرہ۔ اور ترجیح دی ہے بحر الرائق مین قول ثانی کو۔ اور ہدایہ سے بھی ثابت ہے کہ قول ثانی قوی ہے کیونکہ ہدایہ مین کہا ہے کہ اگر طلاق کو کسی شدت یا زیادت کر متصف کیا تو طلاق بائن ہوتی ہے اور عنایہ اور فتح القدیر مین مصرح ہے کہ شرط عدم رجعت سی طلاق بائن واقع ہوتی ہے تو مذہب صحیح قول ثانی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

(۵ ھے) اگر زوجہ مدخولہ سے کہا کہ اگر مین تجھکو ایکسا طلاق دون تو وہ بائن طلاق سے یا تین بار طلاق ہے پھر زوج نے اوسکو طلاق دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ صفت مقدم نہین ہوتی موصوف پر یعنی اگر اس قول کو طلاق بائن کہین تو لازم آویگی سبقت صفت کی موصوف پر اسواسطے کہ اصل طلاق تو معلق ہے ہنوز واقع نہین ہوئی پھر اوس وقوع اوسکو قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا کذا فی البزازیہ

(۲ ھے) اگر کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہے پھر گھر مین داخل ہونے عورت کے زوج نے کہا کہ مین نے اوس طلاق کو بائن یا تین طلاق قرار دین تو صحیح نہوگا بسبب نہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی ہنوز طلاق معلق واقع نہین ہوئی پھر اوسکو بائن وغیرہ قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا کذا فی البزازیہ طحطاوی نے کہا کہ تقدم صفت کا موصوف پر اس مسئلہ مین البتہ ثابت ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے

(۷ ھے) اگر کہا کہ جب مین تیرے اوپر دوسرا نکاح کرون تو تو طالق ہے ایسی طلاق کہ کہ مالک ہوجاوے تو بسبب اوس طلاق کے اپنی ذات کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی کذا فی البزازیہ کیونکہ غایت مضمون اس قول کا یہ ہے کہ یہ برابر ہے انت بائن (یعنی تو بائن ہے) کہنے اور

حالانکہ انتِ بائن سے بھی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اسواسطے کہ صفت سبقت نہین کرتی موصوف پر۔

(۷۵۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر لفظ اکثر کا تاء مثناۃ فوقانیہ سے ہے اس قول مین تو تین طلاق واقع ہونگی اور قائل کی تصدیق ایک طلاق کی دیانت مین نہوگی (عوام عرب بالفعل بجاے اکثر ثاء مثلثہ کے اکثر بتاء مثناۃ فوقانیہ بولتے ہین یعنی محرف اور غیر محرف تین طلاق واقع ہونے مین یکسان ہین کیونکہ طلاق کا مدار عرف پر ہے چنانچہ اگر کہا کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر ثاے مثلثہ تو قائل کی تصدیق ایک طلاق کی دیانت مین نہین ہوتی کذا فی الجوہرہ۔

(۷۵۹) اگر کہا تو طالق ہے چند بار یا ہزارون بار یا کہا کہ تو طالق ہے نہ قلیل نہ کثیر تو ان اقوال مین تین بار طلاق واقع ہوگی کذا فی الجوہرہ۔ لفظ چند بار مین تین طلاق اسواسطے واقع ہونگی کہ جمع ہے اور اقل جمع تین ہین اور ہزارون بار کہنے مین اسوجہ سے تین طلاق واقع ہونگی کہ منتہاے طلاق تین ہے اور زیادتی لغو ہوگی اور نہ قلیل اور نہ کثیر مین تین طلاق واقع ہونیکا یہ باعث ہے کہ جب قائل نے کہا کہ نہ قلیل تو معلوم ہوا کہ طلاق کثیر کا ارادہ کیا اور کثیر تین ہین اور اسکے بعد کہا نہ کثیر تو اسمین کلام سابق کی نفی ہوئی تو مقبول نہ ہوگی اور بعضون نے کہا کہ نہ قلیل و نہ کثیر کے کہنے سے دو طلاق واقع ہونگی کیونکہ نہ قلیل کے کہنے سے ایک طلاق کی نفی ہوئی اسواسطے کہ اقل طلاق ایک ہے اور نہ کثیر سے تین طلاق کی نفی ہوئی کیونکہ اکثر طلاق تین ہین اور جب ایک اور تین نہو تین تو دو ہی باقی رہ گیئن اور یہی ثابت ہونگی (اور اس قول کو طحطاوی نے

پسند کیا ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(٧٠) اگر کہا تو مطلقہ ہے کمتر طلاق کی تو ایک طلاق واقع ہو گی۔ اسواسطے کہ اقل طلاق ایک ہے اور ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ طلاق رجعی ہو اسواسطے کہ رجعی اقل ہے بائن سے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(٧١) اگر کہا کہ تو مطلقہ ہے عامہ طلاق کی یا تجکو طلاق ہے دو رنگ کی یعنی دو قسم کی یا تجکو طلاق ہے اکثر الثلث یا تجکو کبیر الطلاق ہے تو دو بار طلاق واقع ہو گی۔ عامہ طلاق مین دو بار طلاق اسواسطے ہوئی کہ عامہ بمعنی غالب کے کثیر الاستعمال ہے اور غالب طلاق دو ہین اور اکثر ثلاث مین دو اسواسطے واقع ہونگی کہ کلمہ اکثر کا مضاف ہے افراد کی طرف اور اکثر افراد کے دو ہین۔ کما فی غامۃ الطلاق بخلاف اکثر الطلاق کے کہ وہان تین مراد ہین اسواسطے کہ اکثر مضاف ہے طرف جنس کے اور کبیر الطلاق مین دو اسوجہ سے کہ طلاق واحد صغیر الطلاق ہے اور تین طلاق اکبیر الطلاق ہین تو دو طلاق کبیر الطلاق ہو ئین۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(٧٢) اگر کہا عورت سے کہ طلقتک آخر الثلث تطلیقات یعنی طلاق دی مین نے تجکو آخر تینون طلاق کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق آخر ثلث تطلیقات بدون الالف واللام یعنی تو طالق ہے تین طلاقون مین سے پچھلی طلاق کی تو ایک طلاق واقع ہو گی پہلی صورت مین یعنی آخر الثلث مین لفظ آخر مضاف ہے معرف باللام کی طرف اور الف لام اوسپر عہد کا ہے تو ثلث کا معہود ہونا بدون وقوع کے متصور نہین تو تین طلاق واقع ہونگی بخلاف صورت

ثانی یعنی آخر ثلث کے کہ اوسمین آخر مضاف ہے نکرہ کی طرف اسمین کوئی علامت عہد کی نہین اور قائل نے پچھلی تین طلاق کی واقع کی ہے اور وہ صادق نہین مگر ایک پر کذا فی حاشیہ الطحطاوی والمدنی
(۷۶۴) اگر کہا کہ انت طالق کل التطلیقۃ ایک طلاق واقع ہوگی اور اس قول سے کہ انت طالق کل تطلیقۃ تین طلاق واقع ہونگی کیونکہ جب لفظ کل کا مضاف ہوتا ہے معرفہ کی طرف تو عموم اجزا کا مقتضی ہوتا ہے اور جب مضاف ہوتا ہے نکرہ کی طرف تو عموم افراد کا فائدہ بخشتا ہے تو کل التطلیقۃ مین جمیع اجزا ایک طلاق کی مراد ہوئی اور کل تطلیقۃ مین جمیع افراد طلاق کی ثابت ہوئی اور افراد طلاق کی تین سے زیادہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی
(۷۶۵) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے بعدد خاک کی تو ایک طلاق واقع ہوگی خاک سے مراد وہ ہے جو قلیل اور کثیر دونون پر صادق آوے چنانچہ خاک اور پانی اور شہد کہ ایک قطرے کو بھی پانی بولتے ہین اور تمام دریا کو بھی پانی کہتے ہین اسکو اسم جنس افرادی کہتے ہین تو جب کہ طلاق مضاف ہوگی عدد جنس افرادی کی طرف تو ادنی جنس مراد ہوگی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ تشبیہ مقتضی ہے کچھ زیادتی کی یعنی بینونت کی کذا فی حاشیۃ المدنی
(۷۶۶) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے بعدد رمل یعنی ریگ کے تو تین طلاق واقع ہونگی رمل سے مراد وہ چیز ہے جو قلیل اور کثیر پر صادق آوے اور جسکا واحد ممتاز ہوتا ہے وحدت چنانچہ تمر اور عنب اور انجیر ایک تمر کو تمرہ کہتے ہین اور دو تمر کو تمرتین اور تین یا زیادہ کو تمر بولتے

ہین اسکو اسم جلنس یا جمعی کہتے ہین۔

(۲۶۷) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے بعد و شیطان کے بالون کے یا میری ہتیلی کے پیٹ کے بالون کے شمار کی برابر تو دونون صورتون مین ایک طلاق واقع ہو گی (کیونکہ شعرا بلیس سے مراد وہ چیز ہے جسکی نفی اور اثبات کچھہ نہ معلوم ہو) (اسواسطے کہ ابلیس کے بال معلوم نہین اور اوسپر اطلاع ممکن نہین تو یہ شرط لغو ہو گی) (اور اسیطرح بطن کف مین بھی بال نہین تو یہ شرط بھی لغو ہو گی)

(۲۶۸) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے بشمار ہتیلی کے پیٹ کے بالون کے یا بشمار میری یا تیری پنڈلی کے بالون کے یا بشمار اس حوض کی مچھلیون کے تو طلاق واقع ہو گی بشمار بالون یا مچھلیون کے اگر بال و مچھلیان پائی جاوین اور اگر وہان کوئی بال اور مچھلی نہ پائی جاویگی تو ایک طلاق بھی واقع نہو گی اسواسطے کہ طلاق معلق بشرط تھی اور وہ شرط نہ پائی گئی لہذا طلاق بھی واقع نہوئی۔

(۲۶۹) اگر کہا کہ مین تیرا شوہر نہین یا تو میری زوجہ نہین یا زوجہ نے زوج سے کہا کہ میرا زوج نہین سو زوج نے کہا کہ تو سچی ہے تو یہ قول طلاق ہے اگر مرد طلاق کی نیت کریگا بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک باوصف نیت کے بھی طلاق واقع نہو گی۔

(۲۷۰) اگر کہا کہ واللہ تو میری زوجہ نہین یا زوج سے کسی نے پوچھا کہ کیا تیری جورو ہے سواوسنے کہا کہ نہین تو عورت مطلقہ نہو گی باتفاق امام اعظم اور صاحبین کے اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی کی ہو کیونکہ قسم کہانا اول صورت مین اور سوال کرنا دوسری صورت مین دو

قرینہ مین ارادہ کرے یعنی طلاق کے دونون مسئلون مین یعنی پہلی صورت جملہ خبریہ ہے محتمل سبب صدق اور کذب کو اور قسم موضوع ہے واسطے تقویت ایک جانب کے تو قسم سے خبریت قوی ہو گئی اور طلاق واقع نہین ہوتی مگر جملہ انشائیہ ہے اور سوال کا جواب بھی جملہ خبریہ ہوتا

(۱۷۷) ایک مرد سے پوچھا گیا کہ الست طلقتہا یعنی تونے اپنی عورت کو طلاق کیا نہین دی تو طلاق واقع ہو گی لفظ بلے سے نہ نعم سے یعنی اگر اوسنے جواب مین بلے کہا تو طلاق واقع ہو گی اور اگر نعم کہا تو نہو گی کیونکہ کلمہ بلے کا موضوع ہے واسطے منفی کے اثبات کے تو مثال مذکور کا مطلب یہہ ہوا کہ مین نے طلاق دی اور کلمہ نعم کا موضوع ہے واسطے اثبات ماقبل کے منفی ہو یا مثبت استفہام ہو یا خبر تو مثال مذکور کا یہہ مطلب ہے کہ طلاق نہین دی۔ کذا فی الخلاصۃ لیکن فتح القدیر مین ہے کہ لفظ بلے اور نعم مین فرق نکرنا چاہیے بہ سبب عرف اہل زمانہ کے اور دونون لفظون سے طلاق واقع ہو گی کیونکہ مدار طلاق کا عرف پر ہے نہ لغت پر۔

(۲۷۷) کہا عورت نے مرد سے مین تیری جورو ہون سو مرد نے کہا کہ تو طالق ہے تو مرد کا کلام اقرار ہے نکاح کا اور عورت پر طلاق واقع ہو گی اس کلام سے نکاح اسواسطے ثابت ہوا کہ طلاق مقتضی ہے نکاح کی باعتبار شرع اور لغت کے کذا فی البزازیہ۔

(۳۷۷) مرد کو معلوم ہے کہ قسم کھائی ہے اور یہہ یاد نہین کہ طلاق کی قسم کھائی یا غیر طلاق کی تو ایسی قسم لغو ہے یعنی طلاق واقع نہو گی اگر مرد کو شک پڑے کہ طلاق دی ہے یا نہین تو طلاق

واقع نہوگی کیونکہ نکاح بالیقین ثابت ہے اور قاطع نکاح کا مشکوک ہے اور یقین شک سے زائل نہین ہوتا۔

(۷۷۴) اگر شک پڑے کہ ایک طلاق دی ہے یا زیادہ تو کمتر کو قایم رکھے یعنی اگر ایک اور دو مین شک ہے تو ایک کو قایم رکھے

(۷۷۵) ایک مرد نے اوس عورت کو طلاق دی جس سے نکاح فاسد کیا تھا تو جائز ہے اوس مرد کو بدون حلالہ کے نکاح کرلے کذا فی الجوہرہ (یعنی نکاح فاسد یہ کہ مثلاً عورت سے اوسکی بہن کی عدت مین نکاح کرے یا نکاح بدون گواہون کے کرے اسمین حلالہ کی اسوجہ سے ضرورت نہین کہ طلاق لاحق نہین ہوگی مگر نکاح صحیح مین یا عدت مین یا فسخ ارتدادی مین یا انکار اسلام مین تو نکاح فاسد ان مین داخل نہین

باب طلاق غیر المدخول بہا

اس باب مین مسائل ہین عورت غیر مدخولہ کی طلاق کے

(۷۷۶) کہا زوج نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہے اے زانیہ تین بار تو زوج پر نہ حد قذف ہے نہ لعان بہ سبب وقوع تین طلاق کے حالت زوجیت مین پھر وہ عورت بائنہ ہوگئی۔ حد قذف اسوجہ سے ساقط ہوگی کہ زوجہ کا قذف موجب حد نہین اور لعان اسوجہ سے نہین کہ جب مرد نے اوسکو زانیہ کہا تھا تو وہ اوسکی زوجہ تھی پھر جب اوسنے تین طلاق کہی تو بائن ہوگئی اور زوجیت قطع ہوگئی اور لعان نہین ہوتا مگر زوجہ سے۔

(۷۷۷) اگر کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے تین بار اے زانیہ اگر خدا نے

طلاق کو پایا پس متعلق ہوا استثنا یعنی مشیت خدا وصف سے یعنی طلاق سے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور تفرقت بھی نہیں ہے لیکن لعان ہے بہ سبب بقاء نکاح کے

(۸ ۷ ے) اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالق ہے تین طلاق کی تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ اگر طلاق کے بعد عدد مذکور ہوگا تو طلاق بقدر عدد کے ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی لیکن حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور عطا نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت کہا کہ تو طالق ہے تین طلاق کی تو صرف اتنا کہنے سے کہ تو طالق ہے طلاق واحد واقع ہوگئی اور وہ بائنہ ہوگئی اور تین کا لفظ جو بعد میں مذکور ہے لغو ہو گیا بوجہ نہ باقی رہنے محل کے۔

(۹ ۷ ے) اگر تین طلاق کو جدا جدا کہا بذکر وصف یعنی یوں کہا کہ انت طالق واحدۃ وواحدۃ وواحدۃ یعنی تو طالق ہے واحدہ کی اور واحدہ کی پھر واحدہ کی یا بذکر غیر تفریق کی مثلاً یوں کہا کہ انت طالق وطالق وطالق یعنی تو طالق ہے اور طالق ہے اور طالق ہے (اس کلام میں خبر طالق ہے) یا بذکر چند اقوال تفریق کے خواہ عطف مثلاً یوں کہا کہ انت طالق وانت طالق وانت طالق یعنی یوں کہا کہ تو طالق ہے اور تو طالق ہے اور تو طالق ہے یا بدون عطف کے کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق۔ تو ان سب صورتوں میں پہلی لفظ سے ایک طلاق بائن غیر مدخولہ پر پڑے گی بدون عدت کے اور بوجہ بائنہ ہو جانے کے اور طلاق کا محل نہیں رہا مگر مدخولہ پر تینوں

طلاق پڑ جائینگی۔

(۷۸۰) اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے تین بار جدا جدا یا یون کہا کہ تجکو طلاق ہین ساتھ طلاق دینے میرے کے تجکو پھر عورت کو ایک طلاق دی تو دونون صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگی۔

(۷۸۱) اگر کہا کہ تو طالق ہے آدہی طلاق اور ایک طلاق کی تو ایک طلاق ہوگی بنا بر قول صحیح کے کذا فی الجوہرہ کیونکہ آدہی اور ایک بولنا مستعمل نہین اور جب کہ مخالف استعمال ہوا تو کلام نہ ٹھہرا بلکہ متفرق ہوا۔

(۷۸۲) اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہے اور آدہی تو دو طلاقین واقع ہونگی بالاتفاق کیونکہ یہہ ایک جملہ ہے موافق استعمال کے

(۷۸۳) اگر کہا کہ تو مطلقہ ہے واحدہ اور عشرین یعنی بیس کی یا واحد ثلثین یعنی تیس کی تو تین طلاق واقع ہونگی بدلیل گذشتہ

(۷۸۴) قاعدہ طلاق واقع ہوئی ہے عدد سے جو طلاق کہ متصل ہے نہ کہ خود لفظ طلاق سے وقت ذکر عدد کے (یہان مراد عدد سے وہ ہے جو واحد کو بھی شامل ہو) اور وقت نہ ذکر کرنے عدد کے وقوع طلاق ہوگا صیغہ طلاق سے۔

(۷۸۵) اگر زوجہ مرگئی خواہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ بعد ایقاع طلاق قبل اتمام عدد کے تو طلاق لغو ہوگی یعنی واقع نہ ہوگی کیونکہ ابھی بیان ہوچکا ہے کہ وقوع طلاق عدد سے ہوتا ہے نہ صیغہ طلاق سے (وقت ذکر عدد کے) اور جب زوج نے عدد ذکر کیا تب زوجہ بسبب موت کی محل طلاق نہ رہی مہر پورا واجب ہوگا اور زوج وارث ہوگا۔

(۷۸۶) اگر زوج مرگیا یاکسی نے اوسکا منہ بند کرلیا قبل ذکر عدد کے تو ایک طلاق واقع ہوگی بنا برعمل صیغہ طلاق کے کیونکہ جب ذکر عدد نہ کرسکا تو محض صیغہ طلاق باقی رہ گیا اور یہہ بھی بیان ہوچکا کہ درصورت عدم ذکر عدد صیغہ طلاق سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔

(۷۸۷) اگر کہا غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہے ایکبار اور ایکبار یعنی بواؤ عاطفہ بولا یا یون کہا کہ تو طالق ہے ایکبار قبل ایکبار کے یا یون کہا کہ تجکو ایسی ایک طلاق ہے جسکے بعد اور ایک طلاق ہے تو ان تینون صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

(۷۸۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے ایکبار بعد ایکبار کے یا یون کہا کہ تو طالق ہے ایک بار جسکے قبل ایک طلاق ہے یا تو طالق ہے ساتھ ایک طلاق کے یا تجکو طلاق ہے جسکے ساتھ ایک اور طلاق ہے تو ان سب صورتون مین دو طلاق واقع ہونگی۔

(۷۸۹) قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جب طلاق واقع ہولی اول لفظ سے تو دوسرا لفظ لغو ہوگا اور اگر طلاق واقع ہولی ثانی لفظ سے چنانچہ دو طلاق پڑنے کی مثالون مین تو اول اور ثانی دونون متصل ہوجاوینگی کیونکہ ایقاع فی الماضی ایقاع فی الحال ہے تو گویا دونون طلاق دفعۃً واقع ہوتین

(۷۹۰) اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق اور ایک طلاق ہے اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق واقع ہونگی بہ سبب تعلق ہونے دو طلاقون کے شرط سے یکبارگی یعنی یون کہا کہ انت طالق واحدۃ وواحدۃ ان دخلت الدار تقع ثنتان تعلقھما بالشرط دفعۃً)

(۷۹۱) اگر شرط مقدم ہو مشروط پر تو ایک طلاق واقع ہو گی یعنی
اگر یون کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق واحدہ وواحدۃ یعنی اگر
تو داخل ہو گھر مین تو ایک طلاق ہے اور ایک اور ہے تو ایک ہی
طلاق واقع ہو گی اور ثانی لغو ہو گی. ان سب صورتون مین مدخولہ
کو دو طلاقین پڑینگی بسبب موجود ہونے عدت کے یعنی ایک طلاق حالت
بقاء نکاح مین ہو گی اور دوسری عدت مین بخلاف غیر مدخولہ کہ اسکی طلاق عدت تک نہین

(۷۹۲) ایک شخص نے طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے مابعد کا
قبل رمضان ہے تو شوال مین طلاق واقع ہو گی (یعنی قائل نے
شوال پر طلاق کو معلق کیا) اسوجہ سے مابعد رمضان کا شوال
ہے اور اوسکا یعنی شوال کا ماقبل رمضان ہے اور اوسنے معلق کیا
اوس مہینہ پر جسکا ماقبل رمضان ہے اور وہ شوال ہے.

(۷۹۳) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل ماقبل قبلہ
رمضان ہے تو ذی الحجہ مین طلاق واقع ہو گی (یعنی قائل نے ذی الحجہ پر
طلاق کو معلق کیا) کیونکہ قبل ذی الحجہ کے ذیقعدہ ہے اور اوسکے
قبل یعنی ذیقعدہ کے شوال ہے اور اوسکا یعنی شوال کا ماقبل رمضان
ہے.

(۷۹۴) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل مابعد قبلہ
رمضان ہے تو شوال مین طلاق واقع ہو گی (یعنی قائل نے شوال
طلاق کو معلق کیا) کیونکہ شوال کا مابعد ذیقعدہ ہے اور ذیقعدہ کا
ماقبل خود شوال ہے اور شوال کا ماقبل رمضان ہے)

(۷۹۵) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر کہ جسکے قبل ماقبل بعدہ

رمضان ہی تو شوال مین طلاق واقع ہوگی یعنی قائل نے شوال پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ شوال کا ماقبل رمضان ہے اور اسکے یعنی رمضانکا قبل شوال ہی اور اُس شوال کا ماقبل رمضان ہے

(۷۹۵) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل ماقبل بعدہ رمضان ہے تو شوال مین طلاق واقع ہوگی یعنی قائل نے شوال پر طلاق کو معلق کیا کیونکہ شوال کا ماقبل رمضان ہے اور اسکے یعنی رمضان کا قبل شعبان ہے اور اوس شعبان کا بعد رمضان ہے۔

(۷۹۶) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے بعد مابعد بعدہ رمضان ہے تو جمادی الآخر مین طلاق واقع ہوگی یعنی قائل نے طلاق کو جمادی الآخر پر معلق کیا کیونکہ بعد جمادی الآخر کے رجب ہی اور اوسکے یعنی رجب کے شعبان ہی اور شعبان کے رمضان ہے۔

(۷۹۷) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے بعد ماقبل بعدہ رمضان ہے تو شعبان مین طلاق واقع ہوگی (یعنی قائل نے شعبان پر طلاق کو معلق کیا) کیونکہ ماقبل شعبان کا رجب ہے اور رجب کا مابعد شعبان ہے اور شعبان کے بعد رمضان ہے)

(۷۹۸) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے بعد مابعد قبلہ رمضان ہے تو شوال مین طلاق واقع ہوگی (یعنی قائل نے شوال پر طلاق کو معلق کیا) کیونکہ مابعد شعبان کے رمضان ہے اور اوسکے یعنی رمضان کے بعد شوال ہے اور اوسکے یعنی شوال کے قبل رمضان ہے۔

(۷۹۹) اگر طلاق کو معلق کیا اوس مہینہ پر جسکے قبل مابعد بعدہ رمضان ہے تو شعبان مین طلاق واقع ہوگی (یعنی قائل نے شعبان پر طلاق کو معلق کیا) کیونکہ شعبان کے بعد رمضان ہے اور اوسکے یعنی رمضان کے قبل شعبان ہے اور مابعد شعبان کے قبل رمضان ہے

(۸۰۰) اگر کہا زوج نے کہ میری عورت کو طلاق ہے اور اوسکی دو عورتین ہین یا تین تو ایک عورت اون مین سے مطلقہ ہوگی اور زوج کو باتفاق فقہا اختیار ہے کہ جسکو چاہے اوسکو مطلقہ ٹھہراوے

(۸۰۱) اگر اپنی چار عورتون سے کہا کہ تمہارے درمیان دو طلاق ہین یا تین طلاق ہین یا چار طلاق ہین تو ہر ایک کو ایک ایک طلاق ہوگی کیونکہ دو طلاق کی حالت مین نصف نصف طلاق ہر ایک کے حصہ مین آویگی اور تین طلاق کی حالت مین ہر ایک کے حصہ مین پون طلاق آویگی اور چار کی حالت مین ہر ایک کے حصہ مین ایک آویگی لیکن اگر ہر طلاق کی قسمت درمیان عورتون کے مراد رکھی یعنی تین طلاق یا چار طلاق مین ہر ایک فرد طلاق سے ہر ایک عورت کو تو ہر عورت پر اس نیت سے تین طلاق واقع ہونگی اور چوتھی طلاق لغو ہوجاویگی اور دو طلاق مین اگر ہر فرد طلاق سے ہر ایک کو حصہ دیا تو ہر ایک کو دو طلاق ہونگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الطحطاوی

(۸۰۲) اگر کہا چار عورتون سے کہ تمہارے درمیان پانچ طلاق ہین تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی کیونکہ چار طلاق چارون پر منقسم ہوکر سب کے حصہ مین ایک ایک آگئی اور ایک تقسیم ہوکر ہر ایک کے حصہ مین ایک ربع آئی اور ربع سے بدلیل ماسبق ایک اور طلاق واقع ہوئی اسلیے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑین اسیطرح دو طلاق ملینگی آٹھ تک۔

(۸۰۳) اگر کہا اپنی چار عورتون سے کہ تمہارے درمیان نو طلاق ہین تو ہر ایک کو تین طلاق ہونگی بارہ تک اور اس سے زیادہ لغو ہونگی

(۸۰۴) اگر کہا زوج نے اپنی دو عورتون سے جو مدخولہ نہین ہین کہ میری عورت طالق ہے میری عورت طالق ہے پھر زوج نے کہا کہ مین نے اس طلاق مکرر سے اون دو مین سے ایک عورت کی طلاق کا ارادہ کیا تو اوسکی تصدیق نہوگی اگر دونون عورتین مدخولہ ہین تو زوج کو اون مین سے ایک پر طلاق واقع کرنا جائز ہے یہ سبب حجت تفریق طلاق کے مدخولہ پر نہ غیر مدخولہ پر یعنی مدخولہ کی عدت ہوتی ہے تو دوسری طلاق واقع ہونیکی اوسمین گنجایش ہے بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اوسکی عدت نہین کذا فی الخانیہ تو محل وقوع طلاق ثانی باقی نہین

(۸۰۵) اگر کہا زوج نے کہ میری عورت طالق ہے اور عورت کا نام نہ لیا اور اوسکی ایک عورت مشہور ہے تو اوسکی وہی عورت مطلقہ ہوگی باعتبار استحسان کے اور قیاس یہہ ہے کہ بدون نام یا خطاب کے طلاق نہو کیونکہ اوسی نے کہا جب کہ زوج مدعی دوسری عورت کا نہو اور ایک ہی اوسکی عورت مشہور ہو تو قیاس مقتضی ہے اوسی کی طلاق کا۔ اور جب کہ دوسری عورت مشہور نہو اور زوج کہے کہ مین نے اوسکی طلاق یعنی غیر مشہور کی طلاق کا ارادہ کیا تو اوس کے اس قول کا اعتبار نہ کیا جاوے گا بدون شہادت کے

(۸۰۶) اگر مکرر کہا زوج نے لفظ طلاق کو یعنی یون کہا کہ انت طالق انت طالق یعنی تو طالق ہے تو طالق ہے تو ہر ایک طلاق علیحدہ علیحدہ واقع ہوگی۔ پھر اگر کہے گا کہ مین نے طلاق ثانی سے طلاق اول کی تاکید کی نیت کی تو باعتبار دیانت کے اوسکی تصدیق ہوگی نہ باعتبار قضا کے۔ کذا فی العالمگیری۔

(۸۰۷) اگر کسی شخص کی زوجہ کا نام طالق ہو یا لونڈی کا نام حرہ ہو اور اوسنے اپنی زوجہ کو طالق یا لونڈی کو حرہ کہکر پکارا اگر نیت طلاق یا عتاق کی کی تو طلاق و عتاق ہوگا اگر نیت نکی تو نہ طلاق ہو نہ عتاق

(۸۰۸) اگر کہا اپنی زوجہ کو کہ یہ کتیہ مطلقہ ہے تو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اوسنے لگانی کا ارادہ کیا مع طلاق کے۔

(۸۰۹) اگر کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اور ارادہ جھوٹ خبر دینے کا کیا تو طلاق باعتبار حکم قاضی کے واقع ہوگی اور اگر جھوٹ کے گواہ کر رکھے تو دیانتہً طلاق ہوگی نہ قضاءً

(۸۱۰) اگر مظلوم وقت قسم لینے کے ظالم کی نسبت تین طلاق کے گواہ کر رکھے کہ مین جھوٹی قسم کھاتا ہون تو اوسوقت مظلوم کی دیانت اور قضاء دونون مین تصدیق ہوگی کذا فی شرح الوہبانیہ اور اگر گواہ نکر رکھے گا تو قضا مین اوسکی تصدیق نہوگی اوسکی زوجہ پر طلاق کا حکم ہو جاویگا۔ علما مین اختلاف ہے کہ قسم مین قسم کھانیوالے کی نیت کا اعتبار ہوگا یا قسم لینے والے کی نیت کا۔ فتوی اسپر ہے کہ اگر قسم کھانیوالا مظلوم ہے تو اوسکی نیت کا اعتبار ہوگا ورنہ قسم لینے والے کی نیت معتبر ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الاشباہ

(۸۱۱) اگر کہا کہ فلانی عورت یعنی زینب طالق ہے اور واقع مین اسکی عورت کا نام بھی زینب تھا اور کہا زوج نے کہ مین نے اپنی عورت کے سوا اور عورت جسکا نام یہی زینب ہے ارادہ کیا تو اوسکی دیانت مین تصدیق ہوگی نہ قضا مین اور اگر اوسکی زوجہ کا نام غیر زینب ہے تو قضا مین بھی اوسکی تصدیق ہوگی کذا فی نہر الفایق۔

(۸۱۲) اگر قسم کھائی اپنے قرضخواہ سے اپنی زوجہ زینب کی طلاق کی اگر فلان دن قرض ادا نہ کرے اور حالانکہ اوسکی زوجہ کا نام زینب نہین مثلاً حلیمہ ہے تو اوسکی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۸۱۳) اگر کہا کہ تو طالق ہے چارون مذہب پر یعنی باتفاق مذاہب اربعہ تجھکو طلاق ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ تو طالق ہے کے کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے کذا فی فتاوی رملی وحاشیۃ المدنی۔

(۸۱۴) اگر کہا کہ دنیا کی عورتین یا جہان کی عورتین مطلقہ ہین تو اسکی عورت کو نہ طلاق ہوگی کیونکہ یہہ طلاق صریح نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر لیکن اگر نیت کریگا تو مطلقہ ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

(۸۱۵) اگر کہا کہ اس محلہ یا گھر یا کوٹھری کی عورتین مطلقہ ہین۔ اور اوسکی عورت بھی داخل ہے تو اوسکی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ فلانے گانون یا فلانے شہر کی عورتین مطلقہ ہین اور اوس گانون یا شہر مین اوسکی عورت بھی داخل ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اوسپر طلاق واقع نہوگی۔

(۸۱۶) کہا عورت نے اپنے زوج سے کہ مجھکو طلاق دے زوج نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو عورت مطلقہ ہوگی پھر اگر زوجہ نے کہا کہ میری طلاق کو زیادہ کر سو زوج نے کہا کہ مین نے کیا تو دوسری طلاق اوسپر واقع ہوگی

(۸۱۷) اگر زوجہ نے کہا مجکو طلاق دے مجھکو طلاق دے زوج نے کہا مین نے دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر زوج نے نیت تین طلاق

کی نیت نہ کی اور اگر زوجہ نے بالعطف ان اقوال کو کہا مثلاً کہا طلاق دے مجھکو اور طلاق دے مجھکو اور طلاق دے مجھکو (طلقنی وطلقنی وطلقنی) اور زوج نے کہا کہ دی تو تین طلاق ہونگی کیونکہ واؤ موضوع ہے واسطے جمع کے۔

(۸۱۸) اگر کہا زوجہ نے کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق دی پھر زوج نے اوسکو جائز رکھا تو اوسپر طلاق پڑ گئی باعتبار انشاء طلاق کے یعنی اجازت طلاق قایم مقام انشاء طلاق کے ہو گئی گویا زوج نے خود کہا کہ طلاق دی مین نے۔

(۸۱۹) ولو قالت ابنت نفسی۔ اگر کہا زوجہ نے کہ مین نے اپنی ذات کو جدا کیا اور زوج نے اجازت دی تو اوسپر طلاق پڑ جاتیگی بشرطیکہ زوج نے نیت طلاق کی کی ہو اگرچہ تین طلاق کی بھی نیت کی ہو کیونکہ ابانت طلاق کنایہ ہے اور کنایہ بدون نیت کے معتبر نہین بخلاف صورت اول کے کہ اوسمین احتیاج نیت نہین اور نہ اوسمین تین طلاق کی نیت کرنا صحیح ہے

(۸۲۰) اگر زوجہ نے کہا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کیا اور زوج نے کہا کہ مین نے اجازت دی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ لفظ اخترت کا موضوع نہین مگر واسطے جواب کے اور لفظ جواب کا بجاے انشاء طلاق کے نہین ہو سکتا۔

(۸۲۱) ایک آدمی نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ جس شخص کی زوجہ اوسپر حرام ہو وہ یہہ کام کرے یعنی پانی پیے یا اپنے مقام سے اوٹھ کھڑا ہو پھر ایک شخص نے یہی کام کیا تو یہہ کام کرنا اوسکی جانب سے اقرار ہے اوسکی زوجہ کی حرمت کا اور بعضون نے کہا کہ یہہ فعل

اقرار حرمت کا نہین کیونکہ طلاق قولی چیز ہے نہ فعلی کذا فی البزازیہ
(۸۲۲) ایک مجلس مین چند لوگ باتین کر رہے تھے اونمین سے
ایک نے کہا جو بولیگا بعد اسکے اوسکی جورو کو طلاق ہے پھر بولا قسم
دینے والا تو اوسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی کیونکہ کلمہ مَن کا جسکا ترجمہ
جو ہے عام ہے متکلم اور غیر متکلم دونون کو شامل ہے اور قسم والا
نہین لگاتا اپنی ذات کو قسم سے یعنی اوس کا کفارہ ادا نہین کرتا تو
حانث ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی لیکن اگر متکلم کے سوا کوئی اور
بولا تو طلاق واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ تعلیق اور قسم متکلم کے غیر پر
جاری نہین۔ واللہ اعلم۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

باب الکنایات

یہ باب ہے کنایات طلاق کے بیان مین

(۸۲۳) کنایہ فقہا کے نزدیک وہ لفظ ہے جو موضوع نہ ہو طلاق کیواسطے
اور محتمل ہو طلاق اور غیر طلاق دونون کو مثلاً لفظ بتۃ کا کہ واضع
نے طلاق کے واسطے وضع نہین کیا لیکن طلاق اور غیر طلاق کا محتمل
ہے کیونکہ بتہ بمعنی قطع کے ہے تو اگر پیوند نکاح کا کٹنا مراد سمجھئے تو
بمعنی طلاق ہے اور اگر قطع الفت اور قطع آدمیت ارادہ کیجئے تو
طلاق کا محتمل نہین شرح منتقی مین کہا ہے کہ الفاظ کنایات پچپن
سے زیادہ ہین کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۸۲۴) کنایات سے طلاق واقع نہین ہوتی باعتبار قضا کے مگر
نیت طلاق سے یا دلالت حال سے اور دلالت یہ کہ اوسوقت گفتگو
ہو طلاق کی یا رنج یا غصہ ہو

(۸۲۵) حالات تین ہین ایک رضامندی کی حالت دوسری رنج وخفگی کی حالت تیسری مذاکرہ طلاق کی حالت اور الفاظ کنایات کے بھی تین احتمال سے خالی نہین بعضی اون مین محتمل ہین رد کو یعنی عورت کے سوال طلاق کا رد اون مین سے نکلتا ہے اور جواب طلاق کے بھی محتمل ہین اور بعضے اون مین سے سب اور دشنام کی صلاحیت رکھتے ہین اور محتمل ہین جواب طلاق کے بھی اور بعضے اون مین ہین کہ نہ رد سوال کے محتمل ہین نہ لیاقت سب اور دشنام کی رکھتے ہین لیکن جواب طلاق کا احتمال رکھتے ہین مثلاً اخرجی اذہبی وقومی وتقنعی وتخمری واستتری وانتقلی وانطلقی واغربی احتمال رکھتے ہین رد سوال طلاق کا اور جواب کے بھی محتمل ہین اور سب اور دشنم کی صلاحیت نہین رکھتے

(۸۲۶) اخرجی صیغہ امر بمعنی نکل یعنی اس مکان سے نکل تا کہ تیرے شر سے نجات ہو تو یہہ رد ہوا سوال طلاق کا یا یہہ مطلب کہ نکل میرے گھر سے اسواسطے کہ تو مطلقہ ہو لی یہہ جواب ہے طلاق کے سوال کا۔

(۸۲۷) اذہبی صیغہ امر بمعنی جا یعنی اپنے مکان کو جا یہہ رد ہے سوال کا یا یہہ مطلب کہ اپنے باپ کے گھر جا اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۲۸) قومی بمعنی اوٹھہ یعنی اپنے ضروری کام کے واسطے اوٹھہ یہہ رد ہے سوال کا یا اوٹھہ میرے پاس سے اسواسطے کہ تجکو طلاق ہوئی یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۲۹) تقنعی مشتق قناع سے ہے یا قناعت سے۔ قناع بمعنی خمار ہے (خمار اوڑھنی) یعنی اپنا منہ کپڑے سے چھپا لے حیا کر ایسا کلام نکر یا قناعت لے یعنی اس کلام سے قناعت کر یا تو یہہ رد ہے سوال کا یا استتار اور باز رہنے کلام کا اسواسطے امر کیا کہ طلاق واقع ہوئی یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۰) تخمری یعنی اپنے سر پر خمار ڈال (خمار وہ کپڑا جس سے سر چھپاتے ہین) اس لفظ مین بھی مانند تقنعی کے دو احتمال ظاہر ہین۔

(۸۳۱) استتری بمعنی چھپ اور پردہ کر استتار کا حکم اسواسطے کیا ٹھرےگا محمود ہے تو رد ہوا سوال کا یا اسواسطے کہ مجکو تیرا دیکھنا بسبب طلاق کے جایز نہ رہا یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۲) انتقلی و انطلقی بمعنی چل اسمین بھی مانند اذہبی کے دو احتمال ہین۔

(۸۳۳) اغربی بغین معجمہ وراے مہملہ مشتق ہے غربت سے یعنی دور ہو یا اعزبی بہ عین مہملہ وزاے معجمہ مشتق ہے عزوبت سے بمعنی بعد اور دوری کے تو مطلب یہہ کہ دور رہو ایسا کلام نکر یہہ رد ہے سوال کا یا دور رہو میرے پاس نہ بیٹھ اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۴) الفاظ خلیہ بریہ وحرام و بائن دہم یعنی ان الفاظ کے مثل بتہ و بتلتہ کی صلاحیت رکھتے ہین سب اور دشنام کی از راہ سب سے وہ کلام ہے جس سے آبرو ریزی اور بے حرمتی مخاطب کی نکلے) ان الفاظ مین رد سوال کا احتمال نہین لیکن جواب سوال

طلاق کا احتمال البتہ موجود ہے۔

(۸۳۵) خلیہ یعنی تو خالی ہے حسن اور خوبی سے یہہ دشنام ہوئی یا خالی ہے نکاح سے یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۶) بریہ یعنی تو خوبیون سے بری ہے یا نکاح سے بری صورت اول مین دشنام صورت ثانی مین طلاق۔

(۸۳۷) حرام بمعنی منع یا ممنوع لفظ حرام کا مصدر ہے بمعنی صفت کے یا خود صفت ہے اس زمانہ مین لفظ حرام سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے بدون نیت کے بہ سبب عرف اہل زمانہ کے۔

(۸۳۸) بائن بمعنی منفصل ہے یعنی تو خوبیون سے منفصل اور منقطع ہے۔ یہہ دشنام ہے یا نکاح سے منفصل ہے یہہ جواب ہے سوال کا۔

(۸۳۹) بتہ مشتق ہے بت سے بمعنی قطع کے اور بتلہ مشتق ہے بتل بمعنی انقطاع مثل سابقہ کے ان الفاظ مین بھی احتمال سب اور جواب کا ظاہر او رباہر ہے۔

(۸۴۰) الفاظ اعتدی و استبری وانت واحدۃ وانت حرۃ و اختاری وامرک بیدک و سرحتک و فارقتک نہ احتمال رکھتے ہین رد سوال کا نہ سب و دشنام کا۔

(۸۴۱) اعتدی یعنی شمار کر اپنے حیضون کو اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہہ احتمال ہے سوال کے جواب کا یا سیر سے نکاح کو خدا کی نعمت اپنے اوپر شمار کر۔

(۸۴۲) استبری یعنی اپنے رحم کی صفائی حاصل کر لڑکے سے اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی تو یہہ جواب ہے سوال کا یا یہہ مطلب کہ

تو اپنے رحم کو صاف کرلے تاکہ مین تجھکو طلاق دون تو یہہ وعدہ ہے طلاق کا ایسے کلام سے طلاق نہین ہوتی۔

(۸۸۳) انت واحدۃ یعنی تو طالق ہے بطلاق واحد یہہ جواب ہے سوال کا یا یہہ مطلب کہ تو میرے نزدیک اپنی برادری مین ایک ہی ہے خوبیون مین یا برائیون مین تو یہہ مدح یا مذمت ہے۔

(۸۸۴) انت حرۃ تو آزاد ہے حقیقۃً مملوکیت سے یا آزاد ہے مملوکیت نکاح سے۔

(۸۸۵) اختاری یعنی اپنی ذات اختیار کرلے امرک بیدک یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے۔ یہہ دونون لفظ کنایہ ہین تفویض طلاق سے تو عورت مطلقہ نہ ہوگی تاکہ وقتیکہ وہ اپنی ذات کو طلاق نہ دے اور کنایات طلاق مین اسوجہ سے بیان کیا کہ ان مین طلاق اور غیر طلاق کا احتمال موجود ہے اختاری مین یہہ احتمال ہے کہ اختیار کراپنی ذات بہ سبب فراق کے پابند کرلے اپنی ذات کو کسی کام کی مشغولی مین اور امرک بیدک مین یہہ احتمال ہے کہ تیرے اختیار مین ہے طلاق یا کوئی اور کام

(۸۸۶) سرحتک مشتق ہے سروح بالفتح سے بمعنی ارسال کے یعنی مین نے تجھکو کسی کام کے واسطے بھیجا یا اسواسطے بھیجا کہ تو مطلقہ ہے

(۸۸۷) فارقتک کسی کام کے واسطے اس مکان مین تجھکو چھوڑا یا طلاق دی اسواسطے چھوڑا۔

(۸۸۸) حالت رضامندی مین یعنی سوائے حالت خفگی اور مذاکرہ طلاق مین تینون قسم کے کنایات کی تاثیر نیت پر موقوف ہے

احتمال کے یعنی اسں حالت مین کہ زوج نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور کوئی قرینہ موجود نہین تو بدون نیت کے ایقاع طلاق کی کوئی وجہ نہین اور اگر عورت نے طلاق کا سوال کیا اور زوج نے جواب کا لفظ کہا تو یہہ حالت مذاکرہ طلاق کی ہوگی اس حالت مین وقوع طلاق نیت پر موقوف نہین حاشیہ المدنی

(۱۸۹) بحالت عدم نیت کے قول زوج کا قسم کے ساتھ معتبر ہے اور کفایت کرتا ہے قسم لینا عورت کا زوج سے اوسکے گھر مین سو اگر زوج نے قسم کھانے سے انکار کیا تو عورت نالش کرے۔ اگر زوج روبرو حاکم کے بھی قسم نہ کھاوے تو قاضی دونون مین جدائی کردے گا۔ کذا فی المجتبی لیکن قسم نہ کھانا غیر مجلس قاضی مین باعث تفریق نہین

(۱۹۰) حالت خفگی مین پہلی دونون قسمین نیت پر موقوف رہینگی یعنی جو قسم صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہے اور جو کہ لیاقت دشنام اور جواب کی رکھتی ہے اگر پہلی قسمون سے نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہو گی اور اگر نیت نہ کی تو واقع نہ ہو گی لیکن جو الفاظ جواب کے واسطے متعین نہین حالت غضب مین بلا توقف نیت کے طلاق واقع ہو جاویگی کیونکہ غضب قرینہ مرجحہ ہے طلاق کا

(۱۹۱) اگر مذاکرہ طلاق کی حالت مین فقط قسم اول نیت پر موقوف ہوگی یعنی جو صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہوا ور دو آخیر قسمین یعنی جو صلاحیت دشنام کی رکھے اور جو دشنام اور رد کا محتمل نہو اونمین نیت کی افتیاج نہین بدون نیت کے طلاق واقع ہوتی ہے

اسواسطے کہ باوجود دلالت تعین کے یعنی حالت مذاکرہ طلاق اور حالت غضب کی مرد کی تصدیق نکی جاویگی باعتبار قضا کے نفی نیت مین کیونکہ دلالت قوی تر ہے نیت سے اس سبب سے کہ نیت امر باطن ہے کہ سوا ے زوج کے کوئی نہین جان سکتا اور دلالت امر ظاہر ہے کہ ہر شخص کو اُسپر اطلاع ممکن ہے اور قاضی کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم ہے اور چونکہ دلالت امر ظاہر ہے اور نیت امر باطن اسواسطے مقبول ہونگے گواہ عورت کے دلالت کے اثبات پر نہ نیت پر مگر یہ گواہ قایم کیے جاوین نیت کرنے زوج کے اقرار پر یعنی اگر زوج نے کہین اپنی نیت کا اقرار کیا ہوا اور پھر منکر ہوگیا ہو تو اوسکے اقرار کے گواہ البتہ مقبول ہونگے۔ کذا فی العمادیہ۔

(۸۹۲) اعتدی اور استبری رحمک کے اور انت واحدہ کے قول سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگرچہ زوج نے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو اور باقی اور الفاظ کنایات سے طلاق باین واقع ہوتی ہے ان جملہ الفاظ مین بجز اختاری کے تین طلاق کی نیت کرنا صحیح ہے۔

(۸۹۳) زوج نے زوجہ سے اعتدی کا لفظ تین بار کہا اور نیت کی اول لفظ سے طلاق کی اور باقی دوسرے اور تیسرے لفظ سے حیض کی تو اوسکی تصدیق کی جاویگی قضا مین بسبب نیت کرنے حقیقت کلام اپنے کے کیونکہ اعتداد کے حقیقی معنی حیض ہے اور طلاق مجاز ہے تو حیض والی عورت مین جب زوج نے حیض کا ارادہ کیا بعد تلفظ اعتدی کے تو معنی حقیقی کا ارادہ کیا تو بلاشبہ اوسکی

قضا مین تصدیق ہو گی اور جب قضا مین تصدیق ہوئی تو دیانت مین بھی ہو گی۔ اور اگر دو آخر مین مین کچھ نیت نہ کی تو تین طلاق واقع ہونگی بواسطہ دلالت حال کے بہ سبب نیت کرنے طلاق کے لفظ اول سے اس صورت مین نفی نیت زوج کی قضا مین تصدیق نہو گی لیکن دیانت مین طلاق واقع نہ ہو گی لیکن لفظ اول سے کذا فی حاشیہ المدنی

(۱۹۴) اگر زوج لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کریگا تو دو طلاق واقع ہونگی ایک لفظ ثانی سے اور دوسری لفظ ثالث سے کیونکہ جب اوسنے لفظ ثانی سے طلاق کا ارادہ کیا تو حالت مذاکرہ طلاق کی پائی گئی تو لفظ ثالث سے بھی بقرینہ حالیہ طلاق ثابت ہو گئی

(۱۹۵) اگر زوج نے لفظ ثالث سے نیت طلاق کی کی تو ایک طلاق واقع ہو گی کیونکہ اون دو لفظون مین حالت مذاکرہ طلاق کی نہ پائی گئی

(۱۹۶) اگر زوج نے اعتدی ثلاثا سے نیت طلاق کی نکی تو ایک طلاق بھی واقع نہو گی۔ کیونکہ ظاہر حال مین کوئی قرینہ نیت کا موجود نہین ہے

(۱۹۷) اگر اعتدی ثلاثا سے نیت حیض کی کی تو ایک طلاق واقع ہو گی کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۹۸) مسئلہ اعتدی کی جب تین بار مکرر ہو ۲۴ قسمین ہین فتح القدیر مین کمال الدین نے اون کو ذکر کیا ہے اون مین سے چھ قسمون مین ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور گیارہ مین دو طلاق

واقع ہوتی ہے اور چھہ مین تین طلاقین ہوتی ہین اور ایک قسم مین
مطلق طلاق نہین ہوتی۔ پہلی صورت یہہ ہے کہ الفاظ ثلاثہ سے حیض
کی نیت کی اسمین ایک طلاق ہوگی۔ دوسری صورت یہہ ہے کہ
فقط تیسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی۔ تیسری صورت یہہ ہے کہ تیسرے
لفظ سے فقط حیض کی نیت کی۔ چوتھی صورت یہہ ہے کہ دوسرے
لفظ سے طلاق اور تیسرے لفظ سے حیض کی نیت کی۔ پانچوین صورت یہہ
ہے کہ ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی۔ چھٹی صورت یہہ ہے کہ
اول سے طلاق اور ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی۔ ان چھہ
صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگی۔ ساتوین صورت یہہ ہے کہ فقط
دوسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی۔ آٹھوین صورت یہہ ہے کہ اول
سے طلاق اور ثانی سے حیض کی نیت کی اور ثالث سے کچھہ نیت
نکی۔ نوین صورت یہہ ہے کہ اول دو لفظون سے حیض کی نیت کی
اور ثالث سے کچھہ نکی۔ دسوین یہہ ہے کہ اول اور ثالث سے حیض
کی نیت کی اور ثانی سے کچھہ نیت نکی۔ گیارہوین یہہ ہے کہ اول اور
ثانی سے طلاق کی نیت کی اور ثالث سے حیض کی۔ بارہوین یہہ ہے
کہ اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے حیض کی تیرہوین
یہہ ہے کہ اول اور ثانی سے حیض اور ثالث سے طلاق کی نیت کی
چودہوین یہہ ہے کہ اول اور ثالث سے حیض اور ثانی سے طلاق
کی نیت کی۔ پندرہوین یہہ ہے کہ ثانی سے حیض کی نیت کی باقی سے
کچھہ نیت نکی۔ سولہوین یہہ ہے کہ اول سے طلاق اور ثالث سے حیض
کی نیت کی اور ثانی سے کچھہ نیت نکی۔ سترہوین یہہ ہے کہ ثانی اور

ثالث سے طلاق کی نیت کی اور اول سے کچھ نیت نکی۔ ان گیارہ صورتون مین یعنی ساتوین سے سترہوین تک دو طلاق واقع ہونگی اٹھارہوین یہ ہے کہ فقط اول سے حیض کی نیت کی۔ اونیسوین یہ ہے کہ اول اور ثانی سے طلاق کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نیت نکی۔ بیسوین یہ ہے کہ اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نکی۔ اکیسوین یہ ہے کہ اول سے حیض اور ثانی سے طلاق کی نیت۔ بائیسوین یہ ہے کہ سب الفاظ ثلثہ سے طلاق کی نیت کی۔ تئیسوین یہ ہے کہ اول سے طلاق کی نیت کی اور ثانی اور ثالث سے کچھ نیت نکی۔ ان چھ صورتون مین یعنی اٹھارہوین سے تئیسوین تک تین طلاق واقع ہونگی۔
چوبیسوین صورت یہ ہے کہ الفاظ ثلثہ سے کچھ نیت نکی تو کچھ واقع نہ ہوگا۔

(۸۹۹) قاعدہ کلیہ ان مسائل کے دریافت کرنے کا یہ ہے کہ جب ایک لفظ سے طلاق کی نیت کی تو حالت مذاکرہ طلاق کی پائی گئی سو مابعد اوس لفظ کے نفی نیت کی تصدیق نہ ہوگی ہان اگر مابعد مین حیض کی نیت کریگا تو صحیح ہوگی اور اگر کسی لفظ سے طلاق کی نیت نکریگا تو صحیح ہوگا۔ اور سوا اس کے جو منوی ہے عدم نیت صحیح ہے مثلاً لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کی تو ثانی مین نفی نیت مقبول نہوگی کیونکہ بعد منوی کے واقع ہے اور اول لفظ مین عدم نیت طلاق کی البتہ مقبول ہے اسواسطے کہ قبل منوی کے واقع ہے۔ اور اگر کسی لفظ سے حیض کی نیت اور اوسکے متصل

طلاق کی ہو چکی ہے تو حیض کی نیت سے طلاق بدر واقع نہوگی۔ اگر اس قاعدہ کو خوب غور کرلے تو مسائل مذکورہ کا حکم نکالنا آسان ہو جاوے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ونا قلاً عن البحر

(۹۰۰) چوہیسوں قسموں مذکورہ پر ایک قسم زیادہ کی گئی ہے کہ اگر کل الفاظ سے ایک طلاق کا ارادہ کرے تو ایک سے طلاق واقع ہوگی دیانت بطور تاکید کی اور تین طلاق واقع ہوگی قضا میں رکیونکہ تاکید خلاف ظاہر ہے۔

(۹۰۱) اگر زوج نے کہا انت طالق اعتدی یعنی تو طالق ہے عدت میں بیٹھ بدون عطف کے یا لفظ اعتدی کو عطف کیا واو سے یا ت سے یعنی یوں کہا کہ انت طالق واعتدی یا انت طالق فاعتدی اگر ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق کا ارادہ کیا تو ایک ہی طلاق ہوگی یا دو طلاق کا قصد کیا تو دو واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو انت طالق واعتدی میں دو طلاق واقع ہونگی اور فاعتدی میں بعضوں کے نزدیک ایک طلاق اور بعضوں کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی۔

(۹۰۲) زوج نے بعد دخول کے ایک طلاق بائن دی پھر اوس ایک طلاق کو تین طلاق کر ڈالا تو یہہ ایک کا تین کر ڈالنا امام اعظم کے نزدیک صحیح ہے حتی کہ یہہ بھی صحیح ہے کہ ایک طلاق رجعی دی پھر اوسکو قبل رجعت کے بائن کر ڈالا یا ایک طلاق رجعی کو تین کر ڈالا۔

(۹۰۳) اگر کہا زوج نے عدت میں کہ لازم کردی اپنی عورت کو تین

طلاق [illegible] ایک طلاق ... جسکے سبب سے عدت مین تھی یا یون
کہا کہ مین نے اوسکو دو طلاق لازم کر دالین اوس ایک طلاق
سے تو وہ عورت اوسپر حرام ہوگئی بدون حلالہ کے حلال نہوگی
(۹۰۴) اگر کہا کہ اگر تجکو طلاق دون تو وہ بائن ہوگی یا تین پھر
اوسکو طلاق دی تو رجعی واقع ہوگی نہ بائن نہ تین کیونکہ صفت
مقدم نہین ہوئی موصوف پر
(۹۰۵) طلاق صریح لاحق ہوتی طلاق صریح کو اور طلاق
بائن کو بشرط عدت کے یعنی اول کہا کہ تو طالق ہے پھر کہا کہ تو طالق
ہے یا طلاق ثانی عوض مال کے دی تو یہہ دوسری طلاق بھی
واقع ہوگی یا اول یون کہا کہ تو بائن ہے پھر کہا کہ تو طالق ہے تو یہہ
دوسری طلاق واقع ہوگی اور بائن ہو جائیگی کیونکہ طلاق سابق کا
بائن ہونا مانع ہوا رجعی ہونے سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔
(۹۰۶) طلاق بائن لاحق ہوتی ہے طلاق صریح کو بشرط عدت کے
مثلاً یون کہا کہ تو طالق ہے پھر کہا کہ تو بائن ہے تو طلاق ثانی بھی
واقع ہوگی۔
(۹۰۷) طلاق صریح وہ ہے جو محتاج نیت کی نہ ہو خواہ صریح سے
طلاق بائن واقع ہو یا رجعی سے کذا فی فتح القدیر مین بار طلاق
دینا بھی طلاق صریح مین داخل ہے۔
(۹۰۸) اگر طلاق صریح عوض مال کے طلاق رجعی کو لاحق ہو تو
عورت کو مال دینا واجب ہوگا اور اگر طلاق کو لاحق ہو تو مال دینا
واجب نہ ہوگا کذا فی الخلاصۃ رجعی کے بعد مال دینا اسواسطے واجب

ہوا کہ رجعی مین زوج کو اختیار ہے کہ رجوع کرے اور عورت کو چھوڑے تو عورت نے اپنی جان چھوڑانے کا بدلا دیا اور بائن مین زوج کا عورت پر بدون اوسکی رضامندی کے کچھ اختیار باقی نہ ہا تو عوض دینے کی کچھ حاجت باقی نرہی۔ تو معتبر طلاق کی صریح اور بائن ہونے مین لفظ ہی نہ معنی بنابر قول مشہور کے یعنی اگر لفظ نیت کا محتاج نہین ہی تو وہ صریح ہی خواہ اوس سے طلاق بائن پڑے یا رجعی تو صریح مین طلاق ثلث اور طلاق عوض مال کی داخل ہوئی اور جو کہ بلفظ حرام ہی وہ بائن مین داخل ہی کیونکہ عدم احتیاج نیت کی اوسمین طاری ہو گی بہ سبب شیوع استعمال عرفی کے۔

(۹۰۹) طلاق بائن اول طلاق بائن کو لاحق نہین ہوتی ہی جب کہ ممکن ہو دوسری بائن کو اول بائن سے جوڑ ڈالنا چنانچہ اول کہا کہ تو بائن ہے پھر کہا کہ تو بائن ہے یا بار ثانی کہا کہ مین نے تجکو ایک طلاق بائن کر جدا کیا تو یہہ دوسری بائن نہ واقع ہو گی کیونکہ یہہ اختیار ہے اول سے تو کچھ ضرورت نہین اسکی انشاء طلاق ٹھہرانے مین یعنی بائن ثانی سے دوسری طلاق بائن پیدا کرنا کچھ ضرور نہین کیونکہ جوڑ ڈالنا اول سے ممکن ہے یعنی کلام اول سے طلاق واقع کی اور کلام ثانی سے وقوع طلاق ثانی کی خبر دی (اس مقام پر بائن سے مراد وہ بائن ہے جو بہ لفظ کنایات ہے) اور اختیار سے جملہ خبریہ مراد ہے۔

(لا یلحق البائن البائن اذا امکن جعلہ اخبارًا عن الاول کانت بائن بائن او ابنتک بتطلیقۃ) و لا یقع لانہ اخبار فلا ضرورۃ فی جعلہ انشاءً

(۹۱۰) زوج نے اول طلاق بائن دی پھر کہا کہ مین نے تجھکو

دوسری طلاق کر بائن کیا یا اول طلاق دی پھر کہا کہ تو طلاق
بائن ہے یا اول کہا کہ تو بائن ہے پھر کہا تو بائن ہے اور کہا کہ
مین نے ثانی بائن بینونت کبری یعنی بہت بڑی جدائی کی نیت کی
تو ان سب تینون صورتون مین دوسری طلاق بھی واقع ہو گی بسبب
تعذر حصول کرنے اس کلام کے اختیار سے۔

(۹۱۱) کہا زوج نے اپنی عورت سے اگر تو گھر مین داخل ہو گی
تو بائن ہو گی یہہ بہ نیت طلاق کے کہا پھر اس کہنے کے بعد عورت
کو طلاق بائن دی پھر عورت گھر مین داخل ہو لی تو اوسپر دوسری
طلاق بائن پڑے گی اسواسطے کہ طلاق کو صلاحیت نہین خبر واقع
ہونے کی کیونکہ تعلیق قبل ہو چکی تھی اور خبر نہین ہوتی مگر بعد مخبر
عنہ کے۔

(۹۱۲) اگر زوج نے کہا کہ تجھکو طلاق بائن ہے کل پھر اوسکو
آج ہی طلاق بائن دی پھر جب دوسرا دن آویگا تو دوسری
طلاق بائن واقع ہو گی کیونکہ مضاف لسبب اضافت سابقہ کے خبر نہین ہوسکتا

(۹۱۳) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو گی
تو تو بائن ہے پھر کہا کہ اگر تو زید سے بولے گی تو تو بائن ہے۔ پھر
زوجہ گھر مین داخل ہو لی تو ایک طلاق بائن اوسپر ہو لی پھر وہ
زید سے بو لی تو دوسری طلاق بائن اوسپر واقع ہو لی۔ کذا فی
الذخیرہ۔ یہہ مثال ہے دو معلق بائن کی

(۹۱۴) اور اس قاعدہ سے کہ طلاق صریح بائن کو لاحق ہوتی
ہے یہہ مسئلہ مستثنی ہے۔ کہا زوج نے کہ جو عورت اوسکی ہے وہ طالق

ہے تو یہہ طلاق نہ واقع ہو گی مختلعہ پر یعنی وہ عورت جسپر طلاق بدلے
مال کے اسواسطے کہ صریح بائن کو اوسوقت لاحق ہوتی ہے جب کہ
عورت کی طرف خطاب ہو طلاق کا یا اشارہ ہو اور یہان نہ اشارہ
ہے نہ خطاب کذا فی البزازیہ وحاشیۃ المدنی۔
(۹۱۵) اگر زوج نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو اوسکی عورت ایسی
ہے تو نہ واقع ہو گی معتدہ بائن پر کیونکہ بائن سے نکاح جاتا رہتا ہے
تو وہ اوسکی عورت نہی علاوہ اسکے خطاب اور اشارہ یہان
بھی نہین۔
(۹۱۶) جو جدائی کہ وہ فسخ نکاح ہے ہر طرح سے جیسے مسلمان ہونا
زوجین مین سے کسی کا یا مرتد ہونا عورت کا اور دار الحرب مین جاکر
ملنا یا خیار بلوغ کا عورت یا مرد کو یا خیار عتق عورت کا تو واقع
نہوگی طلاق اوسکی عورت مین مطلقاً نہ طلاق صریح نہ بائن نہ منجز
نہ معلق خواہ عدت حیض سے ہو یا مہینون سے کذا فی حاشیۃ المدنی
(۹۱۷) جو جدائی کہ وہ طلاق سے ہے جو واقع ہو گی طلاق اوسکی عدت
مین اوس طرح پر واقع ہو گی جسطرح کہ ہم بیان کر چکے یعنی طلاق صریح
لاحق ہوتی ہے طلاق صریح کو۔ الی آخرہ
(۹۱۸) طلاق اوس عورت کو لاحق ہوتی ہے جو طلاق کی عدت
مین ہے اور جو عورت کہ بہ سبب وطی اشتباہی کے عدت مین ہے
اوسکو طلاق نہین لاحق ہوتی۔ کذا فی الخلاصۃ۔
(۹۱۹) نکاح فاسد اور لونڈی جب کہ آزاد ہو جاوے تو اوسکی
عدت مین بھی طلاق لاحق نہین ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

(۹۲۰) زوج نے نکاح کر دیا اپنی زوجہ کا غیر سے تو تزویج طلاق نہین کیونکہ تزویج نہ طلاق صریح مین داخل ہے نہ کنایہ مین کذا فی القنیہ و حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر۔

(۹۲۱) کہا زوج نے زوجہ سے کہ جا اور نکاح کرلے تو اس قول سے بدون نیت کے ایک طلاق واقع ہو گی کذا فی البزازیہ اور قاضیخان کی شرح جامع الصغیر مین یون ہے کہ اگر زوج نے کہا کہ اذہبی فتزوجی اور طلاق کی نیت نہ کی تو طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ مطلب یہہ ہے کہ تو نکاح کرلے اگر تجھکو نکاح ممکن اور حلال ہو اور قول اول مین عطف بالواؤ کیا تھا اور یون کہا تھا اذہبی وتزوجی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر۔

(۹۲۲) کہا زوج نے زوجہ سے کہ جہنم کو جا تو اس قول سے طلاق واقع ہو گی اگر زوج نے طلاق کی نیت کی کذا فی الخلاصہ مراد اس قول سے گالی اور طلاق ہے۔

(۹۲۳) اگر کہا جا میرے پاس سے اور نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہو گی۔

(۹۲۴) اگر کہا مین نے نکاح کو فسخ کیا وقوع طلاق مین تو نیت شرط ہے اگر نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہو گی والا لا نیت اس قول مین اسواسطے شرط ہوئی کہ نکاح کی نسبت زوجہ کی طرف نہین یعنی یون نہین کہا کہ مین نے تیرا نکاح فسخ کر دیا اگر عورت کیطرف نسبت کیا تو نیت کی احتیاج نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الشیخ الرحمتی۔

(۹۲۵) اگر کہا کہ تو میرے نزدیک مانند مردار کے ہے یا مثل گوشت سور کے یا تو مجھپر مثل پانی کے حرام ہے اگر نیت طلاق کی کی تو طلاق ہو گی ورنہ پانی کی تشبیہ ہے جلدی اور شتابی مین گویا یون کہا کہ تو مجھپر نہایت جلد حرام ہے جیسے پانی مین وقت چلنے کے جلدی ہوتی ہے۔

(۹۲۶) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ چارون رستہ تجھپر کھلے ہین تو طلاق واقع نہ ہو گی اگرچہ نیت بھی طلاق کی کرے جبتک یون نہ کہے کہ تو لے جس راہ کو کہ تو چاہے۔

(۹۲۷) چند الفاظ کنایات کا ذکر واسطے افادہ طالبین کے کرنا ضرور ہے۔ اگر کہا زوج نے زوجہ کو تو سانڈ ہے یعنی تو بے قید ہے جیسے سانڈہ۔ یا تیری رسی تیری گردن پر ہے یہ استعارہ ہے تخلیہ سے عرب کا دستور ہے جب اونٹنی کو چھوڑتے ہین اوسکی گردن پر رسی ڈالدیتے ہین یا کہا اپنی لوگون مین جا مل۔ یا مین نے تجھکو تیرے لوگون کو دیا یا تجھکو تیرے باپ کو یا تیری مان کو دیا۔ یا مین نے تجھکو معاف کیا تیرے لوگون کے سبب سے۔ یا مین نے تجھکو تیرے لوگون کو پھیر دیا۔ ان صورتون مین اونکا قبول کرنا شرط نہین۔ اگر یون کہا کہ مین نے تجھکو تیرے بھائی کو دیا یا تیری بہن کو دیا یا تیری پھوپی یا تیرے چچا یا تیری خالہ کو دیا تو ان الفاظ سے طلاق واقع نہ ہو گی اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی ہو۔ اگر زوج نے کہا کہ مین نے تجھکو آزاد کیا۔ یا تو آزاد ہو جا۔ یا تو اپنے مطلب کو حاصل کر۔ یا مین نے تجھے

خلع کی۔ یا ہٹ۔ یا تو میری جورو نہین۔ یا مین تیرا زوج نہین
یا درمیان میرے اور تیرے نکاح نہین ہے۔ یا تو میری جورو نہی
یا زوجہ نے کہا کہ تو میرا شوہر نہین تو شوہر نے کہا کہ تونے سچ کہا
یا زوج نے کہا کہ اور شوہر تلاش کر۔ یا کہا مجھ سے دور ہو۔ ان
الفاظ سے طلاق واقع ہو گی بشرط نیت کے یا دلالت حال کے
اور اگر زوج نے کہا کہ مین تجھکو نہین چاہتا۔ یا مین تجھ سے محبت
نہین رکھتا۔ یا مجکو تیری خواہش نہین۔ تو ان الفاظ سے طلاق
واقع نہین ہو گی اگرچہ زوج نے نیت بھی کی ہو۔ کذا فی حاشیۃ
لمدنی عن المنتقی والہندیہ۔

باب تفویض طلاق

یہہ باب ہے تفویض طلاق کے مسائل مین

(۹۲۸) ذکر اوس طلاق کا کہ جسکو زوج خود واقع کرتا ہے ہو چکا
معہ دونون قسمون صریح اور کنایہ کے اب اوس طلاق کا ذکر
کیا جاتا ہے جسکو شخص غیر بحکم زوج واقع کرتا ہے۔

(۹۲۹) ایقاع غیر تین قسم کا ہوتا ہے اول تفویض یعنی غیر کو
طلاق کا مالک کر دینا۔ دوم توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا
تیسرے رسالت یعنی غیر سے طلاق کہلا بھیجنا۔

(۹۳۰) تفویض طلاق اور توکیل مین یہہ فرق ہے کہ تفویض
مین مفوض لہ کو اختیار ہوتا ہے اپنی ذات کے واسطے عمل کرنیکا
چاہے طلاق دیوے یا نہ دیوے اور توکیل محض غیر کے واسطے
ہوتی ہے اور اوسمین وکیل کو اختیار نہین ہوتا کہ انکار کرے رسالت مین

فرق ظاہر کرنے کی ضرورت نہین۔

(۹۳۱) الفاظ تفویض کے تین ہین تخییر امر بالید مشیت

(۹۳۲) اگر کہا زوج نے زوجہ سے اختیار کرلے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے اور نیت کی ان دونون لفظون سے طلاق سپرد کرنیکی (چونکہ یہہ دونون لفظ کنایہ طلاق ہین اسلیے نیت کرنا شرط ہے) یا کہا کہ طلاق دے لے اپنی ذات کو تو ان تینون صورتون مین زوجہ کو اختیار ہے کہ اپنی ذات کو طلاق دے لیوے علم تفویض کی مجلس مین یعنی جس جگہہ عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہوا ہو مین اوسکو اختیار ہے نہ غیر اوس مجلس مین علم بالمشافہ زوج سے ہوا ہو یا وکیل یا رسول سے خبر پہونچی ہو یا زوج کا خط آیا ہو۔

(۹۳۳) اگر زوج نے تفویض کا کوئی وقت معین نہین کیا تو زوجہ کو مجلس علم تک اختیار حاصل ہے اگرچہ مجلس ایک دن تک یا زیادہ دراز ہو گئی ہو۔

(۹۳۴) زوج نے وقت معین کیا اور وہ قبل علم زوجہ کے منقضی ہو گیا تو تفویض باطل ہو گی مثلاً زوج نے کہا تھا کہ زوجہ کو جمعہ تک اختیار ہے اور زوجہ کو خبر ہوئی بعد غروب آفتاب جمعہ کے تو اب اختیار حاصل نہو گا۔

(۹۳۵) تبدل مجلس حقیقتہً یا حکماً بھی نہ ہونا چاہیے مثلاً عورت بیٹھی تھی اور بعد علم کے کھڑی ہو گئی تو حقیقتہً تبدل ہو گیا یعنی اب اوسکو اختیار نرہا یا بیٹھے ہی بیٹھے کسی دوسرے کام مین مشغول

اوس کام کے جسکی اثنا مین علم ہوا تھا مشغول ہوگئی جو دلیل ہے بے التفاتی اور روگردانی پر پس تبدل ضمناً ہوا چونکہ تفویض تملیک ہے لہذا موقوف ہے قبول عورت پر مجلس مین۔

(۹۳۶) زوج کو تفویض سے رجوع کرنا صحیح نہین کیونکہ تملیک ہے نہ توکیل حتی کہ اگر زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا اور قسم کھالی کہ مین اوسکو طلاق نہ دونگا پھر عورت نے خود طلاق دیلی تو زوج حانث نہ ہوگا علی قول الاصح کیونکہ طلاق دینے والی عورت ہے نہ زوج اگر بعد قسم کے اختیار دیا تو حانث ہوگا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۳۷) اگر زوج نے کہا طلقی نفسک متی شئت یعنی طلاق دے تو اپنی ذات کو جب تو چاہے یا کہا متی ماشئت بمعنی مذکور یا کہا طلقی نفسک اذا شئت یعنی طلاق دے تو اپنی ذات کو جسوقت تو ارادہ کرے تو عورت کو بعد مجلس علم کے بھی اختیار حاصل رہیگا

(۹۳۸) اگر کہا زوج نے طلقی ضرتک یعنی طلاق دے اپنی سوت کو یا عورت اجنبی سے کہا طلقی امرأتی یعنی طلاق دے میری عورت کو تو رجوع صحیح ہے کیونکہ توکیل ہے نہ تملیک اور اسمین یعنی توکیل مین مجلس شرط نہین۔

(۹۳۹) اگر کہا زوج نے طلاق دے اپنی ذات کو اور اپنی سوت کو تو یہ قول تملیک ہے بحق مخاطبہ اور توکیل ہے بحق سوت کذا فی الجوہرہ تو زوج کو مخاطبہ کی طلاق سے رجعت کا اختیار نہین اور مجلس علم شرط ہے اور سوت کی طلاق دلانے سے

رجعت صحیح ہے اور علم مجلس شرط نہین۔
(۹۴۰) توکیل مین رجوع کرنا درست ہے لیکن جب کہ زوج نے طلاق کو مشیت وکیل سے معلق کیا تو اوس وقت مین توکیل تملیک ہو جاویگی اور رجوع درست نہوگا مثلاً زوجہ سے کہا کہ اپنی سوت کو طلاق دیدے اگر تیرا دل چاہے تو اس قول سے رجوع صحیح نہ ہوگا اور زوجہ کو اختیار باقی رہیگا جب چاہے اپنی سوت کو طلاق دیدے خلافاً لزفر رحمۃ اللہ علیہ کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۹۴۱) توکیل اور تملیک کے درمیان پانچ حکمون مین فرق ہے اول تملیک مین رجوع درست نہین توکیل مین درست ہے دوم زوج مملک لہ کو موقوف نہین کرسکتا وکیل کو موقوف کرسکتا ہے۔ سوم تملیک زوج کے دیوانہ ہونے سے باطل نہین ہوتی اور توکیل موکل کے دیوانہ ہونے سے باطل ہوجاتی ہے چہارم تملیک مقید ہوتی ہے مجلس سے نہ توکیل پنجم تملیک مین مملک لہ کا عاقل ہونا ضرور نہین بخلاف توکیل کے کہ اوسمین شرط ہے بحرالرائق
(۹۴۲) اگر مفوض الیہ یعنی جسکو طلاق کی تفویض ہوئی مجنون ہوگیا بعد تفویض کے پھر اوسنے حالت جنون مین طلاق دی تو یہہ طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ یہان تفویض تھی اوسکی عقل کے اعتماد پر اور حالت جنون مین عقل باقی نہین بخلاف اسکے کہ جب زوج نے مجنون کو طلاق تفویض کی تو اوسکے ایقاع طلاق پر باوجود اوسکی بے عقلی کے راضی ہوا تو گویا طلاق کو جنون زوجہ پر معلق کیا
(۹۴۳) اگر کھڑی عورت بیٹھ گئی یا بیٹھی ہوئی عورت نے تکیہ

لگایا یا ادھی تکیہ لگانیوالی یا بلا یا اپنے باپ کو یا کسی اور کو واسطے صلاح کرنے کے یا گواہون کو بلا یا واسطے گواہی کے اپنی طلاق کے اختیار کرنے پر بشرطیکہ اوسوقت کوئی بلانے والا اسواسطے اوسکے موجود نہ ہوا اور عورت بلانے کے وقت اپنی جگہ سے ٹلگئی ہو یا نہ ٹلی ہو یہ افعال قاطع مجلس نہین یعنی یا وجود ان افعال کے بھی اوسکو اختیار طلاق کا رہیگا کذا فی الخلاصۃ۔

(۹۴۴) اگر معلوم ہوا کہ باپ وغیرہ کو صلاح و مشورت کیواسطے نہین بلا یا یا دوسرے آدمی کے ہونے ہوے خود عورت گواہون وغیرہ کو بلانے کو گئی تو مجلس بدل گئی اور اوسکو اختیار نہ رہا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۹۴۵) اگر سوار عورت نے اپنی سواری ٹھہرائی تو قاطع مجلس نہین اور اوسکو اختیار باقی ہے۔

(۹۴۶) اگر زوج نے بعد تخییر کے عورت کو مجلس سے اوٹھایا یا زبردستی اوس سے صحبت کی تو باطل ہو گیا اختیار عورت کا کیونکہ عورت اختیار پر قادر تھی یعنی حالت اقامت اور حالت جماع مین عورت اوس کہنے پر قادر تھی کہ اخترت نفسی پھر جب کہ اوسنے نہ کہا تو اختیار باطل ہو گیا۔

(۹۴۷) اگر عورت ریل یا کشتی پر سوار ہے تو گویا کوٹھری مین بیٹھی ہے اور حالت سکون کی ہے اور مجلس نہ بدلے گی اوسکی روانگی سے۔

(۹۴۸) اگر عورت سواری پر سوار ہے اور اوسکو چلایا تو

مجلس بدل گئی کیونکہ سواری کا چلانا اوسکے اختیار مین ہے اور سواری کا چلنا عین اوسیکا چلنا ہے۔

(۹۴۹) سواری کے چلانے اور عورت کے خود چلنے سے مجلس بدل جاتی ہے لیکن اوسوقت مجلس نہین بدلتی جبکہ عورت بول اوٹھے جواب مین زوج کے چپ ہوتے ہی یعنی فوراً اسنکے جانور کے یا اپنے قدم اوٹھاتے ہی جواب دیا اور اگر پہلے قدم اوٹھا اور پھر جواب دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلاً عن الہندیہ۔

(۹۵۰) اگر زوجین ایسی سواری مین سوار ہون جسکو کوئی دوسرا ہانکتا ہو تو اوسکی حالت مثل ریل اور کشتی کے ہے یعنی سواری کی رفتار سے مجلس نہ بدلیگی۔

(۹۵۱) اگر کہا زوج نے اختاری نفسک یعنی اپنی ذات کو اختیار کرلے اسمین صحیح نہین عورت کو نیت طلاق کی نیت کرنا بہ سبب عدم تنوع اختیار کے یعنی اختیار ایسا امر نہین جو چند قسم ہو بخلاف انت بائن یا امرک بیدک کے کیونکہ بینونت چند قسم کی ہوسکتی ہے بینونت صغرے اور بینونت کبرے تو اگر انت بائن مین تین طلاق کی نیت کرے گی تو صحیح ہے بہ سبب تنوع کے اور سیطرح بالیدبھی چند قسم ہے زوج کو اختیار کرے یا طلاق کو پھر طلاق رجعی کو اختیار کرے یا بائن کو پھر بینونت صغرے کی نیت کرے یا کبرے کی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۵۲) اگر زوج نے کہا اختیاری نفسک یعنی تو اپنے نفس کو

اختیار کر لے اور عورت نے بجواب اوسکے کہا کہ مین نے اپنی ذات
کو اختیار کیا یا یون کہا کہ مین اختیار کر لی ہون تو عورت کو ایک طلاق
بائن ہو گی بطریق استحسان خلاف قیاس کے بخلاف اسکے کہ
عورت نے اسکے جواب مین کہا کہ آنا طالق یعنی مین مطلقہ ہون
یا کہا کہ مین اپنی ذات کو طلاق دیتی ہون تو طلاق واقع نہ ہو گی
کیونکہ وعدہ ہے ایقاع طلاق کا یہہ قول خود ایقاع طلاق
نہین کذا فی الجوہرہ۔ عدم وقوع طلاق جب تک ہے کہ وقوع
طلاق اوس لفظ سے متعارف نہ ہو یا عورت نے نیت
طلاق کی نکی ہو اور اگر اوس زمانہ مین صیغہ مضارع یا جملہ
اسمیہ سے طلاق واقع کرنا مروج اور مشہور ہو یا عورت نے ایسے
ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو البتہ طلاق واقع ہو گی۔

(۹۵۳) شرط ہی واسطے صحت وقوع طلاق کے ذکر ہونا لفظ نفس
کا یا لفظ اختیارہ کا زوجین مین سے ایک کے کلام مین باجماع
صحابہ کرام (ذکر نفس اور اختیارہ کا بالخصوص ضرور نہین
بلکہ جو لفظ قایم مقام ان دونون کے ہے وہ بھی انہین لفظون
کی برابر ہے)

(۹۵۴) ذکر نفس اور اختیارہ کا متصل کلام مین شرط ہے پھر
اگر منفصل ہے اور اوس مجلس مین اوسکا ذکر ہو گیا تو صحیح ہے
کیونکہ جب عورت مجلس مین انشاء طلاق کی مالک ہے تو ذکر
نفس اور اختیارہ کی بھی مالک ہے اور اگر مجلس مین ذکر نہوا
تو ایقاع طلاق صحیح نہین۔

(۹۵۵) بلا ذکر نفس و اختیارہ کے زوجین نے اختیار نفس پر اتفاق کیا یعنی زوج نے زوجہ کی تصدیق کی کہ اوسنے اپنا نفس اختیار کیا تو طلاق واقع ہو گی۔ کذا فی الدرر و الفوائد التاجیہ اور ثابت رکھا ہے اس قول کو بہنسی اور باقانی لیکن رد کیا ہے اوسکو کمال الدین محقق نے اور نقل کیا ہے اس قول کو اکمل الدین نے عنایہ مین بصیغہ تمریض یعنی قیل کے لفظ سے تو ضعیف ہونا اس قول کا ٹھیک ہے بدون ذکر نفس کے تصادق زوجین کا کچھ اعتبار نہین کذا فی النہر الفایق۔

(۹۵۶) اگر کہا زوج نے اختاری اختاری یا یون کہا اختاری تطلیقۃً یا یون کہا اختاری اُمّکِ اور بجواب اوسکے زوجہ نے کہا اخترتُ تو طلاق واقع ہو گی کیونکہ لفظ اختیارہ کا خصوصیت طلاق مین مانند ذکر نفس کے ہے اسواسطے کہ لفظ اختیارہ مین ۃ واسطے وحدت کے ہے اور تاء وحدت نشانی ہے اتحاد کی اسیطرح ذکر تطلیقہ کا وقوع طلاق مین مثل ذکر نفس کے ہے بلکہ اوس سے بھی صریح تر ہے کذا فی حاشیۃ المدنی اور تکرار لفظ اختاری کی اور یون کہنا کہ مین نے اپنے مان باپ یا اپنے اہل یا اپنے شوہرون کو اختیار کیا قایم مقام ہے ذکر نفس کے لیکن اختیار کرنا قوم کا یا اور کسی قرابت والیکا سوحب طلاق نہین لیکن اگر عورت کے مان باپ نہون اور بھائی ہو اور وہ کہے کہ مین نے اپنے بھائی کو اختیار کیا تو بھی طلاق واقع ہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر۔

(۹۵۷) اگر کہا عورت نے کہ مین نے اختیار کیا اپنی ذات کو اوسے

اپنی زوج کو یا کہا اختیار کیا مین نے اپنی ذات کو نہین بلکہ اپنی زوج
کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہو گی کیونکہ اول جب اپنے نفس کو اختیار
کیا تو طلاق واقع ہو گئی پھر زوج کو اختیار کیا تو یہہ رجوع ہوا طلاق سے
حالانکہ بعد وقوع طلاق کے اوس سے رجوع کرنا درست نہین اگر
بالعکس کہا یعنی اول کہا کہ مین نے زوج کو اختیار کیا اور اپنی ذات
کو یا کہا مین نے زوج کو اختیار کیا نہین بلکہ اپنی ذات کو تو طلاق واقع
نہو گی بہ سبب اعتبار مقدم کے اور موخر کا اعتبار نہین (لو قالت اخترت
نفسی و زوجی او نفسی لابل زوجی وقع الطلاق و لو عکست لا یقع)
(۹۵۸) اگر عورت نے کہا اخترت نفسی او زوجی یعنی اختیار کیا
مین نے اپنے نفس کو یا اپنی زوج کو تو اختیار اوسکا باطل ہو گیا اور
طلاق واقع نہو گی بہ سبب تذبذب اور تردد کے۔
(۹۵۹) زوج نے عورت کو رشوت دی تا کہ زوج کو ہی اختیار
کرے اور اوسنے زوج ہی کو اختیار کیا تو اوسکا اختیار باطل ہوا او
طلاق واقع نہ ہو گی اور زوج پر رشوت دینا واجب نہین کیونکہ رشوت
دینا حرام ہے بلکہ اگر دی تو پھیر سکتا ہے۔
(۹۶۰) اگر زوج نے کہا اختاری اور عورت نے بجواب اوسکے
کہا الحقت نفسی باہلی یعنی مین نے اپنی ذات کو اپنے عزیزون کے
ساتھہ ملایا تو طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ اختیارہ کا جواب ان الفاظ
سے معروف و مشہور نہین۔ کذا فی حاشیۃ المدنی و الطحطاوی۔
(۹۶۱) اگر مکرر کیا زوج نے لفظ اختاری کو تین بار خواہ بعطف
چنانچہ اختاری و اختاری و اختاری کہا یا بدون عطف کے تکرار کی

اور کہا اختاری اختاری اختاری اور عورت نے بجواب اسکے
فقط اخترت کہا یعنی مین اختیار کیا یا کہا اخترت اختیارۃ یعنی اختیار
کیا مین نے اختیار کرنا یا کہا کہ مین نے پہلی یا درمیان والی یا پچھلی
اختیار کی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بدون نیت زوج کے بسبب
دلالت کرنے تکرار کے طلاق کے تین بار ہونے پر اور صاحب کنز
اور ہدایہ اور صدر الشہید اور عتابی نے اس قول کو پسند کیا ہے
کیونکہ امام محمدؒ نے جامع صغیر مین نیت کرنا مشروط نہین کیا لیکن زیادات
اور جامع کبیر اور قاضیخان مین نیت کرنا مشروط ہے اور صاحب
فتح القدیر نے بھی اس قول کو پسند کیا ہے بحر الرائق مین کہا کہ
باعتبار درایت اور روایت نیت کرنا مشروط ہے نہ ذکر نفس کرنا اور یہی
قول معتمد ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی صاحبین نے کہا کہ اخترت
الاولی اور اخترت الوسطی اور اخترت الاخیرۃ مین ایک طلاق
بائن واقع ہوگی اور طحطاوی نے اسکو پسند کیا ہے کذا فی البحر اور ثابت
رکھا ہے اسکو مقدسی نے اور حاوی قدسی مین ہے کہ ایسی روایت کو
ہم لیتے ہین یعنی صاحبین کا قول عند الفقہا مفتی بہ ہے۔ اگر عورت
نے بجواب قول مذکور کہا کہ طلاق دی مین نے اپنی ذات کو یا اختیار
کیا مین نے اپنی ذات کو ایک طلاق کر یا مین نے پہلی طلاق اختیار
کی تو ایک طلاق بائن ہوگی مذہب اصح مین کیونکہ زوج نے طلاق
بائن تفویض کی ہے تو عورت مالک نہین غیر بائن کی یعنی رجعی کو
اختیار نہین کرسکتی

(۹۶۳) زوج نے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے ایک طلاق مین

اور اختیار کر ایک طلاق کو سو عورت نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو اوسکو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ زوج نے اوسکو طلاق صریح تفویض کی اور طلاق صریح سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے نہ بائن اور جو لفظ کہ بینونت کا فائدہ دیتا ہے اگر وہ صریح سے متصل ہوگا تو بائن بھی رجعی ہو جائیگی چنانچہ بالعکس اسکے یعنی جب صریح متصل بائن کے ہوتا ہے تو بائن صریح ہو جاتا ہے۔

(۹۶۳) اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا اسطرح کہ اگر تجکو میری طرف سے خرچ نہ پہونچے تو تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے یعنی تجکو اختیار ہے خرچ نہ پہونچنے کی حالت مین جب چاہنا طلاق دے لینا پھر زوج کی طرف سے خرچ نہ پہونچا سو عورت نے اپنی ذات کو طلاق دیلی تو یہہ طلاق بائن ہوگی کیونکہ لفظ طلاق کا لفظ امر کی ذات سے متصل نہ تھا پھر جب اتصال صریح کا بائن سے نہ ہوا تو طلاق بائن واقع ہوگی (ذات امر سے یہان واقع مراد نہین بلکہ لفظ امر کہ بیدک مراد ہے)

(۹۶۴) زوج نے کسی مرد سے کہا کہ طلاق کا اختیار دے میری زوجہ کو تو عورت طلاق کو اختیار نہین کرسکتی جب تک وہ مرد عورت کو اختیار نہ دے کیونکہ زوج نے ایک امر کا امر کیا تو جبتک وہ مرد اوسکو نکریگا زوج کا مامور حاصل نہوگا کذا فی حاشیۃ الدر ناقلاً عن البحر۔

(۹۶۵) اگر زوج نے کسی مرد سے کہا کہ خبر کردے عورت کو اختیار کی سو عورت نے قبل خبر پہونچنے کے طلاق لی تو طلاق واقع ہوگی بسبب اقرار کرنے زوج کے اختیار کے یعنی اسس قول مین اختیار

مقدم ہے خبر پر تو گو یا خود زوج نے خود ثبوت اختیار کا اقرار کیا

(۹۶۶) زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے اور اختیار کر طلاق کو سو کہا زوجہ نے کہ مین نے چاہا اور اختیار کیا تو دو طلاق واقع ہونگی پہلی مشیت سے اور دوسری اختیار سے

(۹۶۷) زوج نے کہا کہ اختیار کر آج اور کل زوجہ نے اگر آج کے اختیار کو رد کیا تو کل بھی اختیار باطل ہوگا کیونکہ یہ ایک ہی اختیار ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر آج اور اختیار کر کل اور آج کے اختیار کو رد کیا تو کل اختیار کر سکتی ہے کیونکہ اختیار متعدد ہین تو آج کے اختیار رد کرنے سے کل کا اختیار باطل نہ ہوگا۔

(۹۶۸) اگر زوج نے کہا کہ اختیار کر آج یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے اس مہینہ مین تو عورت مختار ہوگی بقیہ دن اور بقیہ مہینہ مین اور اگر کہا کہ یوماً یعنی اختیار کر ایک دن یا کہا اختاری شہراً یعنی اختیار کر ایک مہینہ یعنی یوم اور شہر کو نکرہ کہا تو بولنے کے وقت سے دوسرے دن کے اوسی وقت تک پہلی صورت مین اور بولنے کے وقت سے پورے تیس دن تک دوسری صورت مین عورت طلاق کی مختار ہے مجلس کی شرط نہین بوجہ تعین وقت کے

(۹۶۹) اگر زوج نے کہا کہ تجکو اختیار ہے مہینہ کے سرے پر تو عورت مختار ہوگی اوس مہینہ کے پہلی رات اور اوسکے دن یعنی پہلی تاریخ مین۔

باب الامر بالید

یہ باب ہے امر بالید کے بیان میں۔

(۹۷۰) امر یہاں بمعنی حال ہے اور ید بمعنی تصرف یعنی اس جگہ اوس طلاق کا ذکر ہوتا ہے جسکو اوسکے زوج نے اوسکے تصرف مین کر دیا۔

(۹۷۱) امر بالید مثل اختیار کے ہے نیت کی محتاج ہونے مین اور مجلس تک مقید ہونے مین اور نفس کے ذکر کرنے مین یا جو نفس کے قایم مقام ہو مگر نیت کرنے مین تین طلاق کی مثل اختیار کے نہین ہے یعنی امر بالید مین تین طلاق کی نیت ہوسکتی ہے اور اختیار مین تین طلاق کی صحیح نہین ہے۔ باقی امور مین دونو برابر مین

(۹۷۲) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے (اگرچہ صغیرہ ہو کیونکہ امر بالید مثل تعلیق کے ہے کذا فی البزازیہ) کہ تیرا امر تیرے ہاتھہ مین ہے یا تیرے داہنے ہاتھہ مین یا تیرے منہ مین یا تیری زبان مین ہے اور اس سے نیت کی تفویض تین طلاق کی سو زوجہ نے اپنی مجلس مین کہا کہ مین نے اپنی ذات کو اختیار واحدہ کر اختیار کیا یا قبول کیا مین نے اپنی ذات کو یا اختیار کیا امر اپنا یا عورت نے زوج سے کہا تو مجھہ پر حرام ہو یا کہ تو مجھہ سے بائن ہے یا کہ مین تجھہ سے بائن ہون یا طالق ہون تو ان سب صور تون مین تین طلاق واقع ہونگی صغیرہ کی تخییر صحیح ہے مثل تعلیق کے اور صغیرہ کے ایقاع سے بھی طلاق واقع ہوگی کیونکہ جانور کے فعل سے بھی تعلیق صحیح ہے اسطرح صغیرہ۔ کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۹۷۳) اگر تفویض مذکور مین عورت کے باپ نے امر مذکور کو قبول کیا اون کو یعنی تین طلاق کو تو تین طلاق واقع ہو نگی کذا فی الخلاصہ شارح درمختار کہتے ہین کہ لائق ہے کہ صاحب یون کہتے اسکو مقید بصغیرہ کیجیے یعنی صغیرہ کے باپ کا قبول بھی موجب طلاق ہے لیکن صاحب خلاصہ کہتے ہین کہ جب امر باپ کے ہاتھ مین ہوا اور پھر اوسنے قبول کیا تو طلاق واقع ہو گی خواہ عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ کیونکہ یہہ مانند تعلیق کے ہے بلکہ اجنبی شخص کو اختیار دینا بھی صحیح ہے اگرچہ عورت کبیرہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاعن الشیخ الرحمتی اس مقام پر عبارت عربی نقل کرتا ہون تاکہ اچھی طرح سمجھ مین آوے۔ اذا قال لہا ولو صغیرۃ لانہ کالتعلیق بزازیہ امرک بیدک او بشمالک او فمک او بلسانک ینوی ثلثا ای تفویضہا فقالت فی مجلسہا اخترت نفسی بواحدۃ او قبلت نفسی او اخترت امری او انت علی حرام او منی بائن او انا منک بائن او طالق وقعن ولذا لو قال ابوہا قبلتہا کذا فی خلاصہ۔

(۹۷۴) اگر کہا کہ مین نے تجکو تیری طلاق عاریت دی اور امر تیرا خدا کے ہاتھ مین ہے یعنی اختیار مین ہے اور تیرے ہاتھ مین ہے یا کہا امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے تو یہہ مثل امرک بیدک کے ہے وقوع تین طلاق مین بشرط نیت کے اور اگر ان اقوال مین طلاق کی نیت نکریگا تو ایک طلاق واقع ہو گی ذکر خدا قول ثانی مین محض واسطے برکت کے ہے۔

(۹۷۵) اگر امر بالید وغیرہ مین عورت نے اپنی ذات کو تین

طلاق کر مطلقہ کیا پھر زوج نے کہا کہ مین نے تخییر مین ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی اور حالانکہ دلالت حال اوسوقت موجود نہین تو قسم لیجائیگی زوج سے تین طلاق کی نیت نکرنے پر اور اگر عورت گواہ لاویگی تو مقبول ہونگے اوسکے گواہ دلالت حال پر یا اوسکے اقرار پر۔

(۷۶۹) شرط ہے متحد ہونا مجلس تخییر اور اختیار کا اور دریافت کرنا عورتکا تخییر زوج کو یعنی علم ہونا اور مذکور ہونا نفس یا اوسکے قایم مقام کا شرط ہے۔ اگر زوج نے لفظ امر بالید سے عورتکو اختیار دیا اور اوسکو اوسکا علم نہوا اور عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو عورت پر طلاق نہ پڑے گی بہ سبب نہ پائے جانے شرط وقوع طلاق کے یعنی علم کے کذا فی الخانیہ۔

(۷۷۰) جو لفظ جانب زوج سے لیاقت ایقاع طلاق کی رکھتا ہی وہ ہی منجانب زوجہ بھی لیاقت جواب کی رکھتا ہے اور جو لفظ زوج کی جانب سے ایقاع کی لیاقت نہین رکھتا وہ منجانب زوجہ بھی لیاقت جواب کی نہین رکھتا تو اگر عورت نے کہا کہ مین طالق ہون یا کہا کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق دی تو واقع ہو گی کیونکہ یہہ دونو لفظ منجانب زوج ایقاع طلاق کے لایق ہین بخلاف ایسے قول کے کہ عورت مرد سے کہے کہ مین نے تجھکو طلاق دی ہر چند یہہ لفظ ایقاع زوج کے لایق ہے لیکن عورت کے جواب کے لایق نہین۔ کیونکہ عورت متصف ہوتی ہے وقوع طلاق کر نہ مرد کذا فی الاختیار لیکن لفظ اختیار کا الفاظ ایقاع طلاق سے نہین مگر عورتکی جانب سے لایق جوابکے ہے

(۹۷۸) اگر عورت کہے مرد کے جواب امر بالید مین کہ مین نے اپنی ذات کو مطلقہ کیا ایک طلاق کر یا کہا کہ مین نے اپنی ذات کو پسند کیا ایک طلاق کر تو عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ کیونکہ معتبر بائن یا رجعی ہونے مین تفویض زوج کی ہے نہ ایقاع عورت کا یعنی ہرچند عورت کے جواب مین لفظ طلاق ہے اور لفظ طلاق سے رجعی واقع ہوتی ہے نہ بائن لیکن چونکہ زوج نے بلفظ امر بالید بائن کی تفویض کی تو اوسکی تفویض کا اعتبار ہوگا نہ عورت کے جواب کا اور جب کہ مرد نے تین طلاق کا اختیار عورت کو دیا تو ایک طلاق کا بھی اسکو اختیار نہوگا

(۹۷۹) اگر کہا مرد نے کہ تیرا امر تیرے ہاتھہ مین ہے آج اور بعد کل کے یعنی پرسون تو رات داخل نہ ہوگی کیونکہ اس مین دو تملیکین مین جدا جدا اگر رد کیا عورت نے اختیار آج کا تو باطل ہوگا اختیار اوس دن کا اور باقی رہیگا اختیار پرسون کا اور عورت رات کو طلاق دیگی تو واقع نہ ہوگی اور عورت ایک طلاق سے زیادہ نہ دے سکیگی ہرچند کہ دو تملیکین ہین۔ کذا فی حاشیۃ الحلبی۔

(۹۸۰) اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھہ مین ہے آج اور کل تو رات بھی داخل ہوگی اور اگر عورت رد کریگی آج کی تفویض کو تو کل کے دن بھی اختیار باقی نرہیگا کیونکہ یہہ ایک ہی تفویض تھی

(۹۸۱) اگر کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھہ مین ہے آج اور تیرا امر تیرے ہاتھہ مین ہے کل تو یہہ دو امر ہین کیونکہ دو کلام مستقل ہین اور اس مسئلہ مین رات داخل نہین۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۸۲) امر بالید قبل قبول رد ہو سکتا ہے نہ بعد قبول کذا فی العمادیہ

وحاشیہ المدنی۔

(۹۸۳) اگر امر بالید مین تعیین وقت کی کی گئی مثلاً کل یا جمعہ کے سحر پر تو قبل وقت کے عورت کے رد کرنیکا اعتبار نہین اور ایسے رد کے بعد وقت معین پر اختیار نفس صحیح ہوگا نزدیک امام اعظم کے خلافاً لابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ یعنی جب تفویض کے ساتھ وقت مذکور ہوگا تو اوسکو تعلیق کہین گے اور اگر وقت مذکور نہین تو تملیک سمجھین گے۔

(۹۸۴) اگر زوج نے اول تفویض کی پھر اوسکو طلاق بائن دی تو اگر تفویض منجز تھی یعنی شرط پر معلق نہ تھی تو اختیار عورت کا باطل ہوا کیونکہ اگر باطل نہ ہو تو لازم آوے لحوق البائن بالبائن حالانکہ یہہ جائز نہین لہذا اختیار بھی باطل ہے۔ اور اگر تفویض معلق ہے مثلاً کہا اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے یا تفویض موقت ہے مثلاً کہا کل تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے تو اختیار عورت کا باطل نہ ہوگا کیونکہ بائن معلق اور بائن موقت کا لاحق ہونا جائز ہے۔ کذا فی العمادیہ لیکن بحر الرائق مین قنیہ سے منقول ہے کہ ظاہر روایت یہہ ہے کہ تفویض معلق مانند تفویض منجز کے ہے یعنی دونو صورتون مین اختیار باقی نہین رہتا۔

(۹۸۵) نکاح کیا ایک مرد نے عورت سے اس شرط پر کہ عورت طلاق کی مختار رہے تو یہہ صحیح ہے لیکن بحر الرائق مین یہ تفصیل خلاصہ و بزازیہ سے منقول ہے یعنی اگر یہہ شرط مرد کی طرف سے ہے تو عورت کو اختیار نہین اور اگر عورت کی طرف سے ہے تو اختیار رہے

کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۹۸۶) اگر دعوی کیا عورت نے کہ مرد نے مجھکو مختار طلاق کیا ہے تو یہہ دعوی مسموع نہوگا مگر جب کہ عورت نے اپنی کو طلاق دی بموجب امر زوج کے پھر اس تفویض کا دعوی کیا تو مسموع ہوگا اور گواہ مقبول ہون گے۔
(۹۸۷) عورت نے کہا کہ مین نے طلاق دی اپنی ذات کو مجلس مین بلا تبدیل مجلس کے اور زوج نے اوسکا انکار کیا تو عورت ہی کا قول معتمد ہوگا
(۹۸۸) مرد نے عورت کو اختیار دیا کہ اگر اوسکو بقصور مارے تو وہ مختار رہے سو اوسکو مارا پھر دونون مختلف ہوے زوج کہتا ہے مین نے قصور پر مارا اور زوجہ کہتی ہے بلا قصور مارا تو مرد کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ منکر ہے اور مقبول ہوتے ہین گواہ عورت کے شرط منفی پر چنانچہ باب التعلیق مین اسکا ذکر آویگا یعنی اگر عورت گواہ لاوے کہ زوج نے اوسکو بلا قصور مارا تو لایق یہہ ہے کہ مقبول ہون ہرچند کہ نفی پر گواہ مقبول نہین لیکن شرط منفی پر مقبول ہین۔
(۹۸۹) عورت کے ولیون نے عورت کی طلاق طلب کی سو زوج نے اوسکے باپ سے کہا کہ تو مجھہ سے کیا چاہتا ہے۔ کر جو تیرا جی چاہے پھر عورت کے باپ نے اوسکو طلاق دی تو عورت کو طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ زوج نے اس قول سے تفویض طلاق کا ارادہ نہ کیا ہو اور اس مین قول زوج کا معتبر ہوگا۔ کذا فی الخلاصۃ۔
(۹۹۰) زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجھپر دوسری عورت سے نکاح کرون تو اوسکی طلاق تیرے اختیار مین ہے پھر ایک عورت

داخل ہوئی اوسکے نکاح مین فضولی کے نکاح کر دینے سے اور زوج نے فضولی کے نکاح کو جایز رکھا تو زوجہ اوس کی اور اوسکی طلاق کی مالک نہ ہو گی کیونکہ زوج نے اوس عورت سے خود نکاح نہین کیا بلکہ دوسرے شخص نے اوسکا نکاح کر دیا اور اوسنے اوسکو جایز رکھا اور ایسا ہی ہے اگر وکیل نے نکاح کر دیا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۹۹۱) زوج نے طلاق عورت کی دو شخصون کو تفویض کی پھر اون مین سے ایک نے عورت کو طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہو گی اسواسطے کہ فقط ایک کو اختیار نہ دیا تھا۔

بیان مشیت کا

(۹۹۲) اس مین وہ مسائل ذکر کیے جاینگے جسمین زوج نے طلاق عورت کی خواہش پر رکھی ہو۔

(۹۹۳) اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی نیت کی یا دو طلاق کی نیت کی حرہ مین پھر زوجہ نے اپنی ذات کو طلاق دی خواہ ایک بار خواہ دو بار خواہ تین بار اور یہہ تینون صورتین بحالت عدم نیت کے ہون یا ایک طلاق کی نیت کے ساتھہ ہون یا دو طلاق کی نیت کے ساتھہ ہون تو ان سب صورتون مین ایک ہی طلاق رجعی واقع ہو گی۔

(۹۹۴) اگر عورت نے تین بار طلاق دی دران حالیکہ مرد نے بھی تین کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہونگی۔

(۹۹۵) کہا زوج نے اپنی زوجہ سے طلقی نفسک یعنی طلاق دے اپنی ذات کو اور بجواب اوسکے عورت نے کہا کہ مین نے لی اپنی ذات

کو طلاق بائن دی تو ایک طلاق رجعی اوسپر واقع ہوگی اگر زوج نے اوسکو جایز رکھا کیونکہ عورت کا یہہ کہنا کہ مین نے بائن کیا یعنی طلاق بائن دی اپنی ذات کو کنایہ ہے اور کنایہ محتاج ہوتا ہے نیت کا اور بعضون کے نزدیک نیت شرط نہین کیونکہ جب زوج لفظ طلاق کا صریحہ بولا تو اب کیا احتیاج ہے نیت کی اور اجازت کی کذا فی الطحطاوی والمدنی۔

(۹۹۶) کہا زوج نے طلقی نفسک یعنی طلاق دے اپنی ذات کو اور بجواب اوسکے عورت نے کہا کہ مین نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ زوج اسکو جایز رکھے کیونکہ لفظ اختیار نہ طلاق صریح مین داخل ہے نہ کنایہ مین اور لفظ اختیار سے ایقاع طلاق نہین ہوتا تو جواب کیونکر ہوگا کمامر

(۹۹۷) زوج ہر قسم کی تفویض مین مالک رجوع نہین خواہ تفویض بلفظ تخییر ہو خواہ بلفظ امر بالید خواہ یون ہو کہ طلقی نفسک کیونکہ تفویض مین تعلیق کے معنی پائے جاتے ہین اور تعلیق مین رجوع کا اختیار نہین لہذا تفویض مین بھی نہین۔

(۹۹۸) امر تطلیق مقید ہے مجلس علم سے یعنی اس قول طلقی نفسک مین جس مجلس مین عورت کو علم ہو طلاق دے لیوے اگر مجلس بدل جاویگی تو عورت کو اختیار باقی نرہیگا کیونکہ بیان ہوچکا کہ اسمین تملیک ہے لیکن جب کہ زوج نے متی اور شئت اور مثل اسکے جو عموم وقت کو مفید ہو زیادہ کیا ہو تو عورت مطلقہ ہوگی ۔۔۔ اور ہر وقت طلاق دے سکتی ہے

(۹۹۹) اگر کہا زوج نے کسی مرد سے اپنی زوجہ کی تطلیق کو یا کہا تخییر

سے کہ طلاق دے اپنی سوت کو تو یہ مقید بہ مجلس نہوگا کیونکہ یہ کلام
خالص توکیل ہے تملیک کا اسمین لگا نہین اور جب توکیل ہوئی تو
اسمین زوج رجوع بھی کرسکتا ہے کیونکہ وکالت عقد جائز ہے نہ لازم
مگر جب کہ زوج نے امر تطلیق کے ساتھ اتنا مضمون زیادہ کیا کہ ہر وقت
کہ مین تجکو معزول کرون سو تو میرا وکیل ہے تو اب زوج وکیل کو معزول
نہین کرسکتا حیلہ ایسے وکیل کے موقوف کرنے کا یہ ہے کہ موکل یون
کہے کہ مین نے تجکو جمیع وکالت سے معزول کیا کذا فی بحر الرائق وحاشیۃ
المدنی۔
(۱۰۰۰) توکیل مقید بہ مجلس نہین ہوتی لیکن جب کہ زوج نے ان شئت
کا لفظ زیادہ کیا یعنی یون کہا کہ طلاق دے میری زوجہ کو اگر تیرا جی
چاہے تو اب مقید بہ مجلس ہوگا اور زوج رجوع نکرسکیگا بسبب ہو جانے
توکیل کے تملیک کیونکہ وکالت مین خواہش اور عدم خواہش کو دخل نہین ہے
(۱۰۰۱) ایک مرد سے زوج نے کہا کہ طلاق دے میری زوجہ کو اگر وہ
چاہے تو مرد وکیل نہ ہوگا جب تک عورت طلاق کی خواہش نکریگی پھر جب
عورت طلاق کی خواہش کرے اپنی مجلس مین تو وکیل اوسکو طلاق
دے اپنی مجلس مین نہ غیر اوس مجلس مین کیونکہ مشیت عورت کی منحصر
ہے مجلس پر تو اسیطرح وکالت اوسکی مشیت کی بھی موقوف ہوگی
مجلس پر کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ناقلاً عن النہر
(۱۰۰۲) کہا زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو تین بار یا
دو بار پھر زوجہ نے اپنی ذات کو ایک بار طلاق دی تو یہ ایک طلاق
واقع ہوگی کیونکہ ایک طلاق بعض ہے تفویض زوج کی یعنی جب کل کا اختیار

ہوا تو بعض کا بھی ہوگا اسیطرح وکیل کا حکم ہے مگر جب کہ زوج کہے کہ عوض ہزار کے یعنی وکیل کو تین یا دو طلاق کا اختیار دیا اور وکیل نے ایک طلاق واقع کی تو واقع ہوگی اگر وکیل سے زوج نے یون کہا کہ زوجہ کو تین طلاق دے بعوض ہزار درم کے مثلاً تو اس صورت مین اگر وکیل ایک طلاق دیگا تو واقع نہ ہوگی۔

(۱۰۰۳) کہا زوج نے زوجہ سے اگر تو چاہے تو اپنی ذات کو تین طلاق دے سو عورت نے ایک طلاق دی یا بالعکس اسکے یعنی یون کہا کہ ایک طلاق دے اپنی ذات کو سو عورت نے تین طلاقین دین تو ان دونون صورتون مین طلاق واقع نہ ہوگی بوجہ شرط ہونے موافقت لفظی کے کیونکہ خانیہ کے باب التعلیق مین ہے کہ زوج نے زوجہ کو امر کیا کہ اگر تو چاہے تو اپنی ذات کو دس طلاق دے لے سو عورت نے تین طلاقین واقع کین یا امر کیا تھا ایک طلاق کا سوا اوسنے نصف طلاق واقع کی تو دونون مین طلاق واقع نہوگی بسبب مخالفت لفظی کے اس مسئلہ مین بدون موافقت لفظی کے موافقت معنوی کافی نہین ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ جسمین مشیت پر تعلیق نہین۔

(۱۰۰۴) امر کیا زوج نے طلاق بائن یا رجعی کا سو عورت نے جواب مین بالعکس کہا تو وہی طلاق واقع ہوگی جسکا زوج نے امر کیا کیونکہ اصل طلاق حاصل ہے ساتھہ زیادتی وصف کے تو اصل باقی رہیگی وصف لغو ہوگا۔

(۱۰۰۵) قاعدہ مسائل مذکورہ کا یہ ہے کہ مخالفت جواب کی تفویض سے اگر بوصف مین ہے تو یہ مخالفت جوابکو باطل نہین کرتی بلکہ وصف

باطل ہوتا ہے چنانچہ بائن اور رجعی کی مخالفت اور اگر مخالفت اصل مین ہے تو اوسمین جواب باطل ہوگا چنانچہ امام کے نزدیک ایک طلاق کی تفویض مین تین طلاق واقع کرنا اور وصف کا لغو ہونا اور موجب تفویض زوج کے واقع ہونا اوسوقت مین ہے جب کہ طلاق معلق نہ ہو اگر عورت کی مشیت پر مرد نے طلاق کو معلق کیا اور عورت نے جواب بالعکس کہا تو کچھ واقع نہ ہوگا کیونکہ عورت بجا نہ لائی اوس امر کو جو اوسکی مشیت پر مفوض ہوا تھا کذا فی البحر ناقلاً عن الخانیہ۔

(۱۰۰۶) کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو چاہے تو تو طالق ہے عورت نے بجواب اوسکے مرد سے کہا کہ مین نے چاہا اگر تو نے چاہا پھر بجواب اوسکے مرد نے کہا مین نے چاہا اور اس قول سے طلاق کی نیت کی یا عورت نے بجواب قول اول کے کہا کہ مین نے چاہا اگر ایسا امر ہو یعنی ایسے امر پر تعلیق کی جو ہنوز موجود نہین ہے مثلاً کہا کہ مین نے چاہا اگر میرے باپ نے چاہا یا کہا مین نے چاہا اگر رات آوے حالانکہ وقت تکلم کے دن ہے تو ان صورتون مین امر باطل ہوگا اور طلاق واقع نہوگی کیونکہ شرط زوج کی مطلق مشیت تھی بلا قید اور عورت نے اپنی مشیت کو معلق اور مقید کر دیا تو حقیقت مین شرط نہ پائی گئی اگر تفویض مذکور کے جواب مین عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر ایسا ہو یعنی ایسے امر پر تعلیق کی جو ثابت الوجود ہے چنانچہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر باپ گھر مین ہو حالانکہ اوسکا باپ گھر مین موجود ہے یا کہا کہ مین نے چاہا اگر یہہ وقت رات ہے حالانکہ اوسوقت رات ہے تو عورت مطلقہ ہوگی اوسیوقت کیونکہ تعلیق امر ثابت الوجود پر درحقیقت

تعلیق نہین بلکہ تخییر ہے۔

(۱۰۰۷) کہا زوج نے عورت سے کہ تو طالق ہے جب کہ تو چاہے یہہ عموم زمانی خواہ بلفظ متی شئت ذکر کیا یا متی ماشئت یا اذا شئت یا اذا ماشئت کے لفظ سے بیان کیا پھر عورت نے رد کیا امر کو یعنی کہا کہ مین طلاق نہین چاہتی تو اس رد کرنے سے عورت کا اختیار رد نہوگا اور مقید نہ ہوگا یہہ اختیار مشیت کا مجلس علم پر اور نہ طلاق دے سکیگی عورت مگر ایک طلاق کیونکہ یہہ الفاظ سب زمانون کو شامل ہین پس افعال کو تو عورت مالک طلاق کی ہر زمانہ مین ہے اور مالک نہ ہوگی دوسری تطلیق کی بعد تطلیق اول کے بسبب عموم افعال کے۔

(۱۰۰۸) اگر کہا کہ انت طالق کلما شئت یعنی تو طالق ہے ہر بار کہ تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے تین طلاق کو علیحدہ علیحدہ لینے کا مثلاً عورت نے ایک مجلس مین کہا کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق چاہی پھر دوسری مجلس مین بھی اسی طرح کہا پھر تیسری مجلس مین بھی ایسا ہی کہا تو درست ہے یعنی تینون طلاقین واقع ہون گی لیکن تینون طلاق کو ایک مجلس مین جمع نکر سکیگی نہ دو طلاق کو کیونکہ لفظ کلما کا موضوع ہے واسطے عموم افراد کے تو اوسمین جمع اور تثنیہ کا ارادہ صحیح نہین۔

(۱۰۰۹) اگر طلاق واقع کی عورت نے بعد دوسرے زوج کے تو طلاق واقع نہوگی اگر اپنی ذات کو تین متفرق طلاقین دے چکی ہوگی یعنی مثلاً زید نے حمیدہ سے کہا انت طالق کلما شئت سو اوسنے تین طلاق متفرق اپنی ذات پر واقع کین اور بعد اسکے خالد سے نکاح

کیا پھر خالد نے اوسکو طلاق دی پھر حمیدہ نے زید سے نکاح کیا اور
اپنی ذات پر طلاق واقع کی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ تعلیق کلما نشئت
کے اول ملک تک تھی تو اس ملک ثانی مستحدث کو شامل نہ ہوگی اور اگر
حمیدہ نے اپنی ذات پر مطلق طلاق واقع نہ کی تھی یا تین طلاق ایک
مجلس میں کر چکی تھی یا فقط ایک یا دو طلاق ایک مجلس میں واقع کر چکی
تھی تو حمیدہ کو تین متفرق طلاق واقع کرنے کا بعد دوسرے زوج کے
بھی اختیار ہے اور اس مسئلہ کا نام مسئلۃ الہدم ہے جو باب التعلیق اور
باب الرجعت میں بخوبی بیان کیا جاویگا۔

(۱۰۱۰) کہا زوج نے انت طالق حیث شئت یعنی تو طالق ہے جہاں تو
چاہے یا کہا انت طالق این شئت یعنی تو طالق ہے جس جگہ تو چاہے تو
عورت طلاق نہ دے سکیگی مگر جبکہ چاہے گی مجلس علم میں اور اگر اوٹھ کھڑی
ہوگی قبل مشیت کے تو اب اوسکی خواہش کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ
حیث اور این موضوع ہیں واسطے مکان کے اور حالانکہ طلاق کو کچھ تعلق
نہیں مکان سے تو مکان کا وجود اور عدم بہ نسبت طلاق کے برابر ہے
تو اسواسطے حیث اور این باعتبار مجاز کے بمعنی ان شرطیہ کے قرار
دیئے گئے کیونکہ ان شرطیہ اصل ہے باب تعلیق میں (علاقہ مجاز کا یہہ کہ
ظرف اور شرط میں مناسبت ہے اسواسطے کہ مظروف بدون ظرف
کے نہیں ہوتا جیسے کہ مشروط بدون شرط کے نہیں ہوتا) کذا فی حاشیۃ
المدنی و الطحطاوی۔

(۱۰۱۱) اگر کہا انت طالق کیف شئت یعنی تو طالق ہے جسطرح کہ تو
چاہے تو ایک طلاق رجعی فی الحال واقع ہوگی یعنی قبل مشیت عورت

کے طلاق رجعی ہو گی نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لیکن صاحبین کے
نزدیک بدون مشیت کے طلاق نہ ہو گی۔ دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ زوج
نے طلاق کو خود واقع کیا اور وصف طلاق مین یعنی رجعی یا بائن واقع کرنے مین
عورت کو مختار کیا۔ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔ اگر اس قول مین عورت
نے طلاق بائن کو چاہا یا تین طلاق تو حسب خواہش اوسکے وقوع ہوگا
کیونکہ وہ مختار تھی وصف اور عدد مین بشرطیکہ مشیت عورت کی موافق
ہے ساتھہ نیت زوج کے اور اگر نیت زوج کی مخالف ہے مشیت زوجہ
کے تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور باطل ہو گا امر مشیت کا یعنی اس
صورت مین دونون کی نیت لغو ہو گی اصل وقوع صریح کا باقی رہیگا
اگر عورت مدخولہ ہے اور اگر غیر مدخولہ ہے تو عورت پر طلاق بائن پڑیگی
اور باطل ہوگا امر مشیت کا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۱۲) اگر کہا انت طالق کم شئت یا ماشئت یعنی تو طالق ہے جتنا کہ
تو چاہے یا جتنی مرتبہ کہ تو چاہے تو عورت طلاق دینے مین تین طلاق
تک مختار ہے اوسی مجلس مین اپنی ذات کو ایک طلاق دے خواہ
دو یا تین اور عورت کا تین طلاق واقع کرنا طلاق بدعی مین شمار نہوگا
بسبب ضرورت کے کیونکہ عورت اپنی خلاصی کیواسطے تین طلاق کیطرف
مضطر ہے اور اوسکو مجلس کے بعد اختیار باقی نرہیگا۔

(۱۰۱۳) اگر عورت نے رد کیا امر کو یعنی یون کہا کہ مین طلاق کو نہین
چاہتی یا کیا وہ فعل جو مفید ہے اعراض کو تو امر رد ہو جائیگا اور بعد اسکے
عورت کو اختیار باقی نرہیگا چونکہ یہہ تملیک فی الحال ہے لہذا اسکا
جواب بھی فی الحال چاہیے۔

(۱۰۱۴) قال لہا طلقی نفسک من ثلٰث ماشئت تطلق با دون الثلث لان من تبعیضیۃ و قالا بہا ثنتہ فتطلق الثلث۔ اگر کہا کہ طلاق دے اپنی ذات کو تین سے جسقدر کہ تو چاہے ہے عورت ایک یا دو طلاق کی مختار ہے نہ تین کی کیونکہ کلمہ من کا تبعیضیہ ہے اور کہا صاحبین نے کہ من بیانیہ ہے اسلیے اونکے نزدیک تین بھی دے سکتی ہے اور پہلا قول ظاہر تر ہے کیونکہ من اپنے حقیقی معنی مین مستعمل ہوا ہے۔

(۱۰۱۵) کہا زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو فی الحال مطلقہ ہوگی کیونکہ خواہش یا عدم خواہش سے خالی ہونا ممکن نہین۔

(۱۰۱۶) کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھتی ہو تو تو طالق ہے اور اگر اوسکو مبغوض اور مکروہ جانتی ہو تو تو طالق ہے تو اس صورت مین فی الحال عورت مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ یہ جائز ہے کہ عورت نہ طلاق کو محبوب رکھتی ہو نہ مبغوض بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہان عورتکا مشیت و عدم مشیت سے خالی ہونا جائز نہین۔

(۱۰۱۷) اگر کہا مرد نے اپنی دو عورتون سے کہ تم دو مین جو زیادہ تر محبوب رکھتی ہو طلاق سے اوسکو طلاق ہے یا کہا تم دو مین جو زیادہ بغض رکھتی ہو طلاق سے اوسکو طلاق ہے بجواب اوسکے ہر عورت نے کہا کہ مین زیادہ محبت رکھتی ہون یا مین زیادہ بغض رکھتی ہون تو کسی عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک عورت کا دعوی یہ ہے کہ اوسکی سوت سکو کمتر حب یا بغض ہے بہ نسبت مدعیہ کے تو نہ تمام ہوگی شرط زوج کی یعنی کثرت حب یا بغض نہ ثابت ہوگی کسیکی بہ سبب عدم تصادق آپس کے

(۱۰۱۸) اگر مرد نے معلق کیا طلاق کو عورت کی مشیت پر یا ارادہ پر یا رضا یا خواہش پر یا محبت پر تو ایسی تعلیق تملیک ہے اور مقید بہ مجلس ہے بخلاف اوس تعلیق کے جو بغیر الفاظ مذکورہ کے ہو جیسے دخول دار کی تعلیق کہ وہ تملیک نہین بلکہ خالص تعلیق ہے لہذا مقید بہ مجلس بھی نہین ہے واللہ اعلم

باب التعلیق

یہہ باب ہے مسائل تعلیق طلاق کے بیان مین

(۱۰۱۹) تعلیق باعتبار لغت کے ماخوذ ہے علقہ تعلیقاً سے عرب اس کلام کو اوس وقت بولتے ہین جب کسی چیز کو کوئی علق کرے یعنی لٹکا دے اور اصطلاح فقہ مین تعلیق عبارت ہے مربوط کرنے حصول مضمون ایک کلام کو ساتھہ حصول مضمون دوسرے کلام کے یعنی مضمون جزا کو مضمون شرط سے گانٹھنا اور لٹکانا چنانچہ انت طالق ان دخلت الدار یعنی تو طالق ہے اگر گھر مین داخل ہو گی تو یہہ تعلیق ہے اسواسطے کہ طلاق مخاطبہ کے دخول دار سے مربوط ہے یعنی طلاق کا حصول دخول دار کے حصول پر موقوف ہے تعلیق کو مجازاً یمین بھی کہتے ہین۔

(۱۰۲۰) صحت تعلیق کی شرط ہے کہ شرط معدوم جائز الوجود ہو یعنی وقت تکلم کے شرط موجود نہ ہو لیکن موجود ہونا اوسکا محال نہو تو اگر کوئی کہے کہ تو طالق ہے اگر آسمان ہمارے سر کے اوپر ہو تو اوسیوقت طلاق واقع ہو گی اور یہہ تنجیز ہے تعلیق نہین کیونکہ وقت تکلم کے شرط موجود ہے اسیطرح اگر کہا کہ تو طالق ہے اگر اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہو تو ایسی تعلیق لغو ہو گی اور طلاق واقع نہو گی کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے مین داخل ہونا محال ہے۔

(۱۰۲۱) نیز شرط ہے کہ شرط متصل مشروط کے ہو تو اگر انت طالق کہا پھر بعد سکوت کے شرط بیان کی تو صحیح نہ ہو گی مگر بعذر مثلاً زوج ہکلا ہو مشکل سے بات کرتا ہو۔

(۱۰۲۲) نیز شرط ہے کہ مرد تعلیق سے عورت کے کلام کا بدلا دینے کا قصد نکرے مثلاً عورت نے مرد سے کہا اے سفلہ یعنی اے بے عزت پھر مرد نے کہا کہ میں اگر ایسا ہی ہوں جیسا کہ تو نے کہا تو تو طالق ہے تو یہہ تعلیق نہیں تنجیز ہے یعنی فی الحال طلاق واقع ہو گی۔ مرد سفلہ ہو یا نہو

(۱۰۲۳) نیز شرط ہے کہ مشروط مذکور ہو امشروط سے مراد اس مقام پر محل شرط ہے) مثلاً کہا انت طالق ان یعنی حرف شرط کا بدون فعل شرط کے بولنا لغو ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع نہ ہو گی اور اسی پر فتوی ہے

(۱۰۲۴) نیز شرط ہے کہ رابط موجود ہو جہاں جزا شرط سے موخر ہو چنانچہ اسکا بیان آئندہ کیا جاویگا رابط سے مراد وہ حرف ہے جو شرط اور جزا کو ربط دے مثلاً ف اور اذا مفاجات کا۔

(۱۰۲۵) نیز شرط ہے کہ معلق لہ ملک ہو معلق کی خواہ حقیقۃً ہو چنانچہ یوں کہنا مولی کا اپنے غلام سے کہ اگر تو ایسا کریگا تو تو آزاد ہے تو یہاں غلام ملک حقیقی ہے یا ملک حکمی ہو اگرچہ ملک حکمی حقیقۃً نہ ہو بلکہ حکماً ہو مانند قول زوج کے اپنی منکوحہ سے یا عدت والی سے اگر تو جائیگی تو تو طالق ہے ملک حقیقی کی مثال غلام ہے اور ملک حکمی حقیقی کی مثال منکوحہ ہے اور ملک حکمی حکماً کی مثال عدت والی ہے بہ سبب باقی رہنے اثر نکاح کے کیونکہ معتدہ محل ہے طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۲۶) اگر اضافت اور نسبت ہو ملک حقیقی کی طرف عام ہو یا خاص

چنانچہ یون کہنا کہ اگر مین مالک ہون گا کسی غلام کا تو وہ آزاد ہے یا اگر مین مالک ہون گا تیرا (یہ ایک شخص معین سے کہا) تو تو آزاد ہے مثال اول ملک حقیقی عام کی اضافت کی ہے اور مثال ثانی ملک حقیقی خاص کی اضافت کی ہے یا اضافت ملک حکمی کی طرف ہو اسیطرح یعنی حکمی عام ہو یا خاص مثال حکمی عام کی مثلاً یون کہنا کہ اگر مین کسی عورت سے نکاح کرون تو وہ مطلقہ ہے یا یون کہنا اجنبی عورت سے کہ اگر مین تجھہ سے نکاح کرون تو تو طالق ہے یہہ مثال ہے حکمی خاص کی اضافت کی اور اسیطرح کل امرأة انکحها فهي طالق یعنی جس عورت سے کہ مین نکاح کرون پس وہ طالق ہے یہہ مثال ہے حکمی عام کی اضافت کی۔

(۱۰۲۷) واسطے صحت اضافت ملک کے کافی ہین معنی شرط کے خواہ حرف شرط مذکور رہو یا نہ ہو مگر جو عورت کہ معین ہو گئی نام یا نسب یا اشارہ کرنے سے تو وہان معنی شرط کی کافی نہین بلکہ معینہ کی تعلیق طلاق مین شرط صریح ضرور ہے۔

(۱۰۲۸) اگر کہا مرد نے کہ جس عورت سے مین نکاح کرون وہ طالق ہے تو وہ عورت مطلقہ ہو گی بعد اوسکے نکاح کے کیونکہ یہہ عورت باسم ونسب اور اشارہ کی معین نہین ہے تو اوسکی تعلیق مین معنی شرط کے کافی ہین۔

(۱۰۲۹) اگر کہا کہ هذه المرأة التي اتزوجها طالق یعنی یہہ عورت جس سے مین نکاح کرون گا طالق ہے تو اوسپر طلاق واقع نہ ہو گی۔ اگر بعد اضافت کے اوس سے نکاح کریگا کیونکہ وہ معین ہو چکی بہ سبب اشارہ کرنے کے تو لغو ہو گیا وصف یعنی التي اتزوجها کہنا بیفائدہ ہو گیا کیونکہ وصف معین

ہوتا ہے۔ غیر معروف مین اور معروف مین وصف کی کیا حاجت ہے بلکہ
عورت معینہ کی تعلیق اضافت مین صحیح شرط ذکر کرنا چاہیے اسطرح کہ اگر مین
اس عورت سے نکاح کرون گا تو یہہ طالق ہے تب تعلیق صحیح ہو گی
(۱۰۳۰) اگر کہا مرد نے اجنبیہ سے کہ اگر تو ملاقات کریگی زید سے تو تو
طالق ہے پھر بعد اس قول کے اوس عورت سے نکاح کیا پھر عورت نے
زید کی ملاقات کی تو یہہ قول لغو ہوا کیونکہ وقت تعلیق کے عورت نہ ملک
تھی نہ اضافت طرف ملک کے
(۱۰۳۱) اگر کہا کہ جس عورت کے ساتھہ مین جمع ہون فرش پر تو وہ
طالق ہے پھر نکاح کیا تو یہہ منکوحہ مطلقہ نہ ہو گی اور یہہ قول لغو ہوگا
کیونکہ اجتماع فی الفراش لازم نہین کہ فقط نکاح سے ہی ہو تو اجتماع
فی الفراش نہ ملک ہے نہ اضافت ملک کی۔
(۱۰۳۲) اسیطرح اگر کہا کہ جس لونڈی سے مین صحبت کرون وہ آزاد
ہے پھر مول لیا ایک لونڈی کو پھر اوس سے صحبت کی تو وہ آزاد
نہو گی بہ سبب عدم ملک و عدم اضافت الی الملک کے۔
(۱۰۳۳) اگر طلاق متصل ہو ساتھ اثبات ملک زوج کے تو واقع نہ ہو گی بلکہ لغو
ہو گی۔ مثلاً یون کہا کہ تو طالق ہے اپنے نکاح کے ساتھہ ہی تو طلاق واقع
نہ ہو گی۔ کیونکہ یہان وقوع طلاق بمجرد ثبوت نکاح کے ہے اور متصل ہے
اوس سے اور ایقاع طلاق یون صحیح ہے کہ تو طالق ہے ساتھہ نکاح کرنے
میرے کے بہ سبب تمام ہو جانے کلام کے اپنے فاعل اور مفعول بہ
(۱۰۳۴) اگر طلاق متصل ہو زوال ملک زوج کے تو بھی باطل ہو گی
چنانچہ یون کہنا کہ تو طالق ہے اپنی موت کے ساتھہ یا میری موت کے

ساتھہ تو طلاق واقع نہ ہوگی اور یہہ کلام لغو ہوگا کیونکہ حالت موت منافی ہے ایقاع اور وقوع طلاق کی کما فی طلاق الصریح۔

(۱۰۳۵) فائدہ امام محمد سے روایت ہے کہ یمین مضاف مین طلاق واقع نہین ہوتی یعنی تعلیق باضافت ملک اسطرح کہ اگر مین تجھہ سے نکاح کرون یا جس عورت سے نکاح کرون مطلقہ ہے تو بقول امام محمد بعد نکاح کے طلاق واقع نہ ہوگی اور اس قول پر فتوی دیا ہے علماء خوارزم نے کذا فی المجتبی اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا۔

(۱۰۳۶) قاضی شافعی کے فسخ کر دینے مین حنفی المذہب کو تقلید مذہب شافعی کی جائز ہے یعنی اگر حنفی المذہب نے تعلیق مضاف کی ہو تو اوسکو جائز ہے کہ مقدمہ قاضی شافعی کے پاس رجوع کرے تاکہ قاضی شافعی اس تعلیق کو فسخ کرے پھر بعد الفسخ وطی اوس عورت کی بلا تردد حلال ہوگی۔ کذا فی البحر الرائق بلکہ حنفی کو فسخ اس تعلیق مین تقلید حکم او پنچ کی بھی جائز ہے لیکن تقلید قاضی شافعی کی بالاتفاق جائز ہے بحر الرائق مین بزازیہ سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ مین فسخ یمین سے نکاح فعلی بہتر ہے اسطرح کہ کسی عالم کے پاس جا اور اپنے یمین کا ذکر کرکے اپنی احتیاج طرف نکاح فضولی کی بیان کرے سو عالم اوسکا نکاح عورت سے کر دے اور یہ شخص اجازت فعلی سے نکاح کو صحیح کر دے تو اس تدبیر سے نکاح بھی صحیح ہو گیا اور حانث بھی نہوا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۳۷) اگر زوج نے فی الحال تین یا دو طلاق دین اوس حرہ یا لونڈی کو جسکے حق مین تین یا دو یا ایک طلاق معلق کر چکا تھا تو اس تطلیق فی الحال سے وہ تعلیق باطل ہو جاویگی یعنی زوج نے اول تین طلاق یا کمتر کی تعلیق کی

پھر اسکے بعد تین طلاق کو فی الحال بلا تعلیق کے واقع کر دیا تو اگلی تعلیق کا کچھ اعتبار نہ رہا اگر یہ عورت مطلقہ بعد زوج ثانی کے نکاح کریگا اور بعد اسکے شرط تعلیق [illegible] پائی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی

(١٣٢٨) تنجیز تین طلاق کی مبطل ہے تعلیق کی لیکن اوس تعلیق کو جو ملک پر [illegible] مضاف [illegible] مبطل نہیں ہے مراد تعلیق مضاف سے وہ تعلیق ہے جو [illegible] یا تجھ [illegible] طلاق [illegible] یا کہ میں تجھ سے نکاح [illegible] تو تجھ [illegible] طلاق کہ اس تعلیق مضاف کی مبطل [illegible] شرح تنویر المدقق و الطحطاوی۔

(١٣٢٩) تین طلاق سے کمتر کی تنجیز مبطل تعلیق ثلث کی نہیں ہے

(١٣٣٠) تعلیق طلاق کی باطل ہوتی ہے زوال حلت سے نہ زوال ملکیت سے اور حلت زائل ہوتی ہے بینونت کبری سے یعنی تین طلاق سے نہ [illegible] اور دو طلاق سے لونڈی کی [illegible] پھر جب تین طلاق کے بعد حلال [illegible] اور حلت باطل ہو چکی تھی تو اب وقوع طلاق کا محل باقی نہ رہا تو تعلیق بھی باطل ہو گئی اور جو حلت کہ بعد زوج ثانی کے پیدا ہوگی وہ بالفعل معدوم ہے اور معدوم لائق اعتبار کے نہیں۔

(١٣٣١) امام محمد کے نزدیک واقع ہوگی بقیہ طلاق یعنی جب تنجیز تین طلاق سے کم کی ہوئی تو جسقدر ملک اول میں عدد طلاق باقی رہگئے اوتنے بعد وجود شرط کے واقع ہونگے مثلاً زوج نے تین طلاق کی تعلیق کی دخول دار پر پھر ایک طلاق کی تنجیز کی یعنی فی الحال واقع کر دی اور بعد زوج ثانی کے پھر زوج اول کے نکاح میں آئی اور شرط تعلیق کی پائی گئی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر ملک اول میں دو طلاق کی تنجیز ہوئی تھی تو ایک ہی طلاق

واقع ہوگی کیونکہ اتنا ہی بقیہ تھا ملک اول کا اور یہہ مسئلہ ہدم کا ہے جو باب الرجعۃ میں آویگا۔

(۱۰۴۲) خلاصہ یہہ ہے کہ تنجیز بادون ثلث مین باتفاق شیخین اور امام محمد کے تعلیق باطل نہین ہوتی لیکن اختلاف ہے وقوع معلق مین شیخین کے نزدیک شیخین کے نزدیک کل معلق ہوتا ہے اور امام محمد کے نزدیک جسقدر تین طلاق سے باقی رہا اوتنا واقع ہوتا ہے۔

(۱۰۴۳) ایک شخص نے ایک طلاق کی تعلیق کی دخول دار پر پھر اوسنے دو طلاق کو فی الحال واقع کردیا پھر اوس عورت سے نکاح کیا بعد دوسرے زوج کے پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو شیخین کے نزدیک زوج اول کو رجعت کرنا عورت سے درست ہے کیونکہ زوج ثانی نے طلاق منجز کو ہدم کردیا گویا اوسکا وجود ہی نہ تھا تو زوج اول کو تملیک جدید مین پھر تین طلاق کا اختیار حاصل ہوا پھر جب ایک طلاق معلق واقع ہوئی تو دو طلاق کا اختیار باقی رہا کیونکہ اوسکو رجعت کا اختیار ہے بخلاف امام محمد کے کہ اونکے نزدیک زوج اول رجعت نہین کرسکتا کیونکہ دو طلاق پہلے واقع ہوچکی تھین اور ایک طلاق معلق اب واقع ہوئی تینون طلاقین پوری ہوچکین رجعت کی گنجائش کہان رہی۔

(۱۰۴۴) باطل ہوتی ہے تعلیق طلاق کی بہ سبب ملحق ہونے زوج کے دار الحرب مین مرتد ہوکر بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک اس لحوق سے تعلیق باطل نہین ہوتی۔

(۱۰۴۵) باطل ہوتی ہے تعلیق بہ سبب فوت ہونے محل جزا کے یعنی قسم پوری کرنیکا مقام باقی نرہنے سے چنانچہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر

تو فلانے شخص سے کلام کریگی یا اوس گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق
ہے پھر وہ شخص مرگیا اور وہ گھر باغ بنایا گیا تو یہ تعلیق باطل ہوگئی یعنی
اگر عورت اوس باغ مین جائیگی تو طلاق واقع نہوگی۔

(۱۰۴۶) اگر کہا زوج نے زوجہ لونڈی سے کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی
تو تو طالق ہے تین بار پھر لونڈی آزاد ہوئی پھر گھر مین داخل ہوئی تو
زوج کو رجعت کرنا درست ہے کذا فی القنیہ کیونکہ وقت تعلیق کے لونڈی
تھی دو طلاق سے زیادہ کا اوسپر اختیار نہ تھا تو گویا دو ہی طلاق
کی تعلیق ہوئی نہ تین کی پھر جب شرط پائی گئی تو وہ حرہ تھی تو زوج کو
تین طلاق کا اختیار رہا تو جب دو طلاق معلق واقع ہوئین تو ایک طلاق
کی ملکیت زوج کو باقی رہی لہذا رجعت کرسکتا ہے۔

(۱۰۴۷) الفاظ شرط کے یعنی نشانیان وجود جزاء کے یعنی جو الفاظ بالذات
وجود جزا پر دلالت کرتے ہین وقت موجود ہونے شرط کے ایک اون
مین سے ان مکسورہ ہے اور اگر زوج نے ان کو فتح دیا تو فی الحال
طلاق واقع ہوگی جبتک کہ زوج تعلیق کی نیت نکرے اگر نیت کریگا تو
دیانۃً اوسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً

(۱۰۴۸) اور الفاظ شرط سے ہے اذا اور اذا ما اور کل اور کلما
منصوب اور متی اور متی ما اور اسیطرح لو ہے مثلاً کہا انت طالق لو دخلت
الدار یعنی تو طالق ہے اگر گھر مین داخل ہوگی اور اسیطرح من سے مثلاً
کہا زوج نے اپنے ازواج سے من دخل منکن الدار فہی طالق یعنی جو تم
سے داخل ہوگی گھر مین وہ طالق ہے تو اگر ایک عورت اون مین سے
چند بار داخل ہوگی تو اوسپر بقدر ہر بار داخل ہونے کے طلاق واقع

ہوگی کیونکہ دخول مضاف ہوا جماعت کی طرف تو اوسکا عموم زیادہ ہوگیا یعنی تعمیم فعل کی بار بار مراد ہوئی کذا فی الغایہ

(۱۰۴۹) کل الفاظ شرطیہ مذکورہ مین یمین باطل ہوجاتی ہے بسبب باطل ہونے تعلیق کے جب کہ ایک بار شرط پائی جاوے لیکن کلما کے لفظ مین ایک بار شرط کے پاے جانے سے یمین باطل نہین ہوتی کیونکہ کلما مین بعد تین بار کے یمین باطل ہوتی ہے بوجہ اقتضاے کلما کے عموم افعال کو جب کہ مقتضی ہے لفظ کل کا عموم اسما کو تو اگر زوج نے کہا کلما دخلت الدار فانت طالق یعنی جتنی بار کہ داخل ہو تو گھر مین اوسیقدر تو طالق ہے پھر عورت داخل ہوئی گھر مین تین بار تو وہ تین طلاق کی بائن ہوگی پھر اگر بعد زوج ثانی کے زوج اول کے نکاح مین آویگی اور چوتھی بار گھر مین داخل ہوگی تو کچھ واقع نہوگا بسبب ابطال تعلیق کے اور اگر کہا کل امراۃ اتزوجہا فہی طالق یعنی جس عورت سے کہ مین نکاح کرون تو وہ طالق ہے تو ہر عورت مطلقہ ہوگی بعد نکاح کے پھر اگر دوسری بار اوس عورت سے نکاح کریگا تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ لفظ کل عموم اسما کو مقتضی ہے نہ عموم افعال کو

(۱۰۵۰) اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ جتنی بار تو گھر مین داخل ہو تو تو طلاق والی ہے اور عورت نے تین بار داخل ہونے کے بعد زوج ثانی سے نکاح کرکے پھر بعد طلاق یا موت زوج ثانی کے زوج اول سے نکاح کیا تو اب طلاق واقع نہوگی دخول دار سے۔

(۱۰۵۱) اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ جب مین تجھ سے تزوج کرون تو تو طالق ہے اس صورت مین بعد نکاح کرنے تین بار کے بھی تعلیق

باطل نہ ہوگی بسبب داخل ہونے لفظ کلما (یعنی جبکہ) کے سبب ملک یعنی
تزوج پر اور بسبب ملک کا منتہا ہی نہین ہے تو طلاق واقع ہوگی ہر بار نکاح
کرنے سے اگرچہ سو بار نکاح کرے ستر زوج کے بعد کیونکہ جب شرط
پائی گئی یعنی تزوج تو بالضرور اوسکو جزا لاحق ہوگی یعنی طلاق۔

(۱۰۵۲) اگر کہا زوج نے اپنی مدخولہ سے کہ جب مین تجھکو طلاق دون تو تو
طالق ہے پھر اوسکو ایکبار طلاق دی تو دو بار طلاق واقع ہوگی ایک
طلاق بسبب تنجیز کے اور دوسری طلاق بسبب تعلیق کے بوجہ وجود
شرط کے۔

(۱۰۵۳) اگر کہا کہ جب تجھ پر طلاق واقع ہو تو تو طالق ہے پھر اوسکو
ایک طلاق دی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بسبب مکرر ہونے وقوع
طلاق کے کیونکہ جب ایک طلاق دی تو شرط پائی گئی تو دوسری
طلاق واقع ہولی اور ثانی کے وقوع سے پھر شرط پائی گئی تو تیسری
طلاق واقع ہولی علی ہذا القیاس الی غیر النہایۃ۔ لیکن وقوع طلاق کا
تین سے زیادہ نہوگا کیونکہ تنجیز تین کی مبطل ہے تعلیق کی بخلاف مسئلہ
سابقہ کے کہ اوسمین تکرار وقوع کی نہین تو دو ہی بار واقع ہوگی نہ تین بار

(۱۰۵۴) بعد تعلیق کے زوال ملک کا خواہ ملک نکاح کا زوال ہو
یا ملک یمین کا باطل نہین کرتا تعلیق کو۔ تو اگر منکوحہ کو ایک طلاق یا دو
طلاق بائن دین اور اوسکی عدت گذر گئی یا غلام کو بیچا بعد تعلیق عتق
کے پھر نکاح کیا مطلقہ بائنہ سے گو بعد زوج ثانی کے یا اوس غلام کو مول
لیا پھر تعلیق کی شرط پائی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا۔
بحث بقائے تعلیق کے بسبب باقی رہنے محل تعلیق کے مراد محل تعلیق

سے عورت اور غلام ہے۔ اور یہ جو کہا زوال ملک مبطل تعلیق کا نہین یہ اوس
صورت مین ہے جبکہ زوال کمتر تین طلاق سے ہوا ہو اور اگر زوال ملک کا تین طلاق
سے ہوا ہو تو بلاشبہہ مبطل ہی تعلیق کا۔ کیونکہ تنجیز تین طلاق کی مبطل ہے تعلیق کی

(١٠٥٥) باطل ہو جاتی ہے تعلیق بعد پائے جانے شرط کے ہر طرح
سے یعنی وجود شرط کا ملک مین ہوا ہو یا غیر ملک مین دونون طرح تعلیق
باقی نہین رہتی ہے لیکن اگر ملک مین شرط پائی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی
اور غلام آزاد ہوگا اور اگر شرط ملک مین نہ پائی گئی اسطرح کہ عورت داخل
ہوئی گھر مین مثلاً بعد ابانت اور انقضاے عدت کے قبل تزوج کے
تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اسیطرح غلام آزاد نہ ہوگا (کیونکہ جزا شرط کو لاحق
نہین ہوتی غیر ملک مین چنانچہ اسی پر مسئلہ آئندہ کو متفرع کیا۔

یہ حیلہ ہے اوس شخص کے واسطے کہ جسنے معلق کیا تین
طلاق کو دخول دار پر کہ عورت کو ایک طلاق دے کر چپکا ہو رہے یہان
تک کہ اوسکی عدت گذر جاے اور بعد عدت کے عورت گھر مین داخل
ہو تو ٹوٹ جائیگی تعلیق (کیونکہ بعد وجود شرط کے تعلیق باطل ہو جاتی ہے
پھر اوس عورت سے نکاح کرلے تو اگر عورت پھر اوس گھر مین داخل
ہوگی تو کچھ واقع نہ ہوگا۔

یہ اوس صورت مین ہے جب کہ تعلیق بکلمہ کلما نہو اور اگر
بکلمہ کلما تعلیق ہو تو ایکبار داخل ہونے سے تعلیق باطل نہ ہوگی تو وہان
بعد عدت کے قبل اعادہ نکاح کے عورت کو تین بار گھر مین داخل ہونا چاہیے
تب تعلیق باطل ہوگی جیسا کہ گذرا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(١٠٥٦) اگر اختلاف پڑے زوج اور زوجہ مین وجود شرط یعنی ثبوت شرط

یعنی زوج کو ثبوت ... اسواسطے تقریر کیا تاکہ شرط عدمی کو بھی شامل ہو
مثلاً کہا کہ اگر تو آج گھر مین داخل نہو گی تو تو طلاق والی ہے) تو حالت
اختلاف مین قول زوج کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا بسبب انکار زوج طلاق
کو اور معتبر ہوتا ہے قول منکر کا

(۱۰۵۵) اگر معلق کیا زوج نے طلاق کو نفقہ روزمرہ خرچ عورت کو نہ پہونچنے
پر یعنی یون کہا کہ اگر تجھکو تیرا نفقہ مثلاً شہر رجب مین نہ پہونچے تو تو طلاق
والی ہے پھر دعوی کیا زوج نے وصول کا اور انکار کیا اوسکا عورت نے
تو قول زوج کا معتبر ہوگا اور اسی روایت پر یقین کیا ہے قنیہ مین کیونکہ
اگرچہ بنظر ظاہر عورت منکر معلوم ہوتی ہے لیکن درپردہ مدعی ہے
طلاق کی اور نفس الامر مین ثبوت شرط کا اور طلاق کا زوج منکر ہے
تو اوسی کا قول معتبر ہوگا۔

لیکن تصحیح کی ہے خلاصہ اور بزازیہ مین اسکی کہ مسئلہ سابقہ مین
عورت کا قول معتبر ہے اور اسی کو ثابت رکھا ہے بحر الرائق اور نہر
الفائق مین اور یہی مقتضی ہے متون کی تخصیص کا کیونکہ متون مین
مطلقاً قول زوج ہی معتبر ہے اختلاف کے نزدیک خواہ اختلاف وصول
نفقہ مین ہو یا کسی اور مین۔

لیکن مصنف منح الغفار نے کہا ہے کہ ہمارے اوستاد
یعنی مصنف بحر الرائق نے یقین کیا ہے اپنے فتوی مین موافق متون اور
شروح کے کیونکہ متون اور شروح ہی موضوع ہین نقل مذہب مین
تو بلا شبہہ روایت متون اور شروح کی مقدم ہو گی خلاصہ اور بزازیہ
کی روایت پر کیونکہ وہ دونون فتاوی مین داخل ہین چنانچہ ظاہر

اہل فقہ پر مخفی نہیں ہے۔

مگر جب کہ عورت گواہ لاوے اپنے دعوی پر تو گواہ مقبول ہونگے شرط پر اگرچہ شرط نفی کی ہو چنانچہ یون کہنا زوج کا کہ اگر آج کی رات میری خوشدامن یا میری سالی نہ آویگی تو میری عورت طالق ہے پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ خوشدامن یا سالی زوج کے پاس نہیں آئی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور عورت مطلقہ ہوگی کذا فی فتح الغفار۔

ہر چند کہ نفی کی گواہی مسموع نہیں ہے لیکن یہان اسواسطے مسموع ہوئی کہ یہ ظاہر میں نفی ہے لیکن حقیقت مین اثبات ہے [illegible] کی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۱۰۵۸) تبیین میں روایت ہے کہ اگر زوج نے کہا زوجہ سے اگر [illegible] تجھ سے جماع نکرون تیرے حیض کے اندر تو تو طالق ہے موافق سنت کے پھر زوج نے کہا کہ مین نے تجھ سے حیض مین جماع کیا ہے [illegible] جماع کے وقت عورت کو حیض موجود ہے تو زوج ہی کا قول معتبر ہے کیونکہ وہ مالک ہے انشاء جماع کا [illegible] حیض مین جماع کرنا اسکو مقدور ہے گو شرعًا جائز نہیں ہے اور اگر دعوی جماع کے وقت عورت طاہر ہے تناقض نہیں ہے تو قول زوج کی تصدیق نہوگی کیونکہ واقع اوسکے قول کے مخالف ہے اور طلاق سنت کا وقت موجود ہے یعنی طہر پس مسئلان اختلاف فی وجود الشرط فالقول لہ اور مسئلہ آئندہ یعنی ان حضت فانت طالق یہ [illegible] اتفاق پر نہیں ہے یعنی عبد بن مطلق نہیں ہے کیونکہ تعقیب مسئلہ [illegible] کی روایت سے ثابت ہوئی کہ وقت طہارت حیض کے زوج کا قول معتبر نہیں ہے اور تعقیب مسئلہ آئندہ کے خود دمین [illegible]

(۱۰۵۹) جس شرط کا وجود معلوم نہ ہو سکے بجز عورت کے چنانچہ حیض اور حبل اور بغض تو وہان عورت کے قول کی تصدیق ہوگی فقط اوسکی ذات کے حق مین نہ غیر کے حق مین اسکیونکہ اپنی ذات کے واسطے وہ امین ہے اور اپنی سوت کے واسطے متہم ہے کذا فی حاشیۃ المدنی تصدیق قول عورت کی باعتبار استحسان کے ہے بدون قسم کے کذا فی نہر الفایق وجہ استحسان کی یہہ ہے کہ یہہ شرط بدون عورت کے معلوم نہین ہوسکتی ہے اور اوسپر حکم شرعی مترتب ہوا تو عورت پر اوسکی خبر دینا واجب ہوا تاکہ حرام واقع نہو۔

(۱۰۶۰) عورت قریب البلوغ بالغہ کی مانند ہے اور احتلام مانند حیض کے ہے قول اصح مین تو اگر حیض پر تعلیق طلاق کی ہو لی او کہا قریب البلوغ نے کہ مجکو حیض آیا تو تصدیق ہوگی مانند بالغہ کے اور اسیطرح غلام قریب البلوغ کے آزادی احتلام پر معلق ہوئی اور غلام نے کہا کہ مجکو احتلام ہوا تو اوسکے قول کی تصدیق ہوگی مثل حیض کے

(۱۰۶۱) اگر زوج نے کہا کہ اگر تو حائض ہو لی تو تو طالق ہے اور غلام نے عورت طالق ہے یا یون کہا کہ اگر تو عذاب خدا کو دوست رکھتی ہے تو تو طالق ہے یا غلام اوسکا آزاد ہے تو اگر عورت نے کہا کہ مین حائض ہو لی در حالیکہ حیض اوسوقت قایم ہے تو تصدیق ہوگی اوسکے قول کی اور اگر حیض منقطع ہوگیا تو اوسکا قول مقبول نہ ہوگا چنانچہ زیلعی اور حدادی نے اسکو مصرح کیا ہے یا عورت نے یون کہا مسئلہ ثانیہ کی جواب مین کہ مین عذاب خدا کو دوست رکھتی

دونون لفظ دونون صورت مین مخیرہ مطلقہ ہو گی نہ سوت اوسکی بشرطیکہ زوج
نے اوسکی تکذیب کی ہو اور اگر زوج نے اوسکی تصدیق کی یا زوج کو اوسکے
حیض کا ہونا معلوم ہو گیا تو دونون صورتون مین مطلقہ ہو نگی یعنی خبر دینے والی
اور اوسکی سوت ۔ [illegible]

(۱۰۶۲) اگر کہا زوج نے کہ اگر تو حائض ہو گی تو تو طالق ہے تو طلاق
واقع نہ ہو گی بمجرد نظر آنے خون کے اسواسطے کہ شاید وہ استحاضہ ہو پھر اگر
خون جاری رہا برابر تین دن تک تو طلاق واقع ہو گی اوس وقت سے جبسے
کہ عورت نے خون دیکھا اور یہہ طلاق بدعی ہو ئی اسلیے کہ حیض مین واقع ہوئی
پس اگر عورت غیر مدخولہ ہو سو نکاح کرے دوسرے زوج
سے تین دن مین تو یہہ نکاح صحیح ہو گا ۔
پس اگر غیر مدخولہ بعد نکاح ثانی کے مر گئی تین دن کے اندر تو
وراثت اوس عورت کی زوج اول کو ہو گی اسلیے کہ معلوم نہین ہے کہ یہہ
خون حیض تھا یا نہین اسواسطے کہ خون حیض کا تین دن سے کم نہین ہوتا
ہے اور اگر تین دن برابر خون جاری رہا تو زوج ثانی اوسکا وارث ہو گا
اور تصدیق ہو گی عورت کے قول کی اوسیکے حق مین نہ اوسکی سوت
کے حق مین ۔

(۱۰۶۳) اگر زوج نے کہا کہ اگر تو حائض ہو گی ایک حیض یا نصف حیض
یا ثلث حیض یا سدس حیض تو کل اور بعض کہنا یکسان ہے بہ سبب
عدم قسمت پذیری حیض کے تو ایک یا بعض حیض کی تعلیق سے طلاق واقع
نہ ہو گی یہانتک کہ عورت پاک ہو جاوے اوس سے اسلیے کہ ایک حیض
تام ہے پورے حیض کا اور پورا ہونا حیض کا بدون پاکی کے متصور نہین ہے

اور یہہ قول عورتکا حیض ہونے مین وہان تک مقبول ہے کہ اوسنے دوسری بار حیض نہین دیکہا کذا فی الجوہرہ یعنی حالت حیض مین یا بعد پاک ہونے کے حیض کا اظہار کیا تو مقبول ہوگا اور اگر حیض ثانی مین اظہار کیا تو مقبول نہ ہوگا۔

(۱۰۶۴) اگر کہا زوجہ نے کہ اگر تو روزہ رکھے گی ایک دن تو تو طالق ہے تو طلاق واقع ہوگی وقت غروب آفتاب کے جسدن روزہ رکھے بخلاف اس قول کے کہ اگر تو صایم ہوگی تو تو طالق ہے اس مین غروب آفتاب کی ضرورت نہین ہے (کیونکہ صوم لغوی ایک ساعت پر بھی صادق آتا ہے۔

(۱۰۶۵) اگر کہا زوجہ سے کہ اگر تو لڑکا جنے تو تجکو ایک طلاق ہے اور اگر تو لڑکی جنی تو تجکو دو بار طلاق ہے سو عورت لڑکا اور لڑکی ایک کو بعد دوسرے کے جنے اور معلوم نہین ہے کہ اول کون جنی لڑکا یا لڑکی تو لازم ہوگی اوسکو ایک طلاق باعتبار قضا کے اور دو طلاق باعتبار احتیاط کے بسبب احتمال تقدم جاریہ کے یعنی شاید اول لڑکی پیدا ہوئی ہو اور آخر ہوگئی عدۃ طلاق کی ولد ثانی سے اور اسی سبب سے ولد ثانی کے تولد سے کچھہ واقع نہ ہوگا۔ (کیونکہ جو طلاق کہ متصل ہو انقضا عدت کے اوس سے کچھہ واقع نہین ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۶۶) اگر معلوم ہو پہلا ولد تو اوسمین کچھہ کلام کی حاجت نہین ہے یعنی اگر عورت لڑکا جنی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور عدت لڑکی پیدا ہونے سے آخر ہوگئی پھر دوسری طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر لڑکی پہلے جنی تو دو بار طلاق واقع ہوگی اور عدت لڑکا ہونے سے منقضی ہوگئی۔ پھر

یعنی طلاق ... موجود

تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۱۰۶۷) اگر زوجین مین اختلاف ہوا سو عورت نے دعوی کیا کہ
اول لڑکی پیدا ہوئی اور زوج نے کہا کہ اول لڑکا ہوا تو زوج کا قول
معتبر ہوگا کیونکہ وہ منکر ہے لزوم طلاق ثانی کا اور اگر ثابت ہوئی دونو
کی ولادت ساتھ ہی تو تین بار طلاق واقع ہوگی اور عدت اس صورت
مین حیضون سے ہوگی کیونکہ عدت بہ سبب ولادت کے منقضی نہین
ہوئی جب کہ ولادت ولدین معاً شرط واقع ہوگئی طلاق کی

(۱۰۶۸) اگر جنی عورت ایک لڑکا اور دو لڑکیان اور پہلا ولد معلوم
نہین ہے تو دو بار طلاق باعتبار قضا کے واقع ہوگی اور تین بار بنابر
احتیاط کے کیونکہ اگر لڑکا اول یا درمیان مین ہوگا تو تین بار طلاق
ہوگی ایک اوسکے سبب سے اور دو پہلی لڑکی کے سبب سے اور اگر
لڑکا آخر ہوگا تو دو طلاق پہلی لڑکی کے سبب سے ہونگی پھر باقی ولد سے
کچھ واقع نہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلاً عن النہر

(۱۰۶۹) اگر عورت دو غلام اور ایک جاریہ جنی اور پہلا معلوم نہین
ہے تو بنابر قضا کے ایک طلاق واقع ہوگی اور بنابر احتیاط کے تین
کیونکہ اگر دو غلام پہلے ہین تو ایک طلاق ایک غلام کے سبب سے واقع
ہوگی اور دوسرے غلام سے کچھ واقع نہوگا کیونکہ تعلیق باطل ہوئی
بہ سبب اول غلام کے اور ولادت جاریہ سے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ
انقضاے عدت اوسکی ولادت سے متعلق ہے اور اگر جاریہ اول ہے
یا وسط مین تو تین طلاق واقع ہونگی ایک طلاق بسبب اول غلام کے
اور دو بسبب جاریہ کے یہہ مسئلہ محتمل ہے ایک کو اور تین کو تو قضا مین

اقل لازم ہوگا اور بنا بر احتیاط کے اکثر کذا فی حاشیۃ الطحطاوی۔

(۱۰۷۰) یہ مسئلہ ولادت کا مخالف ہے مسئلہ حمل کے پس اگر کہا زوج نے کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہے تو تجکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہے تو دو طلاق ہے پھر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ حمل نام ہے کل کا اسواسطے کہ اسم جنس مضاف ہے تو کل کو شامل ہوگا تو جبتک کل حمل لڑکا یا لڑکی نہ ہوگا تب تک طلاق واقع نہ ہوگی بسبب نہ پائے جانے شرط کے۔

(۱۰۷۱) اگر کہا زوج نے کہ جو تیرے پیٹ مین ہے اگر لڑکا ہے تو تجکو ایک طلاق ہے پھر اگر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنے تو طلاق واقع نہ ہوگی بسبب عموم لفظ ما کے تو مطلب یہ ہوا کہ جب جمیع ما فی البطن لڑکا ہو تب شرط پائی جاتی حالانکہ ایسا نہین ہے۔

(۱۰۷۲) اگر زوج نے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہے تو تجکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہے تو دو طلاق ہین یہ عورت لڑکی اور لڑکا دونون ساتھ ہی جنی تو تین طلاق واقع ہونگی کیونکہ اس قول مین کوئی عام لفظ نہین ہے کہ جمیع ما فی البطن مراد ہو بلکہ لفظ فی البطن کا دونون پر صادق آتا ہے۔

(۱۰۷۳) اگر معلق کیا طلاق کو عورت کے حمل پر تو طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ جنی دو برس سے زیادہ وقت تعلیق سے یعنی بعد تعلیق کے جبتک دو برس سے زیادہ ولادت نہ ہوگی تب تک طلاق واقع نہوگی اور اگر دو برس سے پہلے یا پورے دو برس مین جنی تو طلاق نہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ شاید حمل تعلیق سے پہلے ہوا ہو کذا فی حاشیۃ للدقائق

(۱۰۷۴) اگر کہا زوج نے کہ اگر تو لڑکا جنے گی تو تو طالق ہے یا آزاد ہے پھر صورت مردہ لڑکا جنی تو زوجہ مطلقہ ہوگی اور لونڈی آزاد ہوگی کیونکہ مردہ کو بھی لڑکا کہتے ہین۔

(۱۰۷۵) اگر کہا مولی نے ام ولد سے کہ اگر تو جنے گی تو تو آزاد ہے پھر وہ مردہ لڑکا جنی تو اوسکے تولد سے ام ولد کی عدت منقضی ہو جاویگی کذا فی الجوہرہ۔ حلبی اور طحطاوی محشیون نے کہا کہ اس مسئلہ مین سہو واقع ہوا ہے کیونکہ عدت نہین ہوتی مگر بعد آزاد ہونے کے اور آزادی ثابت نہین ہوتی مگر بعد ولادت کے تو کیونکر ولادت سے عدت منقضی ہوگی شیخ رحمتی محشی نے جواب دیا کہ قیاس تو یہی ہے لیکن عدت سے مقصود یہ ہے کہ صفائی رحم کی معلوم ہو اور ولادت سے صفائی معلوم ہوگی لہذا ولادت ہی پر اکتفا کی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۰۷۶) تعلیق کی عتاق اور طلاق کی کہ تین طلاق ہون دو چیز پر یعنی فی الحقیقۃ دو پر تعلیق ہوئی بسبب مکرر لانے شرط کے مثلاً کہا کہ اگر آویگا زید اور اگر آویگا بکر تو تو طالق یا تعلیق کی دو چیز پر بدون تکرار شرط کی مثلاً کہا کہ اگر آویگا زید اور بکر تو تو طالق ہے یا آزاد ہے تو طلاق اور عتاق معلق واقع ہوگی اگر شرط ثانی ملک مین پائی جاوے اور اگر شرط ثانی ملک مین نہ پائی جاوے گی تو معلق واقع نہ ہوگی بسبب مشروط ہونے ملک کے وقت حنث یعنی تعلیق ٹوٹنے کے وقت ملک ضروری ہے پھر جب شرط ثانی ملک مین نہ حاصل ہوئی تو معلق واقع نہ ہوگی اور شرط اول کا ملک مین حاصل ہونا کافی نہین ہے اور اسکی چار صورتین محتمل ہین۔

اول صورت یہ ہے کہ دونون چیزین ملک مین پائی جاتی ہین اسمین طلاق واقع ہوگی۔

دوسری صورت یہہ ہے کہ دونون چیزین ملک مین پائی جاوین اسمین طلاق واقع نہ ہوگی۔
تیسری صورت یہہ ہے کہ اول چیز ملک مین پائی گئی نہ دوسری تو اسمین طلاق واقع نہ ہوگی۔
چوتھی صورت یہہ ہے کہ دوسری چیز ملک مین پائی گئی نہ پہلی تو اسمین طلاق واقع ہوگی۔
(۱۰۷۷) اگر معلق کیا تین طلاق کو یا لونڈی کی آزادی کو جماع پر تو حانث ہوگا بمجرد ملنے دونون شرمگاہ کے یعنی بمجرد دخول کے طلاق اور آزادی ثابت ہوگی اور واجب نہ ہوگا مرد پر عقر دونون صورتون مین بسبب توقف اور درنگی کے بعد ادخال کے۔ کیونکہ ٹھہرنا اور درنگی جماع نہین ہے بلکہ عبارت ہے ادخال سے۔ سو ادخال بعد طلقات ثلثہ اور عتق کے نہین پایا گیا (عقر عبارت ہے مہر مثل سے حرہ مین اور لونڈی مین دسوان حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ ہے اور بیسوان حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ نہو)
(۱۰۷۸) چونکہ فقط ٹھہرنا بدون ادخال کے جماع نہین ہے لہذا ٹھہرنے کی طلاق رجعی مین زوج مراجع نہوگا یعنی زوج نے دخول کیا پھر عورت کو طلاق رجعی دی اور ٹھہر گیا بدون حرکت کے تو بمجرد ٹھہرنے کے رجعت ثابت نہوگی نزدیک امام محمد کے اسواسطے کہ اس فعل کو جماع نہین کہتے ہین اور ابو یوسف کے نزدیک فقط اسی فعل سے رجعت ثابت ہے کیونکہ بعد طلاق رجعی کے ٹھہرنا مساس سے خالی نہین اور مساس مثبت ہے رجعت کا۔ بحر الرائق مین کہا کہ مذہب ابو یوسف کا بسبب قوت دلیل

کے لائق ترجیح کے ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۷۹) اگر زوج نے عضو تناسل نکالا پھر داخل کیا دوبارہ خواہ ادخال حقیقتہً ہو اسطرح کہ آلہ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے جدا کیا پھر داخل کیا یا ادخال حکماً ہو اسطرح کہ بلا انفصال کے حرکت دی بدون اخراج اور ادخال کے تو دونوں طرح زوج مراجع ہوگا یہ سبب دوسری حرکت کے طلاق رجعی مین اور مہر پر عقد واجب ہوگا تین طلاق یا عتق کی تعلیق مین اور حد واجب نہ ہوگی بسبب متحد ہونے مجلس عتق اور وطی کے یعنی تعلیق عتق مین جب کہ آلہ تناسل کو خارج کیا پھر داخل کیا تو چاہئے تھا کہ مرد پر حد زنا واجب آتی اسواسطے کہ یہ وطی بعد آزاد ہونے لونڈی کے ہوئی تملک مین شبہ حلت مین۔ پس جواب دیا کہ بسبب اتحاد مجلس کے یہ فعل ابتدائی نہین ہے ہر وجہ سے کہ حد لازم آوے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۸۰) اگر زوج نے کہا منکوحہ قدیمہ سے کہ اگر مین فلانی سے نکاح کرون تیرے اوپر تو وہ طلاق ہے پھر زوج نے قدیمہ کو طلاق باین دی اور اوسکی عدت مین جدیدہ سے نکاح کیا تو جدیدہ پر طلاق واقع ہوگی کیونکہ شرط طلاق جدیدہ کی مشارکت تھی جدیدہ کی قدیمہ کے ساتھ باری مین حالانکہ مشارکت مذکور بعد طلاق باین کی موجود نہین ہے۔ عدم لزوم قسم کے تعلیل خوب نہین ہے اسواسطے کہ اگر جدیدہ سے سفر مین زوج نکاح کریگا تو بھی طلاق ہوگی حالانکہ سفر مین باری نہین ہے تو عدم بقائے نکاح قدیمہ بہتر تعلیل ہے عدم طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۸۱) اگر نکاح کیا جدیدہ سے قدیمہ کی عدت رجعی مین یا زوج نے

یون نہ کہا کہ اگر تیرے اوپر نکاح کرون بلکہ یون کہا کہ اگر فلانی سے نکاح
کرون تو وہ طالق ہے تو ان دونون صورتون مین منکوحہ جدیدہ مطلقہ
ہوگی مذکورہ کیا اسکو سکین نے ۔

(۱۰۸۲) اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہے انشاء اللہ کو ملاکر مگر یہہ کہ انشاء اللہ
کو متصل نکہا بسبب دم لینے کے یا کھانسی کے یا ڈکار کے یا چھینک کے یا ہکلا پن کے
یا کسیکے منہ بند کر لینے کے یا بسبب لفظ فاصل کے جو مفید ہے تاکید طلاق یا تکمیل طلاق کو انشاء اللہ
فاصل تاکید کیے تو طالق ہے طالق انشاء اللہ مثال فاصل تکمیل کی تو طلاق ایک یا تین یا طلاق بائن ہے انشاء اللہ

(۱۰۸۳) استثناء متصل مسموع ہوا اسطرح کہ اگر نزدیک کرے کوئی شخص
کان اپنا متکلم کے منہ کے طرف تو سن لے پس صحیح ہوا استثناء کرنا
بہرے آدمی کا کذا فی الخانیہ جب سماع کی یہہ حد ہوئی کہ دوسرا آدمی
سنلے کان لگاکر تو بہرے آدمی کا استثناء بھی صحیح ہوگا ہرچند کہ خود نہین
سن سکتا مگر دوسرا سن سکتا ہے تو یہہ قول جو مشہور ہے فقہا کا کہ
مسموع وہ قول ہے جسکو آپ سنے اوس سے صم مستثنی ہے کذا فی
حاشیۃ المدنی ۔

(۱۰۸۴) واقع نہ ہوگی طلاق انشاء اللہ کہنے سے بسبب شک کے
کیونکہ زوج نے طلاق کو معلق کیا خدا کی مشیت پر اور خدا کی مشیت معلوم
نہین ہے تو شک پڑا مشیت اور غیر مشیت مین اور نکاح ثابت ہو چکا ہے
بالیقین تو طلاق ثابت نہوگی بسبب شک کے ۔

(۱۰۸۵) طلاق واقع نہ ہوگی اگر زوجہ مرگئی ہو انشاء اللہ کہنے سے پہلے
اور زوجہ غیر مدخولہ کا زوج وارث ہوگا اور اگر طلاق پڑتی تو زوج اوسکا
وارث نہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی ۔

(۱۰۸۶) اگر زوج مر گیا قبل لفظ انشاء اللہ کے تو طلاق واقع ہو گی بسبب عدم استثنا کے۔
(۱۰۸۷) شرط نہین ہے صحت استثناء مین قصد استثناء کا کرنا تو اگر زوج نے تین بار طلاق کا ارادہ کیا اور اوسکی زبان سے انت طالق انشاء اللہ نکل گیا تو استثناء صحیح ہو گا طلاق واقع نہو گی۔
اور شرط نہین ہے بولنا طلاق اور استثنا کا تو اگر بولا طلاق کو اور لکھا استثنا متصل بولنے کے یا اوسکے عکس کیا یعنی طلاق کو لکھا اور استثنا کو فورًا بولا یا طلاق اور استثنا دونون کو لکھا پھر استثنا کو بعد لکھنے کے پھاڑ دیا تو ان تینون صورتون مین طلاق واقع نہو گی کیونکہ تلفظ مشروط نہین ہے کذا فی العمادیہ۔
(۱۰۸۸) مشروط نہین ہے جاننا معنی استثناء کا یہان تک کہ اگر زوج انشاء اللہ کو اپنے کلام مین بلا قصد نادانستہ بولا تو بھی طلاق واقع نہ ہو گی بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک صحت استثنا مین قصد اور اوسکے معنی کا علم مشروط ہے۔
(۱۰۸۹) فتوی دیا ہے شیخ رملی شافعی نے اوس شخص کے حق مین جسنے قسم کھائی کسی چیز پر طلاق کی پھر انشاء اللہ کہا قسم کھانیوالے کے واسطے کسی غیر شخص نے درانحالیکہ قسم کھانیوالا صحت استثناء غیر کا گمان رکھتا ہے فتوی دیا عدم وقوع طلاق کا انتہی کلامہ شارح کہتا ہے کہ ہم نے اپنے علما حنفیہ سے کسیکو نہین دیکھا جسنے اس مسئلہ کا تعرض کیا ہو طحطاوی نے کہا کہ ظاہر کلام علما حنفیہ کا یہ ہے کہ اتحاد متکلم شرط ہے تو غیر کا استثنا کرنا صحیح نہ ہو گا واللہ اعلم

(۱۰۹۰) گواہی دی دو گواہوں نے نسبت یعنی انشاء اللہ کہنے کی اور زوج کو یاد نہیں ہے اوسکا کہنا سو اگر زوج وقت تکلم کے اس حال پر تھا کہ نہیں جانتا کہ کیا نکلتا تھا اوسکی زبان سے بسبب غضب کے تو زوج کو اعتماد کرنا شاہدون کے قول پر جائز ہے اور اگر اوسکو ایسی حالت بیخبری کی نتھی تو اوسکو شاہدون کے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے کذا فی بحر الرائق۔

(۱۰۹۱) مقبول ہوگا قول زوج کا اگر وہ مدعی ہو استثناء کا اور منکر ہو عورت اوسکی ظاہر الروایت میں جو مروی ہے صاحب مذہب سے اور قول غیر ظاہر یہ ہے کہ زوج کا قول مقبول نہیں ہے بدون گواہون کے اور اسی قول پر فتوی ہے بنا بر احتیاط کے بسبب غلبۂ فساد زمانہ کے کذا فی الخانیہ۔

بعض علماء یعنی کمال الدین بن الہمام نے فتح القدیر میں کہا ہے کہ اگر زوج معروف بصلاح وتقوی ہو تو اوسکا قول معتبر ہے

خیر الدین رملی نے منح الغفار کے حاشیہ میں کہا کہ جب دو قول کی ترجیح میں اختلاف پڑے تو ظاہر الروایت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۹۲) حکم تعلیق بالمشیۃ میں چنانچہ آدمی اور جن اور فرشتہ اور دیوار اور گدہا ایسا ہی ہے جیسا کہ مشیت خدا کا حکم ہے یعنی اگر زوج زوجہ سے کہے کہ تو مطلقہ ہے اگر سب آدمی یا جن یا فرشتے چاہیں یا دیوار یا گدہا چاہے تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ سب آدمیون کی خواہش معلوم نہیں ہو سکتی اسیطرح جن اور فرشتہ کی خواہش معلوم نہیں

ہو سکتی اور دیوار اور گدھے مین تو مطلق مشیت نہین ہے

(۱۰۹۳) اگر ملا یا مشیت خدا کو ساتھ مشیت اوس شخص کے جسکی مشیت معلوم ہو سکتی ہے مثلاً یون کہا کہ تو مطلقہ ہے اگر چاہا خدا نے اور چاہا زید نے تو اصلا طلاق واقع نہ ہو گی اگرچہ زید چاہے

(۱۰۹۴) استثنا مین سے یہ قول ہے انت طالق لولا ابوک وانت طالق لولا حسنک وانت طالق لولا انی احبک مثلاً کہا کہ تو مطلقہ ہے اگر تیرا باپ نہ ہو یا تو مطلقہ ہے اگر تیرا حسن نہ ہو یا تو مطلقہ ہے اگر مین تیرا محب نہوتا تو اس قول سے طلاق واقع نہ ہو گی۔ کذا فی الخانیہ کیونکہ داخل ہونا کلمہ لولا کا امتناع جزا یعنی طلاق پر دلالت کرتا ہے بہ سبب وجود شرط کے

اور استثنا مین سے ہے سبحان اللہ کہنا مثلاً کہے انت طالق سبحان اللہ تو طلاق واقع نہ ہو گی فتوی دیا ہے اسپر کمال الدین ابن ہمام نے لیکن اس کلمہ کے استثنا مین حلبی محشی نے وجہ بعید بیان کی ہے کہ قفال وغیرہ محشیون کو پسند نہین ہے اور فتح القدیر سے سبحان اللہ کا بمنزلہ استثنا کے ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکے متبادر ہوتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۹۵) اگر کہا زوج نے کہ تو طالق ہے تین بار اور تین بار اگر چاہا اللہ نے یا مولی نے غلام سے کہا کہ تو حر ہے اور حر ہے اگر چاہا اللہ نے تو زوجہ مطلقہ ہو گی تین طلاق کی اور غلام آزاد ہوگا نزدیک امام اعظم کے کیونکہ لفظ ثانی یعنی ثلثا اور حر لغو ہے لفظ اول سے کچھ زیادہ فائدہ اسمین نہین ہے اور لفظ ثانی تاکید بھی نہین ہو سکتا ہے اسواسطے

کہ جدائی ہوگی لفظ اول کو ثانی سے بسبب واو کے اور تاکید مین جدائی نہین ہوتی تو استثنا صحیح نہوا۔

اسیطرح طلاق واقع ہوتی ہے اس قول سے کہ انشاء اللہ انت طالق (یعنی انشاء اللہ تو طلاق والی ہی کیونکہ یہ قول تعلیق ہی امام محمد کے نزدیک اور تعلیق ہے نزدیک ابو یوسف کے بوجہ متصل ہونے مبطل کے ساتھ ایجاب کے (مبطل سے مراد استثنا ہے) اور ایجاب سے مراد انت طالق ہے تو جب کہ ایجاب باطل ہوا تو طلاق واقع ہوگی چنانچہ طلاق واقع نہین ہوتی اگر استثنا مؤخر ہو مثلاً انت طالق انشاء اللہ اور یہ تصحیح کی ہے بزازی نے ابی یوسف کے قول کی اور خانیہ مین ہے کہ ابو یوسف ہی کے قول پر فتوی ہے اور بعضون نے کہا کہ خلاف بالعکس ہے یعنی انشاء اللہ انت طالق ابو یوسف کے نزدیک تعلیق ہے اور امام محمد کے نزدیک تعلیق اور بہر تقدیر مفتی بہ عدم وقوع طلاق ہے جبکہ مقدم کرے زوج مشیت کو یعنی انشاء اللہ کو اور فی خیرا مین نہ لاوے کہ شارح نے تصریح کی کہ متن اس مقام مین خلاف مفتی بہ ہے۔

(۱۰۹۶) اگر زوج نے کہا کہ انشاء اللہ فانت طالق (انشاء اللہ تو طلاق والی ہے) تو باتفاق امام اور صاحبین کے طلاق واقع ہوگی کذا فی البحر الرائق

(۱۰۹۷) ثمرہ اس اختلاف کا اوس شخص کے حق مین ظاہر ہوتا ہے جسنے قسم کھائی کہ مین طلاق کی قسم نہ کھاؤنگا اور وہ قول بولا یعنی انشاء اللہ انت طالق اوسکی زبان سے نکلا تو اوسکی قسم ٹوٹیگی تعلیق کہنے پر نہ ابطال پر چنانچہ نہر الفائق مین قاضی خان سے منقول ہے کہ

طلاق مقرون باستثنا صحیح یمین ہے یعنی تعلیق ہے ابو یوسف کے نزدیک
اور امام محمد کے نزدیک تعلیق نہین ہے بلکہ ابطال ہے یعنی اصل کلام
بسبب استثنا کے باطل ہوگیا کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۰۹۸) اگر کہا کہ تو طالق ہے ساتھ مشیت خدا کے یا ساتھ ارادہ خدا
کے یا ساتھ محبت خدا کے یا ساتھ رضاے خدا کے تو طلاق واقع
نہ ہوگی۔ کیونکہ مشیت الہی اور ارادہ اور محبت اور رضا امور غیبیہ سے
ہین بشر کو اطلاع اونپر ممکن نہین ہے تو بسبب شک کے طلاق واقع
نہین ہوسکتی ہے۔
(۱۰۹۹) اگر زوج نے کہا کہ تو مطلقہ ہے بامر خدا یا بحکم خدا یا بقضاء
خدا یا باذن خدا یا بعلم خدا تو فی الحال طلاق واقع ہوگی خواہ امور
مذکورہ خدا کی طرف منسوب ہون خواہ بندہ کی طرف۔ کیونکہ ایسے
قول سے عرف مین تنجیز مراد ہوتی ہے نہ تعلیق تو گویا مطلب یہہ ہوا
کہ تو مطلقہ ہوتی اسواسطے کہ خدا نے طلاق دینے کا امر کیا اور اضافت
الی العبد کی مثال جیسا نچہ زوج کا یون کہنا کہ تو طالق ہے بحکم قاضی
یا بامر قاضی یا بعلم قاضی۔
(۱۱۰۰) اگر الفاظ عشرہ یعنی مشیت وغیرہ اور امر وغیرہ کو لام کے
ساتھ کہا یعنی یون کہا کہ انت طالق لمشیۃ اللہ او لامرہ (یعنی تو طالق
ہے بسبب مشیت اللہ تعالی کے یا بوجہ اوسکے امر کے) تو ان سب
صورتون مین طلاق واقع ہوگی۔ کیونکہ لام موضوع ہے واسطے تعلیل
کے اور علت کا ہونا طلاق کے واسطے نفس الامر مین ضرور نہین ہے
اگر امور عشرہ کے قول مذکور مین بحرف فی اللہ کی طرف

نسبت کی تو طلاق نہ واقع ہوگی سب صورتون مین کیونکہ فی بمعنی شرط ہے تو انت طالق فی مشیۃ اللہ بجاے انت طالق ان شاء اللہ کی ہے۔ مگر لفظ علم مین فی الحال طلاق واقع ہو گی اور اسیطرح لفظ قدرت مین اگر نسبت کی قدرت کے ضد عاجز کی تو طلاق واقع ہو گی بسبب موجود ہونے قدرت حق تعالی کے یقیناً۔

(۱۰۱) اگر کہا کہ انت طالق فی علم اللہ یا کہا کہ انت طالق فی قدرت اللہ تو فی الحال طلاق واقع ہو گی کیونکہ علم الٰہی اور قدرت الٰہی قطعی الوجود ہین تو گویا یہہ تعلیق ہوئی امر موجود پر۔

(۱۰۲) اگر زوج نے قدرت سے تقدیر کی نیت کی تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ کیونکہ حکیم مطلق کاہے شے کو مقدر کرتا ہے اور کاہے نہین تو اس صورت مین تعلیق بالمجہول ہو گی کذا فی حاشیۃ الملتقی۔

(۱۰۳) اگر نسبت کی بندہ کی طرف بحرف فی تو تملیک ہو گی پہلے چار امور مین یعنی مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا مین اور جو لفظ کہ انکے ہم معنی ہو جیسا کہ ہوی بمعنی محبت اور خواہش اور رویت یعنی دیدار قلبی اور یہہ اضافت تعلیق ہو گی ان چار کے غیر مین اور وہ چھہ ہین یعنی امر اور حکم اور قضا اور اذن اور علم اور قدرت تو اگر زوج نے کہا انت طالق فی مشیۃ زید (یعنی تو طالق ہے بشرط خواہش زید کے) تو یہہ تملیک ہے زید کو مجلس تک تطلیق کا اختیار ہے اور اگر کہا انت طالق فی امر زید (یعنی تو طالق ہے بشرط حکم زید) تو یہہ تعلیق ہے پھر الفاظ عشرہ یا مضاف ہون

خدا کی طرف یا عبید کی طرف تو بیس ہوے اور بیسون تین حال سے خالی نہین یا ساتھ با کے مستعمل ہون یا لام کے یا فی کے چنانچہ انت طالق بعلم اللہ او لعلم اللہ او فی علم اللہ او بعلم زید او لعلم زید او فی علم زید تو یہ ساٹھ صورتین ہوئین۔

(۱۱۰۴) بزازیہ مین ہے کہ لکھا زوج نے طلاق کو اور استثنا کیا ساتھ لکھنے کے تو صحیح ہے اس سے دو صورتین مفہوم ہو لی ایک یہہ کہ طلاق اور استثناء کو ساتھی بولے اور دوسری یہہ کہ دونون کو ساتھی لکھے تو اگر ساٹھہ کو ضرب کیجیے دو مین تو ایکسو بیس ہوتے ہین یہان تک کہ شیخ محشی نے اونتھر ہزار ایکسو بیس بلکہ چوراسی ہزار چارسو صورتین ثابت کین ہین جسکو دریافت تفصیل کا شوق ہو حاشیہ شیخ عابد سندی مدنی کو ملاحظہ کرے

(۱۱۰۵) اس قول مین کہ انت طالق کیف شاء اللہ (یعنی تو طالق ہے جس کیفیت سے کہ خدا چاہے) ایک طلاق رجعی واقع ہو گی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۰۶) اس قول سے کہ تو طالق ہے تین بار مگر ایکبار نہیں تو دو طلاق واقع ہو نگی۔ کیونکہ استثنا اقل کا اکثر سے بلا خلاف جائز ہے۔

(۱۱۰۷) اس قول مین کہ تجھکو تین طلاق ہے مگر دو تو ایک طلاق واقع ہو گی۔

(۱۱۰۸) اس قول مین کہ تجھکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین طلاق واقع ہونگی۔ کیونکہ استثنا کرنا کل کا کل سے باطل ہے۔

(۱۱۰۹) اس قول مین کہ تو طالق ہے دس بار مگر نو بار ایک

طلاق واقع ہوگی۔ کیونکہ جب تو کو دس سے گرایا تو ایک باقی رہگیا۔
(۱۱۱۰) اس قول مین کہ تو طالق ہے دس بار مگر آٹھ بار دو
طلاق واقع ہونگی۔
(۱۱۱۱) اس قول مین کہ تو طالق ہے دس بار مگر سات بار تین
طلاق واقع ہونگی۔
(۱۱۱۲) اس قول مین کہ تجکو تین طلاق ہین مگر آدہی تو قول
مختار مین تین طلاق واقع ہونگی۔ کیونکہ بعض طلاق کا استثنا لغو ہے
اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ دو ہی طلاق واقع ہونگی کذا فی
فتح القدیر۔ کیونکہ اونکے نزدیک بعض کا استثنا صحیح ہے یا تنداالقاع
راجح مین ہے کہ اس قول سے کہ تو طالق ہے مگر ایک دو
طلاق واقع ہونگی۔
(۱۱۱۳) مانگی عورت نے طلاق سو زوج نے کہا کہ تو طالق ہے پچاس
طلاق کی تو عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاق کافی ہین سو زوج نے
کہا کہ تین طلاق تجکو اور باقی تیری ساتھ والیون کے واسطے
اور حالانکہ مرد کے تین عورتین اور ہین سواے مخاطبہ کے تو مخاطبہ
ہی مطلقہ ہوگی اوسکے سواے اور کوئی بھی مطلقہ نہوگی یہ ہی
قول مختار ہے کیونکہ پچاس بعد تین کے لغو ہوگین تو اوسکی سوتون
پر لغو طلاق سے کچھ واقع نہ ہوگا۔
(۱۱۱۴) اور اس قول مین کہ اگر مین رہون اس شہر مین تو
زوجہ اوسکی یعنی میری مطلقہ ہے پھر فوراً شہر سے نکل گیا پھر اپنی زوجہ
سے خلع کیا بعد اوسکے اوسی شہر مین آرہا قبل گذرنے عدت مختلعہ

گی تو بسبب اس رہنے کے وہ عورت مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ شرط
پائی جاتی کہ وقت وہ عورت اوسکی زوجہ نہیں ہے۔ کذا فی البحر
(۱۱۱۵) اگر کہا زوجہ سے کہ اگر میں اس شہر رہوں تو تو مطلقہ ہے
پھر فوراً نکل گیا پھر اوس سے خلع کیا پھر بعد اوسکے شہر میں آ رہا تو
مخاطبہ مطلقہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں تعلیق منتفی ہے بقید زوجیت
نہیں ہے بخلاف پہلی صورت کے کذا فی حاشیۃ المدنی اسکو یاد رکھنا
چاہیے۔
(۱۱۱۶) اس قول میں کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تو ایسی ہے
یعنی مطلقہ ہے تو مخاطبہ پر طلاق واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ اوس سے
دو بار نکاح کرے۔ بخلاف اسکے وہ صورت ہے کہ اگر جزا کو موخر لاوے
یعنی اگر جزا کو شرط پر مقدم کرے گا یا درمیان میں لاوے گا دونوں
شرطوں کے تو ایک ہی بار نکاح کرنے سے مخاطبہ مطلقہ ہوگی مثال
تقدیم جزا انت طالق ان تزوجتک و ان تزوجتک اور توسیط جزا
کی مثال ان تزوجتک فانت طالق و ان تزوجتک کذا فی حاشیۃ المدنی
(۱۱۱۷) زوج نے کہا کہ اگر میں غائب رہوں چار مہینے تو امر تیرا
تیرے ہاتھ میں ہے پھر اوسکو طلاق دی کمتر تین سے عورت نے
بعد عدت کے زوج ثانی سے نکاح کیا پھر مطلقہ ہوئی اور بعد عدت
کے زوج اول کے نکاح میں آئی بعد اسکے مرد غائب ہوا چار مہینے تو
عورت کو اپنی ذات کو طلاق دینے کا اختیار ہے کیونکہ زوال ملک مبطل
تعلیق نہیں ہے۔
(۱۱۱۸) اگر زوج نے زوجہ کو طلاق مفوض کی بعد ان تعلیق کے

پھر عورت سے نے خلع کیا تو اختیار طلاق کا عورت کو باقی نہ رہیگا۔ کیونکہ یہہ تنجیز ہے نہ تعلیق یعنی التفویض منجز ما دام النکاح قائم ہے جبکہ نکاح نرہا تو تفویض بھی نرہیگی اور مثال اوس تعلیق ہے تو زوال نکاح سے باطل ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۱۱۹) بالا یا زوج نے زوجہ کو واسطے جماع کے تو زوجہ نے انکار کیا تو زوج نے کہا کہ یہہ امر کب ہوگا سو عورت نے کہا کہ کل تو مرد نے کہا کہ اگر اس مطلب کو کل نکریگی تو تو ایسی ہے یعنی مطلقہ ہے پھر زوج اور زوجہ دونون اسکو بھول گئے یہان تک کہ کل کا دن گذر گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ بقاے تعلیق موقت مین امکان بر مین شرط ہے اور یہان بسبب نسیان کے اوسکا وقت نرہا لہذا تعلیق باطل ہوگئی۔

(۱۱۲۰) قسم کھائی زوج نے کہ عورت سے صحبت نکرونگا پھر چت لیٹا سو عورت آئی اور اوسنے صحبت کی تو مرد اگر حالت جماع مین جاگتا ہوگا تو حانث ہوگا۔

(۱۱۲۱) شوہر نے کہا عورت سے کہ اگر مین تجھکو آسودہ نکرون جماع سے تو تجھکو طلاق ہے تو یہہ آسودگی عورت کے انزال پر موقوف ہے۔ کیونکہ آسودگی سے مراد کسر شہوت ہے بسبب جماع کے سو یہہ بدون انزال کے نہین ہوگی۔

(۱۱۲۲) مرد نے کہا کہ اگر مین زوجہ سے ہزار بار جماع نکرون تو وہ مطلقہ ہے اور یہ محمول مبالغہ اور کثرت جماع پر ہے نہ عدد خاص پر خانیہ مین کہا کہ ستر بار کثیر مین داخل ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۲۳) مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مین تیری وطی کرون تو تو

طلاق ہے (اور اگر وطی سے جماع شرمگاہ مین سمجھا جاوے) کیونکہ وطی سے متبادر
جماع ہی ہے اور اگر زوجین نے وطی سے قدم سے روندنا اور کچلنا مراد لیگا
تو اس معنی سے بھی حانث ہوگا چاہے جماع سے
(۱۱۲۴) ایک مرد کی ایک عورت تو جنب ہے بسبب جماع کے یا احتلام سے
اور دوسری حائض ہے اور تیسری نفاس والی ہے سو اوس
مرد نے کہا کہ تم عورتون مین سے انجس تر او پلید تر مطلقہ ہے۔ تو
نفاس والی عورت پر طلاق پڑیگی۔
(۱۱۲۵) اگر مرد نے کہا اون عورتون سے کہ تم مین سے افحش کو
طلاق ہے تو حائض پر طلاق واقع ہوگی کیونکہ ذکر کرنے مین حیض
افحش اور معیوب تر ہے نفاس سے کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۱۲۶) زید نے کہا خالد سے کہ میری کچھ حاجت ہے تیری طرف
سو خالد نے کہا کہ اوسکی زوجہ مطلقہ ہے اگر مین قضاء حاجت نکرون
سو زید نے کہا کہ وہ حاجت تو یہی ہے کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دے تو خالد کو
جائز ہے کہ زید کی تصدیق نکرے کیونکہ احتمال دروغگوئی زید کا محتمل
ہے شاید اوسکی حاجت کچھ اور ہو جب اوسنے دیکھا کہ یہ قسم کھا بیٹھا
تو زوج یا زوجہ کی ضرر رسانی کیواسطے اون اظہار کیا۔ علاوہ اسکے
جب زوج اور زوجہ مین وجود شرط کا اختلاف ہو تو زوج ہی کا قول
معتبر ہے تو اجنبی کے ساتھ بطریق اولی معتبر ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
(۱۱۲۷) ایک شخص نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ اگر آج مین
رات کو تمکو اپنے گھر کی طرف نلیجاؤن تو اوسکی عورت مطلقہ ہے
پھر اون کو تھوڑی دور لے چلا کہ اوسکو کوتوال نے منع کیا اوسکی ساتھیون

کے قید کر رکھا اور اوسکے گھر تک نہ جانے دیا تو وہ شخص حانث نہوگا
اور طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ تعلیق لیجانے پر تھی نہ گھر مین داخل
کرنیکی سو لیجانا متحقق ہوگیا۔

(۱۱۲۸) کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر بلا اذن میرے تو گھر
سے نکلی تو تو طالق ہے پھر عورت بہ سبب آگ لگنے یا گھر گرنے کے
نکلی تو زوج حانث نہوگا اور طلاق واقع نہوگی اسیطرح خوف غرق
وخوف ڈاکہ وغیرہ کیونکہ بنا یمین عرف پر ہے اور ایسے امور عذر مین
یمین سے مستثنی ہوتی ہین۔

(۱۱۲۹) ایک شخص نے شہر یا گھر سے نکلتے ہوئے قسم کھائی کہ
اب نہ لوٹیگا پھر لوٹا کسی بھولی ہوئی چیز کے لیے تو حانث نہوگا

(۱۱۳۰) کہا زوج نے کہ اگر فلانے شخص کو تو نہ لاوے گی یا میرا
کپڑا اسی وقت نہ پھیر دیگی تو تو طالق ہے پھر فلانا شخص خود آگیا دوسری
طرف سے یا زوج نے خود اپنا کپڑا لیلیا قبل دینے عورت کے تو زوج
حانث نہوگا اور طلاق واقع نہوگی۔

(۱۱۳۱) زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین وہ اشرفی جو مجھپر قرض
ہے فلانے مہینہ کے شروع تک تجکو نہ دون تو تو طالق ہے پھر زوجہ
نے قبل شروع ہونے اوس مہینہ کے اشرفی معاف کردی تو
زوج حانث نہ ہوگا اور یمین باطل ہوگئی طلاق واقع
نہ ہوگی۔

(۱۱۳۲) تعالیق سے مراد وہ وثائق ہین جو عقد نکاح کے وقت
مشروط لکھی جاتی ہین۔

(۱۳۳) زوج نے تعلیق کیا کہ اگر زوجہ کو شہر سے باہر لیجائیگا یا اوسپر
دوسرا نکاح کریگا یا کہ زوجہ زوج کو فلانے قرض سے ابرا کرے یا باقی
مہر سے ابرا کرے تو زوجہ مطلقہ ہے تو اگر زوج کل قرض یا باقی
مہر دیدے تو تعلیق باطل ہو گی کیونکہ فقہا نے مصرح کیا ہے کہ بعد
وصول دین کے بھی براءۃ اسقاط صحیح ہے اور جو دیا ہے اوسکا پھیر لینا
درست ہے (براءۃ اسقاط یہہ ہے کہ دائن مدیون کو اپنا دین معاف
کردے اور اپنا حق اوسکی گردن سے ساقط کردے) اسواسطے کہ
براءۃ اسقاط قبل وصول دین کے بھی ہوتی ہے اور بعد وصول کے
بھی لیکن مدیون بعد براءۃ اسقاط کے جو دیا تھا دائن سے پھیر سکتا ہے
کیونکہ وہ براءۃ سے فارغ الذمہ ہوگیا پھر جب براءۃ بعد وصول کے بھی
صحیح ہوتی تو تعلیق براءۃ کی کیونکر باطل ہو گی اور چونکہ تعلیق باطل نہوئی
لہذا بعد براءۃ کے بھی طلاق واقع ہو گی

باب طلاق المریض

یہہ باب ہے طلاق مریض کے احکام مین

(۱۳۴) طلاق دینے والے مریض کو فار بھی کہتے ہین (یعنی بھاگنے والا)

(۱۳۵) اگر مرض الموت مین عورت کو اسواسطے طلاق دے کہ وہ
اوسکے مال کی وارث نہو تو مردود ہوگا اوسپر ارادہ اوسکا تمامی
عدت تک یعنی اوسکے فرار کا کچھہ اثر نہوگا عورت عدت تک اوسکی
وارث ہو گی۔

(۱۳۶) جو شخص کہ غالب حال اوسکا ہلاکی ہے مرض سے یا غیر مرض سے
اسطرحپر کہ توڑدیا اور لتاڑ ڈالا اوسکو بیماری نے یہانتک کہ عاجز

ہوگیا اوسکے سبب سے اپنے مصالح کی اقامت سے گھر کے باہر یعنی
بیماری سے باہر کے کاروبار ضروری نہیں کرسکتا۔ یہی قول تعریف
مریض مین اصح ہے چنانچہ فقیہ درس عاجز ہوجاوے مسجد کے جانے سے
اور مرد بازاری عاجز ہوجاوے دوکان کے جانے سے اور عورت
کے حق مین حد مرض کی یہہ ہے کہ وہ عاجز ہوجاوے گھر کے اندر کے
کاروبار یعنی پکانے اور گھر جھاڑنے سے کذا فی الظہیریہ اگر عورت
قادر ہے پکانے پر نہ چھت کے چڑھنے پر تو مریض نہ ہوگی نہر الفائق
مین کہاہے کہ یہہ قول ظاہر ہے۔

(۲۷ ا) مجتبیٰ کی کتاب الوصایا کے آخر مین لکھا ہے کہ بیماری
خطرناک جو معتبر ہے قاربہونے مین سو وہ ہے جس سے مباح ہو جاوے
نماز پڑھنا بیٹھ کر اور جسکو بیماری نفث الدم یا سل ہو اور جسکو فالج کی بیماری
ہووے یعنی آدھا دھڑ رہ گیا ہو اور جسکو سل کی بیماری ہے جب کہ وہ
پرانی ہوجاوے اور اوسکو بستر پر نہ ڈالے تو یہہ سبھون بیمار مانند
تندرست اور صحیح کے ہین یہہ رعز کی شیخ نے کہ حد تطاول مرض کے
ایک سال ہے انتہی کلام المجتبیٰ عالمگیری مین حد تطاول کی شیخ تمر
تاشی سے منقول ہے اور واقعات مین شمس الدین سرخسی سے کذا
فی حاشیہ المدنی۔

قنیہ مین ہے کہ مفلوج اور مسلول اور مقعد جبتک بیماریان
بڑھتی جاتی ہین مانند مریض کے ہین اور جب ترقی موقوف ہوگئی تو
مانند صحیح کے ہین کذا فی فتاوی عالمگیری

یا غلبہ ہلاکی کا اسطرح ہو کہ جنگ کرے اپنے سے زیادہ

زور آور سے یا پیش کیا گیا ہو قتل کرنے کے واسطے خون کے بدلے یا سنگساری میں یا باقی رہ گیا ہو ایک تختہ پر کشتی کے تختوں سے یا پکڑا ہو اوسکو درندہ جانور نے اور اوسکے منہ میں بچ رہا ہو تو ایسا شخص فار بالطلاق ہے اوسکو طلاق دینا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کا حق اوسکے مال میں متعلق ہوچکا۔

(۱۱۳۸) صحیح نہیں تبرع فار کا مگر ثلث سے (تبرع سے مراد عقود غیر لازمہ ہیں جیسے وقف یا نکاح کرنا زیادہ مہر مثل سے)

(۱۱۳۹) اگر فار نے عورت کو طلاق بائن دی اور عورت اہل تھی میراث کی (یعنی حرہ مسلمہ تھی) زوج اوسکی اہلیت کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو مثلاً زوجہ کتابیہ مسلمان ہوگئی یا اوسکی زوجہ لونڈی آزاد ہوگئی اور زوج کو اسکا اسلام یا آزاد ہونا معلوم نہ ہوا ہو اور طلاق مذکور دی اپنی خوشی سے بدون رضامندی زوجہ کے تو جائز نہیں ہے۔

(۱۱۴۰) اگر طلاق میں زبردستی ہوئی زوجہ کی زوج پر یا عورت راضی ہوگئی اپنی طلاق سے تو وارث نہ ہوگی کیونکہ عورت نے اپنا حق آپ قطع کیا اور یہہ مراد نہیں ہے کہ غیر عورت کا اکراہ وراثت کا مبطل ہے اسواسطے کہ اس میں عورت کا کچھ قصور نہیں ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۴۱) اگر عورت پر جبر ہوا اوسکے راضی ہونے پر یعنی عورت سے زبردستی طلاق کا سوال کرایا یا زوج کے بیٹے نے زبردستی عورت سے صحبت کی تو وارث ہوگی کیونکہ جبر رضامندی نہیں ہے

بشرطیکہ زوج طلاق دینے والا ویسا ہی بیمار اوسی حال سے بیمار ہاو
اوسی مرض مین مرگیا۔
(۱۱۴۲) اگر زوج بعد طلاق کے تندرست ہوگیا پھر زوجہ کی عدت
مین مرگیا تو زوجہ وارث نہوگی اوسکی۔
(۱۱۴۳) اگر اسی مرض ہی کے سبب سے موت ہو زوج کی یا اوسکی
سوا سبب جیسے کہ مریض قتل کرڈالا جاوے یا کسی اور جہت سے مرجاوے
عدت مین (عدت کی قید مدخولہ کے واسطے ہے) تو عورت مدخولہ
وارث ہوگی زوج کی۔
اگر عورت اول مرگئی تو زوج وارث نہوگا بسبب
راضی ہونے زوج کے اپنے اسقاط حق سے۔
(۱۱۴۴) خلاصہ یہہ ہے کہ اگر زوج طلاق باین دیگا اپنی خوشی سے
اور اوسی بیماری مین عدت کے اندر مرجائیگا تو عورت مطلقہ اوسکی
وارث ہوگی موت اوسکی اوسی بیماری سے ہو یا کسی اور وجہ
سے اور مدخولہ کی قید سے خلوت والی عورت نکل گئی اسواسطے
کہ ہرچند اوسپر عدت واجب ہے لیکن وہ وارث نہین ہوتی۔
امام احمد حنبل کے نزدیک زوجہ فار کی وارث ہوگی
بعد عدت کے بھی جبتک دوسرے سے نکاح نکرے اور یہی مذہب
ہے اسحق اور ابن ابی لیلی کا اور امام مالک کے نزدیک اگر دوسرے
ازواج سے نکاح کریگی تو بھی وارث ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی
(۱۱۴۵) اسیطرح وارث ہوگی رجعی طلاق یا فقط طلاق کی
مانگنے والی جو مطلقہ ہوگی ایک طلاق باین سے یا تین طلاق سے

اسواسطے کہ طلاق رجعی نکاح کو زایل نہین کرتی حتی کہ وطی اوسکی حلال ہے اور زوجین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین عدت کے اندر ہر طرح سے یعنی خواہ صحت مین طلاق رجعی دی ہو خواہ بیماری مین لیکن اگر عدت منقضی ہوگئی تو نکاح زایل ہوگا۔

(۱۱۴۶) کفایت کرتی ہے اہلیت عورت کی وراثت کے واسطے زوج کی موت کے وقت بخلاف بائن کے کہ اوسمین طلاق اور موت دونون وقتون مین اہلیت وراثت کی مشروط ہے۔

(۱۱۴۷) اسیطرح وارث ہوگی مطلقہ بائنہ جسنے بوسہ لیا اپنے زوج کے بیٹے کا یا بخوشی اوس سے ہم صحبت ہوئی بسبب آنے حرمت کے طلاق بائن دینے زوج کیسے یعنی اول جدائی زوج کی طرف سے ہوئی نہ زوجہ کی طرف سے تو تقبیل یا وطی زوجہ کی مبطل وراثت کی نہ ہوگی۔

(۱۱۴۸) جسنے لعان کیا اپنی عورت سے اپنی بیماری مین یا ایلا کیا اوس سے حالت بیماری مین اوسکا بھی ایسا ہی حکم ہے یعنی عورت وارث ہوگی کیونکہ فرقت مرد کیطرف سے نہ عورت کی طرف سے ہے۔

(۱۱۴۹) اگر ایلا کیا زوج نے اپنی صحت مین اور جدا ہوگئی عورت بسبب انقضاے عدت ایلا کے اوسکے مرض مین تو وارث نہوگی یا زوج نے عورت کو طلاق بائن دی اپنی بیماری مین پھر تندرست ہوا پھر مرگیا یا عورت کو طلاق بائن دی بیماری مین پھر عورت مرتد ہوگئی پھر اسلام لائی پھر زوج مرگیا عدت مین تو عورت وارث نہوگی زوج کی صورت صحت مین اسواسطے وارث نہوگی کہ عدت

مطلقہ مین یہہ ضرور ہے کہ جس مرض مین زوج نے اوسکو طلاق دی ہو وہ مرض الموت ہو پھر جب کہ بعد مرض کے وہ تندرست ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ مرض جسمین طلاق واقع ہوئی مرض الموت نہ تھا اور بصورت ارتداد اسواسطے وارث نہ ہو گی کہ ضرور ہے طلاق بائن مین کہ اہلیت وراثت کی عورت مین برابر ثابت رہے طلاق کے وقت سے موت کے وقت تک یہانتک کہ اگر عورت کتابیہ یا مملوکہ ہو طلاق کے وقت پھر اسلام لاوے کتابیہ یا آزاد کی جاوے مملوکہ تو وارث نہ ہو گی کیونکہ اسلام اور آزادی وقت طلاق سے موت تک برابر ثابت نہین ہے تو دونون مین اہلیت وراثت کی بالاستمرار ثابت نہ ہوئی اسواسطے کہ کفر اور مملوکیت مانع ہے وراثت کی۔

(۱۵۰) عورت وارث نہین ہوتی اگر زوج نے اوسی طلاق رجعی دی تھی یا ندی پھر عورت نے زوج کے بیٹے کو اپنے اوپر بخوشی قادر کیا یا اوسکا بوسہ لیا کیونکہ یہہ فرقت عورت کی طرف سے آئی۔

(۱۵۱) اگر زوج نے عورت کو طلاق بائن دی اوسکے کہنے سے تو عورت وارث نہ ہو گی۔ امر عورت کی قید اسواسطے ہے کہ اگر عورت نے خود اپنی ذات کو طلاق بائن دی پھر زوج نے اوسکو جائز رکھا اپنے مرض مین تو عورت وارث ہو گی زوج کی اجازت پر عمل کرنے سے پس اس صورت مین زوال نکاح کا مرد کی اجازت سے ہوا نہ عورت کی طلاق پر۔

(۱۵۲) اگر خلع کیا عورت نے زوج سے یا اپنی ذات کو اختیار کیا یا اگرچہ

خیار نفس بسبب بالغ عورت کے ہو یا آزادی کے یا زوج کے مقطوع الذکر ہونے کے یا نامرد ہونے کے) تو وارث نہ ہو گی اپنی رضامندی کے سبب سے یعنی ان سب صورتون مین عورت نے جدائی بخوشی پائی لہذا وارث نہ ہو گی۔

(۱۱۵۳) اگر زوج مقید ہو یہ سبب ... کے یا صف قتال مین ہو اور یہہ ہی حال ہے کثرت و ماکا کذا فی الاشباہ۔ یا زوج گھر سے باہر کاروبار ضروری کرتا بحالت دردمندی کے۔ یا زوج کو تپ رہتی ہو یا محبوس ہو بعلت قصاص یا رجم کے تو عورت وارث نہ ہو گی اگر ان حالات مین مطلقہ ہو لی۔ اور زوج عدت مین مرگیا بسبب نا سلامتی کے ان حالات مین

(۱۱۵۴) حاملہ فارہ نہین ہو تی مگر بوقت لاحق ہونے دردزہ کے اسواسطے کہ وہ اسوقت مین مانند مریضہ کے ہے یعنی گھر کا کام نہین کرسکتی اور امام مالک کے نزدیک چھ مہینے پورے ہونے پر فارہ ہو تی ہے۔

(۱۱۵۵) اگر معلق کیا مریض نے عورت کی طلاق بائن کو اجنبی کے فعل پر (اجنبی وہ شخص ہے جو زوج اور زوجہ کے سوا ہو) اگرچہ شخص غیر اوسی عورت کا بیٹا ہو زوج سے یا معلق کیا طلاق بائن کو وقت کے آنے پر مثلاً ابتداے محرم پر اور حالانکہ تعلیق اور شرط یعنی اجنبی اور محرم کا آنا اوسکی بیماری مین ہو وے۔ یا معلق کیا اوسکی طلاق کو اپنی ذات کے فعل پر اور حالانکہ تعلیق اور فعل ذات کا مرض مین ہو ... سے یا فقط شرط۔ ہی مرض مین ہو تی

یا معلق کیا طلاق کو عورت کے فعل پر اور حالانکہ اوس فعل سے
عورت کو چارہ نہین ہے یعنی ضروری ہے خواہ باعتبار طبیعت بشری
کے خواہ باعتبار شریعت کے چنانچہ کھانا اور مان باپ سے بات کرنا
اور حالانکہ دونون یعنی تعلیق اور شرط مرض مین ہوئی یا فقط شرط
مرض مین ہوئی تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی بسبب فرار
زوج کے۔

(۱۱۵۶) اگر کہا مریض نے زوجہ سے کہ مین تجھکو طلاق ندون یا
تیرے اوپر دوسرا نکاح نکرون تو تجھکو تین بار طلاق ہے پھر زوج نے
اوسکو نہ طلاق دی نہ دوسرا نکاح کیا یہان تک کہ وہ مرگیا تو عورت
اوسکی وارث ہوگی اور اگر اس صورت مین عورت پہلے مرگئی تو
زوج اوسکا وارث نہوگا کیونکہ یہ سبب ترک طلاق اور تزوج کے
اپنے اسقاط حق پر راضی ہوا۔ کذا فی بدائع۔

(۱۱۵۷) سوائے صورتہائے مذکورہ بالا کے دوسری صورتون
مین وارث نہوگی اور اوسکی کل سولہ صورتین پیدا ہوتی ہین حسب
ذیل تعلیق کی یا وقت کے آنے پر ہے یا اجنبی کے فعل پر یا زوج
کے فعل پر یا عورت کے فعل پر تو یہہ چار صورتین ہوئین اور ہر صورت
چار وجہ پر ہے اسطرحپر کہ تعلیق اور شرط یا صحت مین ہے یا مرض
یا ایک صحت مین اور دوسرا مرض مین یعنی تعلیق صحت مین اور شرط
مرض مین یا شرط صحت مین اور تعلیق مرض مین تو چار کو چار مین
ضرب کرنے سے سولہ شکلین ہوگئین تو چھ صورتون مین عورت
وارث ہے اور دس صورتون مین نہین ہے۔

(۱۱۵۹) پہلی صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق اور فعل اجنبی مرض مین ہوے تو عورت وارث ہو گی دوسری صورت یہ ہے کہ تعلیق اور فعل مذکور صحت مین ہوے تو وارث نہو گی تیسری صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی صحت مین اور شرط مرض مین تو وارث نہو گی چوتھی صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو وارث نہو گی پانچوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر اور تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہوئین تو وارث ہو گی چھٹی صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر اور تعلیق اور شرط صحت مین ہوئی تو وارث نہو گی ساتوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر لیکن تعلیق صحت مین ہوئی اور شرط مرض مین تو وارث نہو گی آٹھوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر لیکن تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو وارث نہ ہو گی نوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہوئین تو وارث ہو گی۔ دسوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق اور شرط صحت مین ہوئی تو وارث نہو گی گیارہوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق ہوئی صحت مین اور شرط مرض مین تو وارث نہو گی بارہوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو وارث نہو گی تیرہوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہوئین تو

عورت وارث ہوگی چودہوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت مین ہوین تو وارث نہوگی۔ پندرہوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض مین صحت مین تو وارث نہوگی سولوین صورت یہ ہے کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر مگر تعلیق ہوئی صحت مین اور شرط مرض مین تو وارث نہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۹) اگر تعلیق کی طلاق بائن کی عورت کے ایسے فعل پر جو اوسکو لا بد نہین ہے تو گو تعلیق اور شرط دونون زمانہ صحت مین پائے جاوین یا حالت بیماری مین یا ایک صحت مین اور دوسرا بیماری مین ہر صورت مین عورت وارث نہ ہوگی خواہ صحت مین ہو یا نہ ہو۔

(۱۶۰) اگر کہا زوج نے اپنی صحت مین کہ اگر مین چاہون گا اور فلانا شخص چاہیگا تو تو طلاق ہے مین بار پھر بیمار ہوا زوج پھر چاہا زوج اور اجنبی نے طلاق کو ساتھی یا کہ اول زوج نے اور بعد اوسکے اجنبی نے پھر زوج مرگیا تو عورت وارث نہوگی

(۱۶۱) اگر چاہا طلاق کو پہلے اجنبی نے پھر زوج نے تو عورت وارث ہوگی کذا فی النہایہ۔ کیونکہ اجنبی کے اول خواہش کرنے سے طلاق معلق ہوگی فقط زوج ہی کے فعل پر یعنی تمامی علت طلاق کی زوج ہی کے فعل پر ہوئی بخلاف صورت اول کے کہ اوسمین مشیت زوج کی جز ہے علت کی نہ تمامی علت کی۔

(۱۶۲) مرض الموت والے بیمار نے اور زوجہ نے اتفاق کیا

صحت کی تین طلاق پر اور انقضاے عدت پر پھر زوج نے اقرار کیا عورت کے دین کا یا سواے نقد کے کسی چیز کا یا زوج نے وصیت کی عورت کے واسطے کسی چیز کی تو عورت کو اقرار یا وصیت اور میراث سے جو کمتر ہوگا وہ ملیگا یعنی اگر اقرار یا وصیت کا مال کمتر ہے میراث سے تو اقرار یا وصیت والا مال عورت پاویگی اور اگر میراث عورت کی کمتر ہے اقرار یا وصیت کے مال سے تو میراث ہی پاویگی غرض کہ کمتر مال ملیگا بسبب اس تہمت کے کہ شاید عورت طلاق کو اسواسطے اظہار کرتی ہو تاکہ اقرار یا وصیت اوسکے واسطے صحیح ہو تاکہ میراث سے زیادہ پاوے اور اقرار یا وصیت وارث کے حق مین صحیح نہین ہے اور احتمال ہے کہ زوجہ کی محبت سے زوج اوسکے موافق ہو گیا ہو اور قدر میراث مین کچھ تہمت نہین ہے لہذا اکثر مال عورت کیواسطے مقرر ہو گیا۔

(۱۱۶۳) عورت کی عدت شروع ہوگی وقت اقرار زوج سے اسی پر فتوی ہے۔

(۱۱۶۴) اگر مر گیا زوج بعد انقضاے عدت کے وقت اقرار سے تو عورت اوس سب مال کو پاویگی جسکا اقرار کیا زوج نے یا وصیت کی کذا فی العادیہ۔ کیونکہ بعد عدت کے وہ وارث نرہی تو اقرار یا وصیت اوسکی حق مین صحیح ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۶۵) اگر تصادق اور اتفاق زوج کے مرض الموت مین ہوا تو صحیح ہوگا اقرار اسکا اور وصیت اوسکی۔

(۱۱۶۶) اگر زوج نے صحت مین دعوی طلاق اور انقضاے عدت کا کیا اور عورت نے اوسکی تکذیب کی تو صحیح نہوگا اقرار اوسکا کذا فی شرح المجمع - اور اسیطرح وصیت بھی صحیح نہوگی - کذا فی حاشیۃ المدنی -

(۱۱۶۷) فصول مین ہے کہ دعوی کیا عورت نے زوج پر اوسکی بیماری کی حالت مین کہ اوسنے عورت کو طلاق بائن دی سو زوج نے اوسکا انکار کیا اور قسم لی اوس سے قاضی نے سو اوسنے قسم کھائی طلاق نہ دینے پر پھر عورت نے عدم تعلیق پر زوج کی تصدیق کی اور زوج مرگیا تو عورت وارث ہوگی اگر اوسنے تصدیق زوج کی کی اسکے مرنے سے پہلے اور اگر اوسکی موت کے بعد تصدیق کی تو وارث نہوگی -

(۱۱۶۸) مسئلہ تصادق کا حکم مانند اوس عورت کی ہے جو مطلقہ ہوئی تین طلاق سے اپنے امر سے زوج کی بیماری مین بعد اوسکے زوج نے اوسکے واسطے وصیت کی یا اقرار دین کا کیا تو عورت کو کمتر مال ملیگا وصیت و میراث سے -

(۱۱۶۹) ایک تندرست نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے پھر طلاق کی تصریح اور تعین کردی ایک عورت پر اپنے مرض مین جسمین مرگیا تو ہوگا زوج فار بسبب اپنے بیان کے تو عورت اوسکی وارث ہوگی - کذا فی الکافی -

(۱۱۷۰) اگر قسم کھائی تعلیق کی زوج نے صحت مین اور معلق ہوا یعنی شرط واقع ہوئی مرض مین پھر تعلیق مبہم کا بیان کردیا

ایک عورت مین تو زوج فار ہوگا اور اس مسئلہ کو کتب فقہ مین
مین نے نہین دیکھا کذا فی نہر الفایق۔

(۱۷۱) شرط نہین ہے علم زوج کا ساتھ اہلیت عورت کی واسطے میراث کے سو اگر زوج نے عورت کو طلاق باین دی اپنی بیماری مین حالانکہ عورت کے مالک نے اوسکو آزاد کر دیا تھا قبل طلاق کے یا کہ عورت کتابیہ تھی سو مسلمان ہو گئی اور زوج کو اوسکی آزادی کا یا اسلام کا علم نہ ہوا تو بھی زوج فار ہوگا او عورت اوسکی وارث ہوگی کذا فی الظہیریہ

(۱۷۲) مالک نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے کل اور اوس لونڈی کے زوج نے کہا کہ تجھکو تین بار طلاق ہے پرسون سو اگر زوج کو کلام مولی کا علم ہوا تو فار ہوگا یعنی زوجہ وارث ہوگی اور اگر اوسکو کلام مولی کا علم نہ ہوا تو عورت وارث نہ ہوگی کذا فی الخانیہ۔ کیونکہ وقت تعلیق طلاق کے اوسکو علم نہ تھا تو ابطال حق کا قصد اسکی طرف سے ثابت نہ ہوا۔ اگرچہ عورت اہل میراث کی ہو چکی تھی قبل نزول طلاق کے۔

(۱۷۳) اگر زوج نے معلق کیا طلاق کو عورت کے آزاد ہونے پر یا اپنی بیماری پر یا وکیل کیا زوج نے کسی شخص کو اپنی زوجہ کی طلاق پر اپنی حالت صحت مین سو وکیل نے زوج کی بیماری مین واقع کیا حالانکہ زوج قادر تھا وکیل کے معزول کرنے پر تو زوج فار ہوگا اور تینون صورتون مین عورت وارث ہوگی۔

(۱۷۴) اگر عورت خود مرتکب ہوئی فرقت کی سبب کی حالانکہ

وہ بیمار تھی اور مر گئی قبل انقضاے عدت کے تو زوج اوسکا وارث ہوگا اسیطرح جبوقت فرقت واقع ہو دونون مین بسبب اختیار کرنے عورت کے اپنی ذات کو خیار بلوغ اور خیار عتق مین یا جدائی ہولی بسبب بوسہ لینے عورت کے ابن زوج کو یا اسکی مطاوعت سے اپنی بیماری کی حالت مین تو زوج باوجود جدائی کے وارث ہوگا کیونکہ ان مسائل مین فرقت عورت کی طرف سے ہولی اسواسطے یہہ جدائی طلاق نہین ہے کیونکہ عورت طلاق کی مالک نہین بلکہ یہہ جدائی فسخ ہے۔

(۱۷۵) اگر دونون مین فرقت واقع ہولی بسبب مقطوع الذکر یا نامردی یا لعان زوج کے تو ان صورتون مین زوج وارث ہوگا زوجہ کا بنا بر روایت خانیہ اور فتح القدیر کے جامع سے اور عدم وراثت پر یقین کیا ہے کافی اور بحر الرایق مین تو یہی مذہب ٹھہرا کہ یہہ فرقت طلاق ہے تو زوج ہی کی طرف منسوب ہوگی اور قول ضعیف یہہ ہے کہ یہہ فرقت بھی مثل پہلی فرقت کے ہے تو زوج اس فرقت مین بھی وارث ہوگا مانند قول اول کے اس قول ضعیف کا قایل زیلعی ہے

(۱۷۶) عورت مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملی تو اگر ارتداد اوسکا مرض مین ہوا تھا تو زوج اوسکا وارث ہوگا باعتبار دلیل استحسان کے اور قیاس مقتضی ہے عدم وراثت کا کیونکہ مسلم اور کافر مین وراثت نہین ہے۔

(۱۷۷) اگر عورت بیماری مین مرتد نہین ہولی بلکہ صحت مین

مرتد ہوئی تو زوج اوسکا وارث نہ ہوگا۔

(۱۷۸) زوج کا ارتداد بجاے اوسکے مرض الموت کے ہے اسواسطے کہ مرد اگر ارتداد سے توبہ نکرے تو قتل ہوتا ہے اسصورت مین عورت مرتد کی وارث ہوگی ہر طرح سے خواہ بیماری مین مرتد ہوا خواہ صحت مین اگر زوج اور زوجہ ساتھی مرتد ہوے پھر اگر عورت مسلمان ہوئی تو وارث ہوگی اور اگر زوج مسلمان ہوگا تو وارث نہوگا کذا فی الخانیہ۔

(۱۷۹) کہا ایک مرد نے کہ جس سے پیچھے مین نکاح کرون وہ مطلقہ ہے سو اوسنے نکاح کیا ایک عورت سے پھر دوسری عورت سے نکاح کیا پھر زوج مرگیا تو مطلقہ ہوگی دوسری عورت نکاح کے ساتھہ ہی اور زوج فار نہ ہوگا تو وہ عورت وارث نہ ہوگی

(۱۸۰) صاحبین کے نزدیک وارث ہوگی اسواسطے کہ موت معرف ہے یعنی زوج کی موت سے معلوم ہوا کہ پچھلی عورت منکوحہ یہی دوسری عورت ہے اور متصف ہونا تزوج ثانی کا بوصف اخریت شرط کے وقت سے ہوا (یعنی تزوج کے وقت سے) تو طلاق ثابت ہوگی وقت تزوج سے مستند ہوکر خلاصہ یہہ ہے کہ امام کے نزدیک طلاق واقع ہوئی تزوج ثانی کے وقت اور اسوقت زوج بیمار نتھا لہذا دوسری عورت وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع ہوئی موت کے نزدیک لہذا وارث ہوگی۔

(۱۸۱) زوج نے زوجہ کو طلاق بائن دی اپنے مرض موت مین پھر کہا جب تجھہ سے نکاح کرون تو تو طلاق ہے تین طلاق کی پھر

اوس سے نکاح کیا عدت مین اور مرگیا اپنے مرض مین تو وارث نہوگی
کیونکہ وہ عدت مستقبلہ مین ہوگئی اور البتہ تزوج ثانی عورت کے
فعل سے ہوا تو یہ فرار نہوگا بخلاف محمد کے کذا فی خانیہ کیونکہ
طلاق بائن کی پہلی عدت بسبب نکاح ثانی کے باطل ہوگئی اب
عورت پر بسبب نکاح ثانی اور وقوع طلاق ثانی کے دوسری
جدی عدت واجب ہوئی پھر جب پہلی عدت باطل ہوئی تو وراثت
کیونکر ثابت ہوگی اسواسطے کہ وراثت فار کی عدت تک منحصر ہے
اور یہ ممکن نہین ہے کہ عدت ثانیہ مین وہ وارث ہوسکے اسواسطے
کہ ابطال عدت کا عورت ہی کی رضا سے ہوا اگر تزوج پر فرار ثابت نہوگا
(۱۱۸۲) جھٹلایا عورت کو وارثون نے بعد موت زوج کے
اوسکی بیماری کی طلاق دینے سے یعنی زوج کے وارثون نے
کہا کہ زوج نے اپنے مرض مین اوسکو طلاق نہین دی عورت کا
دعوی غلط ہے تو اس صورت مین عورت ہی کا قول اس دعوی
مین معتبر ہے کہ زوج نے مجکو طلاق دی حالانکہ وہ سوتا تھا اور وارثون
نے کہا کہ جاگتے مین طلاق دی کذا فی الولوالجیہ۔
(۱۱۸۳) طلاق دی زوج نے زوجہ کو مرض مین اور مرگیا بعد
عدت کے تو مشکل اسباب گھر کا زوج کے وارث کا ہوگا بسبب بیگانہ
ہوجانے عورت مطلقہ کے بعد انقضاے عدت کے بخلاف اسکے
کہ اگر زوج عدت مین مرگیا تو وارث ہوگی اور مشکل اسباب
اوسکے قبضہ مین ہوگا تو عورت ہی کا قول اسوقت معتبر ہوگا کذا
فی جامع (مشکل اسباب سے وہ اسباب مراد ہے کہ مرد

اور عورت دونون کے مناسب حال ہو چنانچہ نقد اور توشک اور لحاف)

(۱۸۴) خلاصہ یہہ ہے کہ جب بعد عدت کے زوج مرگیا تو عورت وارث ہوگی تو جو اسباب کہ مرد کے مناسب حال ہوگا مانند کتب و اسلحہ کے اسمین زوج کے وارثون کا قول معتبر ہوگا اور جو اسباب کہ عورت کے مناسب حال ہوگا اوسمین عورت کا قول معتبر ہوگا اور جو اسباب کہ دونون کے مناسب حال ہے اوسکو شارح نے مشکل کہا سو زوج کے وارثون کا ہوگا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

باب الرجعت

یہہ باب ہے رجعت کے احکام کے بیان مین

(۱۸۵) رجعت کی ر کو فتح ہے اور اوسکو کسرہ بھی ثابت ہے

(۱۸۶) اصطلاح فقہا مین رجعت عبارت ہے طلب دوام ملکیت استمتاع سے جو قایم ہے نکاح سے بدون عوض کے جبتک کہ مطلقہ عدت مین ہے اور مراد عدت سے عدت دخول کی ہے فی الحقیقت یعنی وطی کی عدت کیونکہ خلوت کی عدت مین رجعت نہین ہے کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۷) رجعت کو ہستدامت ملک قایم کہا موافق حکم اللہ کے فَاَمْسِکُوْہُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔ یعنی رکھو مطلقات کو موافق دستور کے اور امساک عبارت ہے استدامت ملک قایم سے نہ اعادہ زائل سے اور بلا عوض کی قید اسواسطے لگائی کہ رجعت مین مال دینے

کی حاجت نہین ہے اسواسطے کہ تصرف ہے اپنی ملک قایم ہین بلکہ
رجعت مین اگر کچھ مال مشروط ہوگا تو زوج پر اوسکا دینا واجب نہوگا
کذا فی المعراج اور ثبوت رجعت مین بقاے عدت کی قید اسواسطے
لگائی کہ بعد انقضاے عدت کے رجعت نہین ہے بسبب باقی نرہنے
زوجیت کے بعد عدت کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۸۸) بزازیہ مین ہے کہ زوج نے دعوی کیا وطی کا بعد دخول
کے اور عورت نے وطی کا انکار کیا تو زوج کو رجعت کا اختیار ہے
نہ اسکے بالعکس مین یعنی اگر عورت وطی کی مدعی ہو اور زوج
منکر ہو تو زوج کو رجعت کا اختیار نہین ہے کیونکہ انکار وطی سے
حق رجعت کا ساقط ہوگیا۔

(۱۱۸۹) صحیح ہے رجعت ساتھ جبر اور بیہودگی اور کھیل اور خطا
اور ٹھٹھے کرنے کے۔ ہزل نقیض ہے جد کی اور قاموس مین ہے کہ
لعب ضد ہے جد کی تو ہزل اور لعب مرادف ٹھہرے اور خطا
کی صورت یہہ ہے کہ زوج اور کچھ کلام کیا چاہتا تھا اور اوسکے منہ
سے نکل گیا کہ مین نے اپنی زوجہ سے رجعت کی تو بھی رجعت صحیح
ہوگی۔

(۱۱۹۰) استدامت ملک ثابت ہوتی ہے مانند لفظ راجعتک سے
یعنی مین نے تجھہ سے رجعت کی اور لفظ رددتک سے یعنی
مین نے تجھکو پھیرا اور لفظ مسکتک سے یعنی مین نے تجھکو رکھا ان الفاظ
ثلثہ سے رجعت قولی صحیح ہے بدون نیت کے بھی اسواسطے کہ ہر لفظ
صریح ہے رجعت مین بلا خلاف اور صریح مین حاجت نیت کی نہین ہے

(۱۱۹۰) کنایات رجعت سے یہ قول ہین انت عندی کما کنت یعنی تو میرے نزدیک ویسی ہے جیسی کہ تھی و انت امرأتی یعنی تو میری عورت ہے تو ان الفاظ سے بدون نیت کے رجعت صحیح نہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الحموی۔

(۱۱۹۲) صحیح رجعت فعل سے ساتھ کراہت کے۔

(۱۱۹۳) رجعت فعلی ہمراہ ہی فعل سے صحیح ہے جو موجب ہے حرمت مصاہرت کا مانند مساس اور تقبیل کے اگرچہ مساس عورت ہی کی طرف سے ہو بطور رجعت یا رہنے کے یا کہ زوج سوتا ہو یا کہ اوسپر زبردستی ہوئی ہو یا کہ دیوانہ یا بیہوش ہو بشرطیکہ بعد خواب یا اکراہ یا ہشیار ہونے کے زوج عورت کی تصدیق کرے یعنی یون کہے کہ عورت نے مجکو شہوت سے مساس کیا یا وارث زوج کے بعد موت زوج کے عورت کی تصدیق کرین کذا فی جوہرہ۔ تو اس فعل سے ان حالات مین رجعت ثابت ہو گی۔ کیونکہ رضامندی رجعت مین مشروط نہین ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۱۹۴) رجعت دیوانہ کی ساتھ فعل کے ہے کذا فی البزازیہ یعنی جس زوج نے حالت صحت عقل مین زوجہ کو طلاق دی بعد دیوانہ ہوگیا تو اوسکی رجعت فعلی صحیح ہے۔ کیونکہ اقوال مجنون کے لغو مین لایق اعتبار کے نہین ہین

(۱۱۹۵) صحیح ہے رجعت عورت کے نکاح کی عدت مین۔ اسی پر فتوی ہے۔ کذا فی الجوہرہ صحت رجعت کی بالفظ تزویج کے ہے یہہ مذہب ہے امام محمد کا خلافاً للشیخین۔

(۱۱۹۶) صحیح ہے رجعت مطلقہ کی وطی سے اگرچہ وطی مقعد مین ہو بنابر قول معتمد کے اسواسطے کہ وطی مقعد کی شہوت کے مساس سے خالی نہین ہے۔

(۱۱۹۷) صحیح ہے رجعت اگر زوج نے طلاق بائن نہین دی اور اگر عورت کو طلاق بائن دی تو پھر رجعت نہین ہوسکتی ہے لیکن عورت کی رضامندی سے اور نکاح جدید سے۔

(۱۱۹۸) اگر طلاق بائن نہین دی تو رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت انکار کرے یا زوج یون کہے کہ مین نے اپنی رجعت کو باطل کر دیا یا یون کہے کہ رجعت میرے واسطے نہین تو بھی زوج کو رجعت کا اختیار ہے بدون عوض کے اسواسطے کہ رجعت باطل کرنا یا اوسکے نفی کرنا خلاف مشروع ہے لہذا صحیح نہوگا۔

(۱۱۹۹) اگر زوج نے کچھہ مال معین کیا رجعت مین یعنی یون کہا کہ مین نے تجھہ سے رجعت کی بدلے ہزار درم کے تو موجب ایک قول کے یہہ مال مہر مسمی کی زیادتی مین قرار دیا جائیگا اور بموجب دوسرے قول کے نہین قرار دیا جاویگا۔

(۱۲۰۰) مہر موجل معجل ہوجاتا ہے بسبب طلاق رجعی کے اور موجل نہین ہوتا بسبب رجعت کرنے عورت کے کذا فی الخلاصہ مثلاً ایک مرد نے نکاح کیا عورت سے مہر موجل پر یعنی عدت والے مہر پر اور مہر کی مدت ٹھہرائی طلاق یا موت جو اون مین قریب تر ہے۔ پھر عورت کو طلاق رجعی دی تو اقرب مدت پائی گئی یعنی طلاق تو مدت مہر کی ساقط ہوگئی اور مہر معجل ہوگیا بسبب طلاق کے یعنی شتابی

بلا مدت کے ادا کرنا مہر کا لازم ہوا پھر جب بعد طلاق کے رجعت کی تو مہر مؤجل نہوگا یعنی مہر کی مدت عود نکریگی اسواسطے کہ مدت کہ مہر مدت والا فی الحال واجب الادا نہین ہوتا بسبب طلاق رجعی کے جبتک اوسکی عدت مقتضی نہو جاوے ظاہر عبارت صیرفیہ کے مخالف ہے خلاصہ کے اور شاید کہ توضیح دونون قولونکی یون ہے کہ خلاصہ عبارت اوس صورت پر محمول ہے جب کہ مدت مہر کی طلاق ہو اور صیرفیہ کی عبارت اوس صورت پر محمول ہے جب کہ مدت مہر کی فراق زوجین ہو۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۱) مستحب ہے کہ زوج عورت کو رجعت کرنیکی اطلاع کردے تاکہ وہ نکاح نکرے بعد عدت کے زوج کے سوا کسی اور شخص سے سو اگر زوج نے رجعت کی خبر نکی اور عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو جدائی کرادی جاویگی دونون مین یعنی عورت اور زوج ثانی مین اگرچہ [illegible] وطی بھی کی ہو۔ کذا ذکرہ الشمنی۔ کیونکہ وہ منکوحہ ہے زوج اول کی تو نکاح ثانی فاسد ہوا پھر اگر زوج ثانی نے وطی کی تو اوسکو مہرمثل دینا لازم آویگا اور عورت بعد عدت کے زوج اول کے پاس رجوع کریگی بلا اعادہ نکاح کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۲) مستحب ہے گواہ کرنا دو عادل شاہد ونکا اگرچہ بعد رجعت فعلی کے ہو۔

(۱۲۰۳) مستحب ہے کہ زوج داخل نہو عورت کے پاس بدون اوسکی اجازت کے تاکہ وہ پردے کا سامان کرلے اگر زوج اوسکی رجعت کا قصد رکھتا ہے بسبب مکروہ ہونے رجعت فعلی کے۔

(۱۲۰۴) ہدایہ مین کہا ہے کہ جب رجعت کا قصد ہو تو اعلان اور اجازت مانگنا مستحب یا نہیں ہے شارح نے اوسکو رد کیا ہے کہ بدون اجازت کے جانے مین یہ احتمال ہے کہ عورت برہنہ ہو اور مرد اوسکی شرمگاہ کو بنظر شہوت دیکھے اور رجعت فعلی ہو جاوے حالانکہ رجعت فعلی مکروہ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۵) زوج نے دعوی کیا رجعت کا بعد عدت کے کہ مین نے تجھسے رجعت کی تیری عدت کے اندر سو عورت نے اوسکی تصدیق کی تو دعوی رجعت کا صحیح ہوگا باہم کی تصدیق کے سبب سے اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق نکی تو دعوی رجعت کا صحیح نہوگا۔

(۱۲۰۶) اسیطرح رجعت ثابت ہوگی اگر قایم کیے زوج نے گواہ بعد عدت کے یعنی گواہون نے گواہی دی کہ زوج نے عدت کی عدت مین کہا تھا کہ مین نے زوجہ سے رجعت کی یا اوس سے جماع کیا۔

(۱۲۰۷) گواہی سے رجعت قولی یا جماع ثابت ہوگی تو رجعت ثابت ہوگی۔ کیونکہ جو چیز گواہی سے ثابت ہے گویا وہ مشاہدہ سے ثابت ہے اور یہ مسئلہ عجیب تر ہے اس سبب سے کہ مرد کا اقرار ثابت نہین ہوتا اوسکے اقرار کرنے سے بلکہ اوسکا اقرار ثابت ہوتا ہے گواہی سے چلپی محشی نے کہا کہ یہ مسئلہ کچھ تعجب کا مقام نہین ہے اسواسطے کہ زوج کا بعد عدت کے یون اقرار کرنا کہ مین نے عدت مین رجعت کا اقرار کیا تھا یہ مجرد دعوی ہے تو بدون گواہون کے کیونکر ثابت ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۸) اگر زوج نے عدت مین کہا کہ مین نے تجھ سے رجعت

کل کی تھی تو رجعت صحیح ہوگی اگرچہ عورت اوسکی تکذیب کرے بسبب مالک ہونے زوج کے انشاء نئی الحال کو اور انشاء کا مالک ہے وہ اخبار بھی مالک ہے۔

(۱۲۰۹) زوج نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے رجعت کی یعنی اب رجعت کرتا ہون اس قول سے انشاء رجعت کا ارادہ کیا نہ اخبار کا سو عورت نے بلا توقف جواب مین کہا کہ میری عدت منقضی ہوگئی تو یہ رجعت صحیح نہوگی نزدیک امام کے بسبب متصل ہونے رجعت کے انقضاے عدت سے بخلاف اسکے کہ اگر عورت سکوت کرے گی رجعت سنکر پھر جواب دیگی انقضاے عدت کا تو رجعت صحیح ہوگی باتفاق امام اور صاحبین کے بسبب واقع ہونے رجعت کے عدت کے اندر۔

(۱۲۱۰) امام کے نزدیک انقضاے عدت کی خبر اوسوقت مقبول ہوگی جب مدت محتمل ہو انقضاے عدت کی یعنی بعد طلاق کے دو مہینے گذر گئے ہون اور قبل دو مہینے سے انقضاے عدت کی خبر مقبول نہ ہوگی اور رجعت ثابت ہوجائیگی کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۱۱) رجعت صحیح ہے اگر قسم لی گئی عورت سے انقضاے عدت پر سو اوسنے انقضاے عدت کی قسم سے انکار کیا۔

(۱۲۱۲) کہا لونڈی کے زوج نے بعد عدت کے کہ مین نے اوس سے رجعت کی مدت کے اندر سو اوسکے تصدیق کی مالک نے اور اوسکی تکذیب کی لونڈی نے اور گواہ زوج کے نہین تھا

کہ لونڈی مسکوحہ نے کہا کہ میری عدت منقضی ہو گئی اور زوج اور مالک نے انکار کیا تو لونڈی ہی کا قول معتبر ہوگا نزدیک امام کے اسواسطے کہ لونڈی بیان عدت مین امین ہے۔

(۳ا۱۲) اگر تکذیب کی زوج کی عدت کی رجعت مین لونڈی کے مالک نے اور تصدیق کی لونڈی نے تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا بنا بر قول صحیح کے بسبب ظاہر ہونے مالکیت مالک کے لونڈی کی وطی مین سو ممکن نہین لونڈی کو ابطال اوسکا کیونکہ جب لونڈی کے زوج نے اوسکو طلاق دی اور عدت گذر گئی تو مولی کی ملکیت حلت وطی مین ظاہر ہو چکی اب تصدیق رجعت زوج سے اوس ملکیت کو لونڈی باطل نہین کر سکتی۔

(۴ا۱۲) کہا عورت نے کہ میری عدت منقضی ہو گئی پھر کہا کہ عدت نہین منقضی ہوئی تو زوج کو رجعت کرنا صحیح ہوگا بسبب خبر دینے عورت کے اپنے کذب پر اوس حق مین جو اوسپر واجب تھا کذا ذکرہ الشمنی۔

(۵ا۱۲) اعتبار عدت کا اوسی صورت مین ہے جبکہ انقضاے عدت حیض سے ہو یعنی اگر عورت نے انقضاے عدت کا دعوے بسبب حیض کے کیا بعد طلاق کے دو مہینے مین تو مسموع ہوگا اور اگر اس مدت سے کمتر مین دعوی کیا تو مقبول نہوگا۔

(۶ا۱۲) مدت معتبر نہین ہے اسقاط حمل مین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ بعد طلاق کے بلا توقف اسقاط حمل ہوا اور عدت منقضی ہو جاوے

(۷ا۱۲) درصورت دعوے اسقاط کے زوج کو جائز ہے کہ قسم

سے عورت سے اس امر پر کہ اسقاط حمل سے جو کچھ گرا اوسکے بعض
اعضا مخلوق ہو چکے تھے کیونکہ گوشت کا لوتھڑا اگر نے سے عدت
منقضی نہین ہوتی تاوقتیکہ کچھ صورت نہ بنے۔

(۱۲۱۸) اگر عورت مدعی ہو انقضاے عدت کی بسبب ولادت
کے تو اوسکا قول نہوگا بدون گواہی کے اگرچہ عورت حرہ ہو کذا
فی فتح القدیر۔

(۱۲۱۹) منقطع ہوتی ہے رجعت جبکہ عورت طاہر ہو حیض
اخیر سے بسبب گذر جانے دس روز کے ہر طرح سے خواہ خون
بند ہو گیا ہو یا کہ جاری ہو اگرچہ عورت نہائی نہو اور طہارت حیض
اخیر سے لونڈی کو بھی شامل ہے۔

(۱۲۲۰) یا اگرچہ وقت ایک نماز کا گذر گیا ہو تب بھی عدت بعد
دس روز کے منقضی ہوگی۔

(۱۲۲۱) یا اگر طاہر ہوئی حیض اخیر سے دس دن سے کمتر مین
تو عدت منقطع نہوگی یہان تک کہ عورت غسل کرے اگرچہ غسل ہو
گدہے کے جھوٹے پانی (یعنی مشکوک پانی سے ہو) سے باوجود
موجود ہونے پانی مطلق کے یعنی مشکوک پانی کے غسل سے بھی
طہارت ثابت ہوگی انقضاے عدت مین لیکن نماز نہ پڑھے اس
غسل سے اور نکاح بھی نکرے بنا بر احتیاط کے۔

(۱۲۲۲) یا کہ گذر جاے تمام وقت نماز کا تو نماز دین ہو جاوے
عورت کے ذمہ مین مثلاً الزاق کے وقت اقل مدت حیض مین عورت
طاہر ہوئی اور غسل نکیا تو عصر کے وقت اوسکی مدت منقضی ہوگی

(۱۲۲۳) اگر عورت کے حیض سے لئے بھر عود کیا درحالیکہ دس دن سے تجاوز نکیا تھا تو زوج کو رجعت کا اختیار ہے اسواسطے کہ بسبب عود حیض کے معلوم ہوا کہ ابھی عدت منقضی نہین ہوئی ہے یا یہانتک کہ عورت تیمم کرے پانی نہونے کی وجہسے اور نماز پوری پڑہے اگرچہ نماز نفل ہو۔ قول اصح مین یعنی اصل حیض مین عورت طاہر ہوئی اور پانی غسل کا موجود نہین ہے سو اوسنے تیمم کر کے نماز پڑہی تب سے عدت منقضی ہو گئی۔

(۱۲۲۴) اور مطلقہ کتابیہ مین بمجرد حیض منقطع ہوتے کے عدت منقضی ہوتی ہے۔ کذا الملتقی۔ کیونکہ وہ مخاطب احکام شرعی کی نہیں ہے شارح کہتا ہے کہ اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیوانی اور بیہوش عورت بھی اسیطرح ہے اوسکی عدت بھی بمجرد انقضاے حیض کے منقضی ہوگی اسواسطے کہ بسبب زوال عقل کے وہ بھی مکلف احکام شرعی کی نہین ہے۔

(۱۲۲۵) اگر غسل کیا عورت سنے ادراکل حیض کے اور رہو لگئی کسی عضو کے ٹکڑے کو پانی پہونچانا چنانچہ ایک اونگلی کو تو عدت منقضی ہوگی بوجہ احتمال جلد خشک ہو جانے کے پھر اگر عورت کو اوس ٹکڑے کو پانی نہ پہونچنے کا یقین ہو یا اوسنے اوسکو عمدًا ترک کیا ہو تو عدت منقطع نہ ہوگی اور اگر غسل مین پورے عضو کا (مانند ہاتھ یا پاؤن کے) پانی پہونچانا بھول گئی ہو تو بھی عدت منقطع نہ ہوگی۔

(۱۲۲۶) ہر واحد مضمضہ اور استنشاق مانند بعض کے ہے کیونکہ

دونوں ملکر بمنزلہ ایک عضو کے ہیں بنا بر قول صحیح کے۔

(۱۲۲۷) طلاق دی حاملہ کو اوسکی وطی سے منکر ہو کر پھر عورت سے رجعت کی قبل وضع حمل کے پھر حاملہ لڑکا جنی چھ مہینے سے کمتر میں طلاق دینے کے وقت سے یا پورے چھ مہینے میں یا اوس سے زیادہ مدت میں جنی نکاح کے وقت سے تو زوج کی اگلی رجعت صحیح ہو گی کیونکہ جب کہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کمتر مدت میں حاملہ جنی تو زوج کے انکار وطی کو شرع نے باطل کیا اور یہہ لڑکا زوج ہی کا ٹھہرا تو رجعت سابقہ کی صحت بھی ظاہر ہو گی کیونکہ عین عدت میں واقع ہو ئی۔ اور اگر بعد نکاح کے چھ مہینے سے کمتر میں جنے گی تو شرعاً تکذیب زوج کی انکار وطی میں ثابت نہو گی کیونکہ انعقاد ولد کا قبل نکاح کے ہوا تو رجعت بھی صحیح نہو گی۔

(۱۲۲۸) رجعت صحیح ہے اگر طلاق دی منکر وطی ہو کر اوس عورت کو جو جنی قبل طلاق کے اور اگر بعد طلاق کے جنی تو رجعت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بسبب ولادت کے عدت منقضی ہو گئی۔ اور ولادت قبل طلاق میں باوجود انکار وطی کے رجعت اسواسطے صحیح ہو ئی کہ شرع نے انکار زوج کی تکذیب کی بسبب ٹھہرانے ولد کے واسطے فراش کے یعنی تا قیام نکاح منکوحہ کا لڑکا زوج ہی کی طرف منسوب ہو گا شرعاً تو زوج کا عدم وطی کا زعم باطل ہو گیا اسوجہ سے کہ اسکے اقرار پر غیر کا حق متعلق نہیں ہے

(۱۲۲۹) اگر عورت سے خلوت کی پھر وطی کا منکر ہوا پھر اوسکو طلاق دی تو رجعت کا مالک نہو گا (کیونکہ شرع نے اسکی

تکذیب تعیین کی)
(۱۲۰) اگر زوج نے بعد خلوت کے وطی کا اقرار کیا اور عورت نے اوسکا انکار کیا تو زوج کو رجعت جائز ہے اسواسطے کہ ظاہر حال شاہد ہے زوج کا۔

(۱۲۱) اگر زوج نے وطی کا دعوی کیا اور عورت اوسکی منکر ہے درحالیکہ زوج نے عورت سے خلوت نہین کی تو زوج کو رجعت کا اختیار نہین ہے کیونکہ ظاہر حال عورت کا شاہد ہے کذا فی الولوالجیۃ۔

(۱۲۲) اگر زوج نے بعد خلوت کے وطی کا انکار کرکے طلاق دی عورت کو بغیر رجعت کی اور عورت لڑکا جنی دو برس سے کمتر مین وقت طلاق سے تو صحیح ہوگی زوج کی رجعت سابقہ کیونکہ زوج شرعًا دروغگو ہوا بسبب ولادت کے انکار وطی مین بوجہ واقع ہونے اندر عدت کے۔

(۱۲۳) زوج نے کہا زوجہ سے کہ اگر تو جنی تو تو طالق ہے پھر وہ جنی سو وہ مطلقہ ہو لی پھر وہ معتدہ ہوئی بعد اوسکے وہ دوسرا لڑکا جنی دوسرے پیٹ سے یعنی ولادت ولد اول سے بعد چھہ مہینے کے ولد ثانی جنی اگرچہ ولد ثانی کو دس برس سے زیادہ مین جنی جبتک کہ عورت انقضاے عدت کا اقرار نکرے کیونکہ درازی الطہر کی کچھہ حد نہین ہے سواے بڑہاپے کے۔ تو یہ ولد ثانی رجعت ہوگا اسواسطے کہ علوق ولد ثانی کا وطی جدید سے قرار دیا جائیگا عدت مین بخلاف اوس صورت کے جب کہ ولد ثانی

ایک ہی پیٹ سے ہو یعنی دونون کی ولادت مین چھہ مہینے سے کم مدت ہو مثلاً ولد اول کے بعد چار یا پانچ مہینے کے ولد ثانی پیدا ہو تو رجعت ثانی نہوگی۔ کیونکہ علوق ثانی کا وطی حادث سے ثابت نہین ہے۔

(۱۲۳۴) اگر کہا زوج نے کہ جب تو جنی گی تو تو طالق ہے اور پھر جنی وہ تین لڑکے تین پیٹ سے تو تین بار طلاق ہوگی اور ولد ثانی رجعت ہوگا طلاق اول مین اور ولد ثالث رجعت ہے طلاق ثانی مین اور مطلقہ تین طلاق کی ہوگی عورت ولد ثالث کے سبب سے اور طلاق ثالث کے واسطے عورت کی عدت ہوگی حیض سے کیونکہ مطلقہ وقت طلاق سے حیض آنیوالی عورتون مین داخل ہے جبتک کہ وہ ناامیدی کے سن مین نداخل ہو پھر بڑھاپے مین داخل ہوگی تو اوسکی عدت مہینون سے ہوگی۔

(۱۲۳۵) اگر تین لڑکے دو حمل سے جنے تو پہلے دو لڑکون سے دو بار طلاق ہوگی نہ تیسرے لڑکے سے بواسطے منقضی ہونے عدت کے اوسکی ولادت سے خواہ اول حمل سے دو پیدا ہوے ہون خواہ دوسرے حمل سے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۲۳۶) مطلقہ رجعیہ سنگار کرے جب کہ زوج موجود ہو اور اوسکو رجعت کی امید ہو اور جب کہ رجعت کی امید نہو تو سنگار نکرے۔

(۱۲۳۷) زوج مطلقہ رجعیہ کو اوسکے گھر سے نکال نہ لیجاوے (اگرچہ اخراج مدت سفر سے کم ہو) جبتک گواہ نکرلے اوسکی رجعت پر پھر جب رجعت پر گواہ کرلیگا تو عدت طلاق کی باطل ہوگی اور نکالنا جائز ہو گیا۔

(۱۲۳۸) اخراج یا اشہادت کا رجعت ہونا اوس وقت ہے جبکہ زوج نے وقت اخراج کے عدم رجعت کی تصریح کی ہو اور اگر تصریح نہین کی تو مطلقہ کا سفر مین لیجانا رجعت ہے باعتبار دلالت حال کے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۲۳۹) طلاق رجعی حرام نہین کرتی وطی کو بخلاف مذہب امام شافعی کے پھر مطلقہ رجعی کو وطی کریگا تو زوج پر مہر مثل دینا لازم نہ آویگا کیونکہ وطی حرام نہین ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

(۱۲۴۰) مطلقہ رجعی سے خلوت کرنا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی بشرطیکہ زوج کا قصد رجعت کا نہو اور اگر رجعت کا قصد ہے تو مکروہ نہین ہے۔

(۱۲۴۱) مطلقہ رجعی کے واسطے باری ثابت ہے اگر زوج کا قصد رجعت کا ہو اور اگر قصد رجعت نہ ہو تو باری بھی نہین ہے کذا عن البحر عن البدائع۔

(۱۲۴۲) فقہا نے کہا کہ زوج کو مارنا عورت کا زینت کے ترک پر جائز ہے اور یہہ جواز ضرب مطلقہ رجعی کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ طلاق رجعی مین زوجیت تا عدت منقطع نہین ہوتی ہے۔

(۱۲۴۳) نکاح کرے زوجہ مطلقہ بائنہ سے تین طلاق سے کمتر مین یعنی اگر ایک طلاق بائن ہوئی یا دو طلاق تو عدت کے اندر بدلیل اجماع نکاح جائز ہے اور بعد عدت کے بھی جائز ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۲۴۴) نص قرآنی سے عدت مین نکاح کرنا عموماً منع ہے اور زوج اوس سے بالاجماع مخصوص ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن النہر

(۱۳۷۵) نکاح نکرے زوج مطلقہ ثلثہ سے بشرطیکہ نکاح صحیح نافذ کے بعد تین بار طلاق واقع ہو اگر منکوحہ حرہ ہے تو بعد تین طلاق کے اور لونڈی ہے تو بعد دو طلاق کے نکاح نہین ہے اگرچہ قبل دخول کے مطلقہ ہوئی ہو۔

(۱۳۷۶) مطلقہ ثلثہ کا نکاح زوج اول کو جائز نہین ہے یہان تک کہ جماع کرے اوس سے غیر اوسکا اگرچہ غیر یعنی زوج ثانی مراہق (یعنی قریب البلوغ لڑکا) ہو اور شمس الاسلام نے مراہق کا اندازہ دس برس کا مقرر کیا ہے یا کہ زوج ثانی خصی ہو یا کہ دیوانہ ہو یا ذمی ہو مطلقہ ذمیہ کے واسطے خصی کا محلل ہونا اسواسطے صحیح ہوا کہ اگرچہ اوسکے فوطے نہین ہین لیکن آلہ تناسل ہے اور مجنون کی تحلیل اسطرح ہو سکتی ہے کہ اوسکا ولی اوسکا نکاح کردے مگر طلاق اوسکی بدون ہوش مین آنے کے صحیح نہوگی اور ذمی کے محلل ہونے کی یہ صورت ہے کہ کتابیہ ذمیہ مسلم کی منکوحہ تھی سو مطلقہ ثلثہ ہوئی تو اگر بعد عدت کے ذمی اوس سے نکاح کریگا اور بعد دخول کے طلاق دیگا تو زوج اول پر نکاح اوسکا حلال ہوگا زوج ثانی مطلقہ ثلثہ کی وطی نکاح نافذ سے کرے تب زوج اول پر حلال ہوگی (نکاح نافذ کی قید سے نکاح فاسد اور نکاح موقوف نکل گیا) کما مرنے کتاب النکاح۔ حیلہ مطلقہ ثلثہ کا یہہ ہے کہ نکاح کردے اسکا قریب البلوغ غلام سے روبرو دو شاہدون کے پھر جب وہ دخول کر چکے تو غلام کا مالک عورت کو غلام کا مالک کردے تو نکاح باطل ہوگا پھر جب غلام کو کسی دوسرے شہر مین بھیجدے کہ وہان بیچڈالا جاوے تو اس تدبیر سے عورت کا حال کسی پر نکھلے گا اور یہہ حیلہ

ہے ظاہر مذہب پر کہ کفاءت نکاح میں شرط نہیں ہے)

(۱۲۰۴۳) حسن بن زیاد کی روایت پر جسپر فتویٰ ہو چکا ہے البتہ غلام عورت کو زوج اول پر حلال نکریگا بسبب کفاءت کے اگر عورت کا ولی موجود ہوگا۔ اور اگر ولی نہ ہوگا تو اوسکو حلال کردیگا باتفاق حنفیہ کے کما مر فی باب الاکفاء والاولیاء۔

(۱۲۰۴۴) مطلقہ زوج اول پر حلال ہوگی اوسوقت جبکہ زوج ثانی بنکاح نافذ وطی کرے اور زوج ثانی کی عدت بھی گذر جاے خواہ عدت طلاق کی ہو خواہ فسخ نکاح کی خواہ موت کی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۲۰۴۵) حلال نہیں کرتی مطلقہ کو وطی ملک یمین سے بسبب مشروط ہونے زوج کے نص سے تو لونڈی کو حلال نکریگی وطی مولی کی۔

(۱۲۰۴۶) جس نے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو دوبار طلاق دی پھر اوس لونڈی کو مول لیا تو اس مشتری کو وطی اسکی بہ ملک یمین حلال نہیں ہے (کیونکہ حلت مطلقہ کی غایت یعنی زوج ثانی کی وطی) ہنوز موجود نہیں ہے۔

(۱۲۰۴۷) ایک مرد نے اپنی زوجہ حرہ پر تین بار طلاق واقع کی پھر وہ مرتدہ ہوگئی اور دار الاسلام میں گرفتار ہوکر آئی پھر اوسکے مالک نے اوس سے وطی کی تو زوج اول پر یہہ عورت حلال نہو گی۔ کیونکہ زوج ثانی کی وطی غایت ہے حلت کی نہ ملک یمین کی وطی۔

(۱۲۰۴۸) شرط تحلیل کی یہہ ہے کہ مکان مخصوص میں وطی واقع ہونیکا یقین ہو یعنی محل مشتہی ہو تو اگر عورت مطلقہ ایسی صغیرہ ہو کہ ایسی لڑکی لائق

جماع کے نہو تو زوج اول پر حلال نہو گی اگرچہ زوج ثانی وطی کر چکا ہو۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۴۹) اگر صغیرہ لایق وطی کے ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال ہو گی اگرچہ زوج ثانی صغیرہ کو مفضات (مفضاۃ اوس عورت کو کہتے ہین جسکے قبل اور دُبر کے درمیان کا پردہ پھٹ کر ایک ہو جاوے) کر ڈالے۔

(۱۲۵۰) جب وطی متیقن شرط تحلیل کی ہوئی تو اگر مطلقہ ثلثہ مفضاۃ ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال نہو گی مگر جبکہ وہ حاملہ ہو جاوے تاکہ بالیقین معلوم ہو جاوے کہ وطی اوسکی قبل مین ہوئی نہ دُبر مین اور بدون حمل ہونے کے قبل کی وطی کا یقین نہین ہو سکتا (کیونکہ دونون مکان ملکر ایک ہو گئے ہین) بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہان قبل کی وطی مین شبہہ نہین ہے کسواسطے کہ صغیرہ پہلے مفضاۃ نہ تھی بلکہ قبل کی وطی سے اوسکی یہہ حالت ہو گئی۔

(۱۲۵۱) اگر مطلقہ ثلثہ نے نکاح کیا زوج ثانی مقطوع الذکر سے تو یہہ عورت زوج اول پر حلال نہو گی تاوقتیکہ حاملہ نہو اور جب حاملہ ہو گئی تو زوج اول کو حلال ہو گی بسبب وجود دخول حکمی کے یعنی ہرچند یہان دخول حقیقی متصور نہین ہے (اسواسطے کہ زوج ثانی کا آلہ تناسل مطلق باقی نہین ہے) لیکن حکمی دخول ہے یعنی شرع مین یہہ حمل زوج ہی کی طرف منسوب ہو گا بسبب قیام نکاح کے یہان تک کہ بسبب ایسے دخول حکمی کے اوس ولد کا نسب زوج ہی سے ثابت ہو گا کذا فی فتح القدیر۔ پھر جب دخول حکمی ہی علت ہوا تحلیل کی تو اقتصار کرنا مصنف

کی شرط تحلیل کے ذکر مین فقط وطی پر قصور ہے عبارت کا مگر یہہ کہ
وطی کو عام کیجیے وطی حقیقی اور وطی حکمی سے تو البتہ قصور نہ ہیگا۔ اور
مقطوع الذکر بھی وطی حکمی مین داخل رہیگا۔
(۱۲۵۲) ادخال مخل بکارت مین حلال کر دیتا ہے عورت کو زوج
اول کے واسطے اور مرجانا زوج ثانی کا عورت کو زندہ چھوڑ کر بدون
وطی کے حلال نہین کرتا ہے زوج اول پر (ادخال فی محل البکارہ سے
مراد یہہ ہے کہ بعد ازالہ بکارت کے ادخال ہو) کذا فی حاشیۃ المدنی
عن شیخ رحمتی محشی۔
(۱۲۵۳) شرط تحلیل یہہ ہے کہ ادخال ہو اپنی قوت ذات سے
تو عورت کو زوج اول پر حلال نکریگا وہ شخص جو قادر نہین ادخال پر
بدون مددگاری ہاتھ کے مگر اوسوقت حلت ثابت ہوگی جب کہ بعد
ادخال بمساعدت ہاتھ کے اوسکو استادگی حاصل ہو اور عمل کرے
یعنی بلا مساعدت داخل کرے اگرچہ ادخال حیض اور نفاس اور احرام
مین ہو اگرچہ وطی ان حالتون مین حرام ہے لیکن تحلیل صحیح ہوگی اگرچہ
اس وطی سے انزال نہوا کیونکہ تحلیل مین لذت پانا شرط ہے نہ سیری
جماع سے) مجتبی مین ہے کہ حق یون ہے کہ ثابت ہوتی ہے حلت عورت کی
دخول حشفہ سے مطلقاً خواہ بمساعدت ہاتھ کے ہو یا بلا مساعدت ہاتھ
کے۔ ابن ملک شارح مشارق نے سوتی عورت کی وطی کو واسطے
حلال ہونے زوج اول کے تامعتبر کہا ہے۔ لیکن شیخ رحمتی محشی نے
قول و دلایل شارح کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اطلاق متون اور
شروح کا اوسکو رد کرتا ہے۔ انتہی کتاب مشارق فقہ مین الینی معہ

کتاب نہین ہے کہ اوسکی روایت نقل مذہب معتبر ہو۔ حاشیۃ المدنی

(۱۲۵۴) مکروہ تحریمی ہے زوج ثانی کو نکاح کرنا تحلیل کی شرط سے بموجب حدیث عبد اللہ ابن مسعود کے جو جامع ترمذی مین بروایت صحیح مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لعنت کرے اللہ تحلیل کرنے والے پر اور اوسپر جسکے واسطے تحلیل ہوئی یعنی زوج ثانی او زوج اول دونون پر لعنت ہے۔ شرط تحلیل کا طریقہ یون ہے جیسے کہ زوج ثانی عورت سے کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا اس شرط پر کہ مین تجھکو طلاق دونگا اگرچہ نکاح بشرط تحلیل سے عورت حلال ہوگئی زوج اول کو بسبب صحیح ہوجانے اس نکاح مشروط کے اور باطل ہوجانے شرط تحلیل کے تو زوج ثانی پر جبر نہین ہوسکتا ہے طلاق دینے پر چنانچہ اسیکو تحقیق کیا ہے کمال الدین محقق نے۔ بزازی نے کہا کہ نکاح شرط تحلیل مین نکاح بھی جائز ہے اور شرط بھی جائز ہے یہانتک کہ اگر زوج ثانی طلاق دینے سے انکار کرے گا تو قاضی بجبر اوس سے طلاق دلائیگا فتح القدیر مین محقق نے اوسکو رد کیا ہے کہ یہہ قول ظاہر الروایت مین ثابت نہین ہے اور قواعد مذہب کے خلاف ہے اکیونکہ یہہ شرط ایسی ہے جسکو عقد مقتضی نہین ہے تو اصل نکاح صحیح ہوگا اور شرط باطل ہوجائیگی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۲۵۵) واسطے تحلیل کے لطیف زوج کا یون کہنا ہے کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون اور جماع کرون تو تو بائن ہے یا اگر مین تجھکو تین رات سے مثلاً زیادہ رکھون تو تو بائن ہے تو اگر

بعد جماع کے زوج ثانی عورت کو تین رات سے زیادہ رکھا
تو عورت مطلقہ ہو لیوے تو عورت کے زوج اول پر حلال ہوجاویگی
اگر عورت اس سے ڈرے کہ زوج ثانی اوسکو طلاق نہ دیگا تو
اوسکے واسطے یہہ حیلہ ہے کہ عورت ایجاب کیوقت یون کہے کہ
مین نے اپنی ذات کا نکاح تجھہ سے کیا اس شرط پر کہ امر میرا میرے
ہاتھہ مین رہے یعنی طلاق کا مجکو اختیار رہے کذا فی الزیلعی۔

(۱۲۵۶) اگر قصد تحلیل کو زوج ثانی نے دل مین رکھا یعنی زبان سے
نہ کہا تو اوس مرد کو ثواب ملیگا بسبب قصد اصلاح کے کہ بعد ازالہ
حرمت کے دو بچھڑے مسلمانون کو ملا دیا اور تاویل لعن محلل کی یہہ
ہے کہ جب کہ کچھہ اجرت تحلیل پہ لے کذا ذکرہ البزازی۔

(۱۲۵۷) اگر زوج ثانی نے کہا کہ نکاح فاسد تھا یا یون کہا کہ نکاح
صحیح تھا لیکن مین نے اس عورت سے جماع نہین کیا یعنی بعد طلاق
کے زوج ثانی یہہ اظہار کیا تاکہ عورت زوج اول کو حلال نہو۔ اور
عورت نے زوج ثانی کی تکذیب کی تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا

(۱۲۵۸) اگر زوج اول نے فساد نکاح ثانی یا عدم دخول زوج
کا دعوی کیا تو زوج اول ہی کا قول معتبر ہوگا۔

(۱۲۵۹) زوج ثانی بعد دخول کے تین طلاق سے کمتر کو گراتا ہے
چنانچہ تین طلاق کو بالاجماع گراتا ہے کیونکہ جب تین طلاق کو اوسنے
گرایا تو کمتر کو بطریق اولی گرا دیگا۔ بخلاف محمد کے اونکے نزدیک
ایک یا دو کو نہین گراتا ہے پھر اگر زوج ثانی نے وطی نہین کی تو
بالاتفاق نگراوے گا۔ کذا فی القنیہ۔ مثلاً جو عورت کہ تین طلاق سے کم

مطلقہ ہوئی یعنی ایک طلاق یا دو طلاق دینے والے زوج کے نکاح
مین پھر آئی بعد دوسرے زوج کے تو زوج اول کو پھر تین طلاق دینے
کا اوس عورت پر اختیار ہوگا اگر وہ حرہ ہے۔ اور اگر وہ لونڈی ہے تو
دو طلاق کا اختیار ہوگا اکیونکہ زوج ثانی نے پہلے ایک یا دو طلاق کو
گرا دیا یعنی نیست و نابود کر ڈالا) نزدیک محمد اور باقی اماموں کے باقی
طلاق کا زوج اول کو اختیار ہوگا یعنی اگر پہلے ایک طلاق دی تھی تو
اب دو طلاق کا اور اگر پہلے دو طلاق دی تھی تو اب ایک طلاق کا
اختیار ہوگا اور یہ ہی قول امام محمد کا حق ہے کذا فی فتح القدیر۔ اسکو
ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شرح مین اور سواے مصنف کے
صاحب بحر اور صاحب نہر نے شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ قول امام کا
علی الاطلاق ماخوذ ہے اور ابو یوسف کا ساتھ ہونا زیادہ تر موجب
ترجیح کا ہے اور اسیواسطے متون مین بھی ثابت ہے اور ترجیح کمال الدین
ابن ہمام کی مخالفین کے معتبر نہین ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۶۰) اگر سنہ دی مطلقہ ثلثہ نے زوج اول کی عدت کی
اور زوج ثانی کی عدت گذر جانے کے بعد دخول زوج ثانی کی اور
مدت گنجائش رکھتی ہو انقضاے عدت کی تو زوج اول کو جائز ہے
کہ اوسکی تصدیق کرے یعنی نکاح کر لے اگر اوسکو ظن غالب ہو
عورت کی راستی کا۔

(۱۲۰۶۱) کمتر مدت حیض والی کی عدت کی نزدیک امام کے حرہ
کے واسطے دو مہینے ہین اور لونڈی کے واسطے چالیس دن ہین
جب تک کہ عورت اسقاط ولد کا دعوی نکرے اکیونکہ اسقاط سے

فوراً عدت منقضی ہو جاتی ہے

(۱۲ ۶۲) نکاح کیا مطلقہ ثلثہ نے زوج اول سے بعد اوس مدت کے کہ انقضاے عدت کی محتمل تھی پھر عورت نے کہا کہ میری عدت ہنوز منقضی نہین ہوئی ہے یا کہ مین نے زوج ثانی سے نکاح نہین کیا تو عورت کی تصدیق نہوگی اسلئے کہ عورت کی پیش قدمی نکاح کرنے پر دلیل ہے حلت کی) سرخسی سے روایت ہے کہ زوج اول کو اوسکا نکاح کرنا حلال نہین ہے جب تک کہ عورت سے حلت کو دریافت نکرلے

(۱۲ ۶۳) بزازیہ مین ہے کہ عورت نے کہا کہ زوج نے مجکو تین بار طلاق دی پھر عورت نے اپنے نکاح کرنیکا ارادہ کیا اوسی زوج سے تو عورت کو یہ نکاح جائز نہین ہے خواہ عورت طلاق کے قول پر ثابت رہی ہو یا اوسنے اپنی ذات کو جھوٹلایا ہو یہ اوس صورت مین ہے جب کہ عورت مدعی تھی طلاق کی اور زوج اوسکا منکر تھا اور اگر زوج نے بھی طلاق کا اقرار کیا تھا تو بالاتفاق عورت کو نکاح کرنا اوس سے درست ہوگا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲ ۶۴) بزازیہ مین ہے کہ اگر عورت نے اپنے زوج سے سنا کہ اوس نے اوسکو تین بار طلاق دی اور عورت اپنی ذات کو مرد سے بچا نہین سکتی بدون اوسکے مار ڈالنے کے تو عورت کو اوس کا قتل کرنا دوا سے جائز ہے قصاص کے ڈر سے یعنی زہر سے مارے تاکہ قصاص اوسپر لازم نہ آوے اور نہ مار ڈالے عورت اپنی ذات کو رو زجندی نے کہا کہ اوسکی نالش کرے قاضی کے پاس سو اگر زوج قاضی کے روبرو طلاق دینے کی قسم کھا جاوے اور عورت کے

گواہ ہوں تو اب گناہ اوس کا مرد پر ہوگا۔ اگر عورت کو اپنی جان کا خوف
ہو اور اس صورت میں عورت اوسکو قتل کر ڈالے تو اوسپر کچھ
گناہ نہیں ہے اور طلاق بائن انقطاع نکاح میں مانند تین طلاق کے ہے
کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۲۶۵) نوازل میں ہے کہ دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے
عورت کو تین بار طلاق دی تو عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا
جائز ہے تحلیل کے واسطے اگر زوج اول غائب ہو یعنی عورت کو
خوف ہو کہ زوج طلاق کا انکار کریگا تو بعد عدت کے دوسرے مرد
سے نکاح کرلے اور بعد وطی کے اوس سے طلاق لی تاکہ زوج
اول پر حلال ہو رہے پھر جب اول آوے تو اوس سے بعد عدت
زوج ثانی کے تجدید نکاح کی درخواست کرے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی
والعالمگیریہ۔ شارح کہتا ہے کہ مراد نوازل کی یہ ہے کہ عورت کو دیانتہً
نکاح جائز ہے یعنی قضاءً جائز نہیں اکیونکہ قضی علی الغائب صحیح نہیں
ہے اور مذہب صحیح یہ ہے کہ عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا
جائز نہیں نہ دیانۃً نہ قضاءً کذا فی القنیہ۔
(۱۲۶۶) قنیہ میں ہے کہ اگر زوج بعد تین بار طلاق دینے کے قادر
ہو کہ آپ کو چھوڑا سکی عورت سے اور اگر غائب ہو جاوے اوس
سے تو عورت اوسپر جادو کرے اور پھر لاوے اپنی طرف تو مرد
کو اوسکا قتل کرنا حلال نہیں ہے مگر دور رہے اوس سے اپنے
مدت در پھرے۔
(۱۲۶۷) دوسرا قول مطلقہ میں جو مرد کو نہیں روک سکتی ہے

یہ ہے کہ مرد کو قتل نکرے قائل ہا ایسے قول کا استحبابی ہے اور اسی
قول پر یعنی عدم قتل پر فتوی ہے چنانچہ تاتارخانیہ اور شرح وہبانیہ
میں بشرط ہے اور فتوی مردود ہے یعنی اس صورت میں گناہ وطی وغیرہ
کا مرد پر ہے اور عورت مجبور ہے چنانچہ تصریح اسکی قول رشیدی
میں مذکور ہو چکی

(۱۳۹۸) کہا زوج نے بعد تین بار طلاق دینے کے کہ اس تین
طلاق سے پہلے میں نے عورت کو ایک طلاق دی تھی اور عدت اسکی
منقضی ہو گئی تھی اور زوج کی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ اسکو
اوس عورت سے نکاح کر لینا درست ہو کیونکہ تین طلاق بعد عدت
کے واقع ہوئین لغو ہو گی اور عورت نے مرد کی تصدیق کی تو مرد اور
عورت کی تصدیق نہو گی بنا بر مذہب مفتی بہ کے مثل اوس صورت
کے جب کہ عورت مرد کی تصدیق نکرے۔ اور قول ضعیف یہ ہے کہ
زوج اور زوجہ کے قول کی تصدیق کر لینی چاہیے۔

(۱۳۹۹) اگر عورت کو دو بار طلاق دی قبل دخول کے پھر بولا
کہ میں قبل دو طلاق سے اوسکو ایک طلاق دے چکا ہون۔ اور
غرض اس کلام سے یہ ہے کہ دو طلاق باطل ہو جاوین کیونکہ
غیر مدخولہ پہلے ایک ہی طلاق سے بائن ہو چکی بلا عدت کے تو زوج
اس کلام سے ماخوذ ہوگا تین طلاق کا کیونکہ اقدام زوج کا دو طلاق
پر دلالت کرتا ہے ثبوت نکاح پر واللہ اعلم بالصواب

باب الایلا

یہ باب ہے ایلا کے احکام کے بیان میں

(١٢٧٠) لغت مین ایلا یعنی قسم کے ہے اور شرع مین ایلا وہ
قسم ہے جو زوج نے زوجہ کی ترک قربت پر چار مہینے تک کی قسم کھائی
اگرچہ زوج ذمی ہو۔

(١٢٧١) مولی (یعنی ایلا کرنے والا) اوسکو کہتے ہین جسکو ممکن
نہین اپنی عورت سے وطی کرنا بدون کفارہ کے لیکن کافر اگر ایلا
کریگا تو اوسکو قربت اپنی زوجہ کی ممکن ہے بدون لزوم کفارہ کے

(١٢٧٢) رکن ایلا کا قسم ہے خواہ اللہ تعالے کے نام سے ہو
یا تعلیق ہو یا التزام نذر کے یا طلاق یا عتاق کے۔

(١٢٧٣) شرط ایلا کی یہہ ہے کہ عورت محل ہو ایلا کی بہ سبب
منکوحہ ہونے عورت کے وقت تنجیز ایلا کے یعنی اگرچہ وقت تعلیق
کے منکوحہ نہو لیکن ایلا واقع ہونے کے وقت منکوحہ ہونا کفایت کرتا ہے

(١٢٧٤) اگر کہا مرد نے عورت سے کہ اگر مین تجھ سے نکاح
کرون تو قسم ہے اللہ کی کہ تجھ سے وطی نکرونگا ہرچند عورت اس
قول مین وقت ایلا کے منکوحہ نہین ہے لیکن بعد نکاح کے ایلا ثابت
ہوگا (کیونکہ تعلیق بعد وجود شرط کے مانند تنجیز کے ہے) تو گویا
اوسنے بعد نکاح کے ایلا کیا۔

(١٢٧٥) اگر کہا مرد نے عورت سے کہ اگر مین تجھ سے نکاح
کرون تو قسم ہے کہ تجھ سے وطی نکرونگا اور تو مطلقہ ہوگی تو لازم
آویگا اس قایل کو کفارہ بسبب وطی کے اور طلاق باین واقع ہوگی
وطی چھوڑنے سے صورت اسکی یہہ ہے کہ اول بار عورت سے نکاح
کیا اور وہ مطلقہ ہوگئی بسبب تعلیق طلاق کے بعد اوسکے دوسری

بار اوس سے نکاح کیا تو اگر بعد نکاح ثانی کے چار مہینے گذر گئے پر نہ وطی کی تو دوسری بار طلاق بائن ہوگی اور اگر چار مہینے کے اندر وطی کی تو کفارہ لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۷۶ ۱۸ام) شرط ایلا کی ہے اہل ہونا زوج کا واسطے طلاق کے یعنی اسکو لیاقت ہو طلاق کی اوسکو ایلا کی بھی لیاقت ہے اور صاحبین کے نزدیک کفارہ کی لیاقت شرط ہے ایلا کی۔

(۷۷ ۱۳ام) صحیح ہے ایلا کرنا ذمی کا امام کے نزدیک بغیر عبادات کے یعنی چونکہ ذمی اہل طلاق کا ہوا اوسکا ایلا بھی صحیح ہے لیکن اگر ذمی عبادات کی قسم کھاویگا تو صحیح نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک ذمی کا ایلا صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ وہ کفارہ کا اہل نہیں ہے معلوم کرنا چاہیے کہ ذمی کا ایلا تین طرح پر ہوتا ہے ایک بالاتفاق صحیح ہے یعنی بغیر عبادت سے قسم کھاوے چنانچہ طلاق کی دوسری عبادات کی قسم کھانا چنانچہ حج یا صوم کی یہ بالاتفاق باطل ہے تیسری میں اختلاف ہے یعنی بنام خدا قسم کھانا کذا فی حاشیۃ المدنی۔ اگرچہ ذمی کے ایلا میں کفارہ لازم نہیں ہوتا ہے لیکن ایلا سے ذمی کا فائدہ وقوع طلاق ہے یعنی اگر بعد ایلا کے چار مہینے تک قربت نکریگا تو طلاق واقع ہوگی۔

(۷۸ ۱۳ام) ایلا کی شرط اولے ہے کہ مدت معینہ سے کم نہو ورنہ تو اگر کوئی قسم کھاوے کہ میں ایک مہینہ قربت نکرونگا تو ایلا ثابت نہوگا۔

(۷۹ ۱۳ام) حکم ایلا کا یہ ہے کہ ایک طلاق بائن واقع ہوگی اگر اوسنے

قسم پوری کی یعنی چار مہینے تک وطی نکی اور کفارہ اور جزائی معلق لازم آویگی اگر اوسنے قسم توڑی بسبب وطی کے یعنی اگر قسم بدون تعلیق کے ہے تو کفارہ لازم ہے اور اگر تعلیق کی قسم ہے تو جزا لازم ہے اور لگ ہے کفارہ اور جزا ساتھ ہی لازم آتا ہے جبکہ حلف باللہ اور تعلیق معًا ہو مثلًا یون کہا کہ واللہ قربت نکرونگا اور اگر قربت کرون تو مجھپر حج ہے۔

(۱۲۸۰) کمتر مدت ایلا کی حرہ کے واسطے چار مہینے اور لونڈی کے واسطے دو مہینے ہین اور اکثر مدت کی حد نہین ہے تو دونون کی مدتون سے کمتر کی قسم کھانے مین ایلا نہین ہے تو اگر حرہ مین دو یا تین مہینے کی قسم کھائی اور لونڈی مین ایک مہینہ کی قسم کھائی تو ایلا ثابت نہوگی۔

(۱۲۸۱) سبب ایلا کا مانند اوس سبب کے ہے جو طلاق رجعی مین ہے چنانچہ اختلاف اور ناموافقت طلاق رجعی کا سبب ہوتا ہی ویسا ہی ایلا کا سبب پڑتا ہے۔

(۱۲۸۲) الفاظ ایلا کے دو قسم کے ہین صریح اور کنایہ صریح وہ ہے جو فقط جماع مین مستعمل ہون اور کنایہ وہ جو جماع اور غیر جماع دونون مین مستعمل ہون صریح محتاج نیت کا نہین ہے بخلاف کنایہ کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۸۳) منجملہ ایلا غیر صریح کی یہ مثال ہے کہ زوج کہے زوجہ غیر حائضہ سے کہ مین تجھسے قربت نکرونگا اور جس لفظ سے کہ یمین منعقد ہوتی ہے وہ بھی مانند واللہ کے ہے یعنی لعظمۃ اللہ

و بجلالہ و کبریا ئہ سے ایلا صحیح ہے اور علم اللہ اور غضب اللہ سے
صحیح نہین ہے اسواسطے کہ الفاظ اول سے یمین منعقد ہو تی ہے نہ
ثانی سے علامہ عدوی نے صحت ایلا مین عدم حیض کی قید لگا ئی
بہ سبب نہ مضاف ہونے منع قربت کے طرف یمین کے یعنی حالت
حیض مین باز رہنا وطی سے بہ سبب منع شرعی کے ہے نہ کہ بسبب
قسم کے اور ایلا ہے اس مثال مین کہ واللہ مین تجھہ سے قربت
نکرونگا یا تجھہ سے جماع نکرونگا یا تجھہ سے وطی نکرونگا یا غسل جنابت
نکرونگا تیرے سبب سے چار مہینے اگرچہ خطاب حائض سے ہو
بسبب معلق کردینے مدت کے یعنی چار مہینے کی تعلیق کا یہ قرینہ ہے
منع وطی کا بسبب قسم کے نہ کہ بہ سبب حیض کے اسواسطے کہ چار مہینے
تک برابر حیض نہین ہوتا بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہان قسم مین مدت
مذکور نہین ہے۔ یا کہا اگر قربت کرون مین تیری تو مجھپر حج واجب
ہے یا مانند اوسکے اوس قسم سے جسکا فعل انسان پر شاق اور
سخت ہے چنانچہ ایک مہینہ روزہ رکھنا یا طلاق یا عتاق بخلاف اس
قول کے کہ اگر مین قربت کرون تو مجھپر دو رکعت واجب ہین۔ تو
اسکا قائل مولی نہین ہے بہ سبب نہ شاق ہونے دو رکعت نماز کے
یا کہا کہ اگر مین تیری قربت کرون تو مجھپر سو رکعتین لازم ہین اسواسطے
کہ اسقدر نماز اکثر لوگون پر شاق ہے اور قیاس مشقت اسکو مقتضی
ہے۔ کہ سو بار ختم قرآن مجید اور سو بار جنازہ کے اتباع سے مولی
ہوگا شارح کہتا ہے کہ اسکو مین نے کتب فقہ مین نہین دیکھا یعنی
اگر کوئی کہے کہ اگر مین تجھہ سے قربت کرون تو سو بار قرآن ختم کرنا

مجھپر لازم ہو یا سو جنازہ کی ہمراہی اور دفن کرنے کی شرکت مجھپر واجب ہوئی تو ایلا ثابت ہوا اسواسطے کہ اسمین غایت مشقت ہے یا کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کرون تو تو مطلقہ ہے یا غلام اوسکا آزاد ہے۔ یہانتک مثالین ایلاے صریح کی تھین۔

(۱۲۰۸۴) از قسم کنایہ یہہ مثالین ہین کہ مین تجھکو نہ چھوونگا تیرے پاس نہ آونگا تیرے بچھونے کے پاس نہ جاونگا۔ نہ داخل ہونگا تیرے اوپر یعنی تیرے پاس نہ آونگا۔

(۱۲۰۸۵) از قسم ایلاے دایمی کے ہے یون کہنا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا یہانتک کہ دابۃ الارض نکلے یا دجال خروج کرے یا کہ آفتاب اپنی غروب گاہ سے نکلے

(۱۲۰۸۶) اگر زوج نے وطی کی زوجہ سے مدت کے اندر اگرچہ زوج اوسوقت دیوانہ ہو تو حانث ہوگا پھر جسوقت کہ حانث ہوگا تو اللہ کی قسم سے کفارہ واجب ہوگا اور اوسکے سوا ئین یعنی تعلیق مین جزا واجب ہوگی خواہ حج خواہ عتاق خواہ سواے اسکے اور ساقط ہوگا ایلا بسبب آخر ہونے یمین کے یعنی بعد وطی کے کفارہ یا جزا لازم ہوا تو اب حکم ایلا کا باجماع علما باقی نرہا۔ یعنی بعد چار مہینے گذر گئے تھے اب طلاق واقع نہوگی۔

(۱۲۰۸۷) اگر مدت معینہ مین زوجہ سے وطی نہ کی تو عورت پر ایک طلاق باین واقع ہوگی بسبب منقضی ہونے عدت کے۔

(۱۲۰۸۸) اگر زوج نے دعوی وطی کا کیا بعد گذرنے مدت کے تو اوسکا قول مقبول نہوگا بدون گواہونکے

(۱۲۸۹) ساقط ہو گی قسم بعد جدائی کے اگر موقت او رمعین ہو گی اگر چہ توقیت دو مدت کی ہو اسواسطے کہ دوسری مدت کے گذرنے سے عورت پر دوسری طلاق بائن واقع ہو گی یعنی زوج نے کہا کہ واللہ مین تجھسے آٹھ مہینے تک صحبت نکرونگا پھر چار مہینے اوسنے صحبت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی پھر مرد نے اوس سے نکاح کیا اور باقی چار مہینے تک صحبت نکی تو دوسری طلاق واقع ہو گی اسکے بعد قسم کا اثر باقی نرہیگا یعنی اگر تیسری بار اس عورت سے نکاح کریگا اور بعد اوسکے چار مہینے تک صحبت نکریگا تو اب طلاق واقع نہو گی بسبب ساقط ہو جانے قسم کے۔

(۱۲۹۰) قسم ساقط نہو گی بائن ہونے سے بشرطیکہ قسم دائمی اور ابدی ہو اور عورت طاہر ہو یعنی عورت حائض نہ ہو قسم کھانیکے وقت کما مر۔

(۱۲۹۱) اگر زوج نے عدم قربت زوجہ کی قسم کھالی اور طلاق بائن اوسپر پڑی پھر اوس سے دوسری اور تیسری بار نکاح کیا اور دو مدتین بدون قربت کے گذر گئین تو عورت پر دو بار طلاق بائن اوسپر پڑیگی مثلاً زوج نے کہا کہ واللہ مین تجھسے صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت نکی تو ایک طلاق بائن پڑی پھر دوسری بار نکاح کیا اور چار مہینے بدون جماع کے گذر گئے تو دوسری بار طلاق بائن واقع ہو گی پھر تیسری بار نکاح کیا اور چار مہینے بدون وطی کے منقضی ہو گئے تو تیسری بار طلاق بائن پڑیگی اسواسطے کہ دائمی تھی نہ موقت۔

(۱۲۹۲) مدت کا اعتبار ہے نکاح کے وقت سے یعنی اگر دائمی
قسم کھائی اور بعد چار مہینے کے عورت بائن ہو گئی اور مرد نے
اوس سے نکاح نکیا اور بعد بائن ہونے کے چار مہینے گذر گئے تو
اب دوسری بار طلاق نہو گی اسواسطے کہ وہ منکوحہ نہین ہے اور
بدون نکاح کے مدت کا اعتبار نہین ہے۔

(۱۲۹۳) اگر ایلا کرنے والے نے اوس عورت سے نکاح کیا
دوسرے زوج کے بعد تو اب اوسپر طلاق واقع نہو گی بسبب
آخر ہو جانے اوس ملک کے مثلاً زوج نے عدم قربت کی دائمی قسم
کھائی اور تین بار طلاق بائن عورت پر واقع ہوئی بسبب نکاح
ثانی اور ثالث کے اور عدم قربت کے پھر عورت نے زوج ثانی
سے نکاح کیا اور بغیر وطی کے مطلقہ ہوئی اور عدت کے بعد زوج
اول نے اوس سے نکاح کیا اور چار مہینے تک قربت نکی تو اب اوسپر
طلاق واقع نہو گی بسبب حلف دائمی کے اسواسطے کہ بعد وقوع تین
طلاق کے زوج کی ملکیت بالکل معدوم ہو گئی پھر جب ملکیت باقی
نرہی تو اب طلاق کیونکر واقع ہو۔

(۱۲۹۴) اگر قسم دائمی کھانے والی عورت سے وطی کی
بعد دوسرے زوج کے تو کفارہ دے بسبب باقی رہنے یمین
کے اور یہہ کفارہ لازم ہوا بسبب قسم توڑنے کے یعنی ہرچند
بعد تین طلاق بائن پڑ جانے کے اب چوتھی طلاق نہ پڑیگی لیکن
یمین عدم قربت کی ہنوز باقی ہے تو وطی سے کفارہ لازم ہوگا

(۱۲۹۵) اگر یون کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا

دو مہینے اور دو مہینے یہ اسکے دو مہینون کے تو ایلا ہے
بسبب تحقق ہونے مدت ایلا کے اسواسطے کہ واو عاطفہ ہے جمع
کے واسطے جمع کے تو چار مہینے ثابت ہو گئے۔

(۱۴۰۹۶) اگر زوج نے کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینے قربت
نکرونگا پھر اوسنے ایک دن توقف کیا انشاع کرتا ہے کہ مصنف
نے لفظ یوم سے مطلق زمانہ مراد رکھا کیونکہ ایک ساعت کا توقف
بھی مانند یوم کے ہے حکم مین کذا فی البحر الرائق) پھر بعد توقف ایک
دن یا ایک ساعت کے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت
نکرونگا تو دونون صورتون مین مولی نہوگا بسبب کم ہونے
مدت کے شکل اول مین ایک دن توقف کرکے دوسری قسم
کھالی تو ایکدن توقف کا درمیان سے ساقط ہو گیا تو ایک دن
کم چار مہینے باقی رہے اور مدت ایلا کی پورے چار مہینے ہین
لہذا ایلا ثابت ہوا اور شکل ثانی مین چونکہ بعد الشہرین اولین
کو یمین ثانی مین مذکور نہین کیا تو دونون یمین متداخل ہونگی۔
مثلاً یمین اول غرہ محرم سے شروع ہوکر آخیر صفر ختم ہوگی اور
یمین ثانی دوسری محرم سے شروع ہولی اور غرہ ربیع الاول
کو تمام ہولی پس مدت ایلا کی اسمین بھی نہ پالی گئی اگر بعد
الشہرین اولین کہیگا تو وطی سے ایک ہی کفارہ لازم آویگا اور
اگر یہ نہ کہے گا تو دو کفارہ لازم آوینگے پہلی صورت مین اگر پہلے
دو مہینون مین وطی کریگا تو ایک کفارہ لازم ہوگا اور اگر پچھلے
دو مہینون مین وطی کریگا تو بھی ایک ہی کفارہ لازم ہوگا کیونکہ

مدت ہر یمین کی جدی جدی ہے متداخل نہین ہے اور دوسری صورت مین اگر دو مہینے کے اندر وطی کریگا تو دوہرہ کفارہ لازم لازم آویگا ایک کفارہ یمین اول سے اور دوسرا کفارہ یمین ثانی سے (کیونکہ دونون مین مدت متداخل ہے جدی جدی نہین ہے)

(۱۲۰۹۳) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ واللہ مین تجھہ سے قربت نکرونگا ایک سال مگر ایک دن تو فی الحال مولی نہوگا بلکہ قربت کرے عورت سے اوسوقت جب کہ باقی رہگئے ہون ایک سال سے چار مہینے یا زیادہ اوسوقت مولی ہوگا اور اگر سال مین سے چار مہینے باقی نہین رہے مثلاً تین مہینے باقی رہے تھے کہ اوسنے قربت کی تو مولی نہوگا۔

(۱۲۰۹۴) اگر سال کا ذکر نہ کیا یعنی یون کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا لیکن ایک دن تو مولی نہ ہوگا یدون قربت کے پھر جب عورت سے قربت کریگا تو مولی ہوگا بعد غروب ہونے آفتاب کے وطی کے دن اور یہہ ہی حیثیت مثال سابق مین بھی ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۲۰۹۵) اگر یون کہا کہ واللہ مین تجھہ سے قربت نکرونگا ایک سال مگر وہ دن جسمین تجھہ سے قربت کرونگا تو کبھی مولی نہوگا خواہ قربت کرے یا نکرے (کیونکہ اوسنے ہر ایک اوسدن کو مستثنی کرلیا جسمین عورت سے قربت کرے تو اوسکا ممنوع ہونا وطی سے کبھی متصور نہین تمام سال۔

(۱۲۰۹۶) اگر زوج بصرہ مین ہے اور اوسنے کہا کہ واللہ مین

نجاوز ان گا اور حالانکہ زوجہ مکہ مین ہے تو اس قول سے بھی مولی ہوگا
اکیونکہ ممکن ہے کہ عورت کو مکہ سے بلا لیوے پھر اوس سے وطی کرے
(۱۲۹۷) اگر ایلا کیا مطلقہ رجعیہ سے تو صحیح ہے بسبب باقی رہنے
زوجیت کے اور باطل ہوگا ایلا بعد طلاق بائن پڑنے کے بسبب
گذر جانے مدت ایلا کے یعنی چار مہینے گذر گئے اور ہنوز عدت رجعی
کی باقی ہے بسبب امتداد طہر کے اور اگر مدت عدت کے قبل مدت
ایلا کی گذر گئی تو بھی ایلا باطل ہوگا بسبب باقی نرہنے محل کے کذا
فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر والبحر
(۱۲۹۸) اگر ایلا کیا مطلقہ بائنہ یا اجنبیہ سے جس سے بعد ایلا کرنے
کے نکاح کیا اور ایلا باضافت الی الملک نکیا (یعنی نکاح پر تعلیق نکی)
تو ایلا صحیح نہ ہوگا بسبب فوت ہونے محل ایلا یعنی نکاح کے لیکن بعد
ایلا کے بائنہ یا اجنبیہ سے وطی کر لیگا تو کفارہ لازم آویگا بسبب باقی
رہنے یمین کے یعنی ہرچند نکاح نہ ہوا لیکن یمین عدم قربت کی ثابت ہے
(۱۲۹۹) اگر زوج نے ایلا کیا پھر زوجہ کو طلاق بائن دی اگر
مدت ایلا کی گذر گئی اور حالانکہ عورت ہنوز عدت مین ہے تو اوسپر
دوسری طلاق بائن پڑیگی اور اگر عدت پہلے منقضی ہوگئی تو دوسری
طلاق واقع نہوگی کذا فی الخانیہ۔
(۱۳۰۰) اگر عاجز ہوا ایلا کرنے والا وطی سے حقیقی عاجزی سے
مثلاً بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغیرہ ہونے عورت کے یا
بسبب بستگی شرمگاہ عورت کے یا بسبب مقطوع الذکر یا نامرد ہونے
مرد کے یا بسبب حایل ہونے اتنی مسافت کے کہ اوسکو قطع نہین

کر سکتا اور پہونچ نہین سکتا زوجہ تک ایلا کی مدت مین یا بسبب محبوس
ہونے زوج کے ناحق بشرطیکہ قادر نہو عورت کی وطی پر قید خانہ
مین کذا فی البحر الرائق عن الغایۃ (شارح کہتا ہے کہ حبس مین ناحق کی
قید مصنف کے سوا اور فقیہ کے کلام مین نہین دیکھی ہے اور محشی نے
کہا کہ ہم نے اس روایت کو فتاوی عالمگیری مین پایا غایۃ الرجی
سے کہ حبس واجبی مین رجوع کرنا زبانی معتبر نہین اور حبس ناحق
مین معتبر ہے تو اب قول مصنف کا تحقیق ہو گیا۔ اسیطرح ظاہر ہوا بسبب
محبوس ہونے زوجہ کے اور اوسکی نافرمانی سے) نہ عاجزی حکمی
کے سبب سے مثلاً (احرام باندھنے کے یا اعتکاف کے کیونکہ یہہ عاجزی
اختیاری ہے نہ اضطراری) تو رجوع کرنا زوج کا اوسکے زبانی قول
سے کفایت کرتا ہے چنانچہ یون کہنا کہ مین نے رجوع کیا زوجہ کیطرف
یا یون کہنا کہ مین پھرا تیری طرف یا یون کہنا کہ مین نے ایلا کو باطل کردیا
یا یون کہنا کہ جو مین نے کیا تھا اوس سے مین پھرا اور مانند ان اقوال
کے یعنی بسبب عذرات مذکورہ کے وطی نکریگا تو زبانی قول سے ایلا
موقوف کرے کیونکہ زوج نے زوجہ کو اذیت اور تکلیف دی تھی
بسبب منع وطی کے تو اوسکو راضی کرے وعدہ کرکے۔
(۱۳۰۱) اگر بعد رجوع قولی کے زوج قادر ہوا جماع پر مدت ایلا مین تو
اوسکا رجوع کرنا معتبر ہوگا وطی فی الفرج سے اسواسطے کہ وہی
اصل ہے سو اگر غیر فرج مین وطی کریگا مثلاً مقعد مین تو رجوع کرنا
معتبر نہ ہوگا مستفاد ہوتا ہے قول مصنف سے مشروط ہونا دوام
عاجزی کا رجوع کرانے مین ایلا کے وقت سے اوسکی مدت گذرنے

تک اور اسی شرط کو درست کہا ہے فتح القدیر مین۔

(١٣٠٣) نادر یہ مین ہے کہ زوج نے حالت صحت مین ایلا کیا ہو پھر بیمار ہو گیا تو اوسکا رجوع کرنا ثابت ہوگا بدون تلفظ کے

(١٣٠٤) رجوع کی شرط اول عجز ہے شرط ثانی دوام عجز اور شرط ثالث کو بدائع مین ذکر کیا کہ وہ قیام نکاح کا وقت رجوع کرنے باقی رہنے کے یعنی رجوع کے وقت عورت منکوحہ ہو نہ بائنہ تو اگر زوج نے بعد ایلا کے عورت کو طلاق بائن دی پھر زبانی رجوع کیا تو رجوع کرنا ثابت نہوگا اور ایلا باقی رہیگا۔

(١٣٠٥) قال لامرأته انت علی حرام۔ یعنی اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ تو مجھپر حرام ہے اور نیت اس کلام کے کچھ اور نہو بجز حرام کا لفظ ہو چنانچہ یون کہا کہ تو میرے ساتھ ہے حرام کے اندر تو یہہ قول ایلا ہے اگر اوسنے تحریم کا ارادہ کیا اسواسطے کہ تحریم حلال کی یمین ہے یا زوج نے اس کلام سے کچھ ارادہ نکیا نہ ظہار کا نہ طلاق کا نہ ایلا کا نہ کذب کا تو بھی ایلا ہے

(١٣٠٦) کلام مذکور ظہار ہوگا اگر اوسنے ظہار کا ارادہ کیا اور یہہ کلام باطل اور مہمل ہوگا اگر اوسنے کذب کا ارادہ کیا اور اسکا باطل ہونا باعتبار دیانت کے ہے ورنہ باعتبار حکم قاضی کے تو ایلا ہی ثابت ہوگا کذا فی القہستانی۔

(١٣٠٧) اور یہہ کلام انت علی حرام۔ ایک بائن طلاق ہوگا اگر اوسنے طلاق کی نیت کی اور تین طلاق واقع ہونگی اگر اوسنے تین طلاق کی نیت کی اور فتوی اسپر ہے کہ یہہ کلام یعنی انت علی حرام

طلاق بائن ہے اگرچہ زوج سے طلاق بائن کی نیت نکی ہو بسبب
استعمال کے یعنی بالفعل یہہ قول طلاق ہی کیواسطے مستعمل ہے لہذا اس
قول سے سواے مردون کے کوئی قسم نہین کھاتا۔

(۱۳۰۸) اگر مرد کے کوئی زوجہ نہو اور اوسنے کہا کہ علی حرام
(یعنی حرام مجھپر لازم ہوا) یا کہ عورت نے بلفظ حرام قسم کھائی یعنی
زوج سے خطاب کرکے بولی کہ تو مجھپر حرام ہے تو یہہ قول یمین ہوگا
نہ طلاق۔

(۱۳۰۹) اگر زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو مجھپر حرام ہے اگر
مین غلام کو مارون پھر زوجہ مخاطبہ مرگئی یا بائن ہوگئی بدون
عدت کے بسبب طلاق قبل دخول کے پھر شرط پائی گئی یعنی
مثلاً غلام کو مارا تو مطلقہ نہوگی اوسکی عورت یعنی وہ عورت جس سے
بعد موت زوجہ اولی کے نکاح کیا اسی قول پر فتوی ہے (کیونکہ
جب مخاطبہ مرگئی یا بائنہ ہوگئی تو تعلیق طلاق کی بسبب نہ ہونے
محل کے یمین ہوگئی اور یمین سے متعلق ہوکر طلاق نہین ہوسکتی)

(۱۳۱۰) انت علی حرام کی مانند ہین یہہ اقوال کہ تو ساتھ میرے
ہے حرام مین اور مین تجھپر حرام ہون یا محرم ہون یا کہ مین نے
اپنی ذات کو تجھپر حرام کیا یا کہ تو مجھپر حرام ہے مانند گدہے یا سور
کے کذا فی البزازیہ یعنی ان مثالون سے طلاق بائن واقع
ہوگی بقول مفتی بہ کے اور اگر قائل کی زوجہ نہوگی تو یہہ اقوال
یمین ہوجاوینگے تو حانث ہونے سے کفارہ لازم آویگا۔

(۱۳۱۱) اگر زوج کی چار زوجہ ہین اور زوج نے کہا کہ امراتی علی حرام

(یعنی میری عورت مجھپر حرام ہے) تو ہر عورت پر ایک طلاق باین واقع ہو گی۔ اور بعضون نے کہا کہ ان چار عورتون مین سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہو گی اور زوج کا اختیار رہے تعلیق مین کمام فی ذکر طلاق صریح زیلعی اور بزازیہ وغیرہ صاحب خلاصہ ور ذخیرہ اور برجندی نے اسکو ذکر کیا ہے لیکن کمال الدین محقق نے فتح القدیر مین کہا کہ میرے نزدیک اشبہ بحق قول اول ہے اور اسیکا یقین کیا ہے صاحب بحر الرایق نے اپنے فتاوی مین اور جواہر الفتاوی مین بھی اسی کی تصحیح کی ہے اور مصنف نے بھی اسی قول کو اپنی شرح مین قایم رکھا ہے۔

(۱۳۱۲) مسئلہ سابقہ کے اختلاف کی یہہ وجہ ہے کہ جو کہتا ہے کہ سب عورتون پر طلاق واقع ہو گی سو اس قول سے کہ حلال اللہ اور حلال المسلمین علی حرام اور جو کہتا ہے کہ فقط زوجہ مخاطبہ ہی پر طلاق واقع ہو گی سو اس قول سے کہتا ہے کہ انت علی حرام خلاصہ یہہ ہے کہ الفاظ تین طرح ہین قسم اول حلال اللہ و حلال المسلمین علی حرام سو یہہ عام ہین اور یہہ ہی مراد ہے اصحاب فتاوی اور کمال الدین محقق اور مصنف کی اپنی شرح مین قسم ثانی انت علی حرام۔ یہہ خاص ہے مخاطبہ کو قسم ثالث امرأتی علی حرام اسمین اختلاف ہے جو کہ عموم کے قایل ہین سو امرأتی کی اضافت کو اضافت جنسی کہتے ہین اور جو خصوص کے قایل ہین وہ اضافت عہدی کہتے ہین کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۱۳) زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو مجھپر حرام ہے ہزار بار تو ایک

طلاق واقع ہو گی اگرچہ حرمت شئے واحد ہے اسمین تعدد کی گنجائش
نہین ہے بخلاف طلاق کے واللہ اعلم۔

(۱۳۱۴) عورت کو ایک طلاق دی پھر کہا اوس سے کہ تو حرام
ہے دو طلاق کی نیت کرکے تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔

(۱۳۱۵) دو عورتون سے کہا کہ تم دونون مجھپر حرام ہو
اور ایک عورت مین تین طلاق کا ارادہ کیا اور دوسری مین
ایک طلاق کا تو ویسا ہی ہو گا جیسا کہ اوسنے ارادہ کیا اسی پر فتوی
ہے کذا فی البزازیہ۔ زوج نے کہا کہ تم دونون مجھپر حرام ہو تو
حانث ہو گا ہر عورت کی وطی سے۔ زوج نے کہا کہ واللہ تم دونون
سے قربت نکرونگا تو حانث نہ ہو گا مگر دونون کی وطی سے یعنی
ایک کی وطی سے قسم نہ ٹوٹے گی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر

(۱۳۱۶) جوہرہ مین ہے اگر زوج نے کہا کہ واللہ مین تجھسے
قربت نکرونگا۔ اسکو تین بار ایک مجلس مین مکرر کہا یعنی تاکید کی
نیت کی تو ایک ہی ایلا اور ایک ہی یمین ہو گی اور اگر تاکید کی نیت
نکی تو ایک ایلا ہوا یعنی چار مہینے بدون وطی کے منقضی ہونگے
تو ایک طلاق ہو گی اور تین یمین ہونگی یعنی اگر وطی کریگا تو تین کفارے
دینے لازم ہونگے اور اگر مجلس متعدد ہو گی یعنی ہر مجلس مین ایکبار
واللہ لا اقربک کہیگا تو تین ایلا اور تین یمین ہونگے اور اگر
چار مہینے تک قربت نکریگا تو تین بار طلاق واقع ہو گی اور اگر قربت
کریگا تو تین کفارہ لازم آوینگے واللہ اعلم

باب الخلع

یہ باب ہے خلع کے احکام مین

(۱۳۱۷) لغت مین خلع کے معنے ازالہ ہے یعنے ایک چیز سے دوسری چیز کو زائل کرنا اور جدا کرنا اور نکالنا جیسے کپڑے کو بدن سے اور موزہ کو پاؤن سے نکالنا۔ خلع مستعمل ہے ازالہ زوجیت مین بضم اول اور ازالہ زوجیت کے غیر مین بفتح اول خلع مستعمل ہے۔ خلع باعتبار اصطلاح شرع کے (چنانچہ بحر الرائق مین ہے) عبارت ازالہ ملک نکاح سے ہے (ملک نکاح کی قید سے نکاح فاسد مین خلع کرنا اور طلاق بائن اور مرتد ہونے کی بعد خلع کرنے خلع شرعی کی تعریف سے نکل گیا لہذا وہ لغو ہے بسبب عدم ملکیت نکاح کے کذا فی الفصول۔

(۱۳۱۸) ویسا ہی ملک نکاح کا خلع ہے جو موقوف ہے عورت کے قبول کرنے پر (تو اس قید سے نکل گئی وہ صورت کہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ مین نے تجکو خلع کیا یعنی طلاق کی نیت سے یون کہا تو طلاق بائن ہوگی بلا اسقاط حقوق زوجیت کے تو یہ قول خلع نہوگا بسبب نہ موقوف ہونے اس طلاق کے عورت کے قبول پر اور جو ازالہ ملک نکاح عورت کے قبول پر موقوف نہین وہ خلع نہین ہے

(۱۳۱۹) اگر زوج نے کہا خالعتک یعنی بلفظ باب مفاعلت کے خلع کیا یا عورت سے بصیغہ امر اختلعی کہا خلع قبول کر اور اسکے عوض مین کچھ مال مقرر نہ کیا سو عورت نے خلع قبول کیا تو یہ قول خلع ہے مسقط زوجیت کا یہانتک کہ اگر منکوحہ مہر قبض کر چکی ہوگی تو اوسکو مہر کا پھیر دینا لازم ہوگا کذا فی الخانیہ۔

اور ازالہ ملک بلفظ خلع ہو تو اس قید سے طلاق بعوض مال کے
تعریف خلع سے نکل گیا اسواسطے کہ طلاق مذکور حقوق زوجیت کو ساقط
نہین کرتی کذا فی فتح القدیر۔ خلع عبارت ہے اوس ازالہ ملک سے
جو بلفظ خلع ہو یا اوس لفظ سے ہو جو بمعنی خلع ہو۔ مصنف نے اس
قول کو اسواسطے زیادہ کیا تاکہ مبارات (یعنی بری کر لینے) کا لفظ خلع
مین داخل ہو جاوے اسواسطے کہ وہ بھی حقوق زوجیت کا مسقط ہے
چنانچہ عنقریب آویگا۔ اور تاکہ خلع بلفظ بیع و شرا داخل رہے خلع
مین اسواسطے کہ وہ بھی اسیطرح مسقط ہے چنانچہ اسکی تصریح کی ہے
فتاوی صغرا مین برخلاف شافعیہ کے۔ اب تعریف خلع کی پوری ہو گئی
اپنی افراد کی جامع و غیرہ کی مانع۔

(۱۳۳۰) فائدہ دیا تعریف مذکور نے مطلقہ رجعی کی صحت خلع کا
اسواسطے کہ خلع عبارت ہے ازالہ ملک نکاح سے اور بقاے عدت
طلاق رجعی مین ملک ثابت ہے لہذا رجعت بدون تجدید نکاح کے
درست ہے۔

(۱۳۳۱) کچھ مضایقہ نہین ہے خلع کرنے مین بوقت ضرورت کے
جب آپسمین پھوٹ پڑے نااتفاقی سے اور مرد کو مال لینا عورت
سے چھوڑنے کے عوض جائز ہے بشرطیکہ نااتفاقی مرد کی طرف سے
نہو۔ بلا ضرورت عورت کو خلع کی خواہش کرنا حرام ہے لیکن جب
کسیطرح موافقت نہو سکے بموجب نص قرآنی کے جدائی بعوض مال
کے جائز ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۳۲) خلع جائز ہے بعوض اوس مال کے جو صلاحیت مہر

کی رکھتا ہو بدون عکس یعنی کے یعنی جو صلاحیت خلع کی رکھتا ہو وہ
صلاحیت مہر کی بھی رکھے کیونکہ صحیح ہے خلع کمتر دس درم سے اور بعوض
اوس مال کے جو عورت کے قبضہ مین ہے اور بعوض اوس بچہ کے
جو بکری کے پیٹ مین ہے حالانکہ مہر صحیح نہین ہے دس درم سے کم
مین اور عورت کے معوضہ سے بسبب مجہول ہونے مال کے اور
پیٹ کے بچہ سے۔

(۱۳۲۳) خلع کی شرط مانند شرط طلاق کے ہے یعنی منکوحہ ہونا
زوجہ کا اور اہلیت زوج کی توصی اور مجنون کا خلع صحیح نہین ہے۔

(۱۳۲۴) خلع یمین ہے مرد کی جانب مین اسواسطے کہ وہ تعلیق
ہے مال کے قبول پر تو صحیح نہین ہے پلٹنا زوج کا خلع سے قبل قبول
کرنے عورت کے اور صحیح نہین ہے زوج کو شرط کرنا اپنے اختیار کا
اور منحصر نہین ہے کی مجلس پر یعنی اگر زوج مجلس بدلیگا تو خلع باطل
نہوگا اور موقوف ہے قبول کرنا عورت کا اپنے علم کی مجلس پر
یعنی جب عورت کو خلع کی خبر ہو اور وہ مجلس مین قبول نکرے اور
اوٹھ کھڑی ہو تو خلع باطل ہوگا۔

(۱۳۲۵) عورت کی جانب مین خلع بدلائی ہے عوض مال دینے
کے تو صحیح ہے عورت کا رجوع کرنا قبل قبول کرنے زوج کے اور
صحیح ہے عورت کو اختیار کا شرط کرنا اگرچہ تین روز سے زیادہ اپنے
اختیار کو شرط کرے کذا فی بحر الرائق۔

(۱۳۲۶) موقوف ہے صحت خلع کی عورت کی مجلس پر مانند بیع کے
مشروط ہے عورت کی صحت قبول مین دریافت کرنا عورت کا

یعنی خلع کو۔ تو اگر مثلاً ہندہ کی عورت سے خلع بعوض مال عربی زبان
مین کرادے تو قول صحیح مین صحیح نہوگا (کیونکہ خلع بدلا نی کا نام ہے
اور بدلانی بدون دریافت کے نہین ہوتی ہے) خلاف طلاق اور
عتاق اور تدبیر کے کہ اوسمین علم ہونا ضرور نہین ہے اسواسطے
کہ ہر واحد (یعنی طلاق و عتاق) عبارت ہے اسقاط حق سے اور
اسقاط نادانی کے ساتھہ صحیح ہوجاتا ہے یعنی قضاءً صحیح ہوجاتا ہے
نہ دیانۃً کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۲۷) جانب غلام کے آزادی بشرط مال مین مانند جانب عورت
کے ہے طلاق مین۔

(۱۳۲۸) خلع ہوتا ہے بلفظ بیع اور شرا اور طلاق اور مبارات کے
مثلاً زوج کا یون کہنا کہ مین نے تیری ذات کو یا تیری طلاق کو بیچا
یا یون کہے کہ مین نے تجھکو طلاق دی عوض اتنے مال کے یا یون
کہے کہ مبارات کی مین نے تجھہ سے یعنی تجھکو جدا کیا اور عورت نے
قبول کیا تو خلع ان الفاظ سے ثابت ہوگیا۔ یا عورت نے کہا کہ مین نے
اپنی ذات پر اپنی طلاق تجھہ سے مول لی عوض اتنے مال کے کذا فی
منح الغفار۔

(۱۳۲۹) خلع کا حکم یہہ ہے کہ جو خلع سے واقع ہوتی ہے سو طلاق
بائن ہے اگرچہ خلع بدون مال کے ہو اور اگرچہ بلفظ طلاق صریح کے
ہو عوض مال کے اور ثمرہ اس حکم کا اوس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ
بدل خلع کا مال باطل ہو مانند شراب یا سور کے یعنی جب بدل خلع کا
مال باطل مذکور ہوگا تو اگر خلع بلفظ خلع ہوا ہے تو طلاق بائن واقع

ہو گی اور اگر بلفظ طلاق ہوا ہے تو طلاق رجعی واقع ہو گی۔

(۱۳۳۰) خلع کنایات مین داخل ہے تو خلع مین اعتبار کیا جاویگا اوس امر کا جسکا کنایات مین اعتبار ہوتا ہے یعنی قرائن طلاق کا مثلاً اسکے قبل مذاکرہ طلاق کا ہونا یا طلاق کا سوال کرنا در المنتقی مین ہے کہ مال مقرر کرنا خلع مین یہ بھی قرینہ ہے طلاق کا کذافی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۳۱) باوجودیکہ خلع کنایات مین داخل ہے اور کنایات سے طلاق بھی واقع ہوتی ہے نہ فسخ لیکن اگر قاضی حنبلی یا شافعی بموجب اپنے مذہب کے خلع کا فسخ ہونے کا حکم کرے تو نافذ ہوگا اسواسطے کہ اس امر مین اجتہاد کی گنجائش ہے اور قول مجتہد فیہ مین حکم قاضی نافذ ہے اگرچہ قاضی شافعی ہو اور مدعی یا مدعا علیہ حنفی یا مالکی یا حنبلی اور قول ضعیف یہ ہے کہ قاضی کا حکم اسمین نافذ نہین ہے۔

(۱۳۳۲) اگر مرد نے عورت سے خلع کیا پھر بولا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تو اگر زوج بدل خلع مین کچھ مال ذکر کر چکا ہے تو قضاءً اوسکی تصدیق نہو گی چار دن مین یعنی الفاظ بیع اور شرا اور خلع اور مبارات مین (اسواسطے کہ ذکر عوض کا قرینہ ہے طلاق کا) مگر باعتبار دیانت کے البتہ تصدیق ہو گی لیکن اس صورت مین بھی عورت کو مرد کے پاس رہنا جائز نہین ہے اسواسطے کہ مانند قاضی کے ہے ظاہر پر عمل کرنے مین کذافی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر۔

(۱۳۳۳) اور اگر مال مذکور نہین ہوا تو زوج کی تصدیق ہوگی

اوس خلع مین جو کہ بلفظ خلع اور بلفظ مبارات واقع ہوا ہے اسواسطے
کہ یہہ دونون لفظ کنایہ ہین طلاق سے اور کوئی قرینہ طلاق کا
موجود نہین ہے بخلاف لفظ بیع اور طلاق کے کہ اوسمین زوج کی
تصدیق نہ ہوگی بدون ذکر مال کے بھی اسواسطے کہ وہ دونون لفظ
طلاق صریح ہین اور ان مین قرینہ اور نیت کی حاجت نہین ہے اور
لفظ بیع اسواسطے طلاق صریح ٹھہرا کہ بیع عبارت ہے زوال ملک یمین
سے اور زوال ملک یمین کو زوال ملک منافع لازم ہے۔ خلع اور
مبارات کے کنایہ ہونے مین اشارہ ہے نیت کی شرط ہونیکیطرف
یعنی بلفظ خلع بدون نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی اور یہہ ظاہر الروایت
ہے اور مشائخ نے کہا کہ نیت شرط نہین اسواسطے کہ لفظ خلع بسبب
کثرت استعمال کے مانند طلاق صریح کے ہوگیا ہے چنانچہ قہستانی
مین مذکور ہے متفرقات طلاق محیط سے طحطاوی نے کہا کہ مشائخ
سابقین کے زمانہ مین شاید ایسا ہی ہوگا کہ خلع بجاے طلاق صریح
کے مستعمل ہوتا ہوگا۔

(۱۳۳۴) اگر ناموافقت اور زیادتی زوج کی طرف سے ہو تو
اوسکو خلع کے عوض عورت سے کچھ لینا مکروہ تحریمی ہے طحطاوی محشی
نے کہا کہ حق یون ہے کہ اس حال مین مال لینا حرام قطعی ہے لیکن اگر
لیگا تو مالک ہو بملک خبیث کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۳۵) اگر نافرمانی اور ناموافقت عورت کی طرف ہو تو
عورت سے مال لینا مکروہ نہین ہے اگرچہ بعد نافرمانی زوجہ کے
زوج کی طرف سے بھی ناموافقت ہوگئی ہو تو بھی مال لینا درست ہے

اگرچہ خلع مین لینا دینے سے زیادہ ہو یعنی اگر مثلاً دس درم مہر مین عورت کو دیتے تھے اور اب بیس درم خلع کی عوض لیے تو بھی جائز ہے بنابر اوسے روایت کے جسکی وجہ خوب تر ہے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۳۳۶) منتقی نے مہر سے زیادہ لینے کی کراہت کو صحیح کیا ہے اور ملتقی الابحر کی بلفظ لا باس یہ کے اسکا فائدہ دیتی ہے کہ کراہت تنزیہی ہے تو اس تقدیر سے حاصل ہو گیا اتفاق دونون قولون کا یعنی جو نفی کرتا ہے زیادہ لینے کو مکروہ کہتا ہے وہ کراہت تنزیہی کا ارادہ کرتا ہے اور جو نفی کراہت کی کرتا ہے وہ کراہت تحریمی کی نفی کرتا ہے نہ تنزیہی کی تو اب اختلاف جاتا رہا۔

(۱۳۳۷) زبردستی کی عورت پر زوج نے خلع قبول کرنے پر تو بدون مال کے طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ رضامندی شرط ہے مال لازم ہونے مین اور ساقط ہونے مال مین یعنی خواہ عورت نے مال دینا اپنے اوپر جبر سے لازم کرلیا ہے یا اسقاط مہر کا قبول کیا تو جبر مین نہ مال دینا لازم ہو گا اور نہ مہر ساقط ہو گا۔

(۱۳۳۸) اگر ہلاک ہو گیا بدل خلع کا عورت کے ہاتھ مین یا اوسکا کوئی اور مالک نکلا عورت کے سوا تو اگر بدل قیمت والی چیز تھی چنانچہ غلام یا کپڑا تو عورت پر اوسکی قیمت دینا لازم ہو گا اور اگر بدل مثلی تھا چنانچہ کیلی یا وزنی چیز تھی تو عورت کو اوسکی مانند دینا لازم آویگا اسواسطے کہ خلع فسخ ہونے کو قبول نہین کرتا بخلاف بیع کے جب کہ بائع کے پاس ہلاک ہو جاوے اسواسطے کہ بیع فسخ ہو سکتی ہے۔

(۱۳۳۹) خلع کیا عورت سے یا طلاق دی اوسکو عوض شراب یا سور یا مردار یا مانند اسکے اوس قسم سے کہ وہ مسلمان کے حق مین مال نہین ہے تو طلاق بائن واقع ہوگی خلع کے لفظ مین اور طلاق رجعی ہوگی خلع کے سوا اور الفاظ مین دونون صورتون مین طلاق واقع ہونا مفت ہوگا بسبب باطل ہونے بدل کے۔

(۱۳۴۰) اگر عورت نے عوض خلع مین حلال مال کا نام لیا چنانچہ یون کہا کہ مجھہ سے خلع کر عوض اس سرکہ کے حالانکہ وہ شراب تھی سرکہ نہ تھا تو زوج مہر کو پھیر لے اگر ادا کیا ہو اور اگر ہنوز نہین دیا ہے تو ساقط ہوا بشرطیکہ زوج کو شراب ہونے کا علم نہتھا اور اگر زوج جانتا ہو کہ وہ سرکہ نہین ہے بلکہ وہ شراب ہے تو مفت طلاق واقع ہوگی مہر عورت کا قایم رہیگا اسواسطے کہ اس صورت مین فریب عورت کا ثابت نہین ہے۔

(۱۳۴۱) مفت طلاق واقع ہوتی ہے اس صورت مین کہ عورت نے اپنے زوج سے کہا خلع کر میرے ہاتھہ والی چیز پر اور حالانکہ اوسکے ہاتھہ مین کچھہ نہین ہے بسبب عدم مال کے اور ہاتھہ اس مثال مین ظاہری ہاتھہ ہے نہ قبض و تصرف مال کا مفت طلاق واقع ہوگی اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھہ سے خلع کیا اپنے ہاتھہ کی چیز پر حالانکہ اوسمین کچھہ نہین ہے۔ اگر زوج کے ہاتھہ مین عورت کا جواہر ہوگا اور عورت ہاتھہ والی چیز پر خلع قبول کریگی تو وہ جواہر مرد کا مملوک ہوجاویگا عورت کو ہاتھہ مین جواہر کے ہونیکا علم ہو یا نہو بہ سبب ضرر رسانی عورت کے اپنی ذات کو اوسکے

قبول کرنے سے۔

(۱۳۴۳) اگر عورت نے مثال بالا مین مال یا دراہم کا لفظ زیادہ کیا یعنی یون کہا کہ مجھ سے خلع کر میرے ہات والے مال پر یا میرے ہاتھ والے دراہم پر اور حالانکہ اوسکے ہاتھ مین کچھ نہین ہے تو پہلی صورت مین یعنی درصورت ذکر مال عورت اپنا مہر مرد کو پھیر دے اگر مہر مرد سے لے چکی ہو اور اگر مہر نہ پایا ہو تو عورت کو کچھ دینا لازم نہین ہے یعنی ساقط ہو گیا۔ اور دوسری صورت مین عورت تین دراہم مرد کو پھیر دے ان دونون صورتون مین ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ نہین بلکہ مقبوضہ مراد ہے۔ اگر عورت کے ہاتھ مین تین درم سے کم ہون تو تین کو پورا کر دے تاکہ اقل جمع پایا جاوے۔ اگر عورت نے عوض خلع مین دراہم کا نام لیا مگر ظاہر ہوا کہ اوسکے ہاتھ مین دینار ہین تو شارح کہتا ہے کہ میرے لئے اسکا حکم کتب فقہ مین نہین دیکھا صاحب نہر نے کہا کہ اس صورت مین دراہم ہی واجب ہونگے نہ دنانیر لیکن اسکو کہین مصرح نہین دیکھا کذا فی حاشیۃ المدنی۔ کوٹھری اور صندوق اور لونڈی کا پیٹ بشرطیکہ چھ مہینے سے کم مین نہ جنے اور بھیڑ بکری کا پیٹ اور درخت کا پھل حکم مین مانند ہاتھ کے ہین تو ذکر ہاتھ کا مثال سابق مین بطور مثال کے ہے کذا فی بحر الرائق یعنی عورت نے کہا کہ میری کوٹھری والی یا صندوق والی چیز یا میری لونڈی کے پیٹ کے بچہ یا درخت کے پھلون پر مجھ سے خلع کر اور حالانکہ اوسکی کوٹھری اور صندوق اور لونڈی کے پیٹ مین اور درختون پر کچھ نہین تو طلاق مفت ہو گی عورت پر دینا لازم نہ ہوگا لیکن اگر لونڈی چھ مہینے

کی مدت سے کم مین جنی تو مرد اوسکے بچہ کا مالک ہوگا اور اگر پورے
چھ مہینے یا اوس سے زیادہ مین جنی تو مرد اوسکا مالک نہوگا کذا فی
حاشیۃ الہدایۃ۔

(١٣٤٣) عورت نے خلع کیا اپنے بھاگے غلام پر بشرط بری الذمہ
ہونے کے اوسکی ضمانت سے تو عورت بری الذمہ نہوگی اس شرط سے
اور عورت پر تسلیم غلام کی واجب ہوگی اگر قادر ہوا اوسپر اور اگر
غلام نہ ملسکے تو قیمت غلام کی لازم ہوگی اسواسطے کہ خلع باطل نہین
ہوتا ہے شرط فاسد سے جیسا کہ نکاح باطل نہین ہوتا ہے شرط فاسد سے

(١٣٤٤) عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاق دو بعوض ہزار کے یا بشرط
ہزار کے پھر مرد نے اوسکو ایک طلاق دی تو پہلی صورت مین ایک
طلاق بائن واقع ہوگی ہزار کی تہائی کے عوض بشرطیکہ عورت کی مجلس
نہ بدلی ہو اور اگر دوسری مجلس مین طلاق دی تو مفت طلاق واقع
ہوگی کذا فی فتح القدیر۔ خانیہ مین ہے اگر زوج عورت کو دو طلاق
دیچکا تھا تو اوسکو پوری ہزار ملین گی یعنی اگر بعد دو طلاق دینے کے
عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاق دے بعوض ہزار کے اور زوج نے
ایک طلاق دی تو عورت کو ہزار کا دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ دو اور
ایک ملکر تین ہوگئین عورت کا مطلب جو تھا پوری جدائی سے تو حاصل
ہوگیا دوسری صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی مفت یعنی جب
عورت نے کہا طلقنی علی الف تو ایک طلاق رجعی مفت واقع ہوگی
اسواسطے کہ حرف علی کا واسطے شرط کے ہے اور مشروط منقسم نہین ہوتا ہے اجزاے شرط
پر اور رجعی طلاق اسواسطے ہوگی کہ مال سے خالی ہے اور صاحبین

دے گی کہا کہ عورت علی اسکا مانند دیے گئے ہے تو جیسے پہلی صورت مین ہزار اس کی تہائی کے عوض ایک طلاق واقع ہو لی تھی ویسے ہی دوسری صورت مین ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔

(۱۳۴۵) مرد نے عورت سے کہا کہ تین طلاق دے اپنی ذات کو عوض ہزار کے یا ہزار پر سو عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق دی تو کچھ واقع نہ ہوگا بخلاف مسئلہ گذشتہ کے بسبب راضی ہونے عورت کے جدائی سے عوض ہزار کے تو ہزار سے کم مین بطریق اولی راضی ہو گی

(۱۳۴۶) مرد کا عورت سے یون کہنا کہ انت طالق بالف او علی الف یعنی تو مطلقہ ہے عوض ہزار کے یا بشرط ہزار کے پھر عورت نے اوسے قبول کر لیا اپنی مجلس مین تو عورت پر ہزار کا دینا لازم ہوگا بشرطیکہ اوسپر زبردستی نکی ہو۔ اور کافر اور عورت احمق اور بیمار سے ہو۔ ہزار کا دینا اسواسطے لازم ہوگا کہ یہہ قول یا بدلائی ہے یا تعلیق ہے۔ یعنی بالف کہنے مین بدلائی ہے اور علی مین تعلیق ہے۔

(۱۳۴۷) بحر الرائق مین تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ ایک مرد نے کہا اپنی دو عورتون سے کہ تم مین سے ایک مطلقہ ہے بعوض ہزار درم کے اور دوسری بعوض سو درم کے سو قبول کر لیا اوسکو دونون نے تو دونون پر طلاق واقع ہو گی مفت بسبب مجہول ہونے مال کے اسواسطے کہ ہر عورت یہہ کہہ سکتی ہے کہ مجھپر لازم نہین ہے دینا مگر سو درم کا۔

(۱۳۴۸) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور تجھپر ہزار درم دینا لازم ہے یا مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے

اور تجھپر ہزار درم دینا لازم ہے تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا
اگرچہ دونوں نے ہزار درم دینا قبول کرلیا ہو اسواسطے کہ زوج
یا مالک کا یوں کہنا انتِ طالقٌ وعلیک الفٌ وانت حرٌّ وعلیک
الفٌ۔ تو انمیں وعلیک الفٌ پورا جملہ ہے یعنی ماقبل سے کچھ
علاقہ نہیں رکھتا اعراب میں خواہ واو عطف کا ہو خواہ استیناف کا
اور صاحبین نے کہا کہ اگر عورت اور غلام نے ہزار درم کو قبول
کرلیا ہے تو طلاق یا عتاق صحیح ہوگا اور مال کا دینا لازم ہوگا
باعتبار اس محل کے کرنے کے کہ واو حالیہ ہے تو وعلیک الف
پورا جملہ نہ ٹھہرا بلکہ انتِ طالقٌ وعلیک الفٌ ایک جملہ ہوگیا تو
مطلب یہہ ہوا کہ تو طالق ہے درحالت وجوب ہزار درم کے۔
حاوی قدسی میں کہا ہے کہ فتوی صاحبین کے قول ہی پر ہے
(۱۳۴۹) اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں نے تجکو طلاق
دی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم دینا قبول نکیا سو عورت
نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو زوج ہی کا قول معتبر ہوگا ساتھہ
قسم کے بخلاف اس قول کے کہ مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تیری
طلاق کل بیچی تھی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم کو قبول نہیں کیا
تھا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو اس صورت میں عورت
ہی کا قول معتبر ہوگا اسیطرح اگر مالک نے اپنے غلام سے کہا تو
اوسکا بھی حکم ایسا ہی ہے اور اگر مالک نے غیر عبد سے کہا کہ
میں نے کل اس غلام کو عوض ہزار درم کے تیرے ہاتھہ بیچا تھا
سو تو نے قبول نہیں کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول

کیا تھا تو شوہر ہی کا قول معتبر ہوگا نہ مالک کا۔ ترجمہ فرق کے
درمیان طلاق اور بیع کی یہ ہے کہ طلاق بعوض مال کے تعلیق ہے
جانب زوج سے اور تعلیق کو قبول زوجہ لازم نہیں ہے اسواسطے
کہ تعلیق بدون قبول کے بھی صحیح ہے اور زوجہ مدعی ہے زوج کی
حانث ہونیکی یعنی تعلیق ٹوٹنے کی اور زوج اوسکا انکار کرتا ہے
اور قول معتبر نہیں ہے مگر منکر کا لہذا درصورت مذکورہ زوج
ہی کا قول معتبر ہوا اور بیع کا یہ حال ہے کہ بیع کا اقرار گویا
اقرار ہے قبول کا اسواسطے کہ بیع عبارت ہے ایجاب اور قبول
سے تو جب بیع کا اقرار کیا تو گویا قبول کا بھی اقرار ہوگیا تو بیع
کا اقرار کرکے قبول کا انکار کرنا پھرنا اور پلٹنا ہے بیع سے۔ تو
مسموع نہ ہوگا اور اگر زوج اور زوجہ اپنے قول کے گواہ لاویں
تو عورت ہی کے گواہ لیے جاوینگے اسواسطے کہ عورت مثبت ہے
اور زوج نافی تو گواہ اثبات کے اولی ہیں نفی سے۔ کذا فی
التاتارخانیہ۔

(۱۳۵۰) اگر دعوی کیا مرد نے خلع کا مال پر اور عورت منکر
ہے تو طلاق واقع ہوجائیگی بسبب اقرار مرد کے اور دعوی مال
کا بحال خود ہے سو اگر زوج گواہ لاویگا تو مال عورت پر لازم ہوگا
اور اگر گواہ نہیں ہیں تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا اور اگر
عورت نے دعوی خلع کا کیا اور زوج منکر ہے تو طلاق واقع
نہوگی اسواسطے کہ عورت طلاق واقع کرنے کی مالک نہیں ہے
کسیطرحکا دعوی ہو طلاق واقع نہوگی کذا فی البزازیہ۔

(۱۳۵۱) زوج نے خلع سے انکار کیا یا خلع مین دعوی شرط کا
کیا مثلاً یون کہا کہ مین نے خلع کیا تھا بشرط رضامندی اپنے باپ
کے یا دعوی استثنا کا کیا یعنی ان کے ساتھ مین نے انشاء اللہ
کہا تھا یا یہ دعوی کیا کہ جو مال کہ لیا تھا وہ اوسکو قرض مین سے
تھا یعنی زوجہ قرضدار تھی سو زوج نے کہا کہ مجھکو قرض کی بابت
زوجہ نے مال دیا ہے نہ بابت خلع کے یا دونون مین اختلاف پڑا
خوشی اور زبردستی مین یعنی زوجہ کہتی ہے کہ مجھ سے زبردستی
مال کا اقرار کرایا اور زوج کہتا ہے اوسنے اپنی خوشی قبول کیا۔
تو ان سب صورتون مین اگر گواہ نہونگے تو زوج ہی کا قول لائق
اعتبار کے ہوگا۔

(۱۳۵۲) اگر عورت نے کہا کہ خلع بلا عوض تھا اور زوج کہتا
ہے کہ خلع بعوض تھا تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا۔

(۱۳۵۳) دعوی کیا عورت نے مہر اور نفقہ عدت کا اور یہ
دعوی کیا کہ مرد نے مجھکو طلاق دی ہے اور مرد نے دعوی کیا
کہ خلع عوض مہر اور نفقہ عدت کے ہوا ہے اور گواہ کسیکے نہین
ہین تو عورت کا قول مہر مین معتبر ہوگا اور مرد کا قول نفقہ عدت
مین مقبول ہوگا۔ مہر مین عورت کا قول اسواسطے مقبول ہے کہ
زوجین مین اتفاق ہے مہر اصلی امر ہے اور لائق اعتبار کے اوسکا
قول ہے جو منکر ہو اصل کا۔ اور نفقہ عدت مین زوج کا قول
اسواسطے معتبر ہوا کہ عورت نفقہ عدت کے استحقاق کی مدعی ہے
بسبب طلاق کے اور زوج اوسکا منکر ہے بحر الرائق مین کہا کہ

یہ تعلیل مشکل ہے اسواسطے کہ زوج اور زوجہ استحقاق نفقہ عدت
مین متفق ہین اسواسطے کہ طلاق اور خلع دونون سے نفقہ ثابت
ہوتا ہے تو کیونکر ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۳۵۴) خلع کیا مرد نے اپنی دو عورتون سے ایک غلام
پر تو منقسم ہوگی قیمت غلام کی دونون عورتون کے مہر معین پر
مثلاً قیمت غلام کی تیس درم ہین اور ایک عورت کا مہر دوسو
درم اور دوسری کا سو درم تو دوسو درم والی پر بیس درم
لازم ہون گے اور سو درم والی پر دس درم واجب ہونگے
طحطاوی نے کہا کہ یہہ قیمت اوس صورت مین ہے کہ وہ غلام
کسی اجنبی شخص کا ہو یا دو عورتون کا ہو اور دونون کے مہر برابر
نہون اور اگر غلام عورتون کا مملوک ہو بالمناصفۃ اور دونون
کے مہر بھی برابر ہون تو قیمت کی تقسیم کی کچھ حاجت نہین ہے غلام
بدلا خلع کا ہوگیا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۳۵۵) مرد نے عورت سے کہا کہ مین نے خلع کیا تجھ سے اپنے
غلام پر تو نافذ ہونا خلع کا عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہیگا۔
اسواسطے کہ خلع عوض معین چیز کے ہے تو بدون قبول عورت کے
کیونکر درست ہوگا۔ ولیکن عورت کو کچھ دینا لازم نہ ہوگا۔ کذا فی بحر
الرائق۔ اسواسطے کہ زوج کو اپنے مال سے عوض خلع کا قرار دینا
صحیح نہین ہے۔
(۱۳۵۶) ساقط کرتا ہے خلع نکاح صحیح مین اگرچہ خلع بلفظ بیع اور
شرا کے ہو) اور ساقط کرتا ہے مبارات یعنی ابراء جانبین (چنانچہ

عورت کہے کہ مجکو بری کر اتنے مال پر اور مرد کہے کہ مین نے تجھکو بری کر دیا) ہر ایک حق کو جو بوقت خلع اور مبارات کے ثابت ہے ہر ایک کا حق دوسرے پر اوس قسم کا حق جو متعلق ہے اس نکاح سے جسکے بعد خلع ہوا یہانتک کہ اگر عورت کو طلاق بائن دی پھر اوس سے دوسری بار نکاح کیا دوسرا مہر ٹھہرا کر پھر عورت نے خلع کی خواہش کی زوج سے اپنے مہر پر تو زوج بری ہوگا نکاح ثانی کے مہر سے نہ نکاح اول کے مہر سے اور مانند مہر کے ہے متعہ۔ کذا فی البزازیہ۔ اس کلام سے کہ خلع حق ثابت کو ساقط کرتا ہے (یعنی مہر اور نفقہ کو اگرچہ ایام گذشتہ کا ہو اور پوشاک کو) تو ثابت کی قید سے نفقہ عدت اور سکنی نکل گیا کہ یہہ خلع سے بدون شرط کرنے کے ساقط نہین ہوتا اسواسطے کہ یہہ حق خلع کے وقت ثابت نہ تھا اور اس کلام سے کہ وہ حق ساقط ہوتا ہے جو متعلق ہے نکاح سے وہ حق نکل گیا جو بسبب نکاح کے متعلق نہین ہے مثلاً ایک کا دین دوسرے پر ہو بسبب قرض کے یا بسبب بیع کے تو ایسا حق خلع سے ساقط نہ ہوگا اور اس کلام سے کہ متعہ مہر کی مثل ہے اوسکی صورت یہہ ہے کہ عورت سے بدون تقرر مہر کے نکاح کیا اور قبل دخول کے خلع کیا تو متعہ یعنی ایک جوڑا کپڑا دینا ساقط ہوگا۔ ہرچند کہ قیاس مقتضی اسکے ہے کہ متعہ ساقط نہو خلع سے مانند نفقہ عدت کے اسواسطے کہ یہہ حق وقت خلع کے ثابت نہ تھا لیکن چونکہ متعہ عوض ہے مہر کا تو جیسے مہر ساقط ہوتا ہے ویسے ہی یہہ ساقط ہوگیا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن النہر (۱۳۵۷) بزازیہ مین ہے کہ عورت نے خلع کیا اس شرط پر کہ

کچھ دعوی نہین کیگا اپنے ساتھی پر پھر مرد نے دعوی کیا کہ میری اتنی روئی ہے عورت کے ذمہ پر تو یہہ دعوی صحیح ہے بسبب مخصوص ہونے برات کے ساتھہ حقوق نکاح کے یعنی خلع سے حقوق نکاح البتہ ساقط ہو جاتے ہین نہ اور حقوق۔

(۱۳۵۸) خلع سے سب حقوق متعلق نکاح ساقط ہوتے ہین مگر نفقہ اور سکنی عورت کا ساقط نہین ہوتا ہے مگر جب کہ تصریح ہوگئی ہو نفقہ عدت کی نفی پر تو نفقہ عدت کا ساقط ہوگا نہ سکنی اسواسطے کہ سکنیٰ حق شرع ہے بموجب نص قرآنی کے (وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ)۔ یعنی نہ نکالو مطلقات کو اونکے رہنے کے مکان سے تا انقضاے عدت کے۔ مگر جب کہ عورت مرد کو بری الذمہ کردے یا ربہ داری اور سکنی کے خرچ سے مثلاً دونون کرایہ کے مکان مین رہتے تھے تو عورت نے اپنے اوپر کرایہ دینا لازم کرلیا یا یون بولی کہ مین دوسرا گھر کرایہ کو لونگی یا کہ اپنے مملوک گھر مین رہتی ہو تو اس طرح صحیح ہے کذا فی فتح القدیر۔ خلاصہ یہہ ہے کہ سکنی کسیطرح ساقط نہین ہوتا لیکن کرایہ سکنی کا البتہ ابراء سے ساقط ہوتا ہے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۵۹) قول نامعتمد یہہ ہے کہ طلاق عوض مال کی بھی مہر کو ساقط کرتی ہے مانند خلع کے اور قول معتمد یہہ ہے کہ ساقط نہین کرتی۔ کذا ذکرہ البزازیہ۔

(۱۳۶۰) زوج بری نہین ہوتا عورت کے اس قول سے کہ خدا تجھکو بری کرے چنانچہ بہنسی نے اسکو ذکر کیا ہے اور اوسکا شاگرد

باقانی اور خیر الدین رملی بھی اسکے قایل ہین۔ لیکن قاری ہدایہ نے اسکے خلاف فتوی دیاہے اور کہاہے کہ اس قول سے طلاق واقع ہو گی اور ایسا صحیح ہوگا اور رکا ذرونی اوسکا تابع ہو گیاہے اپنی فتاوی مین اور علامہ مقدسی نے کہا کہ ہمارے زمانہ مین یہہ رایج ہے کہ مرد عورت سے برات چاہتاہے سو عورت کہتی ہے کہ اللہ تجھکو بری کرے اور مین نے لکھدیاہے کہ یہہ برات صحیح ہے بسبب عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الاسقاطی۔

(۱۳۶۱) شرط کیا زوج نے خلع مین اپنا بری الذمہ ہونا اپنے لڑکے کے خرچ سے تو اگر دونون نے کوئی برات کی مدت مقرر کی چنانچہ ایک سال کی مدت تو یہہ شرط صحیح ہے اور عورت پر نفقہ لڑکے کا لازم ہوگا اور اگر مدت نفقہ کی مقرر نکی تو شرط بھی صحیح ہوگی اور عورت پر نفقہ بھی لازم نہ ہوگا کذا فی بحر الرایق۔ اور اسمین مبتغی وغیرہ سے منقول ہے کہ اگر لڑکا شیر خوار ہوگا تو شرط برائت کی صحیح ہوگی اگرچہ دونون نے مدت نہ مقرر کی ہو اور عورت اوسکو دودہ پلاے دوبرس اسواسطے کہ شیر خوار مین قرینہ دلالت کرتاہے کہ تا مدت رضاعت کے نفقہ مرادہے بخلاف اوس لڑکے کے جو دودہ چھوڑ چکاہے کہ اگر اوسکی پرورش مین مدت مقرر نہین ہوئی تو عورت پر نفقہ لازم نہ ہوگا لیکن صحیح ہوگا بسبب قبول کر لینے عورت کے کذا فی حاشیۃ الطحاوی

(۱۳۶۲) اگر خلع کیا عورت سے بشرط برائت نفقہ عدت اور نفقہ ولد کے اور پھر عورت سے نکاح کیا یا عورت نفقہ رسانی ولد سے

بھاگ نکلی یا کہ عورت بدون شرط مذکور کے مرگئی یا کہ لڑکا مرگیا تو زوج
پھیر لے بقیہ نفقہ ولد اور نفقہ عدت کو درصورت اِنکے کہ لینے فسخ
مذکور کے زوج پر نفقہ عورت کا لازم ہوگیا اور یہان اگر کسی کو بھی
اوسکے باپ کے مال سے کھلا دے کی لہذا زوج کو بقدر عدت
اوس عدت کے جو بعد نکاح کے باقی رہی ہے نفقہ عورت اور
ولد کا پھیر لیتا جائز ہے کیونکہ وہ عوض تھا خلع کا ۔ درصورت ہرب
یعنی عورت نفقہ رسانی سے بھاگی بحر الفائق یا یہ کہ ناشزہ یعنی
نافرمان ہوگئی بحرالرائق) بھی بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا کیونکہ
عورت نے شرط پوری نہ کی اور نافرمانی سے نفقہ عدت کا ساقط
ہوگیا اور درصورت مرجانے عورت کے اوسکے متروکہ سے بقیہ
نفقہ کو زوج پھیر لیگا ۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ۔ درصورت مرنے
عورت یا مرنے ولد کے بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا مگر اوسوقت نلے
سکیگا جب کہ عورت نے اپنی براءت کی شرط کر لی ہو یعنی خلع کیوقت
عورت نے یہ شرط کر لی ہو کہ اگر مین مرگئی یا لڑکا مرگیا تو مین بری الذمہ
ہون نفقہ سے ۔

(۱۳۳۳) جس صورت مین کہ خلع بعوض نفقہ وارد ہوا ہو تو
عورت کو جائز ہے کہ پوشاک ولد کی اوسکے باپ سے طلب کرے
مگر اوس صورت مین مطالبہ نہ ہوگا جب کہ عورت نے پوشاک کی
عوض بھی خلع کیا ہو اگرچہ لڑکا شیرخوار نہ ہو تو بھی خلع کرنا بعوض
اوسکے لباس کے صحیح ہے چنانچہ اجارہ دائی کا طعام اور پوشاک
پر صحیح ہے ہرچند یہ اجارہ مجہول ہے لیکن منازعت کا باعث نہین ہے

اسواسطے کہ والدین بسبب کثرت شفقت ولد کے دائی کے کھانے مین تنگی نہین کرتے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۶۴) اگر عورت نے خلع کیا مرد سے اوسکے ولد کے ایک مہینہ کے خرچ پر اور عورت محتاج ہے سو اوسنے مرد سے ولد کا خرچ مانگا تو مرد سے نزد خرچ دلایا جاویگا اور اسی قول پر اعتماد ہے کذا فی فتح القدیر یعنی بوجہ افلاس عورت کے ولد کے باپ سے حاکم اوسکا خرچ ضروری دلاویگا اور عورت پر ایک مہینہ کا نفقہ قرض بنا رہیگا جب اوسکو مقدور ہوگا تو مرد لیگا۔

(۱۳۶۵) اگر عورت نے خلع کیا اس شرط پر کہ ولد کو اپنے پاس رکھیگی اوسکے بالغ ہونے تک تو یہہ خلع صحیح ہوگا لڑکی کے حق مین نہ پسر کے حق مین اسواسطے کہ لڑکا عورت کی صحبت مین تا بلوغ رہنے سے زنانہ ہوجاویگا اور مردون کے آداب سے ناواقف رہیگا۔

(۱۳۶۶) اگر عورت نے نفقہ ولد پر خلع کرکے دوسرے مرد سے نکاح کیا تو زوج اول کو اپنے لڑکے کا لے لینا ضرور ہے اگرچہ زوج اور عورت متفق ہون عورت کے پاس لڑکا رہنے پر بعد نکاح کے تو بھی لینا ضرور ہے اسواسطے کہ یہہ حق ہے ولد کا اور تامل کیا جاویگا تو اس مدت کے رکھنے کے خرچ مین مثلاً ایک مہینہ کے خرچ پر عورت سے خلع ہوا تھا تو حساب کیا جاوے کہ باپ نے مہینہ بھر ولد کو رکھا تو کتنا اوسپر خرچ ہوا تو اوسیقدر مال عورت سے زوج اول پھیر لے۔

(۱۳۶۷) خلع کیا باپ صغیرہ بیٹی کا اوسکے مال یا اوسکے مہر

سکے عوض تو اوسپر طلاق واقع ہو گی قول اصح مین جیسے کہ طلاق واقع ہوتی ہے اوس صورت مین کہ اگر صغیرہ تمیز دار ہو اور خلع کو قبول کر لے اور مال دینا لازم نہ آویگا نہ باپ پر نہ صغیرہ پر۔ اسواسطے کہ باپ کا خلع کرنا مال پر از قسم تبرع ہے یعنی فعل غیر ضروری ہے تو معتبر نہ ہوگا۔

(۱۳۶۸) اگر باپ نے کبیرہ بیٹی کا خلع کیا تو طلاق واقع ہو گی اور مال دینا لازم نہ آویگا مگر جب کہ کبیرہ نے مال کا دینا قبول کر لیا ہو تو اوسکو مال دینا ہوگا۔

(۱۳۶۹) صحیح نہین ہے خلع کرنا صغیرہ کا مان کی طرف سے جبتک کہ مان اپنے اوپر عوض کے مال کو لازم نہ کر لے یہ سبب عدم ولایت کے۔

(۱۳۷۰) صحیح نہین ہے خلع کرنا ولد صغیر کسیطرح یعنی نہ باپ خلع کر سکتا ہے نہ مان خواہ اپنے مال سے ہو خواہ صغیر کے مال سے۔ اسواسطے کہ صغیر طلاق کا مالک نہین ہے تو مان باپ اوسکے نائب بھی نہین ہو سکتے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۷۱) اگر خلع کیا عورت نے بعوض اپنے مال کے یا بعوض اپنے مہر کے اور حالانکہ عورت ہوشیار نہین ہے یعنی امور دنیاوی مین نادان ہے تو وہ مطلقہ ہو گی اور اوسکو مال کا دینا لازم ہوگا یہانتک کہ اگر خلع بلفظ طلاق ہوگا تو دونون صورتون مین (یعنی درصورت صغیرہ اور نادان ہونیکی) طلاق رجعی واقع ہو گی اسواسطے کہ صریح خالی از عوض ہے کذا فی شرح الوہبانیہ۔

(۱۳۷۲) اگر صغیرہ یا نادان کا خلع باپ نے کیا مال پر خود ضامن ہو کر یعنی مال دینا اپنی ذات پر لازم کر کے خلع کیا نہ صغیرہ کی طرف سے کفیل ہو کر بہ سبب واجب نہ ہونے مال کے صغیرہ پر تو اگر باپ نے بالتزام مال خلع صغیرہ کا کیا تو صحیح ہے اور مال کا دینا باپ پر واجب ہوگا مانند خلع کرنے اجنبی شخص کے یعنی جب کہ اجنبی کا خلع کرنا بالتزام مال کے صحیح ہوا تو باپ کا خلع کرنا بطریق اولی صحیح ہے بدون سقوط مہر صغیرہ کے اسواسطے کہ مہر باپ کی ولایت میں داخل نہیں ہے۔ حیلہ سقوط مہر کا یہ ہے کہ زوج اور باپ عوض خلع کا اجنبی پر ٹھہرا دین بقدر مہر کے تو اجنبی یون کہے کہ بدل خلع کا دینا مجھپر لازم ہوا پھر زوج بدل خلع کا حوالہ کرے اوسکو جسکو زوج سے مہر لینے کی ولایت ہی یعنی باپ کو کذا فی البزازیہ یعنی زوج صغیرہ کے باپ سے کہے کہ تو فلانے اجنبی سے اپنی صغیرہ کا مہر لے تو اس تدبیر سے صغیرہ کا مہر زوج سے ساقط ہوگا۔

(۱۳۷۳) اگر زوج نے بدل خلع کی ضمانت صغیرہ پر بشرط کی سو اگر صغیرہ نے خلع قبول کیا اور حالانکہ اوسکو لیاقت تھی قبول کرنیکی اسطرح پر کہ وہ اتنا بوجھتی سمجھتی ہے کہ نکاح سے مال حاصل ہوتا ہی اور خلع سے مال جاتا ہے تو اسپر طلاق واقع ہوگی مفت اسواسطے کہ صغیرہ قابل تاوان کے نہین ہے اور اگر صغیرہ نے خلع بشرط ضمان قبول نکیا یا قبول کیا لیکن اوسکو اتنا فہم نہین ہے کہ نکاح سے مال حاصل ہوتا ہے اور خلع سے نقصان ہوتا ہے تو اوسپر طلاق واقع نہوگی اگرچہ اوسکے باپ نے قبول کر لیا ہو اوسکی

طرفین سے قول اصح میں کذا فی شرح الزیلعی۔ اگر صغیرہ نے بالغ ہو کر قبول سابق کو جائز رکھا تو خلع جائز ہو گا کذا فی فتح القدیر در المنتقی میں کہا کہ اگر صغیرہ نے بعد بلوغ کے اپنے باپ کے قبول کو درست رکھا تو بھی جائز ہو گا طحطاوی حاشیۂ الدر۔

(۱۳۷۴) اگر زوج نے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا سو قبول کر لیا عورت نے اور دونوں نے کچھ مال کا ذکر نکیا تو عورت مطلقہ ہو گی بسبب پائے جانے ایجاب اور قبول کے اور زوج بری الذمہ ہو گا مہر موجل سے اگر مہر موجل ہنوز اوسپر ہو اور اگر مہر موجل سے کچھ نرہا ہو گا تو پھیر دے اوسکو جسقدر کہ مہر معجل زوج اوسکو دیچکا ہے اسواسطے کہ خلع معاوضہ ہے عورت کی طرف سے تو بقدر امکان معاوضہ معتبر ہو گا کما مر۔

(۱۳۷۵) خلع بیمار عورت کا معتبر ہے اوسکے تہائی مال سے اسواسطے کہ بیماری میں خلع کرنا تبرع ہے اور تبرع صحیح نہیں ہے مگر تہائی مال سے تو وراثت اور بدل خلع میں سے جو کمتر ہو گا زوج اوسکو پاویگا بشرطیکہ ثلث زیادہ ہو وراثت اور بدل خلع سے اور اگر ثلث زیادہ نہو وراثت اور بدل خلع سے تو وراثت اور ثلث میں سے جو کمتر ہو گا سو زوج کو ملیگا یعنی اگر زوج کی ارث کم ہے ثلث سے تو ارث پاویگا اور اگر ثلث کم ہے ارث سے تو ثلث پاویگا مگر یہہ اوس صورت میں ہے جب کہ عورت عدت میں مرگئی ہو اور اگر عورت بعد عدت کے مرگئی یا خلع قبل الدخول کے بعد مرگئی تو زوج بدل خلع کا پاویگا۔ اگر بدل کمتر ہو ثلث سے اور اگر بدل ثلث سے کم نہو تو ثلث ہی

پاویگا اور پورا بیان اسکا جامع القصورین ہے۔

(۱۳۷۶) اگر خلع کیا مکاتبہ نے تو لازم ہوگا اوسپر مال بعد آزاد ہونے مکاتبہ کے اگرچہ اوسنے خلع مالک کی اجازت سے کیا ہو بسبب ممنوع ہونے مکاتبہ کے تبرع سے یعنی ہنوز مال دیکر اوسنے اپنی گلوخلاصی نہین کی لہذا اوسکو عقود زاید غیر ضروری جائز نہین ہے۔

(۱۳۷۷) اگر خلع کیا لونڈی اور ام ولد نے تو اگر باجازت مالک کے خلع کیا ہے تو ان دونون صورتون پر فی الحال مال لازم ہوگا تو لونڈی بدل خلع کے واسطے بیع لیجاویگی اور ام ولد اور مدبرہ مزدوری کر کے مال ادا کرین گی اور اگر لونڈی اور ام ولد نے بدون اجازت مالک کے خلع کیا ہے تو بعد آزاد ہونے کے مال دینا اونپر لازم آویگا۔

(۱۳۷۸) خلع کیا لونڈی کا اوسکے مالک نے لونڈی کی گردن پر یعنی خود لونڈی کو بدل خلع کا قرار دیا تو اگر زوج لونڈیکا آزاد ہے تو خلع صحیح ہوگا مفت اور اگر زوج اوسکا مکاتب یا غلام ہے یا مدبر ہے تو خلع صحیح ہے اور لونڈی زوج کے مالک کی مملوک ہو جاویگی اسواسطے کہ زوج خود مملوک ہے تو نکاح قایم رہیگا باطل نہوگا اسواسطے کہ زوج زوجہ کا مالک نہ ہوا کہ نکاح باطل ہوتا اور عدم ملکیت غلام اور مدبر کی ظاہر ہے مگر مکاتب مالک ہوگا زوجہ کا لیکن اوسکی ملکیت تام نہین ہے تو نکاح فسخ نہوگا اور بعد آزاد ہونے مکاتب کے زوجہ اوسکی ام ولد ہو جاویگی

اگر اولاد ہو گی اور اگر اولاد نہ ہو گی تو نکاح فسخ ہو کر اوسکی لونڈی بنجاویگی تو یہہ جو متن مین کہا ہے کہ لونڈی مکاتبہ کے مالک کی اگر ہو جاویگی یہہ اوس صورت مین ہے جبتک کہ وہ آزاد نہین ہوا کذا فی حاشیہ المدنی۔ زوج آزاد کا یہہ حال ہے کہ اگر وہ لونڈی کا مالک ہو تو نکاح باطل ہو جاوے گا پھر جب نکاح باطل ہوا تو خلع بھی باطل ہو گا اور جب خلع باطل ہو گا تو لونڈیکا مالک نہو گا تو تصحیح خلع مین ابطال خلع کا ہو گیا ۱ فی الاختیار اور حالانکہ یہہ باطل ہے لہذا زوج آزاد کی مالکیت باطل ٹھہری تاکہ یہہ قبایح لازم نہ آوے کذا فی حاشیہ المدنی۔

(۱۳۷۹) خلع کیا ہزار پر اسکو تین بار کہا اور عورت نے قبول کیا تو عورت مطلقہ ہو گی بعوض تین ہزار کے بسبب تعلیق ہونے طلاق کے عورت کے قبول پر یعنی جب زوج نے کہا کہ مین نے تجھسے خلع کیا ہزار پر تو مطلب یہہ ہوا کہ اگر تو قبول کرے تو تو مطلقہ ہے ہزار پر پھر جب اسکو تین بار کہا اور آخیر مین عورت نے قبول کیا تو تین طلاق کی شرط تعلیق کی پائی گئی یعنی قبول کرنا عورت کا لہذا تین بار طلاق عوض تین ہزار کے واقع ہو گی کذا فی حاشیہ المدنی

(۱۳۸۰) اگر کہا زوج نے کہ تو طالق ہے چار بار عوض ہزار کے سو عورت نے قبول کیا تو اسپر تین بار طلاق واقع ہو گی عوض ہزار کے اور چوتھی طلاق بسبب عدم محل کے لغو ہو جاویگی اور اگر عورت نے تین طلاق کو قبول کیا چار طلاق مین سے تو کوئی طلاق واقع نہو گی بسبب تعلیق کرنے زوج کے طلاق کو

تو عورت کے قبول پر مثابہ چار طلاق کے تو گویا زوج نے یون کہا کہ اگر تو چار طلاق کو عوض ہزار کے قبول کرے تو تو مطلقہ ہے تو جب تک کہ چار دن طلاق کو قبول نکریگی شرط پائی نجائیگی کذا فی المنتقی

(۱۳۸۱) اگر زوج نے کہا کہ مین نے تجھ سے خلع کیا ایک طلاق کا عوض ہزار کے اور عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے تین طلاق کا سوال کیا تھا تو تجھکو ہزار کی تہائی چاہیے تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مع الیمین۔

(۱۳۸۲) خلع کیا عورت سے اس شرط پر کہ عورت کے مہر کا عورت کا بیٹا مالک ہے یا کوئی بیگانہ شخص مالک ہوگا یا اس شرط پر خلع کیا کہ عورت لڑکے کو مرد کے پاس رہنے دے تو خلع صحیح ہے اور یہ شرط باطل ہے اسواسطے کہ خلع اسکو مقتضی ہے کہ زوجین مین ایک کا حق دوسرے پر باقی نرہے منجملہ حقوق نکاح کے تو عورت کے بیٹے کو یا اجنبی کو مہر کا مالک قرار دنیا یہ شرط فاسد ہے مخالف خلع کے لہذا خلع صحیح ہوگا اور شرط باطل ہوگی تو مہر زوج کا ہوگا نہ ولد اور اجنبی کا اور حق پرورش ولد کا عورت پر شرعًا ثابت ہے تو ساقط کرنے سے ساقط نہوگا۔

(۱۳۸۳) اگر عورت نے کہا کہ مین خلع چاہتی ہون تجھ سے سو مرد نے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہے اسواسطے کہ تعلیق اختلاع کے جواب مین واقع ہوئی اور اختلاع مفید ہے جدائی کا اور اسی پر فتوی دیا ہے امام ظہیر الدین نے اور قول ضعیف

یہہ ہے کہ طلاق رجعی ہے اسواسطے کہ اعتبار مرد کے ایقاع کا ہے
نہ عورت کے ایقاع کا اور مرد نے بلفظ صریح طلاق دی تو رجعی
ہی واقع ہو گی اور یہہ قول قاضی ابو علی النسفی کا ہے کذا فی حاشیہ المدنی
(۱۴۳۸) قنیہ مین کہا ہے کہ کوئی روایت نہین ہے اسصورت
مین کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھکو بری الذمہ کیا مہر سے بشرط
طلاق رجعی کے سو مرد نے اوسکو طلاق رجعی دی یعنی اس صورت
مین طلاق بائن ہو گی باعتبار مقابلہ مال کے یا رجعی ہو گی باعتبار
ایقاع کے لیکن زیادات مین ہے کہ مرد نے کہا کہ تجھکو آج ایک طلاق
رجعی ہے اور کل دوسری طلاق رجعی ہے عوض ہزار درم کے
تو ہزار درم بدلا دو طلاق کا ہو گا اور دونون طلاق بائن ہونگی
اور آج ایک طلاق بعوض پانسو کے واقع ہو گی اور کل دوسری
طلاق بدون مال کے واقع ہو گی۔ اگر دوبارہ ملک زوج کی
ثابت نہوئی ہو یعنی اگر زوج نے پہلی طلاق کے بعد عورت سے
نکاح نہین کیا تو عورت پر مال دینا لازم نہ ہو گا اسواسطے کہ مطلقہ
بائنہ کا التزام مال صحیح نہین ہے بسبب باقی نرہنے ملکیت زوج
کے تو عوض بلا معوض کیونکر ہو۔ ہان اگر بعد طلاق کے دوسری بار
نکاح کر لیا ہو تو دوسرے دن دوسری طلاق بعوض نصف مال یعنی کے
البتہ واقع ہو گی۔ زیادات سے ثابت ہوا کہ طلاق رجعی بمقابلہ مال
کے بائن ہو جاتی ہے تو وہ جو قنیہ مین کہا کہ مسئلہ مذکورہ مین
روایت نہین ہے سو اوسکی روایت بخوبی ثابت ہو گی۔ کذا فی
حاشیہ المدنی۔

(۱۳۸۵) فتاوی ظہیریہ مین ہے کہ زوج نے اپنی زوجہ صغیرہ سے کہا کہ اگر مین غائب ہون چار مہینے تو تجھکو طلاق کا اختیار ہے بعد اس امر کے کہ تو مجھکو بری الذمہ کر دے مہر سے پھر شرط پائی گئی یعنی چار مہینے زوج غائب رہا سو صغیرہ نے اوسکو مہر سے بری الذمہ کر دیا اور اپنی ذات کو طلاق دیلی تو مہر اوسکا ساقط نہوگا اور یہہ طلاق رجعی ہو گی اسواسطے کہ صغیرہ کا ابرا کرنا صحیح نہین ہے پھر مہر ساقط نہوا تو طلاق بلا مال رجعی ہو گی۔

(۱۳۸۶) بزازیہ مین ہے کہ عورت نے خلع کی درخوست کی بعوض اپنے مہر کے اس شرط پر کہ زوج اوسکو بیس درم دے یا اتنے من چانول دے تو یہہ خلع صحیح ہے اور شرط نہین ہے مکان معین کرنا واسطے درم اور چانول دینے کے اسواسطے کہ خلع وسیع تر ہے بیع سلم سے یعنی جیسے بیع سلم مین مکان جنس لینے دینے کا شرط ہے ویسا خلع مین شرط نہین ہے۔

(۱۳۸۷) قول شارح روایت بزازی سے مستفاد ہوتا ہے کہ بدل خلع کا زوج پر بھی واجب ہونا صحیح ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے۔ یعنی جب بیس درم زوج پر لازم آئین تو بدل خلع کا وجوب زوج پر ثابت ہو گیا لیکن یہہ اوس صورت مین ثابت ہو گا جب مہر عورت کا بیس درم سے کم ہو اور اگر مہر اوسکا بیس درم سے زیادہ ہو تو یہہ بدل خلع نہو گا بلکہ استثنا ہو گا بدل خلع سے بالجملہ زوج پر بدل خلع کا واجب ہونا مختلف فیہ ہے فقہا مین کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۳۸۸) عورت نے خلع کی درخواست کی بشرط اقرار نامہ کے

یعنی لکھنا اقرارنامہ کا زوج کے ذمہ پر ہے یا اس شرط پر ہے
کہ خلع کی درخواست کی کہ زوج عورت کے اجناس اور اسباب کو
پھیر دے سو زوج نے اوسکو قبول کر لیا تو بجرد قبول کرنے کے
عورت مرد پر حرام ہو جائیگی بلکہ حرام ہونے مین لکھدینا زوج کا
اقرارنامہ اور پھیر دینا اسباب کا اوسی مجلس مین مشروط ہے
طحطاوی نے کہا کہ چونکہ خلع مسقط ہے حقوق کا تو عورت کا مہر
اوسی صورت مین ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی والقنیہ۔

باب الظہار

یہ باب ہے مسائل ظہار کے بیان مین

(۱۳۸۹) ظہار لغۃً مصدر ہے ظاہر کا اور اصطلاح شرع مین ظہار
عبارت ہے تشبیہ دینا مسلم کا اپنی زوجہ کو یا اپنی زوجہ کے اوس
عضو کو جس سے عورت کی تعبیر کی جاتی ہے (چنانچہ سر اور گردن)
یا تشبیہ دینا اپنی زوجہ کے جزو شایع کو ساتھ اوس شخص کے جو
مردپر ابداً حرام ہے ایسے وصف سے کہ جسکا زوال ممکن ہی
نہو چنانچہ وصف مادری یا خواہری کہ کبھی زوال نہین ہے۔
حرمت خواہ باعتبار نسب کے ہو یا باعتبار صہریت یا رضاعت کی
(مسلم کی قید سے کافر اور ذمی نکل گیا نزدیک امام اعظم کے خلافاً
للشافعی کیونکہ ثمرہ ظہار کا کفارہ ہے اور کفارہ عبادت ہے
اور عبادت مخصوص بہ اسلام ہے۔ تشبیہ کی قید سے یون کہنا مرد
کا اپنی عورت سے کہ تو میری مان ہے تعریف ظہار سے خارج
ہو گیا کیونکہ بموجب قول وجہ ثانی کے یہ قول باطل ہے اگرچہ مرد

اس کلام سے تحریم یا ظہار کا قصد کرے وصف غیر ممکن الزوال
کی قید سے اپنی سالی یا مطلقہ ثلثہ کی تشبیہ دینا خارج ہو گیا لفظ
زوجہ عام ہے کتابیہ صغیرہ مجنونہ کو مثال جزو شایع نصف ثلث
ربع وغیرہ ہے) کذا فی حاشیۃ المدنی۔ خلاصہ ظہار اوسکو کہتے ہین
کہ اپنی زوجہ یا اوسکے اوس عضو کو جو بجاے کل واقع ہوتا ہے یا
اوسکے جزو شایع کو اپنی محرمات ابدیہ کے ساتھ تشبیہ دینا مثلاً یون
کہنا کہ تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسے میری مان کی پیٹھ یا تیری
گردن ایسی ہے جیسی میری مان کی پیٹھ۔ یا تیرا نصف بدن ایسا ہے
جیسی میری مان کی پیٹھ (محرمات عام ہے مرد ہو یا عورت تو
اگر زوج نے اپنی زوجہ کو تشبیہ دی اپنے باپ کی شرمگاہ سے
تو زوج ظہار کرنیوالا ہوگا۔ کذا فی منح الغفار تقلیداً بحر الرائق لیکن
نہر الفائق نے بحر الرائق کے قول کو رد کیا ہے بدایع کی اس عبارت
سے کہ ظہار کی شرائط سے ایک یہ شرط ہے کہ ظہار کا مشبہ بہ جنس
نسا سے ہو مثلاً اگر زوج نے اپنی زوجہ کو اپنے باپ کی پیٹھ سے
تشبیہ دی تو ظہار صحیح نہ ہوگا کیونکہ حرمت ظہار کی شرع سے معلوم
ہوئی ہے اور شرع کا حکم عورتون مین ہے نہ مردون مین لیکن
بدایع کے قول پر اعتراض وارد ہوتا ہے خانیہ کی اس عبارت سے کہ
زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر ایسی ہے جیسا کہ خون اور سور اور شراب
اور غیبت اور چغلخوری اور زنا اور ربا اور رشوت اور مسلمان کا قتل
اگر زوج نے اس قول سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور اگر
ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے نابر قول صحیح تو خانیہ کے اس قول سے

ثابت ہوا کہ غیر النساء کی تشبیہ مین بھی ظہار ہوتا ہے تو یہہ قول
بدایع کے مخالف ہوا۔ بدایع کے طرف سے اسکے تین جواب دیئے گئے
ہین اول بدایع کی غرض یہہ ہے تشبیہ رجال سے ظہار صحیح نہین ہے
نہ یہہ غرض ہے کہ دم اور خنزیر کی تشبیہ سے بھی ظہار صحیح نہین ہے
دوسرے بدایع مین ظہار صریح کا ذکر ہے اور فتاویٰ مین کنایات ظہار
مذکور ہین تو کچھہ مخالفت نہوئی تیسرے اس مسئلہ مین دو قول
ہین ایک روایت کو صاحب بدایع نے اختیار کیا اور ایک کو صاحب خانیہ نے
(۱۳۹۰) اپنی زوجہ مدخولہ اور غیر مدخولہ دونون سے ظہار صحیح ہے
اگرچہ وہ کسی کی لونڈی یا مکاتبہ ہو کذا فی العالمگیریہ نقلاً عن السراج
(۱۳۹۱) صحیح ہے نیت ظہار کی اس قول مین کہ تو میرے نزدیک
ایسی ہے جیسے کہ میری مان کیون کہ مان کی ساتھہ تشبیہ دینے مین اوسکی
پیٹھہ کے ساتھہ بھی تشبیہ ہوئی مع الزیادہ کذا فی القہستانی عن المحیط
(۱۳۹۲) اگر تشبیہ دی مرد نے اپنی زوجہ کو اپنی محرمات ابدیہ کے
اون اعضا سے جنکا دیکھنا اوسکو جائز نہین تو ظہار صحیح ہوگا تو اگر
ہاتھہ یا پانون یا بال کے ساتھہ تشبیہ دیگا تو ظہار کا حکم ثابت نہوگا کیونکہ
ان اعضا کا دیکھنا درست ہے بخلاف پیٹھہ اور پیٹ اور ران کے۔
(۱۳۹۳) مظاہر پر بعد ظہار کے وطی اور دواعی وطی حرام ہین
(چنانچہ مساس اور بوسہ لینا) تاوقتیکہ کفارہ دیوے اگرچہ عورت
مرد کے پاس دوبارہ آجاوے بسبب ملک یمین یا بعد زوج ثانی کے
بسبب باقی رہنے حکم ظہار کے اور یہی حکم ہے لعان کا۔ کیونکہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے من قبل ان یتماسا اور یہہ شامل ہے وطی اور دواعی

ظہار

سبب کہ امام محمد سے روایت ہے کہ اگر زوج سفر سے آوے تو اسکو اپنی زوجہ کا بوسہ لینا باعتبار شفقت اور مہربانی کے درست ہے نہ باعتبار شہوت کے۔

(۱۳۹۴) مظاہر نے وطی کی قبل کفارہ دینے کے تو وہ گنہگار ہوا توبہ اور استغفار کرے اور فقط ایک کفارہ ظہار کا دیوے اور قول ضعیف یہ ہے کہ اوسپر دوسرا کفارہ بھی لازم ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۳۹۵) اگر قبل کفارہ دینے کے وطی کر لی تو دوبارہ عود نکرے تا وقتیکہ کفارہ ندلے کیونکہ ہنوز حرمت قایم ہے اور جائز ہے عورت کو کہ زوج مظاہر سے وطی سے مطالبہ کفارہ ادا کرے۔ بہ سبب متعلق ہونے حق عورت کے ساتھ وطی کے

(۱۳۹۶) عورت پر واجب ہے کہ زوج کو روکے وطی اور دواعی وطی سے تا وقتیکہ زوج کفارہ ادا نکرلے اور واجب ہے قاضی پر لازم پکڑنا زوج کا بجہت کفارہ دینے کے تاکہ عورت سے ضرر دور ہو حتی کہ قاضی پر لازم ہے کہ زوج کو قید کرے یا مارے جبتک کفارہ ندے یا عورت کو طلاق ندے۔

(۱۳۹۷) اگر زوج کہے کہ مین کفارہ ظہار کا ادا کرچکا تو اوسکے قول کی تصدیق ہوگی بشرطیکہ وہ مشہور بدروغگوئی نہو اور اگر وہ کذاب ہوگا تو بدون گواہون کے اوسکی تصدیق نہوگی۔

(۱۳۹۸) اگر زوج نے ظہار کو کسی وقت پر معین کردیا تو بعد انقضاء اوس وقت کے ظہار ساقط ہوگا مثلاً ایک مہینے کے لیے ظہار

کیا تو مہینے کے اندر وطی کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا بعد مہینے کے کفارہ ساقط ہے۔

(۱۳۹۹) اگر ظہار کو معلق کیا ساتھ مشیت خدا کے تو باطل ہوگا مثلاً کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے انشاء اللہ تو ظہار باطل ہوگا لیکن اگر کسی شخص کی مشیت پر معلق کیا تو باطل نہوگا۔

(۱۴۰۰) اگر کہا زوج نے کہ تو میری ماں کی مانند ہے اور اس قول سے تعظیم یا طلاق یا ظہار کی نیت کی تو صحیح ہے اور جو نیت کریگا وہی واقع ہوگا کیونکہ یہہ کنایہ ہے اور کنایہ محتاج بہ نیت ہوتا ہے تو اگر تعظیم کی نیت کریگا تو ظہار اور طلاق کچھ واقع نہوگی

(۱۴۰۱) اگر کہا کہ تو میری ماں ہے تو کلام لغو ہوگا اور ظہار نہوگا اور متعین ہوگا کمتر یعنی تعظیم و تکریم مراد ہوگی ظہار یا طلاق واقع نہوگی کمتر مفہوم اسواسطے مراد ہوا کہ حتی الامکان کلام مہمل نہ ٹھہرے اور جورو کو ماں یا بہن کہنا ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے کذا فی حاشیۃ المصلی

(۱۴۰۲) اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے مثل میری ماں کے اور نیت طلاق یا ظہار کی کی تو صحیح ہے اور اس قول سے تعظیم کا نیت کرنا صحیح نہیں ہے بسبب زیادہ ہونے لفظ تحریم کے اور اگر کچھ نیت نکریگا تو بھی ظہار ثابت ہوگا۔

(۱۴۰۳) اگر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے میری ماں کی پیٹھ کی مانند تو فقط ظہار ثابت ہوگا نہ طلاق و تعظیم۔

(۱۴۰۴) اپنی لونڈی یا مکاتبہ یا ام ولد سے ظہار صحیح نہیں ہے کیونکہ لفظ نساء کا جو آیت ظہار میں واقع ہے وہ لونڈی کو شامل نہیں ہے۔

اسواسطے لغوت مین نساء ـ جن اوسکی زوجات کو کہتے ہین نہ لونڈی اور حرم کو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر ـ

(۱۴۰۵) ظہار اوس عورت سے صحیح نہین ہے جس سے بدون اوسکے امر کے نکاح کیا گیا پھر ظہار کیا اور بعد ظہار کے عورت نے نکاح کو جائز رکھا کیونکہ وقت ظہار کے وہ زوجہ نہ تھی اسواسطے کہ اوسکو نکاح کی خبر نہ تھی فضولی نے نکاح کردیا تھا ـ

(۱۴۰۶) مرد نے کہا اپنی عورتون سے کہ تم مجھپر ایسی ہو جیسے میری مان کی پیٹھ تو یہہ سب عورتون سے باتفاق فقہا ظہار ہے اور ہر عورت کے واسطے کفارہ دے لیکن امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک کفارہ سب کی حلت کے واسطے کافی ہے مانند ایلا کی

(۱۴۰۷) ظہار کیا اپنی عورت سے چند بار ایک مجلس مین یا چند مجالس مین تو اوسپر ہر ظہار کی عوض کفارہ دینا واجب ہوگا ـ اگر کہا مرد نے کہ مین نے ارادہ تکرار اور تاکید کا کیا تو اگر ایک مجلس مین چند بار ظہار کیا تو اوسکے قول کی قضاءً تصدیق ہوگی اور اگر چند مجالس مین ظہار کیا تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی البتہ دیانۃً تصدیق ہوگی بنابر قول معتمد کے

(۱۴۰۸) اگر زوج نے کہا تو مجھپر ایسی ہے جیسی کہ میری مان کی پیٹھ ہر دن تو یہہ قول ایک ہی ظہار ہے تو اسپر بدون اداء کفارہ کے رات اور دن وطی حرام ہے اور اگر یون کہا کہ انت علی کظہر امی فی کل یوم یعنی تو مجھپر ایسی ہے جیسی کہ میری مان کی پیٹھ ہر دن مین تو ہر روز جداگانہ ظہار ثابت ہوگا پھر دن گذر جاویگا تو اوسدن ظہار باطل ہوگا پھر جب دوسرے دن آفتاب نکلیگا تو دوسرا ظہار شروع

ہوگا لہذا مرد کو جائز ہوگا کہ رات مین وطی کرے کیونکہ کلمہ فی کا موضوع ہے واسطے ظرفیت کے اور ظرف مین معنی شرط کے ہوتے ہین۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۰۹) اگر کہا کہ تو مجھپر ایسی ہے جیسے میری مان کی پیٹھ آج کے دن اور جب دن آوے تو مظاہر ہوگا آج کے دن اور جب دن گذر جاویگا تو یہہ ظہار باطل ہوگا اور رات مین زوج کو قربت کا اختیار رہے پھر جب کل کا دن آویگا تو دوسری بار مظاہر ہوگا اسطرحپر ہمیشہ تجدد ظہار ہوتا رہے گا کذا فی بحر الرائق و حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۱۰) اگر کہا کہ انت علی کظہر امی کلما جاء یوم تو ظہار روز اول کا مستثنی نہ ہوگا بلکہ باقی رہیگا اور جب دوسرا دن آویگا تو مرد دوسرے ظہار کا مظاہر ہوگا بغیر کفارہ کے ظہار اول باطل نہوگا کذا فی العالمگیریہ ناقلا عن شرح تلخیص الجامع۔

(۱۴۱۱) اگر معلق کیا ظہار کو شرط متکرر پر تو ظہار بھی متکرر ہوگا مثلاً کہا جب کہ تو گھر مین داخل ہوگی تب تو میرے نزدیک میری مان کی پیٹھ کی مثل ہوگی تو جتنی بار عورت گھر مین داخل ہوگی اتنی ہی بار ظہار ثابت ہوگا اور بشمار دخول دار کے کفارہ واجب ہوگا

(۱۴۱۲) اگر کہا کہ تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسی میری مان کی پیٹھ رمضان بھر اور رجب بھر تو یہہ ایک ہی ظہار ہے باعتبار استحسان کے اور صحیح ہے کفارہ دینا اس ظہار کا رجب مین یا شعبان مین اور کفارہ رجب سے ظہار رمضان بھی ساقط ہوگا بسبب متحد ہونے ظہار کے اسیطرح اگر کسی شخص نے ظہار کیا اور جمعہ کا

دن مستثنی کر لیا یعنی یون کہا کہ انت علی کظہر امی الا یوم الجمعۃ تو اگر کفارہ روز مستثنی مین یعنی جمعہ مین دیگا تو صحیح نہوگا اور اگر روز مستثنی کے سوا کے اور دن مین کفارہ دیگا تو جائز ہوگا کذا فی فتاوی تاتارخانیہ۔

(۱۳۴۱) شرط ہے ظہار مین کہ زوج اہل ہو کفارہ دینے کا اہل کی قید سے معلوم ہوا کہ ذمی اور صبی اور مجنون کا ظہار صحیح نہوگا کذا فی العالمگیریہ۔

باب الکفارہ

یہ باب ہے کفارہ ظہار کا۔

(۱۳۴۲) سبب کفارہ مین علما کا اختلاف ہے جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ کفارہ کا سبب ظہار اور عود ہے یعنی عزم وطی اور بعض علما نے کہا کہ سبب کفارہ کا ظہار ہے اور عود اوسکا شرط ہے اور بعض نے اسکے بالعکس بیان کیا ہے۔

(۱۳۴۳) کفارہ لغت مین ماخوذ ہے اس قول سے کہ کفر اللہ الذنوب۔ یہ اوسوقت بولا جاتا ہے جب حق تعالی گناہ مٹا ڈالے اسیواسطے کفارہ کو کفارہ کہا کہ یہ بھی گناہ کو مٹا ڈالتا ہے اور اصطلاح شرع مین عبارت ہے تحریر رقبہ قبل وطی سے امراد تحریر رقبہ سے اعتاق رقبہ ہے یعنی گردن آزاد کرنا بہ نیت کفارہ تو اگر باپ کو وراثت مین پا کر ادا کفارہ کی نیت کریگا تو صحیح نہوگا کیونکہ جب باپ مملوک اپنے بیٹے کا ہوگا تو بلا نیت مالک کے آزاد ہوجاویگا اور یہ اعتاق نہین بلکہ عتق ہے۔

(۱۴۱۶) حکم کفارہ یہہ ہے کہ واجب گردن سے ساقط ہوجاتا ہے اور حصول ثواب ہوتا ہے بسبب محو ہوجانے خطا کے۔

(۱۴۱۷) کفارہ فی الفور واجب نہین ہے بنا بر مذہب صحیح کیونکہ امر اسکا مطلق ہے تو اگر تاخیر ہوگی اول وقت قدرت سے تو گناہ نہوگا اور تاخیر کے بعد دنیا ادا ہوگا نہ قضا اور اگر بدون ادا کفارہ مریگا تو گناہ گار رہیگا کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۴۱۸) اعتاق غلام صحیح ہے اگرچہ صغیر شیرخوار ہو یا کافر ہو یا خون دو لکا اسطرح حلال ہوگیا ہو کہ قاضی نے قصاص مین اوسکے قتل کا حکم دیا پھر اوسکے مالک نے کفارہ ظہار مین اوسکو آزاد کیا پھر مقتول کے وارثان نے خون معاف کردیا اور اسکے جواز مین اختلاف ہے فتح القدیر اور نہایہ مین ہے کہ جائز نہین ہے اور شرح مبسوط مین کرخی سے منقول ہے کہ یہ اعتاق جائز ہے واللہ اعلم کذا فی العالمگیریہ۔

(۱۴۱۹) کفارہ ظہار مین صحیح ہے اعتاق غلام مرہون اور مقروض اور مغرور کا جسکی حیات معلوم ہو اور لونڈی مرتدہ کا لیکن جسقدر مال پر رہن ہوگا اوتنا مال مالک پر دینا لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البدایع اعتاق غلام مرتد اور غلام حربی مین جسکو مالک نے مطلق العنان کردیا ہو اختلاف ہے فقہا کا فتح القدیر مین ہے کہ غلام حربی کا دار الحرب مین آزاد کرنا جائز نہین اور تاتارخانیہ مین ہے کہ اگر دار الحرب مین مطلق العنان کردیا تو بعضون کے نزدیک جائز ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۳۰) صحیح ہے اعتاق بہرے غلام کا (بشرطیکہ شور کرنیسے سن لیتا ہو) اور خصی کا اور مقطوع الذکر کا اور اوس لونڈی کا جسکی شرمگاہ بین ایسا گوشت زاید یا ہڈی ہو جو مانع وطی ہو اور اوس غلام کا جسکے دونون کان کٹے ہون اور اوس غلام کا جسکی دونو ابرو اور داڑھی اور سر کے بال جاتے رہے ہون اور نکٹے کا اور اوس غلام کا جسکے دونون لب کٹے ہون (بشرطیکہ کھانا کھا سکتا ہو) اور کانے کا اور چپڑے والے کا اور اوس غلام کا جسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون کٹا ہو دوسری طرف سے یعنی داہنا ہاتھ تو بایان پانون اور بایان ہاتھ تو داہنا پانون اور اوس غلام مکاتب کا جسنے ہنوز بدل کتابت ادا نہ کیا ہو اور مالک نے خود اپنے مکاتب کو آزاد کیا ہو نہ مالک کے وارث نے یعنی اگر مکاتب کے مالک پر کفارہ ظہار تھا اور وہ بدون ادا کے مرگیا پھر اوسکے وارث نے مکاتب کو وارث کی طرف سے بہ نیت کفارہ آزاد کر دیا تو جائز نہین ہے۔

(۱۴۳۱) اگر اپنے کسی قرابتدار غلام کو بہ نیت اعتاق خرید کیا تو صحیح ہے مثلاً مظاہر کا بھائی کسیکا غلام تھا اور اوس نے بہ نیت ادائے کفارہ اوسکو مول لیا تو کفارہ ادا ہوگا کیونکہ مول لینا اوسکا اختیاری فعل ہے بخلاف ارث کے کہ وہ فعل اختیاری نہین ہے۔

(۱۴۳۲) اگر آزاد کیا اپنے نصف غلام کو پھر نصف آخر کو تو کفارہ سے کافی ہوگا استحساناً بخلاف غلام مشترک کے۔

(۱۴۳۳) کفایت نہین کرتا آزاد کرنا اوس غلام کا جسکی جنس منفعت فوت ہو گئی ہو یعنی منفعت سمع اور بصر اور بولنے اور پانے

سے کہ اوسے اور پاؤن سے چلنے کی اور عقل کی قوت ہو گئی ہو
اوسکے آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ وہ در حکم میت ہے
(مراد قوت منفعت سے یہ ہے کہ بالکل منفعت فوت ہو اور نقصان
منفعت کا ادائے کفارہ مین ضرر نکریگا) مثالات مفقود المنفعت مثلاً
اندھا اور ایسا دیوانہ جو کچھ نسمجھتا ہو اور جو دیوانہ کہ کبھی ہوش مین آجاتا
ہو اوسکا اعتاق بحالت ہوش صحیح ہے) اور ایسا بیمار جسکے دانت
گر پڑے ہون اور صحت کی امید نرہی ہو۔

(۱۴۳۷) صحیح نہین اعتاق (کفارہ ظہار مین) اوس غلام کا
جسکے دونون ہاتھ یا دونون پاؤن یا دونون ہاتھ کے انگوٹھے یا
تین انگلیان ہر ہاتھ کی یا دونون پاؤن یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن
ایک طرف سے کٹے ہون کیونکہ ان صورتون مین تھامنے اور چلنے
کی قوت بالکل مفقود ہے اور اعتاق مدبر کا اور ام ولد کا اور اوس
مکاتب کا جسنے اپنی کتابت کا کچھ بدل ادا کیا ہو اور باقی بدل کے
کرنے سے عاجز نہ ہو اور اعتاق نصف غلام مشترک کا پھر نصف باقی
کو بعد ضامن ہونے اوسکی قیمت کے بواسطے مقرر ہونے نقصان
کے نصف آخیر مین یعنی ایک غلام کے دو مالک ہین نصف نصف کے
تو ایک مالک نے بہ نیت کفارہ اپنا آدھا حصہ آزاد کر دیا تو نصف آخیر
کی مملوکیت مین نقصان پڑگیا یعنی دوسرا مالک اب اوسکو بیع نہین
کر سکتا لہذا اگر آزاد کرنیوالا نصف باقی کی قیمت کا ضامن ہوکر
آزاد بھی کریگا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوگا ہان اگر اول اپنا حصہ آزاد نکرتا
اور نصف باقی کا ضامن ہوکر کل کو آزاد کرتا تو صحیح ہوتا۔

(۱۴۳۵) ایک شخص نے اپنے نصف غلام کو بہ نیت کفارہ ظہار
آزاد کیا بعد اوسکے اوس عورت سے وطی کی جس سے ظہار کیا
تھا اور بعد وطی کے نصف باقی کو بھی آزاد کر دیا تو کافی نہوگا
کیونکہ حکم کفارہ دینے کا قبل وطی وغیرہ کے ہے اور قبل وطی کے
نصف آزاد کیا نہ کل لہذا صحیح نہین ۔
(۱۴۳۶) اگر ظہار کرنیوالے کے پاس کوئی غلام نہ ہو کہ اوسکو
آزاد کرے اور اتنا مال بھی نہ ہو کہ اوس سے غلام خرید کر سکے یا
اتنا مال ہے کہ اوس سے غلام خرید کر سکتا ہے لیکن بقدر مال قرضدار
ہے اور اوسنے اول قرض ادا کیا تو اوسپر واجب ہے کہ قبل
وطی کرنے کے دو مہینہ کے پے در پے لگاتار روزہ رکھے اور
صوم کفارہ ایسے دو مہینہ کے ہون جنمین رمضان اور وہ پانچ دن
جنکا صوم ممنوع ہے واقع نہ ہون کیونکہ اگر رمضان درمیان مین
آجاویگا تو اوسکے روزے منعدم ہونگے اگر بہ نیت کفارہ بھی رکھیگا
تو رمضان ہی کے روزے ہونگے اور ایسی حالت مین تتابع ہرگز
بلکہ انقطاع ہو جائیگا اسیطرح دو مہینہ کا درمیان مین آنا قاطع ہوگا
تتابع کا اگرچہ دو مہینہ کے اٹھاون دن ہون یعنی دونون مہینہ
اونتیس ۲۹ دن کے ہون اور اگر قرض کو ہنوز ادا نہین کیا اور بقدر
ہے کہ اوس سے غلام خرید کر سکتا ہے تو اسمین دو قول ہین ۔
ایک قول یہہ ہے کہ روزہ رکھنا کافی ہے اور دوسرا قول یہہ ہے
کہ کافی نہین ہے ۔
(۱۴۳۷) اگر مظاہر کا مال غائب ہو مثلاً سفر مین ہو تو اوسکے

حصول کا منتظر رہے جب آوے تب اوس سے غلام خرید کرکے آزاد کردے۔

(۱۴۳۸) ایک شخص پر دو کفارے ہیں اور اوسکی ملک مین ایک غلام ہے سو اوسنے ایک کفارہ سے روزے رکھے اور دوسرے کفارے سے غلام آزاد کیا تو صوم کا کفارہ صحیح نہوگا اسواسطے کہ باوجود قدرت اعتاق کے صوم جائز نہین اور کفارہ اعتاق صحیح ہوگا اور بالعکس اسکے جائز ہے یعنی اول آزاد کیا اور دوسرے کفارہ مین روزے رکھے تو درست ہے کیونکہ غلام قدرت مین صوم کافی نہین کذافی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۳۹) ایک مظاہر تا در ہوا غلام آزاد کرنے پر پچھلے مہینہ کے آخر دن مین تو اوسپر آزاد کرنا واجب ہوگا مثلاً ساٹھوین دن ظہر یا عصر کیوقت مظاہر کو مال ملگیا تو کفارہ صوم کا ادا نہوا۔ کیونکہ استمرار عجز ابتدا سے انتہا تک شرط ہے صوم کی سو یہان پایا نہین گیا لہذا یہہ صوم اوسکے نفل ہوگئی اور اوسپر تو واجب ہے کہ غلام خرید کرکے آزاد کرے اور اوسدن کے صوم کو بطور استحباب پورا کرے نہ بطور وجوب اور اگر اس روزہ کو توڑ ڈالا تو اوسپر قضا واجب نہین ہر چند کہ نفل ہوگیا لیکن یہہ اوسوقت مین ہے کہ بمجرد قوت اعتاق کے صوم کو قطع کردیا اور اگر بعد قدرت اعتاق کے ساعت دو ساعت رکھا تو یہہ قایم مقام شروع فی النفل کے ہوگیا اب اوسپر اتمام واجب ہوگا اور اگر افطار کریگا تو قضا واجب ہوگی کذافی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۴۰) اگر افطار کیا دو مہینے مذکور الصدر میں سے کسی روزہ کو بسبب عذر کے چنانچہ سفر یا علالت کے یا وطی کے ظہار والی عورت سے رات کو یا دن کو بالقصد تو استیناف کرے یعنی اول سے پھر روزہ شروع کرے یعنی دو مہینہ کے اندر روزہ رکھے اگرچہ ایکدن کم دو مہینے کے روزہ رکھ چکا ہو۔ اگر ظہار والی عورت کے سوا اپنی دوسری زوجہ سے رات میں وطی کی یا دن میں سہو سے وطی کی تو یہ وطی ناقض کفارہ نہو گی باتفاق طرفین اگر وطی کی ظہار والی عورت سے رات میں سہوًا تو اسمین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ نکرے لیکن قول معتمد یہہ ہے کہ استیناف کرے اور وطی سہو کی بھی ناقض کفارہ ہوگی۔ کذا فی الاختیار و غایۃ البیان و غیاثیہ و حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۴۱) اگر عاجز ہو مظاہر صوم سے بہ سبب ایسی بیماری کے کہ صحت کی توقع نہو یا بہ سبب پیری کے تو ساٹھہ مساکین کو طعام کا مالک کر دیوے اگرچہ تملیک ساٹھہ مسکین کی حکمًا ہو مثلًا ایک مسکین کو ساٹھہ دن تک برابر دیا کرے تو گویا ساٹھہ مسکین کو دیا۔

(۱۴۴۲) مقدار طعام کی یہہ ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر کے دے مقدار میں اور صرف میں مثلًا اگر گیہون دے تو نصف صاع دے اور اگر جو یا کھجور دے تو پورا صاع دے یا اوسکی قیمت دیوے یا ساٹھہ مسکینون کو دو وقت آسودہ کر کے کھلاوے اگرچہ جو جوار کی روٹی ہو مگر اسکے ساتھہ سالن ہونا شرط ہے گیہون کی روٹی کے ساتھہ سالن شرط نہیں ہے کیونکہ اسمین بدون سالن کے بھی آسودگی

ہوتی ہے بخلاف جو جوار کی روٹی کے کہ اوسمین بدون سالن کے
پیٹ نہین بھرتا

(۱۴۴۳) اطعام غیر مراہق یعنی اوس صغیر کا جو قریب البلوغ ہو صحیح ہے اور کافی نہوگا یعنی اگر کسی نے ساٹھ بچون کو طعام دیا تو کافی نہوگا

(۱۴۴۴) کفارۂ ظہار غلام اور مکاتب اور محجور علیہ اور اوس غلام کا جو پورا آزاد نہ ہوا ہو صرف دو مہینے کے روزے ہین بدلے نہ اعتاق و اطعام بسبب عدم قدرت کے اور اگر غلام کو مالک نے اپنے غلام کے کفارۂ ظہار مین اعتاق کیا یا اطعام کیا تو کافی نہوگا اگرچہ یہ اعتاق و اطعام باذن غلام ادا ہو بہ سبب عدم قابلیت تملیک کے یعنی اعتاق اور اطعام بدون ملک کے نہین ہو سکتا اور غلام کسی چیز کا مالک نہین ہوتا اگرچہ مالک اوسکو تملیک کرے۔ اور مالک کو اختیار نہین ہے کہ صوم کفارہ سے اوسکو یعنی غلام کو منع کرے کیونکہ یہ منجملہ حقوق نکاح کے ہے اور جب کہ مالک نے اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دی تو اوسکے سب حقوق کو اپنے اوپر گوارا اور لازم کر لیا تو اب کیونکر صوم کفارہ سے منع کرے۔

(۱۴۴۵) فرق صیام اور اطعام مین یہ ہے کہ اگر اثناء دوران صیام مین ظہار والی عورت سے عمداً یا سہواً وطی کریگا تو صیام کا استیناف لازم ہوگا بخلاف اطعام کے کہ اسکے اثناء مین وطی کر سکتا ہے اور کچھ حرج نہ ہوگا یعنی استیناف اطعام لازم نہ ہوگا کیونکہ نص قرآنی مطلق ہے اطعام مین اور مقید ہے اعتاق اور صیام مین یعنی حق تعالی نے اطعام مین قبل مساس کی قید نہین لگائی لہذا وطی مفسد

طعام متعین اور اعتاق اور صیام میں قید لگائی کہ قبل مساس ہو لہٰذا وطی مفسد صیام ہے۔

(۱۴۴۶) اگر مظاہر نے ساٹھ مسکین کا کھانا ایک مسکین کو ایکدن میں ایکبار مبام کیا تو اوسپر اونسٹھ محتاجون کا کھانا واجب رہا اور اسیطرح ایک دن اگر ایک مسکین کو چند بار کرکے ساٹھ مساکین کا کھانا دیا تو بھی کافی نہوگا یعنی اونسٹھ مساکین کا اور کھانا کھلانا ہوگا کیونکہ نہ اس میں تعدد حقیقی ہے نہ حکمی یعنی نہ ساٹھ مساکین کو کھلایا کہ تعدد حقیقی ہوتا نہ ایک مسکین کو ساٹھ دن کھلایا کہ تعدد حکمی ہوتا۔

(۱۴۴۷) اگر مظاہر نے امر کیا کسی غیر آدمی کو کہ میری طرف سے کفارہ ظہار کا طعام دیدے اور اوس غیر آدمی نے بموجب اوسکے امر کے دیدیا تو صحیح ہے اور کفارہ ظہار ادا ہوگیا اور یہہ غیر آدمی بقدر طعام کے مظاہر سے پھیر لیوے بشرطیکہ مظاہر نے امر کرنے کیوقت یون کہا تھا کہ مجھ سے لے لیجیو اور اگر مظاہر چپ ہو رہا تھا تو دین میں یعنی ادائے قرض میں پھیر لیوے بالاتفاق اور کفارہ اور زکوۃ میں نہ پھیرے بنابر ظاہر مذہب کے۔

(۱۴۴۸) ایک مظاہر نے دو غلامون کو دو ظہار سے آزاد کیا (ایک عورت سے دو ظہار کیے ہون یا دو عورتون سے دو ظہار کیے) اور مظاہر نے معین اور مقرر نہ کیا کسی ایک غلام کو کسی ایک ظہار کے لیے یعنی یون تعین نہ کی کہ یہہ غلام اول ظہار کیواسطے ہے اور دوسرا غلام ظہار ثانی کے واسطے تو یہہ اعتاق دونون ظہار کی طرف سے صحیح ہے اسیطرح اگر چار مہینہ روزے رکھے اور دو دو

مہینہ کے ایک ظہار کے لیے تعین نہ کی۔ یا ایکسو بیس فقیرون کو دو ظہار سے کھانا کھلایا اور ہر ایک ظہار کے لیے ساٹھ ساٹھ کی ہر ایک ظہار کے لیے تعین نہ کی تو صحیح ہے بہ سبب اتحاد جنس کے یعنی چونکہ دونون ظہار متحد الجنس ہین لہذا نیت تعین کی کچھ حاجت نہین بدون نیت بھی صحت حاصل ہے بخلاف اختلاف جنس کے کہ اگر کسی شخص پر کفارہ ظہار اور کفارہ یمین اور کفارہ قتل ہوا اور وہ بلا نیت تین غلام ازاد کرے تو صحیح نہوگا جب تک کہ ہر غلام کو کفارہ کے لیے متعین نکریگا کیونکہ یہ کفارات مختلف الجنس ہین۔ کذا فی المحیط لیکن طحطاوی نے کہا کہ کلام سابق سے متبادر ہوتا ہے کہ ہر غلام سے ہر کفارہ کی نیت کرے بلکہ منح الغفار مین یون مصرح ہے کہ اگر آزاد کریگا ہر غلام کو ایک کفارہ کی نیت کرکے بلا تعین ظہار اور یمین کے تو صحیح ہوگا بالاجماع کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۴۴۹) مظاہر نے ایک غلام کو دو ظہار سے آزاد کیا یا دو ظہار سے دو مہینہ روزے رکھے یہ اعتاق اور صیام صحیح ہونگے اوس ایک ظہار سے جسکو مظاہر معین کرے یعنی مظاہر کو اختیار رہے کہ اس اعتاق یا صیام کو اول ظہار یا ثانی کا کفارہ قرار دے اور اوسی عورت سے وطی درست ہوگی جسکے ظہار کا کفارہ دیا نہ دوسری کی

(۱۴۵۰) مظاہر نے ایک غلام مسلمان آزاد کیا کفارہ ظہار اور کفارہ قتل سے تو یہ اعتاق کسی کفارہ سے صحیح نہ ہوگا کیونکہ ظہار اور قتل مختلف الجنس ہین لہذا تعین نیت ضرور ہے۔ اور اگر وہ کافر ہے تو یہ اعتاق کفارہ ظہار سے صحیح ہوگا بدلیل استحسان یہ سبب

عدم صلاحیت غلام کافر کیواسطے کفارۂ قتل کے یعنی کفارۂ قتل مین مسلم غلام کا آزاد
کرنا شرط ہے تو اعتاق کافر کا مخصوص ظہار ہو جاویگا کیونکہ ظہار
مین اعتاق مسلم اور کافر دونون کا درست ہے

(۱۴۵۱) مظاہر نے ساٹھ مسکینون کو ایک ایک صاع گیہون
یکبارگی دو کفارۂ ظہار مین دیئے (ایک عورت سے دو ظہار کیے
تھے یا دو عورتون سے دو) تو یہ ایک ظہار کا کفارہ ہوگا برخلاف امام
محمد کے کہ اونکے نزدیک دونون ظہار کیطرف سے صحیح ہے اسی
قول کو ترجیح دی ہے فتح القدیر مین اور اگر کفارۂ افطار اور
ظہار کی نیت سے دئے تو دونون کفارون کے لیے کافی ہوگا
بالاتفاق۔ اصل یہ ہے کہ جس جنس کا سبب متحد ہے اوسمین تعین
کی نیت لغو ہے اور جس جنس کا کہ سبب مختلف ہے اوسمین تعین
کی نیت مفید ہے (اتحاد جنس عبارت ہے اتحاد سبب سے اور
اختلاف جنس عبارت ہے اختلاف سبب سے تو دو کفارے ظہار
کے متحد الجنس ہین کیونکہ اون کا سبب ایک ہی ہے یعنی ظہار تو تعین
نیت لغو ہوئی مطلق نیت باقی رہی لہذا مظاہر کو اختیار ہے کہ
جس ظہار کے واسطے چاہے مقرر کرے اور دو کفارہ ظہار اور
افطار کے مختلف الجنس ہین کیونکہ ہر ایک کا سبب مختلف ہے تو اس
مین تعین نیت لغو نہین بلکہ مفید اور معتبر ہے لہذا دونون صحیح ہین)

(۱۴۵۲) مقدور اور افلاس مین وقت کفارہ دینے کا معتبر ہے
نہ وقت وجوب کفارہ کا یعنی اگر کفارہ دینے کے وقت مظاہر ذی
مقدرت ہے تو روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا اگرچہ وقت وجوب کفارہ

مفلس تھا اور اگر وقت ادائے کفارہ مفلس ہو گیا حالانکہ وجوب کفارہ کے وقت صاحب مقدور تھا تو روزہ جائز ہونگے

(۱۴۵۳) ایک مظاہر نے ایکسو بیس محتاج کو ایک دن مین ایک وقت کھانا کھلایا تو کفایت نکریگا مگر نصف اطعام سے یعنی اوسپر واجب ہے کہ ساٹھ مسکینون کو دوسرے وقت کھلاوے کیونکہ اباحت طعام مین ساٹھ محتاجون کا شمار اور دو وقت کھلانے کی مقدار لازم ہے اگرچہ ایک وبیس مسکینون مین شمار ساٹھ محتاجون کا پایا گیا لیکن دو وقت نہین لہذا اوسپر واجب ہے کہ ساٹھ مسکینون کو دوسرے وقت بھی کھلاوے اگر دوسرے دن کھلاویگا تو بھی جائز ہوگا۔

باب اللعان

یہ باب ہے لعان کا

(۱۴۵۴) لعان باعتبار لغت کے مصدر ہے لاعن کا۔ اور لعان مصدر ہے مفاعلت کا مشتق ہے لعن سے اور اوس کی عبارت ہے ہنکا دینے اور ہانکنے اور دور کردینے سے یعنی رحمت الٰہی یا مرافقت صالحین سے دور کرنا اور باعتبار اصطلاح شرع کے عبارت ہے چار گواہون سے (مانند شہود زنا کے) جو مؤکد اور مستحکم ہون قسمون سے اور پانچوین گواہی مرد کی مصروف بہ لعنت ہو اور عورت کی پانچوین گواہی مصروف بغضب ہو۔ عورت کے ساتھ لفظ غضب کا اسواسطے مخصوص ہوا کہ عورتین اپنی گفتگو مین اپنے اور اپنے غیر پر لعنت بہت کیا کرتی ہین اور قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی عادت ہوتی ہے اوس سے وحشت اور خوف

کم ہو جاتا ہے لہذا غضب کا لانا اوسکے واسطے زیادہ زجر اور خوف کا باعث ہوگا۔

(۱۴۵۵) مرد کی گواہیان قایم مقام ہین حد قذف کے اسکے حق ہین اور عورت کی گواہیان قایم مقام ہین حد زنا کے اوسکے حق ہین یعنی جب کہ دونون نے باہم لعنت کی تو مرد سے حد قذف یعنی تہمت زنا لگانے کی اور عورت سے حد زنا کی ساقط ہوگئی کیونکہ جھوٹ ہین خدا کو گواہ کرنا ہلاک ہے مثل حد کے بلکہ حد سے بھی سخت تر ہے اسواسطے کہ حدیث صحیح مین ثابت ہے کہ جھوٹی قسم ملک کو اجاڑ دیتی ہے اور حد سے صرف دنیا مین تکلیف ہے اور جھوٹی قسم سے دنیا اور آخرت دونون مین تکلیف ہے۔

(۱۴۵۶) شرط لعان ہے قیام زوجیت اور صحیح ہونا نکاح کا لہذا مطلقہ ثلثہ اور مطلقہ باینہ اور منکوحہ بنکاح فاسد کا قذف موجب لعان نہین ہے بسبب عدم زوجیت اور عدم صحت نکاح کے۔

(۱۴۵۷) سبب لعان تہمت لگانا مرد کا اپنی زوجہ کو ساتھ ایسی تہمت کے کہ اگر بیگانی عورت کو ویسی تہمت لگاتا تو مرد پر حد واجب ہوتی۔ اور زوجہ پاکدامن ہو حرامکاری سے اور مرد کے پاس گواہ نہون اور عورت منکر ہو تہمت سے۔

(۱۴۵۸) رکن لعان۔ موکد ہونا گواہون کا ساتھ قسم اور لعنت کے۔

(۱۴۵۹) حکم لعان۔ حرمت وطی اور استمتاع باہمی بعد لعنت کرنے کے اگرچہ قبل تفریق زوجین کے ہو یعنی بعد تلاعن کے وطی

اور مساس حرام ہے اگرچہ حاکم نے ہنوز جدائی کا حکم نہ دیا ہو) اور وجوب تفریق کا اور وقوع طلاق بائن کا بعد تفریق کے اور وجوب نفقہ اور سکنی کا تا عدت۔

(۱۳۶۰) لعان کرنیوالے کا ہے حکم نہیں جب تک لعان کی حقیقت اپنا اصرار کرین بالاتفاق اور اگر وہ لعان سکے اپنی تکذیب کرین تو بعد طلاق بائن واقع ہونے کے امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک باہم نکاح درست ہے اور ابی یوسف اور امام شافعی کے نزدیک حرمت دائمی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی حکم لعان کا اصل ہلال پر واسپہ کے حق مین اترا۔

(۱۳۶۱) اہل لعان کا وہ ہے جو مسلمان ہو گواہی دینے کا اہل ہے یعنی حر مسلم عاقل بالغ لہذا غلام کافر لڑکا دیوانہ لائق لعان نہین۔

(۱۳۶۲) جس شخص نے دارالاسلام مین اپنی زوجہ منکوحہ نکاح صحیح زندہ کو جو (اگرچہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو) جو پاکدامن ہے زنا اور تہمت زنا سے صریح زنا کا عیب لگایا حالانکہ زوج اور زوجہ صلاحیت رکھتے ہین حضرت مسلم کی شہادت پر یا جسنے نسب ولد کی اپنے اور اپنے غیر سے نفی کی یعنی یون کہا کہ لڑکا زنا کا ہے نہ میرا ہے نہ اوسکے زوج سابق کا اور زوجہ نے زوج کا مطالبہ کیا ہو یا ولد منفی النسب نے مطالبہ کیا ہو اوس چیز کا جو قذف سے واجب ہوتا ہے یعنی عورت یا مرد نے قاضی کے پاس مطالبہ حد قذف کا کیا ہو (اگرچہ مطالبہ بعد عفو اور مدت مدیدہ کے ہو)

(کیونکہ حد قذف حق اللہ ہے اور عورت کے عفو سے عفو نہیں ہوتا)
تو زوج لعان کرے اگر اپنے قذف کا مقر رہو یا اوسکا قذف
گواہی سے ثابت ہوگیا ہو۔ قیود مذکورۃ الصدر سے معلوم ہوا کہ
کہ [illegible] زنا اور قذف فی دار الحرب اور قذف مردہ عورت اور
قذف غیر عفیفہ اور متہمہ سے لعان ساقط ہے۔ قید صلاحیت
زوج اور زوجہ سے خارج ہوگیا غلام اور صغیر اور مطالبہ اسواسطے
مشروط ہے کہ اگر عورت مطالبہ نکریگی تو لعان ساقط ہے کیونکہ
لعان عورت کا حق ہے تاکہ اپنی ذات سے دفع عار کرے۔
اور اگر زوج بعد قذف کے منکر ہوگیا اور عورت کے پاس گواہ
نہون تو مرد سے قسم لیجاویگی اور لعان ساقط ہوگا۔ اور اگر زوج
لعان سے انکار کرے یا اپنی ذات کو جھٹلا دے اور اپنی دروغگوئی
کو ظاہر کرے تو اوسکو حد قذف کی ماری جاوے یعنی اسّی کوڑے
(۱۴۶۳) ایک مرد نے قذف بہ نفی ولد کیا اور عورت نے
مرد کی تصدیق کی تو نسب ولد کی نفی نہوگی کیونکہ نسب ولد کا
حق ہے اور اوسکے ابطال حق مین زوجین کی تصدیق نہ ہوگی
بلکہ لڑکا زوجین کا ہی قرار پاویگا۔
(۱۴۶۴) اگر زوج لیاقت شاہد ہونے کی نہ رکھتا ہو بہ سبب
مملوکیت یا کفر وغیرہ کے اور اہل قذف کا یعنی عاقل بالغ متکلم
ہو تو اوسپر حد قذف کی جاوے اور اگر مشروط قذف نپائی
جاوین مثلاً قذف کرنیوالا صغیر یا دیوانہ یا گونگا ہو تو اوسپر نہ حد
ہے نہ لعان اور اگر زوج لیاقت شاہد ہونے کی رکھتا ہو لیکن زوجہ

الا یہ گواہی کے نہین بہ سبب صغر سنی یا جنون کے یا عیب لگا نکی
نہ پا چکی ہو اور ایسی نہ ہو کہ جسکے عیب لگانے سے قاذف پر حد جاری
ہو جاوے یعنی عفیفہ نہ ہو بلکہ زانیہ ہو تو ایسی زوجہ کے عیب لگانے سے
زوج پر حد نہین لیکن زوج کو تعزیر دیجاویگی واسطے سد باب کے۔
(۱۴۶۵) اعتبار محصنیت زوجہ وقت قذف کے ہے نہ بعد اوس
وقت کے مثلاً قذف کیا زوج نے زوجہ کا جو کسیکی لونڈی ہے یا کافرہ
ہے پھر بعد قذف وہ حرہ ہوگئی یا کافرہ مسلمان ہوگئی تو اب زوج پر نہ حد
ہے نہ لعان۔
(۱۴۶۶) اگر قاذف نے بعد قذف یعنی وجوب لعان کے زوجہ کو
طلاق بائن دی تو لعان ساقط ہو گیا اور وہ لعان عود نکریگا اگرچہ
زوج بعد طلاق بائن کے نکاح کرلے اسواسطے کہ زوجیت اول نے
عود نہین کیا جو لعان واجب ہوتا اسیطرح ساقط ہوتا ہے لعان
عورت کے زنا اور وہو کے کی وطی اور مرتد ہونے (اگرچہ بعد ارتداد
کے اسلام لے آوے) اور مشاہد قذف کی موت اور غیبت اور
ولمسی یعنی اگر شاہد بعد ادائے شہادت کے مرجاوین یا غائب ہوجاوین
تو لعان ساقط ہے۔
(۱۴۶۷) اگر زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تونے اپنی صغیر سنی
یا حالت جنون مین زنا کیا تو مرد پر لعان نہ ہوگا بہ سبب ہو جانے زنا
کے غیر محل مین یعنی جنون اور بچپن ایسی حالت نہین جو قابل ہو حقیقت
زنا کا۔
(۱۴۶۸) اگر کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ تونے زنا کیا جب کہ تو

ذمیہ یا لونڈی تھی ابتداء چالیس برس کی عمر سے حالانکہ عمر زوجہ کی چالیس برس سے کم ہے مثلاً بیس یا تیس برس کی ہے تو اب زوجین لعان کرینگے کیونکہ زنا قبل ولادت نہ حقیقۃً متصور تھا نہ مجازاً لہذا چالیس برس کا ذکر لغو ہوا اور فقط لفظ زنا کا باقی رہگیا جو موجب ہے لعان کا کذا فی فتح القدیر وحاشیۃ المدنی۔

(۱۴۶۹) طریقہ لعان کا یہ ہے کہ قاضی زوجین کو اپنے روبرو کھڑا کرے اور اول زوج سے کہے کہ تو لعان کر تو زوج چار بار یون کہے کہ مین اللہ کے نام پر گواہی دیتا ہون کہ مین سچا ہون اوسکی طرف زنا کی نسبت کرنے مین اور پانچوین بار یون کہے کہ خدا کی لعنت مجھپر اگر مین جھوٹا ہون اوسکی طرف زنا کی نسبت کرنیمین اور ہر بار عورت کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت چار بار یون کہے کہ اللہ کے نام کی گواہی دیتی ہون کہ وہ جھوٹا ہے میری طرف زنا کی نسبت کرنے مین اور پانچوین بار یون کہے کہ اللہ کا غضب مجھپر اگر مرد سچا ہو میری طرف زنا کی نسبت کرنے مین اگر عورت نے اول لعان کیا تو بعد زوج کے پھر لعان کرے اور اگر قاضی نے قبل عود زوجہ کے تفریق کرادی تو صحیح ہے بہ سبب حصول مقصود یعنی تلاعن کے کذا فی الاختیار اگر زوجہ بعد زوج کے لعان سے انکار کرے تو قید کیجاوے اوسوقت تک کہ لعان کرے یا زوج کی تصدیق کرے اگر قول زوج کی تصدیق کی تو اوسکو حد زنا ماری جاویگی اور اگر دونون نے لعان کیا تو قاضی درمیان اونکے تفریق کرادے اگرچہ دونون جدائی سے راضی نہون کیونکہ

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لعان کرنیوالون مین ملاپ نہین۔ کذا ذکرہ الشمنی اور اگر حاکم نے تفریق نکرائی تو دونون ایکدوسرے کے وارث ہونگے یعنی بدون حکم قاضی کے نکاح نہ ٹوٹیگا لیکن اگر بعد لعان قبل تفریق کے اہلیت لعان کی زائل ہو گئی و زوال اہلیت متوقع الزوال ہے (مثلاً جنون) تو بھی قاضی جدائی کرادے اور اگر زوال اہلیت متوقع الزوال نہو مثلاً زوج نے اپنی تکذیب کی یا دونو مین سے کسی نے دوسری عورت کو عیب لگایا اور حد قذف جاری ہوئی یا کسی نے زوجہ سے حرام وطی کی یا زوجین مین سے کوئی گونگا ہوگیا تو قاضی تفریق نکراوے بسبب نہ باقی رہنے اہلیت لعان کے۔ کذا فی بحر الرائق۔ اگر بعد لعان دونون مین سے کوئی غائب ہوگیا اور کسیکو اپنا وکیل بھی نکر گیا تو قاضی حکم تفریق کا نہ دے اور اوسکا انتظار کرے یعنی وقت تفریق کے زوجین کی موجودگی ضروری ہے اور بعد لعان کے حاکم نے تفریق نکی تھی کہ حاکم معزول ہوگیا یا مر گیا تو دوسرا حاکم اپنے روبرو دوسری بار لعان کرادے اور تفریق کردے بخلاف امام محمد کے کہ اونکے نزدیک اعادہ شرط نہین ہے بدون اعادہ بھی تفریق جائز ہے کذا فی الاختیار۔

(۱۷۰) اگر زوجہ نے زوج کو حد قذف سے معاف کیا تو مرد پر لعان ہوگا لیکن معافی سے حق زوجہ ساقط نہ ہوگا اور مطالبہ کرسکیگی۔

(۱۷۱) اگر حاکم نے غلطی سے بعد وجود لعان اکثر کے ہر ایک سے یعنی بعد تین تین لعان کے تفریق کرادی تو صحیح ہے کیونکہ اکثر بجائے کل ہے اور اگر اکثر بار زوجین نے لعان نہ کیا تھا (مثلاً ایکبار یا

دو بار کہا تھا) کہ قاضی نے تفریق کرا دی تو صحیح نہین ہے اسواسطے
کہ اغلب کالعدم ہے۔

(۱۴۷۲) اگر قاضی نے بعد لعان زوج اور قبل لعان زوجہ
کے تفریق کر دی تو صحیح ہے بشرطیکہ قاضی شافعی ہو اگرچہ زوجین
حنفی ہوں کیونکہ امام اعظم کے نزدیک ایسی تفریق صحیح نہین ہے
کذا فی نہر الفائق و بحر الرائق۔

(۱۴۷۳) بعد لعان قبل تفریق حاکم کے وطی اوس زوجہ کی
جسکے مقدمہ مین لعان کیا حرام ہے بحکم حدیث ما تقدم اور نفقہ عورت
کی عدت کا مرد پر لازم ہے بسبب وجوب عدت کے۔

(۱۴۷۴) اگر عیب لگایا زوج نے اپنی زوجہ کو زندہ ولد کی نفی
کر کے تو حاکم ولد کے نسب کو اوسکے باپ سے نفی کرے اور اوسکی
ماں سے اوسکو ملا دے بشرط صحت نکاح اور ہونے علوق ولد
کے اوس حال مین جسمین لعان جاری ہو سکتا ہے یعنی اگر نطفہ
ولد کا اوسوقت مین ٹھہرا جب کہ زوجہ لونڈی یا کتابیہ تھی اور بعد
قرار نطفہ کے وہ آزاد یا مسلمہ ہو گئی تو اب ولد کی نفی نہ ہو گی بسبب
عدم تلاعن کے۔

(۱۴۷۵) اگر زوج نے بعد لعان کے اپنی تکذیب کی اگرچہ صراحتہ
نکی بلکہ دلالۃً کی مثلاً جس ولد کی نفی کر چکا تھا وہ مال چھوڑ کر مر گیا
اور اوسکے نسب کا دعوی کیا تو اوسکو حد قذف کی ماری جاویگی

(۱۴۷۶) زوج تلاعن کو بعد اپنی تکذیب کے اوس عورت سے
نکاح کرنا جائز ہے جسکے ساتھ لعان کیا تھا عام اس سے کہ اوسکو

حد قذف جاری کی گئی ہو یا نہ جاری کی گئی ہو کیونکہ بعد تکذیب کے لعان باقی نہیں رہتا اور جو حرمت کہ لعان سے طاری ہوئی تھی وہ زائل ہو گئی اسیطرح اگر زوج نے اپنی زوجہ کے سوائے اور عورت کو قذف لگایا اور بہ سبب اوسکے حد جاری کی گئی یا اوس عورت نے قذف کی تصدیق کی یا زنا کیا (اگرچہ اوسپر حد زنا ہوئی ہو) تو اوس سے بھی نکاح جائز ہے بہ سبب زوال عفت کے۔

(۱۴۷۷) لعان اور حد قذف نہیں ہے اگر زوجین گونگے ہوں یا ایک اون میں سے گونگا ہو۔ اگرچہ گنگ پیدائشی نہ ہو اور اگر گنگ بعد لعان قبل تفریق کے طاری ہو گیا ہو تو بھی تفریق نہ ہوگی کما مر اسیطرح لعان نہیں۔ اگر حمل کی نفی کے بہ سبب نہ متیقن ہونے حمل کے بوقت قذف کی اسواسطے کہ اوسوقت احتمال تھا کہ شاید حمل نہ ہو بیماری سے پیٹ پھول گیا ہو اور اگر حمل متیقن ہو گیا بہ سبب ولادت کمتر مدت کے یعنی وقت قذف سے کم از چھ مہینہ میں جنے تو بھی نزدیک امام اعظم کے لعان ثابت نہیں کیونکہ نہایت الامر یہ ہے کہ نفی حمل اسصورت میں تعلیق ہو گئی گویا زوج نے یوں کہا کہ اگر تو حاملہ ہوگی تو تیرا لڑکا مجھ سے نہیں۔ حالانکہ قذف کی تعلیق شرط پہ صحیح نہیں اور نزدیک صاحبین کے بعد وضع حمل کے لعان جاری ہوگا لیکن حاکم قبل ولادت حمل کے لعان نکرادے

(۱۴۷۸) اعتبار نفی نسب ولد کا تا ہفت یوم ہے کیونکہ عادت ہے کہ سات دن تک بلحاظ ایام عقیقہ کے مبارکبادی دیا کرتے ہیں اور اگر بعد سات دن کے نفی کی تو صحیح نہیں ہے بہ سبب اقرار کر لینے

اوسکے نسب کو بدلالت حال یعنی سات دن تک نفی نکرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ نسب ولد کا مقر ہے اور اگر مرد غائب ہو تو بعد اطلاع کے سات دن تک نفی کرسکتا ہے نہ بعد اوسکے نزدیک امام اعظم کے لیکن صاحبین کے نزدیک بقدر مدت نفاس یعنی چالیس دن تک نفی کرسکتا ہے کذا فی الهدایہ

(۱۴۷۹) اگر کسی نے نفی کی توام مین سے اول کے اور اقرار نسب کا کیا دوسرے توام کا تو اوسکو حد قذف ماری جاویگی بہ سبب تکذیب کرنے اپنی ذات کے (توامان اون دو بچون کو کہتے ہین جنکی ولادت چھ مہینہ سے کم مدت گذری ہو) اور اگر بالعکس کیا یعنی توام اول کے نسب کا اقرار کیا اور ثانی کی نفی کی تو لعان کرے بشرطیکہ اپنے قول سے نہ پھرا ہو اور ہر دو صورت مین دونون بچون کا نسب ثابت ہے کیونکہ دونون ایک نطفہ سے پیدا ہوے ہین ایک کا اقرار اور دوسرے کی نفی ممکن نہین

(۱۴۸۰) اگر عورت تین لڑکے ایک پیٹ سے جنی سو مرد نے ولد ثانی کی نفی کی اور اول اور ثالث کے نسب کا اقرار کیا تو لعان کرے اور وہ تینون اوس مرد کے بیٹے ہونگے (بحر الرائق مین تو اوسے بروایت فتح القدیر لعان ہی کو ثابت کیا ہے) اور اگر ولد اول و ثالث کی نفی کی اور ولد ثانی کے نسب کا اقرار کیا تو اوسپر حد ماری جاوے بہ سبب تکذیب اپنے نفس کے ۱

(۱۴۸۱) مرگیا ولد لعان کا اور اوسکا ایک ولد ہے (لڑکا ہو یا

لڑکی) پھر ملاعن نے بعد نفی کے یا میراث مال ولد لعان کے
نسب کا دعوی کیا تو اگر ولد لعان کا مرد چھوڑا تھا اوسکا نسب ملاعن
سے ثابت ہوگا بالاتفاق اسواسطے کہ ہرچند کہ میت نسب سے مستغنی
ہے لیکن اوسکا لڑکا البتہ محتاج ہے نسب کا دعوی ملاعن کا صحیح ہوگا
واسطے اثبات نسب ولد میت کے اور اگر ولد لعان عورت تھی تو
اوسکا نسب ملاعن سے ثابت نہوگا نزدیک امام اعظم کے بسبب
مستغنی ہونے ولد البنت کے اپنے باپ کے نسب کے سبب
سے یعنی ہرچند کہ ماں اوسکی ثابت النسب نہین لیکن اوس کا
باپ تو ثابت النسب ہے بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک
اسصورت مین بھی ملاعن سے نسب ثابت ہوگا کذا ذکرہ ابن الکمال
(۱۳۸۲) اقرار اور سکوت کرنا اوس لڑکے کے نسب سے
جو اوسکے نطفہ سے نہو حرام ہے یعنی جب کہ معلوم ہو کہ یہ لڑکا
میرے نطفہ سے نہین ہے تو اوسکو اپنا بیٹا کہنا یا یہانتک سکوت
کرنا کہ لوگ اوسکو اوسکا بیٹا کہنے لگین قطعاً حرام ہے بسبب بلا دینے نسب
اوس شخص کے جو اوسکے نطفہ سے نہین ہے کذا فی بحر الرائق۔
(۱۳۸۳) اگر ثابت ہوجاے نسب ولد کا ایک مرتبہ ساتھ اقرار
یا حکم قاضی کے یا ساقط ہوجاے لعان کی وجہ سے تو ان صورتون
مین کبھی نسب ولد کی نفی نہین ہوسکتی کذا فی بحر الرائق۔
(۱۳۸۴) ایک زوج نے ولد زوجہ کی نفی کی اور ہنوز لعان نکرنے
پایا تھا کہ ایک دوسرے شخص نے زوجہ کو لڑکے کا عیب لگایا
یعنی یون کہا کہ یہ لڑکا اوسکے زوج کا نہین ہے اور اوسکو

حد قذف ماری گئی تو اب نسب ولد کا اوسکے عورت کے زوج
سے ثابت ہو گیا شرعًا اور اس ولد کے نسب کی کسیطرح نفی
نہین ہو سکتی اسواسطے کہ حکم حد سے الحاق نسب ضمنًا ثابت ہو گیا
(۱۴۸۵) ایک شخص نے دو توام کی نفی کی پھر ایک اون مین
سے مرگیا اپنے توام بھائی اور مان اور ایک اخیافی بھائی کو چھوڑ
کر تو ان تین وارثون مین ارث تین ثلث سے ہوگا یا عتبار فرض
اور رد کے اسطرح کہ مان کا چھٹا حصہ اور دونون بھائیون کا تہائی
باقی رہا نصف سو انہین تینون کو پھیر دیا جاویگا تو ہر ایک کو تہائی
تہائی بعد فرض اور رد کے ملا۔ اس مسئلہ کی توضیح بیان فرائض
تبانا مقصود نہین ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ دونون توام کی نفی نے
زندہ توام کو عصبہ ہونے دیا حالانکہ دونون توام ایک ہی نطفہ سے
تھے لیکن بسبب قطع نسب کے زندہ توام میت کا عصبہ نہین ہوتا
کیونکہ اگر عصبہ ہوتا دو تہائی پاتا کذا فی حاشیہ المدنی عن البحر
(۱۴۸۶) ولد ملاعنہ بعض احکام مین مثل ثابت النسب کے ہے
چنانچہ اوسکی گواہی ملاعن کے واسطے مقبول نہین اور نہ ملاعن کی
گواہی اوسکے واسطے مقبول ہے اور نہ ولد کا ملاعن کو زکوۃ دینا
جائز ہے نہ ملاعن سے لینا اور ولد کے فروع ملاعن کے فروع پر
حرام ہین اور نہ کسی اجنبی شخص کا نسب ولد مین صحیح ہے اگرچہ
ولد اوسکی تصدیق کرے اور بعض احکام مین مثل اجنبی کے ہے
یعنی ارث اور نفقہ مین لیکن بعضنے کہا کہ دعوی نسب ولد لعان
کا غیر ناعی کو اوسوقت صحیح ہے جب کہ شخص اتنی عمر والا ہو کہ ویسی

عمرو الیکا ولیا ولد پیدا ہوسکتا ہو لیکن یہہ قول ضعیف ہے۔

باب العنین وغیرہ

یہہ باب ہے عنین یعنی نامرد وغیرہ کی احکام مین

(۱۴۸۷) غیر عنین مین خصی اور مسحور اور خنثیٰ مشکل اور مجبوب اور شیخ کبیر اور شکاز داخل ہین (خصی) جسکے خصیہ ہون خواہ مل ڈالنے سے یا قطع کرنے سے مسحور۔ جو بسبب سحر کے بند کردیا گیا ہو کہ عورت پر قادر نہ ہوسکے خنثیٰ مشکل۔ جو عضو مردی اور زنانی دونون رکھتا ہو۔ یا دونون مین ایک بھی نرکھتا ہو اور دونون مین سے کسی جانب پیشاب وغیرہ کرنے مین غلبہ ہو۔ شیخ کبیر۔ بہت بوڑہا۔ مجبوب مقطوع الذکر والخصیتین کو کہتے ہین۔ شکاز۔ جو عورت کے کھینچنے سے منزل ہو جاوے پھر آلہ تناسل کو ایستادگی ہووے کہ جماع کرسکے۔

(۱۴۸۸) عنین بوزن سکین لغت مین اوسکو کہتے ہین جو مطلق جماع کرنے پر قادر نہ ہو اور اصطلاح شرع مین اوسکو کہتے ہین جو اپنی زوجہ کے جماع فرج پر قادر نہو (اگرچہ وطی دبر پر قادر ہو) اپنے قصور سے بہ سبب کبرسنی یا جادو وغیرہ کے

(۱۴۸۹) اگر عورت اپنے زوج کو عنین یا خصی یا مسحور یا شیخ کبیر یا خنثیٰ مشکل یا شکاز یا فقط مقطوع الذکر یا اوسکے آلہ تناسل کو نہایت صغیر پاوے جیسے قمیص کی گھنڈی تو قاضی کے روبرو تفریق کا دعوی کرے اور قاضی بعد ثبوت عنی وغیرہ ہونے کے ایک سال کی مدت مقرر کردے۔ اگر میعاد مذکورہ مین ایک مرتبہ بھی وطی

کی تو تفریق نکرائی جاویگی کیونکہ قضاءً عورت کا حق ادا ہو گیا اور اگر وطی نکی اور طلاق دینے سے بھی انکار کیا تو عورت قاضی سے درخواست واسطے تفریق کے کرے اور قاضی تفریق کرادی اور یہہ تفریق بھی طلاق بائن ہو گی۔ ایک سال کی مدت اسواسطے مقرر کی گئی کہ اگر نامردی پیدائشی نہو گی تو بہ سبب تبدل فصول مختلفہ کے دفع ہو جاویگی اور ایک سال کی مدت حضرت عمر اور حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہم سے مروی ہے کذا فی فتاوی قاضی خان۔ اب سال مین علما کا بہت اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ قمری سال ہے جسکے بارہ مہینون کا شمار ہلال نکلنے سے ہوتا ہے جسکے تین سو چون دن نو ساعت اڑتالیس دقیقہ ہوتے ہین بعض فقہاتے کسیکو ذکر نہین کیا۔ کذا فی قہستانی و عالمگیریہ ناقلاً عن الکافی والواقعات والوالجیہ اور یہی ظاہر الروایت اور قول معتمد ہے اور بعض کہتے ہین کہ مدت عنین مین سال شمسی معتبر ہے جسکا شمار ایام سے اور سال قمری سے گیارہ دن زیادہ ہے اور یہہ روایت حسن کی ہے امام سے اور شمس الائمہ سرخسی اور صاحب تحفہ اور صاحب خلاصہ اور صاحب غایۃ البیان اور قاضی اور ظہیر الدین نے اسی پر اعتماد کیا ہے یہہ اوسصورت مین ہے جب کہ میعاد چاند سے شروع ہو اور اگر درمیان مہینہ سے شروع ہو تو حساب سال کا دلون سے ہو گا نہ مہینون سے یعنی تین سو ساٹھہ دن ایک سال کے محسوب ہونگے بالاتفاق اور اسکو سال عددی کہتے ہین۔ کذا فی حاشیۃ المدنی اور جتنی مدت

بیماری زوجہ عنین کی ہوگی اوتنی سال پر زیادہ کیجاویگی اسیطرح
مدت عورت کے حج اور سفر کی سال پر بڑہا لی جاویگی بخلاف
رمضان اور ایام حیض ۔ اور ایام سفر اور حج مرد کے اور مدت
سال کی وقت خصومت اور نالش سے شروع ہوگی بشرطیکہ
وقت خصومت کے زوج لڑکا اور بیمار محرم نہ ہو اور اگر لڑکا
ہو تو بعد بلوغ کے اور بیمار ہوگا تو بعد صحت کے اور اگر محرم
ہوگا تو تمام ہونے احرام کے سال شروع ہوگا اور اگر زوج
ظہار کر چکا ہو اور واسطے کفارہ ظہار کے غلام آزاد کرنے
پر قادر نہ ہو تو اوسکی مدت ایکسال دو مہینے مقرر کیے جاوینگے
درصورت نہ طلاق دینے زوج کے قاضی اسواسطے تفریق کرادیگا
کہ جب عاجز ہو امساک بالمعروف سے تو ادسپر شرع بالاحسان
واجب ہے پھر جب اوسنے نہ چھوڑا تو وہ ظالم ہے لہذا قاضی
اوسکا نائب ہو جاویگا واسطے دفع ظلم کے۔

(۱۴۹۰) اگر زوج ایسا خصی ہو کہ اوسکے آلہ تناسل کو ایستادگی
ہوتی ہو تو اوسکی عورت کو اختیار تفرقت کا نہیں کذا فی بحر الرائق

(۱۴۹۱) اگر عورت مجنونہ ہو تو قاضی اوسکی ولی کی طلب
سے یا اوس شخص کی طلب سے جسکو قاضی نے مجنونہ کیطرف سے
مدعی مقرر کیا ہو تفریق کردے۔

(۱۴۹۲) اگر زوجہ عنین کی لونڈی ہو تو اختیار تفریق کا
اوسکے مالک کو ہے نہ لونڈی کو اسواسطے کہ اولاد لونڈی کی
اوسکے مالک کی مملوک ہے۔

(۱۴۹۳) اگر زوجہ نے زوج کو عنین یا مجبوب پایا اور مدت
دراز تک اوس سے جھگڑا نہ کیا تو اس درنگی سے اوسکا حق باطل
نہوگا یا اگر جھگڑا کرکے مدت تک چپ ہو رہی تو بھی اوسکو مطالبہ
کا اختیار ہے اگرچہ ان دنون زوج کے پاس لیٹی بھی ہو اور
بدون جماع کے مساس وغیرہ سے انزال بھی ہو گیا ہو۔ کذا
فی خانیہ۔ اسیطرح اگر عورت نے عنین زوج کی قاضی کے پاس
نالش کی سو قاضی نے ایکسال کی مدت مقرر کردی اور وہ
سال گذر گیا اور مدت تک اوسنے مطالبہ نہ کیا تو بھی عورت کا
اختیار باقی ہے کذا ذکرہ الزیلعی۔

(۱۴۹۴) دعوی کیا زوجہ نے زوج کے عنین ہونیکا اور زوج
نے کہا کہ مین نے وطی کی اور عورت وطی کا انکار کرتی ہے
تو اگر دو متقی عورتون نے کہا کہ وہ باکرہ ہے یا اوس سے
دیوار پر پیشاب کرایا تو اگر دیوار پر پیشاب پڑا تو باکرہ ہے اور
اگر ران پر بہا تو باکرہ نہین ہے یا اوسکی شرمگاہ مین انڈے کی
زردی ڈالی اگر وہ داخل ہو گئی تو باکرہ نہین اور اگر داخل نہو تو
باکرہ ہے بہر صورت جب کہ باکرہ ہونا ثابت ہو تو عورت کو اوس
مجلس مین اختیار دیا جاوے وصال اور جدائی کا اگر وہ راضی
ہو گئی یا مجلس تفریق کے کھڑی ہو گئی تو اختیار باطل ہو گیا۔ اور
اگر راضی یا کھڑی نہوئی تو چاہے زوج کے پاس رہے یا نرہے
اور اگر اسیطرح ثابت ہوا کہ وہ ثیبہ ہے یا قبل نکاح ثیبہ تھی تو زوج
کے قول کی ساتھ قسم کے تصدیق کیجاویگی سو اگر زوج نے قسم سے

انکار کیا ابتدا مین یعنی قبل تاجیل کے تو سال بھر کی مدت مقرر کی جاوے اور اگر انتہا مین انکار کیا یعنی بعد تاجیل کے تو بھی عورت کو مجلس تک اختیار دیا جاوے چاہے زوج کے پاس رہے چاہے جدا ہو جاوے اور اگر عورت ثیبہ پائی جاوے اور کہے کہ میرا ازالہ بکارت وطی سے نہین ہوا بلکہ اسنے انگلی سے کر دیا تو بھی زوج کے قول کی مع قسم کے تصدیق ہو گی کیونکہ فی الاصل ازالہ بکارت جماع سے ہی ہوتا ہے اور اگر عورت نے زوج کو اختیار کر لیا اگرچہ بدلالت حال مثلاً مہر یا نفقہ مانگا تو اوسکا حق باطل ہو جاویگا اسیطرح اگر زوجہ طالب فرقت سے اعراض کرے اسطرح پر کہ کھڑی ہو جاوے یا اوسکو مددگار قاضی کھڑا کرے یا خود قاضی کھڑا ہو جاوے تو بھی اوسکا حق باطل ہو جاویگا کیونکہ بروقت کھڑے ہونے یا کھڑے کرنے کے وہ اختیار کر سکتی تھی باوجود اسکے سکوت کرنا دلیل ہے رضا کی اگر عورت جدائی کو اختیار کرے تو زوج طلاق دے اور اگر وہ طلاق سے انکار کرے تو قاضی تفریق کرا دے۔

(۱۴۹۵) نکاح کیا عنین نے پہلی زوجہ سے بعد تفریق قاضی کے جدا ہو گئی تھی یا اوس عورت سے نکاح کیا جو اسکے عنین ہونے کو جانتی ہے کہ اوسمین اور اوسکی زوجہ مین بہ سبب نامردی کے تفریق ہو چکی ہے تو بعد نکاح کے عورت کو جدائی کا اختیار نہین نہ زوجہ اولی کو نہ دوسری عورت کو کیونکہ وہ اپنا حق دانستہ باطل کر چکی تھی قول مفتی بہ ہے کذا فی بحرالرائق۔

(۱۴۹۶) اگر مجبوب کی زوجہ حاکم سے تفریق کی درخواست کرے تو حاکم فوراً تفریق کرادے اگرچہ مجبوب صغیر ہو بشرطیکہ عورت حرہ بالغہ ہو اور اوسکی شرمگاہ مین گوشت زاید اور ہڈی مانع جماع نہو اور قبل نکاح کے زوج کا حال بھی نہ جانتی ہو یا بعد نکاح کے اوس حال پر راضی نہوگئی ہو اسواسطے کہ اگر ہڈی یا گوشت زاید ہوا تو اوسکی جانب سے قصور ہوا لہذا اوسکو حق فرقت نہین اس مسئلہ مین بھی حکم عنین وغیرہ کا ہے۔

(۱۴۹۷) اگر ایکبار عورت سے جماع کرنے کے بعد اوسکے آلات تناسل کاٹے گئے یا زوج عنین ہوگیا تو دونون صورتون مین تفریق نکیجاویگی بہ سبب حاصل ہو جانے حق عورت کے ایکبار جماع کرنے سے اور ایکبار سے زیادہ کا جماع دیانۃً ثابت ہے نہ قضاءً کذا فی بحر الرائق ناقلاعن جامع قاضی خان اور اگر باوجود قدرت جماع کے شرارت سے ترک کریگا تو گنہگار ہوگا۔

(۱۴۹۸) عورت مجبوب کی ایک لڑکا جننی اور اوسکو زوج کا مقطوع الذکر ہونا معلوم نہین اور مجبوب نے اوس لڑکے کا دعوےٰ کیا تو اوس سے نسب ثابت ہو جاویگا بہ سبب احتمال انزال ہونے مجبوب کے رگڑنے سے اگر بعد پیدائش لڑکے کے عورت کو مرد کا مجبوب ہونا معلوم ہوا تو اوسکو جدائی مین اختیار ہے بہ سبب بقاء مجبوبیت کے تاتارخانیہ۔

(۱۴۹۹) ایک عورت کا زوج عنین ہے اور قاضی نے بعلت اوسکی نامردی کے تفریق کرادی پھر عورت اوس کا لڑکا جنی

اندر دو سال کے تو تفریق باطل ہوگئی بواسطے زوال اوسکی نامردی کے بسبب ثابت ہونے اوسکے نسب کے اسیطرح اگر گواہون نے گواہی دی کہ عورت جماع زوج کا اقرار کرچکی تھی قبل تفریق کے تو بھی تفریق باطل ہوگی اور اگر گواہی دی کہ عورت نے بعد تفریق کے جماع زوج کا اقرار کیا تو تفریق باطل نہوگی بسبب تہمت کے۔

(۱۵۰۰) مجبوب مانند عنین کے ہے جملہ احکام مین مگر چار باتون مین ایک تاجیل مین یعنی عنین کی تفریق مین مدت ہے مجبوب مین نہین دوسرے لڑکا پیدا ہونے مین یعنی اگر بعد تفریق کے دو سال کے اندر مجبوب کی عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو مجبوب سے نسب ثابت ہوگا لیکن تفریق باطل نہوگی بخلاف عنین کے کہ اوسکی تفریق مین باطل ہو جاویگی تیسرے مجبوب کی تفریق مین بلوغ شرط نہین بخلاف عنین کے کہ اوسمین شرط ہے چوتھی تفریق مجبوب مین صحت مجبوب شرط نہین بخلاف عنین کے کذا فی بحر الرائق وحاشیۃ المدنی۔

(۱۵۰۱) زوجین مین سے کسیکو بسبب عیب ایکدوسرے کے اختیار جدائی کا نہین ہے اگرچہ نہایت ہی بڑا عیب ہو چنانچہ جنون اور جذام اور برص اور رتق اور قرن اول تین بیماریان تو مرد عورت دونون کو شامل ہین لیکن پچھلی دو بیماریان عورت کے مکان مخصوص کو مخصوص ہین بسبب زیادتی گوشت اور ہڈی کے مانع ہین جماع سے لیکن قہستانی مین ہے کہ امام محمد

کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا برص یا جذام ہو یا ایسا مرض ہو کہ بدون مضرت کے نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار رہے فرقت کا لیکن نزدیک امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے زوجین کو امراض ثلثہ اولی مین تفریق کا اختیار ہے اور پچھلی دو بیماریون مین مرد کو اختیار ہے کیونکہ یہ دو بیماریان مخصوص بزنا ہین۔ کذا فی بحر الرائق و حاشیۃ المدنی اسیواسطے اگر قاضی شافعی یا مالکی یا حنبلی نے امراض مذکورہ اور شکایات زوجین کے باعث سے تفریق کر دی تو صحیح ہے اگرچہ زوجین حنفی المذہب ہون۔

(۱۵۰۲) اگر عورت نے نکاح کیا اس شرط پر کہ زوج حر ہے یا سنت جماعت ہے یا قادر ہے مہر اور نفقہ پر یا فلان بن فلان ہے پھر ظاہر ہوا کہ زوج اوسکے برخلاف ہے یا رافضی یا خارجی یا محتاج ہے کہ اوسکو مہر اور نفقہ کا مقدور نہین یا وہ نا گہان لقیط (لقیط یعنی وہ لڑکا جو کہین پڑا ملے اور جسکے والدین معلوم نہ ہون) یا ولد الزنا نکلا تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے بسبب فقدان کفاءت کے اول مین رغبت کے سبب سے اور ثانی مین کفاءت دینی نہین اور ثالث مین کفاءت مالی نہین اور رابع مین کفاءت نسبی نہین۔

باب العدة

یہ باب ہے احکام عدت کے بیان مین

(۱۵۰۳) عدت بکسر اول و تشدید ثانی لغت مین شمار کو

گفتگو کرنے کو کہتے ہیں اور بفتح اول اور تشدید ثانی کسی کام پر
مستعد ہونے اور تیار ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اوسی مال کو
بھی کہتے ہیں جو واسطے زمانہ کے واسطے جمع کیا جاوے اور عدت
بالکسر باصطلاح شرع اوس انتظار کو کہتے ہیں جو عورت
یا مرد کو وقت پائے جانے سبب انتظار کے لازم آتا ہے (مراد
اسباب انتظار کے وہ مواضع مراد ہیں جو مواضع وطی ہیں) ہر چند
کہ انتظار مرد پر اطلاق عدت کا شرعاً جائز ہے لیکن اصطلاح فقہا
میں عدت مخصوص ہے انتظار عورت کو نہ مرد کے انتظار کو کذا
فی فتح القدیر اور اطلاق فقہا میں عدت عبارت ہے اوس
انتظار سے جو عورت یا صغیرہ کے ولی پر بعد زوال نکاح کے
لازم ہے صغیرہ پر بسبب غیر مکلف ہونے کے انتظار واجب
نہیں لیکن اوسکے ولی پر انتظار کرانا واجب ہے بدائع اور ابن
کمال نے اصطلاح تعریف کی ہے کہ عدت نام ہے اوس مدت کا جو
واسطے انقضاے بقیۂ آثار نکاح اور فراش کے مقرر ہوئی ہو۔

(۱۵۰۴) مواضع انتظار مرد کے اکیس ہیں۔ زوجہ کی بہن۔ یا پھوپی
یا خالہ۔ یا بھانجی۔ یا بھتیجی سے نکاح کرنا۔ چار زوجہ کے ہوتے
پانچویں عورت سے نکاح کرنا۔ بی بی پر لونڈی سے نکاح کرنا۔
عورت سے بعد نکاح فاسد کے وطی کرنے اوسکی بہن سے نکاح کرنا
عورت سے بشبہ نکاح وطی کرکے اوسکی عدت میں اوسکی بہن سے
نکاح کرنا۔ چوتھی عورت سے بنکاح فاسد یا بشبہ نکاح وطی
کرکے پانچویں سے بدون گذرنے عدت کے نکاح کرنا کیونکہ بعد

اور شبہ نکاح مین بعد وطی کے عدت واجب ہوتی ہے) عدت[11] والی عورت سے شخص اجنبی کو نکاح کرنا مطلقہ[12] ثلثہ سے بدون حلالہ کے نکاح کرنا۔ خریدی[13] ہوئی لونڈی سے قبل استبرا کے وطی کرنا۔ اوس[14] حربیہ سے قبل ولادت نکاح کرنا جو دار الحرب مین مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آئی۔ اوس[15] لونڈی سے بدون گذرنے ایک حیض یا ایک مہینہ کے وطی کرنا جو دار الحرب سے گرفتار ہوکر آئی (اگرچہ صغیرہ یا کبیرہ ہو) حاملہ زانیہ[16] سے وطی کرنا نکاح کرنا قبل ولادت کے۔ اپنی[17] مکاتبہ سے بدون آزادی یا عاجز ہونے بدل کتابت سے مالک کو نکاح کرنا۔ عورت[18] بت پرست مرتد[19]۔ مجوسیہ[20] سے بدون مسلمان ہوے نکاح کرنا۔ غیر کی[21] منکوحہ سے نکاح کرنا یعنی صورتہاے مذکورہ بالا مین نکاح یا وطی بدون گذرنے عدت اور رفع موانع کے جائز نہین ہے۔ کذا فی خزانۃ الفقہ و منح الغفار۔

(۱۵۰۵) عدت لازم ہوتی ہے بعد زوال نکاح و شبہ نکاح و مشابہ نکاح کے۔ شبہ نکاح جیسے کہ نکاح فاسد یا وطی اوس عورت کی جسکو عورتین شب زفاف مین زوج کے سواے کسی اور مرد کے پاس غلطی سے پہونچادین اور کہین کہ یہ تیری زوجہ ہے اور وہ مرد وطی کرے۔ مشابہ نکاح جیسے کہ ام ولد کہ اوسکو مولے آزاد کرے یا چھوڑکر مرجاوے یعنی ان تینون صورتون مین یہی عورت پر عدت واجب ہوگی مگر زنا سے عدت نہین۔

(۱۵۰۶) سبب وجوب عدت کا نکاح ہے جو متاکد بہ تسلیم وطی

یا قایم مقام وطی کے ہو (خا یم مقام وطی عبارت ہے موت اور خلوت صحیحہ سے۔

(۱۵۰۷) رتقا کی خلوت سے عدت نہین بہ سبب نہ صحیح ہونے خلوت کے (رتقا وہ عورت ہے جو بہ سبب بستگی شرمگاہ کے لایق جماع کے نہ ہو)

(۱۵۰۸) رکن عدت وہ حرمتین ہین جو بہ سبب عدت کے ثابت ہین مثلاً غیر زوج سے نکاح کی حرمت اور زوج کے گھر سے نکلنے کی حرمت اور صحبت طلاق کی عدت مین۔

(۱۵۰۹) اقسام عدت کے تین ہین۔حیض۔مہینے۔وضع حمل

(۱۵۱۰) عدت حرہ حائضہ (اگرچہ کتابیہ ہو) زوجہ مسلم اور اوس عورت کی جسکی وطی بنکاح فاسد یا بہ شبہ ہوگئی بعد طلاق یا فسخ نکاح بعد دخول حقیقی یا حکمی کے تین حیض کامل ہین (دخول حکمی چنانچہ خلوت لیکن نکاح فاسد مین وطی شرط ہے خلوت کافی نہین ہے اسیطرح عدت اوس ام ولد کی جو حائضہ ہو اور جسکے مالک کو اوسکی وطی حرام نہوئی ہو بعد موت مالک یا اوسکی آزادی کے تین حیض کامل ہین (ام ولد کے حرام ہونے کی صورت یہ ہے کہ غیر کے نکاح یا عدت مین ہو یا مولی کے فرزند کی بشہوت تقبیل کی ہو) اور عدت اوس عورت کی (زوجہ ہو یا ام ولد) جسکو حیض نہین آتا بسبب کبرسنی یا صغر سنی کے) تین مہینے ہین اور عدت ان سب کی بعد موت زوج کے چار مہینہ دس دن ہین بشرط باقی رہنے صحیح نکاح کے موت تک اور عدت لونڈی حائضہ کی بعد طلاق یا فسخ نکاح

اور بعد دخول حقیقی یا حکمی کے دو حیض کامل ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو
تو ڈیڑہ مہینہ ہے اور بعد موت کے دو مہینہ پانچ دن ہین حساب تو او
سکا اسطرح پر ہوگا کہ اگر پہلی تاریخ کو طلاق دی ہو یا فسخ ہوا ہو یا زوجہ
کی موت واقع ہوئی ہو تو حساب ہلال سے ہوگا ورنہ ہر مہینہ تیس
دن کا شمار کیا جاویگا اور اگر عورت حرہ ہو یا ام ولد وقت
طلاق یا فسخ نکاح یا موت کے حاملہ ہو تو عدت اوسکی وضع حمل ہے

(۱۵۱۱) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حیض مین طلاق دے۔ تو
اوسکی عدت تین حیض کامل سواے اوس حیض کے ہونگے جس
مین طلاق واقع ہوئی بہ سبب عدم تجزی وانقسام حیض رابع کے
اول حیض بہ سبب نقصان کے کالعدم ہے۔

(۱۵۱۲) اگر مولی ام ولد کا اور زوج مر گیا لیکن معلوم نہین پہلے
کون مرا تو وہ عدت چار مہینہ دس دن کرے یا جو دونون مدتون
مین بعید تر ہو اوسکو عدت ٹھہراوے اگر معلوم ہو کہ اول مولی مرا
تو ام ولد پر عدت نہین اور اگر معلوم ہو کہ زوج اول مرا تو اوسکے
دو مہینہ پانچ دن عدت ہین اور اگر مولے زوج کی عدت مین مرا
تو کچھ عدت نہین ہے اور اگر بعد عدت زوج کے مرا تو حیض کامل
اوسکی عدت ہے اگر مولی اور زوج کی مدت کا تقدم اور تاخر تو
معلوم نہو لیکن اتنا معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینے اور
پانچ دن کی مدت سے کمتر ہے تو چار مہینے دس دن عدت ہے۔
بدون اعتبار کرنے تین حیض کے بخلاف صاحبین کے کہ اونکے
نزدیک ابعد الاجلین عدت ہے یعنی چار مہینہ اور دس دن۔

پاسنگ ال تین حیض کذا فی بحر الرائق و حاشیۃ المدنی ۔ اور ام ولد
اور سب مدبرہ ... ان مین اپنے زوج کی وارث نہوگی بسبب ثابت
ہونے آزادی ام ولد کے زوج کی موت کے دن ۔

(۱۵۱۳) عدت نہین لونڈی اور مدبرہ پر جس سے مولی وطی
کرتا ہے بسبب نہ ثابت ہونے فراش کے جوہرہ ۔ لہذا لونڈی اور
مدبرہ کے ولد کا نسب مولی سے ثابت نہ ہوگا بدون اقرار مولی
کے بخلاف ام ولد کے کہ اوسکا فراش مثل حرہ کے ثابت ہے
اور اوسکے ولد کا نسب مولے سے ثابت ہوگا ۔ اگرچہ مولی نے
اقرار بھی نہ کیا ہو اسیطرح عدت نہین زنا اور نکاح باطل اور نکاح
موقوف مین قبل اجازت کے کذا فی الاختیار ۔ (نکاح موقوف جیسے
نکاح فضولی کا یا نکاح غلام یا لونڈی کا بلا اذن مولے کے) مگر صحیح
یہ ہے کہ نکاح موقوف مین نسب ولد کا اور عدت ثابت ہے ۔ کذا فی
بحر الرائق ۔

(۱۵۱۴) عدت وطی بہ نکاح فاسد اور ام ولد اور موطوءہ بشبہ کی
موت اور فرقت مین فقط تین حیض ہین بشرطیکہ عورت حائضہ ہو حاملہ یا
آئسہ نہو اگر حائضہ اور حاملہ نہو تو تین مہینے ہین اور اگر حاملہ ہو تو وضع
حمل ہے چونکہ ان سب صورتون مین زوجیت ثابت نہین لہذا موت
اور فرقت دونون برابر ہین کذا فی حاشیۃ المدنی ۔

(۱۵۱۵) عدت اوس جوان عورت کی جسکو طلاق ہوئی یا
فسخ نکاح ہوا اور جسکو صرف ایک مرتبہ حیض آکر ممتد ہوگیا تو اوسکی
عدت باعتبار تین مہینے کے نہوگی بلکہ اوسکی عدت اوسوقت تک

مستدہو گی کہ ناامیدی کی حد کو پہونچے یعنی پچاس یا پچپن برس کی اور اوسکے بعد تین مہینہ اور عدت کے گذارے۔ کذا فی الجوہرہ اور نزدیک امام مالک کے عدت ایسی عورت کی نو مہینہ ہین یعنی چھ مہینہ تک حیض کا انتظار کرے اور بعد اوسکے تین مہینہ کی عدت پوری کرے اگر کسی حنفی المذہب نے قاضی مالکی سے اس عدت کے بارہ مین فتوے طلب کرکے عمل کیا تو جائز ہے۔

(۱۵۱۶) اگر کسی عورت کا حیض دراز ہو جاوے اور ہمیشہ خون جاری رہے اور وہ اپنے حیض کی عادت بہول جاوے تو اوسکے طہر کا اندازہ دو مہینہ ہے یعنی اوسکی عدت سات مہینہ ہو گی چھ مہینہ تین طہر کے اور ایک مہینہ مین حیض کا بنابر احتیاط کے اور یہی قول مفتی بہ ہے۔ کذا فی فتح القدیر (ایک مہینہ تین حیض کا اسواسطے اعبار کیا کہ دس دن سے زیادہ حیض نہین ہوتا) اور اگر عورت اپنی عادت نہ بہولی ہو تو تین حیض کا حساب کرلے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی

(۱۵۱۷) اگر کسی عورت کا زوج شیرخوار ہو اور اوس سے خلوت ہو گئی ہو اور بعد خلوت کے فراق ہو گیا ہو تو اوسپر بالاتفاق عدت واجب ہو گی اور مہر بھی واجب ہو گا۔ لیکن امام محمد کے نزدیک مہر واجب نہ ہو گا۔ کذا فی القنیہ صورت فراق شیرخوار کی یہ ہے کہ شیرخوار کے باپ نے اوسکا نکاح فاسد کر دیا اور بعد خلوت کے بحکم قاضی تفریق ہو ئی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

(۱۵۱۸) ایک مکاتب نے اپنی زوجہ کو خرید کیا پھر بدل کتابت ادا کرکے مر گیا تو اوسکی زوجہ پر عدت وفات نہین بہ سبب نہ باقی

رہنے نکاح کے وقت موت کے کیونکہ مکاتب ادا بدل کتابت سے آزاد ہوگیا اور چونکہ قبل موت کے آزاد ہوا اسلیے اپنی زوجہ کا مالک ہوا اور حالانکہ ملک احد الزوجین سے نکاح باقی نہیں رہتا۔

(۱۵۱۹) عدت وفات زوج مسلم کی مطلقاً واجب ہے عورت سے وطی ہوئی یا نہ ہوئی اگرچہ زوجہ صغیرہ کتابیہ ہو۔

(۱۵۲۰) اگر کوئی مطلقہ یا فسخ نکاح والی یا جسکا زوج مرگیا ہو ایک لڑکا جنی اور بعد ایک مہینہ کے دوسرا جنی تو اوسکی عدت پچھلے لڑکے سے منقضی ہوگی نہ ولد اول سے کیونکہ وضع جمیع حمل عدت ہے حاملہ کی۔

(۱۵۲۱) نکلنا اکثر بدن ولد کا مانند نکلنے کل بدن کے ہے سب احکام میں مگر عورت کے حلال ہونے میں واسطے ازواج کے اکثر بجاے کل نہیں بنا بر احتیاط کے یعنی اگر حاملہ کے پیٹ سے اکثر بدن ولد کا نکل آیا اور اقل اندر رہا تو عدت تمام ہوئی اور زوج اول پر حرام ہوئی لیکن زوج ثانی کو ہنوز حلال نہیں بنا بر اس احتیاط کے کہ جمیع حمل کا وضع ہو۔ کذا فی بحر الرائق۔

(۱۵۲۲) ایک شخص نے نکاح کیا اوس عورت سے جسکو زنا کا حمل تھا پھر وطی کی اوس سے (اگرچہ وطی تا وضع حمل حرام تھی) پھر زوج مرگیا یا اوسکو طلاق دیدی تو اوسکی بھی عدت وضع حمل ہوگی کذا فی جواہر الفتاوی

(۱۵۲۳) اگر کسی عورت معتدہ کا حمل ساقط ہوا اور جنین کے کچھ اعضا جدا جدا معلوم ہوتے ہیں تو عدت پوری ہوگئی اور اگر کوئی

بستہ یا گوشت کا لوتھڑا اگرا تو عدت منقضی نہین ہو گی۔ کذا فی العالمگیریہ ناقلا عن البدائع

(۱۵۲۴) اگر کسی حاملہ کا زوج صغیر ہوا اور قریب البلوغ بھی نہو اور بعد اوسکے موت کے چھ مہینے سے کمتر مین جنے تو اوس حاملہ کی عدت پوری ہو جاویگی بنا بر قول اصح کے ہر چند کہ حمل صغیر سے متصور نہین لیکن انقضاے عدت بدون وضع حمل کے نہین بسبب عموم آیت قرآنی کے کہ حق تعالے نے فرمایا کہ حمل والیون کی عدت وضع حمل ہے اسمین خصوصیت بالغ کی نہین فرمائی تو صغیر اور کبیر کی موت یکسان ہو گئی یہہ قول امام اعظم اور امام محمد کا ہے بخلاف ابو یوسف کے کہ اونکے نزدیک موت کی عدت لازم ہے نہ حمل کی اور جو عورت کہ حاملہ ہو گئی اسطرح کہ جنی بعد موت صغیر کے چھ مہینہ یا زیادہ مین تو اوسکو بالاجماع موت کی عدت لازم ہے بسبب نہ ثابت ہونے حمل کے وقت موت صغیر کے بخلاف صورت اول کے اور دونون صورتون مین نسب ولد کا نثابت ہوگا اسواسطے کہ صغیر مین منی نہین اور جب منی نہین تو ولد کہان ہان البتہ اگر زوج قریب البلوغ یعنی دس برس کا لڑکا ہوگا تو نسب بھی ثابت ہوگا بنا بر احتیاط کے کذا فی فتح القدیر۔

(۱۵۲۵) اگر کسی عورت کی عدت طلاق بائن مین اوسکا زوج مرجاوے تو اوسکی عدت ابعد الاجلین ہے یعنی اگر چار مہینہ دس دن مین تین حیض بھی گذر جاوین تو عدت منقضی ہو گئی اور اگر چار مہینہ دس دن منقضی ہو گئے لیکن تین حیض پورے نہوے تو جبتک

تین حیض پورے نہونگے عدت پوری نہو گی اور کسی حالت مین
چار مہینہ دس دن سے بعد موت کے عدت کم نہ ہو گی۔ طلاق بائن
کی عدت اسواسطے ہے کہ طلاق رجعی کی عدت مین بالاتفاق چار
مہینہ دس دن ہین خواہ اوسمین تین حیض ہون یا نہون
(۱۵۲۶) عدت ابعد الاجلین کی پانچ صورتون مین ہوتی ہے
ایک فار کی عورت جسکا بیان مسئلہ سابق مین ہوا۔ دوسری
زوج کی دو عورتین ہین اور اوسنے ایک کو معین کرکے طلاق
دی بشرطیکہ دونون سے وطی کرچکا ہو اور دونون حیض والیان
ہون پھر زوج مرگیا اور یاد نرہا کہ دونون مین سے مطلقہ کون
ہے تو ہر عورت پر عدت ابعد الاجلین واجب ہے۔ تیسری دونو
عورتون مین سے ایک کو بلا تعین تین طلاق دین اپنی صحت مین
پھر بدون بیان کرنے تعین کے مرگیا تو ہر عورت کی عدت ابعد
الاجلین ہے۔ چوتھی دو عورتون مین سے ایک کو طلاق دی
بلا تعین صحت مین پھر اپنے مرض الموت مین بیان کردیا کہ فلانی
کو طلاق دی تھی اور قبل انقضاے عدت طلاق مرگیا تو مطلقہ پر
ابعد الاجلین کی عدت واجب ہو گی کذا فی فتاوی قاضی خان
پانچوین جس ام ولد کا مولی اور زوج دونون مرجاوین اور معلوم
نہو کہ کون پہلے مرا تو اوس ام ولد پر بھی ابعد الاجلین واجب ہوگا
(۱۵۲۷) عدت اوس لونڈی کی جو آزاد ہوئی۔ طلاق رجعی کی
عدت مین نہ طلاق بائن اور موت کی عدت مین یہ ہے کہ پوری
کرے عدت کو مانند حرہ کی عدت کے اور اگر طلاق بائن کی یا موت

کی عدت مین آزاد ہوئی تو اوسکی عدت مانند لونڈی کے ہے
بہ سبب بقاء نکاح کے طلاق رجعی کی عدت مین نہ طلاق بائن اور
موت کی عدت مین۔
(۱۵۲۸) مسئلہ عجیب ایک لونڈی صغیرہ منکوحہ کو طلاق
رجعی ہوئی تو اوسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے پھر اوسکو قبل گذرنے
ڈیڑھ مہینہ کے حیض آیا تو اب دو حیض کی عدت ہوگئی پھر قبل انقضاے
عدت کے وہ آزاد ہوگئی تو اوسکی عدت تین حیض کی ہوگئی پھر
قبل گذرنے تین حیض کے طہر اوسکا ممتد ہوگیا یعنی پچاس برس
تک حیض نہ آیا تو اب اوسکی عدت تین مہینہ کی ہوگئی پھر قبل
گذرنے تین مہینہ کے حیض جاری ہوا تو تین حیض کی عدت ہوگئی
پھر قبل انقضاے تین عدت کے اوسکا زوج مرگیا تو اب چار
مہینہ دس دن کی عدت ہوگئی۔ ایسی عورت کو چھ قسم کی عدت
مین دور کرنا پڑا اور پانچ تبدیلیان واقع ہوئین کذا فی بحر الرائق
(۱۵۲۹) آئسہ نے مہینون کی عدت کی پھر اوسکے حیض نے
موافق عادت قدیمی کے بکثرت جاری ہوکر عود کیا یا اوسکو
حیض نہ آیا لیکن بعد تین مہینے کی عدت کے نکاح کیا اور دوسرے
زوج سے وہ حاملہ ہوگئی تو اس حیض کے آنے یا حاملہ ہونے سے
مہینون کی عدت باطل ہوگئی اور نکاح ثانی فاسد ہوگیا اسواسطے
کہ عین عدت مین واقع ہوا تو اب وہ عورت سرے سے عدت
کو بحساب حیض شروع کرے کیونکہ عدت بالاشہر خلف تھی
عدت بالحیض کی اور شرط خلف کی یہہ ہے کہ اصل سے ناامیدی متحقق ہوا اور تحقق ناامیدی

کا ثابت ہوتا ہے ساتھ نا امیدی دائمی کے عدت تک تو بصورت مین سبب حیض آنے یا حاملہ ہونے کے نا امیدی نہ رہی (آئسہ وہ جسکو نہ حیض ہو نہ حمل) کذا فی الہدایہ والبدایہ وبحر الرائق و معراج الدرایہ اور معراج الدرایہ مین اس قول کا مفتی بہ ہونا بیان کیا گیا ہے لیکن اختیار کیا نہ سے ... سے لئے اور کہ اگر آئسہ نے قبل تین مہینے کے حیض کو دیکھا تب تو عدت مہینونکی باطل ہوگئی سرے سے حیض کی عدت شروع کرے اور اگر بعد تین مہینے کے حیض دیکھا یا نکاح کیا تو عدت اول پوری ہوگئی استیناف نکرے اور یہ نکاح ثانی صحیح ہوگا پسند کیا ہے اس قول کو صدر الشہید نے شرح وقایہ مین اور اسی تو اکثر ... اور باقانی نے بھی پسند کیا ہے اور یہی قول اصح اور مفتی بہ ہے کذا فی الخلاصہ و الجوہرہ والمجتبیٰ ونہر الفائق اور اگر صغیرہ کو بعد تین مہینے کی حیض آوے تو استیناف نکرے البتہ اگر تین مہینے کے اندر آوے تو استیناف کرے۔

(۱۵۳۰) عمر ایاس یعنی نا امیدی کی پچپن سال ہے اگرچہ روم یا کابل کی رہنے والی ہو نزدیک اکثر فقہا کے اور اسی قول پر فتوی ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ پچاس برس پر فتوی ہے کذا فی بحر الرائق امام محمد سے روایت ہے کہ روم کی عورت مین حد ایاس پچپن سال ہے اور اوسکے سوا مین ساٹھ یا ستر سال ہے لیکن اس روایت پر فتوی نہین ہے کذا فی بحر الرائق یعنی کم از کم سن ایاس بقول مفتی بہ پچپن سال ہے۔

(۱۵۳۱) جس عورت کی وطی بشبہ ہوئی اوسپر عدت لازم ہے اور اوسکو جائز ہے کہ اپنے زوج اول کے پاس رہے اور گھر سے نکلنا باجازت زوج اول کے واسطے رہے بسبب قیام نکاح کے مگر زوج اول کو حالت عدت مین وطی کرنا حرام ہے اور زوج اول پر ایام عدت کا نفقہ لازم ہوگا لیکن جبکہ وہ عورت واقف نہ ہو یا راضی نہ ہوئی ہو یعنی جب عورتون نے اوس دوسرے مرد کے پاس بھیجا تو اس عورت کو علم نہین کہ میرا زوج نہین ہے یا زبردستی عورتون نے اوسکو اندر بھیجدیا اور اوسنے ہرچند وقت وطی کے کہا کہ مین غیر کی زوجہ ہون لیکن اوسنے نہ مانا اور تلوار سے دہمکا کر وطی کر لی۔ اور اسصورت مین کسی پر حد نہین مرد پر بسبب شبہ کے اور عورت پر بسبب جبر کے اور عدت بعد وطی کے اوسپر واجب ہو گی اور زوج پر نفقہ لازم ہوگا کیونکہ عورت کا کچھہ قصور نہین ہے کذا فی حاشیۃ الہدایہ۔

(۱۵۳۲) وطی ہوئی عدت والی عورت سے شبہہ سے اگرچہ طلاق بائن دینے والے زوج نے ہی وطی کی ہو تو واجب ہو گی معتدہ پر دوسری عدت بسبب متعدد ہونے سبب عدت کے اور دونون عدتین متداخل ہو جاوینگی اور معتدہ پر عدت ثانیہ کا پورا کرنا واجب ہوگا اگر پہلی عدت قبل انقضاء عدت ثانیہ کے تمام ہو گئی ہو۔ کذا فی بحر الرائق۔

(۱۵۳۳) عدت بعد طلاق یا موت کے فی الفور بلا توقف شروع ہو جاتی ہے اگرچہ عورت کو معیاد عدت مین طلاق یا حیض کی خبر

ہنو ئی ہو یعنی زوج نے طلاق دی اور تین حیض گذر گئے یا زوج
مر گیا اور چار مہینہ دس دن گذر گئے تو عدت عورت کی پوری ہو گئی
دوسری عدت لازم نہ ہو گی اور کچھہ عدت گذر گئی اور کچھہ باقی ہے
تو ما بقی کو پوری کرے نہ کل کو کیونکہ عدت نام ہے مدت معین کا
سو منقضی ہو گئی علم اور غیر علم کی اوسمین شرط نہین کذا فی البزازیہ
بخلاف اوسصورت کے کہ زوج نے اقرار کیا طلاق کا زمانہ ماضی
مین مثلاً رجب مین کہا کہ مین نے محرم مین طلاق دی تھی عورت
اوسکے قول کی تصدیق کرے یا تکذیب تو ابتداے عدت اقرار
کیوقت سے ہو گی نہ زمان ماضی سے بنا بر احتیاط کے تا کہ مواقفت
زوجین کی تہمت مندفع ہو جاے اسی پر فتوی ہے اگر عورت نے
مرد کی تکذیب کی تو اوسکا نفقہ اور سکنی مرد پر لازم ہو گا اور اگر
عورت نے تصدیق کی کہ ہان زمانہ ماضی مین طلاق دی تھی۔ اگر
بعد اس طلاق کے وطی ہو لی ہو تو مرد پر دوسرا مہر واجب
ہو گا۔ بشرطیکہ اول طلاق بائن ہوا ور نفقہ اور سکنی اور لباس مرد
پر لازم نہ ہو گا بہ سبب قبول کرنے کے اوسکا حق ساقط ہو گیا کذا فی
الاختیار والخانیہ۔

(۱۵۳۴) زوج نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی یا خلع کیا پھر
اوسکے ساتھہ رہا کیا اگر اوسکا طلاق دینا یا خلع کرنا مشہور ہو گیا تو
عدت منقضی ہو گئی ورنہ لا۔ ہکذا فی جواہر الفتاوی

(۱۵۳۵) نکاح فاسد مین ابتداء عدت بعد تفریق قاضی یا بعد
متارکت زوج کے ہے اگر بعد عدت تفریق کے وطی کریگا تو حد

ماری جاویگی اور اگر عدت مین وطی کی تو نہ حد ماری جاویگی بسبب نہ ہونے حد کے وطی معتدہ مین کذا فی بحر الرایق۔

(۱۵۳۶) نکاح فاسد مین طلاق دینا عدد طلاق کو کم نہین کرتا یعنی اگر دوسری بار اوس عورت سے نکاح صحیح کریگا تو پوری تین طلاق کا مالک ہوگا کیونکہ نکاح فاسد کی طلاق دراصل فسخ ہے۔ نہ طلاق واقعی کذا فی الجوہرہ و لہذا عورت معتدہ طلاق بائن زوج کے گھر مین عدت پوری نکرے اسواسطے کہ وہ زوج ہی نہین ہے۔ کذا فی البزازیہ۔

(۱۵۳۷) کہا معتدہ نے کہ میری عدت پوری ہوگئی اور زوج اسکی تکذیب کرتا ہے تو اوسکا قول مع الیمین معتبر ہوگا بشرطیکہ وہ مدت گنجائش عدت کی رکھتی ہو اور اگر وہ مدت گنجائش نرکھتی ہو تو زوج کا قول معتبر نہ ہوگا بہ سبب مخالف ہونے ظاہر حال کے مدت کمتر واسطے انقضاے تین حیض کے ساٹھ دن ہین واسطے حرہ کے اور چالیس واسطے لونڈی کے نزدیک امام اعظم کے لیکن صاحبین کے نزدیک اقل مدت حرہ کی اونتالیس دن ہین بحساب اقل حیض کے اور لونڈی کی اقل مدت اکیس دن ہین یہہ اوسوقت مین ہے جب کہ معتدہ حاملہ نہ ہو اور اگر حاملہ ہو اور اسقاط کا دعوی کرے اور ولد کے کچھ اعضا بن گئے تو فوراً بمجرد اسقاط کے عدت پوری ہو جاویگی اور اگر زوج نے یون تعلیق کی کہ اگر تو جنیگی تو تو مطلقہ ہے اور اسصورت مین کمتر مدت انقضاے مدت حرہ کے پچاسی دن ہین ساٹھ دن حیض کے اور پچیس دن نفاس کے ہرچند کہ نفاس کی اقل مدت

ہین نہین لیکن عدت کی تعین مین پچیس دن مقرر ہین۔

(۱۵۳۸) قاعدہ نکاح اول کی وطی قایمقام ہے نکاح ثانی کی وطی کے اس قاعدہ پر دس مسئلہ مبنی ہین ۱ نکاح صحیح کیا اپنی معتدہ سے اور قبل وطی کے اوسکو طلاق دی ۲ نکاح فاسد کیا اور بعد دخول کے تفریق ہو لی اوسکی عدت مین نکاح صحیح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی ۳ نکاح کیا اور بعد دخول حالت صحت مین طلاق باین دی پھر عدت کے اندر نکاح ثانی کیا اور حالت مرض الموت مین قبل دخول طلاق باین دی ۴ عورت نے غیر سے نکاح کیا اور قاضی نے ولی کی نالش پر تفریق کرادی پھر عدت کے اندر اوسی مرد سے نکاح ثانی بمہر جدید کیا اور قاضی نے پھر تفریق کرادی اور مرد نے قبل دخول کے طلاق دی ۵ صغیرہ سے نکاح کیا اور بعد دخول کے طلاق باین دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ بالغ ہولی اور قبل دخول کے ناراض ہو لی اور اپنی ذات کو اختیار کرلیا ۶ نکاح کیا پھر بعد دخول کے اوسکو طلاق دی پھر وہ مرتدہ ہوگی پھر مسلمان ہو لی پھر عدت مین اوس سے زوج نے نکاح کیا پھر قبل دخول طلاق دی ۷ بعد نکاح اور دخول کی طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ مرتدہ ہوگی پھر مسلمان ہو لی پھر اوس سے عدت مین نکاح کیا پھر قبل دخول طلاق دی ۸ بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ مرتدہ ہوگی قبل دخول کے ۹ لونڈی سے نکاح کیا اور بعد دخول کے وہ آزاد ہو لی اور اوسنے اپنی ذات کو اختیار کرکے نکاح فسخ کیا پھر عدت مین اوس سے

دوسرا نکاح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی یا لونڈی کو بعد
نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ آزاد
ہوگئی اور اوسنے قبل دخول کے نکاح فسخ کر دیا تو ان مسائل عشرہ
مین دخول اول بجاے دخول نکاح ثانی کے ہے نزدیک امام اعظم
اور ابو یوسف کے مرد پر پورا مہر اور عورت پر عدت مستقلہ واجب ہوگی
اسوجہ سے کہ عورت مرد کے قابو مین ہے بہ سبب وطی اول کے
بواسطے بقا اثر وطی اول کے (اثر وطی عبارت ہے عدت سے)
یعنی اوسنے جب نکاح ثانی کیا تو وطی اول بجاے وطی ثانی کے
ہوگئی چنانچہ اگر غیر مغصوب غاصب کے قبضہ مین ہو اور وہ اوسکے مالک
سے خرید کرلے تو بمجرد خرید کے وہ قابض ٹھہر لیگا تجدید قبض کی
کچھہ حاجت نہین اور نزدیک امام محمد کے نصف مہر اور تکمیل عدت
سابقہ واجب ہے نہ عدت مستقلہ یعنی اونکے نزدیک پہلے نکاح کا
دخول بجاے دخول نکاح ثانی کے نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
ناقلا عن البحر۔

(۱۵۳۹) اگر ذمی اپنی زوجہ ذمیہ غیر حاملہ کو طلاق دے تو
اوسپر عدت نہین جب کہ وہ عدم عدت کے معتقد ہون نزدیک
امام اعظم کے کیونکہ کفار مخاطب باحکام شرعیہ نہین اور ہم اہل
اسلام اون سے اور اون کے اعتقادیات سے مامور بعدم تعرض
ہین اور اگر ذمیہ حاملہ ہو تو وہ بوضع حمل عدت کرے نزدیک امام
اعظم اور صاحبین کے اسواسطے کہ اوسکے پیٹ مین لڑکا ثابت النسب
ہے کذا فی الہدایہ و منح الغفار اور اگر مسلمان ذمیہ کتابیہ کو طلاق

دے یا زندہ چھوڑکر مرجاے تو وہ عدت کرے یا للاتفاق خواہ
حاملہ ہو یا نہ ہو کیونکہ مسلمان وجوب عدت کا قائل ہے اسیطرح
مثل ذمیہ کے وہ حربیہ بھی عدت نکرے جو دار الاسلام مین گرفتار
یا مسلمان ہو کر یا ذمیہ بنکر آئی اور اس زوج سے جدا ہو گئی لیکن
اگر وہ حاملہ ہو تو اوس سے نکاح کرنا صحیح نہین اسوجہ سے کہ اوسکے
پیٹ مین لڑکا ثابت النسب ہے۔ اسیطرح اگر کوئی شخص غیر کی منکوحہ
سے نکاح کرے اور غیر کی منکوحہ جانکر وطی کرے تو بھی عدت
نہین اور اس شخص پر حد زنا ماری جاویگی یہ سبب دالنسب حرمت
کے لیکن شرح وہبانیہ مین ہے کہ اگر عورت نے زنا کیا تو اوسکا
زوج تا آمد یک حیض وطی نکرے باعتبار استحباب کے نہ باعتبار
وجوب کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۵۳۰) اگر کوئی عورت اپنی شرمگاہ مین کسی مرد کی منی ڈال لے
تو اوسپر عدت واجب ہے کذا فی بحر الرایق واسطے صفائی رحم
کے لیکن نہر الفایق مین ہے کہ اگر اوس منی سے حمل رہ جاوے
تو وضع حمل عدت ہے ورنہ نہین لیکن قول اول قوی ہے۔ ہکذا
قال الشیخ الرحمتی وکذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۵۳۱) ایک عورت جنی پھر زوج نے اوسکو طلاق دی اور
سات مہینہ گذر گئے اور عورت نے دوسرے زوج سے نکاح کرلیا
تو صحیح نہین تا وقتیکہ اوس مدت مین اوسکو تین حیض نہ آلیوین
اگرچہ قبل ولادت کے اوسکو حیض نہ آیا ہو۔ اسواسطے کہ جسکو حیض
نہین آتا وہ حاملہ نہین ہوتی علیٰ ہذا اوسکی عدت حیضون کی ہوگی

نہ مہینون کی کذا فی القنیہ ۔
(۱۵۳۲) طلاق دی زوج نے عورت کو تین بار اور بعد تین طلاق کے کہتا ہے کہ مین اوسکو ایک طلاق دیچکا تھا اور اوسکی عدت بھی گذر گئی یعنی غرض اوسکی اس کلام سے یہہ ہے کہ تین طلاق واقع نہون بہ سبب عدم بقاء ملک کے اور بلا حلالہ عورت اوسکو حلال ہو جاوی تو اگر عدت اول کا گذرنا لوگون کو معلوم ہو تو یہہ تین طلاق واقع نہونگی اور اگر معلوم نہ ہو تو واقع ہونگی اور بلا حلالہ عورت اوسکو حلال نہو گی لیکن اگر قاضی کا حکم بہ سبب شہادت کے زوجہ پہ تین طلاق واقع ہونیکا بعد انکار زوج کے ہوچکا ہو اور پھر زوج گواہون سے ثابت کرنا چاہے کہ ان تین طلاق سے قبل وہ عورت کو ایک طلاق دیچکا ہے اور اوسکی عدت قبل وقوع ان طلاقون کے گذر گئی ہے تو ایسی گواہی مقبول نہین ہے اسواسطے کہ ابطال حکم قاضی گواہون سے نہین ہوسکتا کذا فی بحر الرایق والقنیہ ۔
(۱۵۳۳) ایک شخص ثقہ نے عورت کو خبر دی یا خط لایا کہ اوسکے زوج غائب نے اوسکو تین بار طلاق دی یا مر گیا تو اگر عورت کو ظن غالب ہو کہ خبر اور خط حق ہے تو کچھ مضایقہ نہین عدت گذارے اور بعد عدت کے اور نکاح کرلے کذا فی بحر الرایق ناقلا عن الجوہرہ ۔ اور اگر عورت کو زوج کی موت کے وقت مین شک پڑے تو اوسوقت سے عدت کرے جسمین موت کا یقین ہوجاوے بنا بر احتیاط کے کذا فی بحر الرایق ناقلا عن الکافی اسیطرح اگر کوئی عورت کسی مرد سے کہے کہ میرے زوج نے مجھکو طلاق دی اور مین اوسکی عدت گذار چکی اور وہ مرد

اوس سے نکاح کرلے تو کچھ مضایقہ نہین لیکن اولی یہہ ہے کہ پہلا تحقیق کامل نکاح نکرے۔

(۱۵۳۴) مرد نے دعوی کیا کہ عورت اپنی انقضاء عدت کی خبر دیچکی ہے اور عورت اوسکی تکذیب کرتی ہے اوس مدت مین کہ جو انقضاے مدت کی محتمل ہے تو عورت کا نفقہ مرد سے ساقط نہوگا اور جایز ہوگا کہ اوسکی بہن سے نکاح کرے بنا پر قول کرکے دونون کی خبر دیان پر اور اگر عورت مطلقہ جنی جیمہ مہینہ سے زیادہ مدت مین تو ولد کا نسب مرد سے ثابت ہوگا اور اوس عورت کی بہن کا نکاح فاسد نہوگا۔ لہذا اوسکی بہن ہی وارث ہوگی اگر مرد گیا نہ مطلقہ

(۱۵۳۵) حداد لغتاً عبارت ہے ترک زینت سے بیچ مدت کے (خواہ عدت طلاق باین کی ہو یا رجعی کی معتدہ مسلمہ ہو یا کافرہ یا صغیرہ) اور اصطلاح شرع مین حداد عبارت ہے ترک زینت اور خوشبو وغیرہ سے واسطے معتدہ طلاق باین یا موت کے۔

(۱۵۳۶) سوگ یعنی ترک زینت واجب ہے عورت عاقلہ بالغہ مسلمہ منکوحہ موطوءہ بنکاح صحیح معتدہ پر بعد قطع نکاح کے اور مدت موت مین موطوءہ ہو یا نہ ہو (اگرچہ لونڈی ہو) و لہذا صغیرہ مجنونہ کافرہ منکوحہ بنکاح فاسد معتدہ عتق و موطوءہ بشبہہ معتدہ طلاق رجعی پر سوگ نہین (قطع نکاح عبارت ہے تین طلاق یا طلاق باین یا خلع سے) مراد سوگ سے ترک کرنا اشیاء مفصلہ ذیل کا ہے زیور پارچہ ریشمی رنگا ہوا باریک دندان۔ خوشبو۔ روغن اگرچہ خوشبودار نہو۔ سرمہ۔ مہندی پارچہ رنگین بہ کسم و زعفران و ورس اور

نام ہے ایک خوشبودار گھاس کا) یعنی سوگ والی عورت کو ان چیزونکا
استعمال کرنا جائز نہیں مگر بعذر کیونکہ ضروریات مباح کردیتی ہے ممنوعات
کو ریشمی کپڑے کا پہننا واسطے دفع خارشش اور جوون کے اور پیپنا
رنگین بکسم یا زعفران کا درا تھا لکپڑا اور کپڑا میسر نہو اور لگانا سرمہ کا
واسطے بیماریکے لیکن اولی یہہ ہے کہ رات مین سرمہ لگاوے اور صبح
کو دھو ڈالے کذا فی البحر اور کچھہ مضایقہ نہین ہے سیاہ اور کرنجی کپڑے مین
اور کسبکے رنگین تہراسلئے کپڑے سے جو دہوین کسم کی خوشبو باقی نرہی
ہو اور کشادہ دندانہ کنگھی سے کرتے ہین۔

(۱۵۳۷) مباح ہے ترک زینت کرنا عورت کو اپنے رشتہ دارون کی موت
مین فقط تین دن تک کذا فی شرح القدیر و حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۳۸) عورت کو تین دن سے زیادہ سیاہ پوشی کرنا اپنے
زوج کی موت کے واسطے ممنوع ہے لیکن اوپر بیان کیا گیا ہے
کہ معتدہ کو سیاہ کپڑے پہنے کی مخالفت نہین ہے مطلب اسکا یہہ
ہے کہ بغرض ماتم زوج کے تین دن سے زیادہ سیاہ پوشی ممنوع
ہے ورنہ کچھہ حرج نہین کذا فی تاتارخانیہ۔

(۱۵۳۹) اگر زوجہ صغیرہ بالغ ہوجاوے اندر عدت کے تو اوسپر
باقی عدت مین سوگ کرنا واجب ہوگا کذا فی نہر الفایق۔

(۱۵۴۰) عدت والی عورت سے نکاح کا پیام دینا حرام ہے اور
یہہ حرمت معتدہ عتق اور معتدہ نکاح فاسد کو بھی شامل ہے یعنی ان
سے بھی عدت مین پیام نکاح کا دینا نہ چاہیے لیکن صحیح ہے تعریض
(یعنی گول گول نکاح کا پیام دینا) اگر معتدہ وفات ہو مثلاً یون کہنا کہ

مین نکاح کا ارادہ رکھتا ہون یا کہ مجھکو آرزو ہے کہ حق تعالی مجھکو نیکبخت عورت نصیب کرے لیکن معتدۂ طلاق سے مطلقاً تعریض صحیح نہین بالاتفاق محیط نانی مین مضمرات سے منقول ہے کہ نبابر تعریض عورت کے نکلنے پر ہے کیونکہ گھر کے اندر جاکر تعریض کرنا صحیح نہین اور سواے معتدہ وفات کے کسی معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہین اسوجہ سے کہ سب عدت والیون کا نفقہ مرد پر فرض ہی سواے معتدہ وفات کے پھر جب گھر سے نکلنا جائز نہین تو تعریض بھی نہین۔

(۱۵۴۱) معتدۂ طلاق اور معتدۂ موت اگرچہ حرہ ہو یا ایسی لونڈی ہو جسکے واسطے زوج نے ایک مکان واسطے رہنے کے مقرر کر دیا ہو تو اپنی عدت اوس مکان مین پوری کرے جسمین وجیب ہو لی اور اصلا نہ نکلے رات کو نہ دن کو اور نہ گھر کے اوس صحن مین نکلے جسمین غیر زوج کے مکانات ہون اگرچہ زوج اجازت بھی دیوے کیونکہ نہ نکلنا حق ہے اللہ تعالی کا زوج اوسکو باطل نہین کرسکتا۔ اور نہ نکالی جاوے اور اگر معتدہ ایسی لونڈی ہو کہ اوسکے واسطے زوج نے مکان معین نہ کیا ہو تو اوسکو عدت مین نکلنا درست ہے خواہ خالص لونڈی ہو یا مدبرہ ہو یا ام ولد یا مکاتبہ ہو اسواسطے کہ اوسپر مولی کی خدمت واجب ہے اور وہ بدون نکلنے ممکن نہین کذا فی بحر الرائق لیکن معتدہ موت کو جائز ہے کہ دن مین اور رات مین نکلے لیکن اکثر شب اپنے گھر مین شب باشی کرے اسواسطے کہ نفقہ اوسکا اوسی پر ہے نہ وارثون پر تو ضرورت ہولی اوسکو نکلنے کے واسطے تحصیل معاش کے لیکن اگر معتدۂ موت کے

پاس بقدر کفایت مال ہو تو وہ بھی معتدہ طلاق کی مانند ہو جاویگی اور . اوسکو بھی باہر نکلنا جائز نہ ہوگا کذا فی فتح القدیر

(۱۵۴۲) اسیطرح اگر کسی عورت نے خلع کیا عوض اپنی عدت کے یا سکنی کے تو بھی نہ نکلے اور بحالت خلع بعوض سکنی زوج سے مکان کرایہ پر لیکر تا عدت اوسمین رہے لیکن فتح میں ہے کہ معتدہ کو اپنے ضروری کام کی درستی کیواسطے نکلنا جائز ہے مثلاً کھیتی کی خبر گیری کے واسطے اوس حالت مین جب کہ کوئی کارندہ نہ ہو مگر اوسوقت مین نکلنا جائز ہے جب کہ زوج یا صاحب مکان بزور نکالدے یا گھر گر پڑے یا گر پڑنے یا مال کے تلف ہونیکا اندیشہ ہو یا گھر کا کرایہ ندیسکتی ہو اسی قسم کی کوئی اور ضرورت ہو تو اوس مکان مین رہے جو مکان عدت سے حتی المقدر قریب ہو یہ حکم معتدہ وفات کا تھا اگر طلاق کی عدت مین اس قسم کی ضرورتین پیش آوین تو وہان رہے جہان زوج چاہے۔

(۱۵۴۳) عورت مطلقہ ہوئی یا زوج مرگیا اور حالانکہ وہ رشتہ داروں سے سوائے اپنے گھر کے کسی مکان مین ملنے کو گئی تھی تو فوراً موت یا طلاق کی خبر سنکر اپنے گھر مین لوٹ آوے اسواسطے کہ عورت پر پلٹ آنا واجب ہے۔

(۱۵۴۴) ضرور ہے طلاق بائن مین کہ عورت مرد سے پردہ کرے تاکہ مرد اجنبی کو عورت سے خلوت نہ ہو کیونکہ طلاق بائن سے مرد اجنبی ہو جاتا ہے عورت سے اور اگر تنگی کرے مکان مرد اور عورت پر یعنی پردہ کرنے سے لایق گذران کے نہ ہے یا کہ

زوج فاسق ہو جسکو حرام اور حلال کی کچھ تمیز نہ ہو تو اوس گھر
سے ہو سکا نکل جانا بہتر ہے کیونکہ عورت کا اوس گھر مین تا عدت
رہنا واجب ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زوج کے خروج
پر حائل کرنا واجب ہے کذا فی فتح القدیر اور مستحب ہے ایسے مرد
اور عورت کے درمیان قاضی ایک ثقہ معتمد طاقتور شخص یا عورت
کو مقرر کردے اور اوسکی خوراک وغیرہ بیت المال سے دیجاوے
کذا فی البحر عن تلخیص الجامع۔

(۱۵۴۵) اگر کسی عورت مسافرہ کو اوسکا زوج جنگل مین طلاق
دے یا مر جاوے تو عورت اپنے شہر کو چلی جاوے اگر شہر عورت
کا مقام طلاق یا موت سے تین منزل سے کم فاصلہ پہ ہو یا مکان
مقصود اور شہر عورت کا تین منزل سے زیادہ دور ہون یا
دونون جگہ تین منزل سے کم ہون عدت کے ساتھ محرم ہو یا
نہ ہو تو مکان مقصود کو چلی جاوے اگر مکان مقصود مقام طلاق
یا موت سے کم فاصلہ پہ ہو اور جائز ہے کہ شہر عورت کا یا مکان مقصود
تین منزل سے زیادہ فاصلہ پہ ہون تو مکان مقصود کو چلی جاوے
اور اوسی جگہہ ٹھہر جاوے اگر شہر مین ہو یا عین راستہ مین شہر
یا گانون پڑے اور عورت کے ساتھ محرم نہ ہو باتفاق امام اور
صاحبین کے اور اگر محرم بھی ہو تو امام کے نزدیک وہین عدت گذارے
اور بعد عدت کے بھی تین منزل سے زیادہ سفر کرنا بلا محرم کے حرام
ہے اگر کوئی ساہو ر محرم نہ ہو تو نکاح کرلے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی
اور نقل مکان کرتی رہے وہ عدت والی جسپر جنگل مین طلاق

واقع ہوئی ہو اور زوج اوسکا مرد صحرائی اور بادیہ نشین ہو اور مقام طلاق پر ٹھہرنے سے مضرت کا اندیشہ ہو تو اپنے زوج کے ساتھ ڈولی یا خیمہ مین پھرتی رہے اور اگر مضرت کا اندیشہ نہو تو اوس مقام پر عدت گذارے اور یہی حکم ہے معتدہ طلاق رجعی کا لیکن اگر مقام طلاق مکان عورت سے تین منزل سے زیادہ فاصلہ پر ہو تو عورت گھر کو نہ لوٹے بلکہ اپنے زوج کے ساتھ رہے واسطے بقاء نکاح کے۔

(۱۵۴۶) مرد اپنی معتدہ کو سفر مین نہ لیجاوے اگرچہ معتدہ طلاق رجعی ہو کذا فی بحر الرائق اسواسطے کہ بعد طلاق کے عورت اجنبیہ ہو جاتی ہے اور اجنبیہ کے ساتھ سفر کرنا جائز نہین۔

(۱۵۴۷) اگر زوج قاضی سے درخواست کرے کہ معتدہ کو اپنی گھر مین رکھے تو قاضی اوسکو منظور نکرے اور عورت وہین عدت کرے جہان مفارقت ہوئی۔

(۱۵۴۸) زوجہ نے ابن زوج کا بوسہ بشہوت لیا تو جدا ہوگئی اور عدت لازم آئی تو زوج پر عدت کیواسطے سکونت کا مکان دینا لازم ہوگا نہ نفقہ دینا کذا فی تاتارخانیہ

(۱۵۴۹) اکثر مدت حمل کی دو برس ہین نزدیک امام اعظم کے بدلیل خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیکن نزدیک امام مالک اور شافعی احمد بن حنبل کے اکثر مدت حمل چار سال ہین اور کمتر مدت چھ مہینہ ہین باتفاق آئمہ اربعہ۔

(۱۵۵۰) ثابت ہوگا نسب معتدہ رجعی کے ولد کا اگرچہ مدت

اوسکی بہ سبب ایاس کے مہینون کے حساب سے ہو کذا فی البدائع
یا معتدہ رجعی بعد طلاق کے دوسال سے زیادہ مین جنی ہو گو بعد
بیس برس کے جنی ہو بہ سبب احتمال دراز ہونے اوسکے طہر کے
اور حاملہ ہونے کے عدت مین بشرطیکہ عورت انقضاے عدت کا
اقرار نکرچکی ہو اور مدت محتمل ہو انقضاے عدت کے۔

(١٥٥١) ایک عورت طلاق سے آٹھ مہینہ کے بعد جنی جو اقرار
کرچکی تھی انقضاے عدت کا طلاق سے ساٹھ دن کے بعد تو ولد
ثابت النسب نہ ہوگا کیونکہ آٹھ مہینہ انقضاے عدت اور تولد کے
محتمل ہین اسوجہ سے کہ اقل مدت عدت کے ساٹھ دن ہین اور
اقل مدت حمل کے چھ مہینہ ہے اور اگر اوسنے انقضاے عدت کا
اقرار کیا اور وقت اقرار سے کم از چھ مہینہ مین جنی تو ولد ثابت النسب
ہوگا کیونکہ چھ مہینہ سے کمتر مین لڑکا پیدا نہین ہوسکتا تو معلوم ہوا کہ
عین عدت مین حمل رہا تھا کذا فی الہدایہ والکنز و درر وغیرہ

(١٥٥٢) ولادت سے رجعت ثابت ہوگی اگر مطلقہ رجعی دوسال سے زیادہ
یا پورے دوسال مین جنی بہ سبب حمل رہنے کے عدت مین اور اگر
کم از دوسال مین جنی تو رجعت ثابت نہوگی بہ سبب شک کے (یعنی
حمل قبل طلاق کے ہو یا بعد طلاق کے) لیکن نسب اسصورت مین ثابت ہوگا

(١٥٥٣) ثابت ہوتا ہے نسب بعد از دخول کی تزویج کے مبتوتہ
(یعنی مختلعہ اور مطلقہ بائنہ اور مطلقہ ثلثہ) کا جو جنی وقت طلاق سے
کم از دوسال مین بہ سبب جواز وجود حمل کے وقت طلاق کے اور
اسمین بھی شرط ہے کہ زوجہ اقرار انقضاے عدت کا بعد ایام محتمل

العدت کے نکر چکی ہو اور اگر بعد انقضاے عدت دو سال سے کم اور
چھ مہینے کے اکثر مین جنے گی تو ثبوت نسب نہ ہوگا اور اگر بعد اقرار کے
چھ مہینے سے کمتر مین جنے گی تو ولد ثابت النسب ہوگا کما مر یہ حکم
مدخولہ کا تھا اور اگر غیر مدخولہ ہو گی اور فرقت سے پورے چھ مہینے یا
زیادہ مین جنے گی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر کم از چھ مہینے مین
جنے گی تو نسب ثابت ہوگا کذا فی البرجندی لیکن شیخ الاسلام مفتی
ابو سعید نے تصریح کی کہ اگر غیر مدخولہ وقت نکاح سے پورے چھ
مہینے مین جنی تو نسب ولد کا ثابت ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
لیکن اگر مبتوتہ پورے دو سال مین جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا قدوری
اسواسطے کہ اگر نسب ثابت ہو تو لازم آوے کہ حمل قبل طلاق کے
تھا اور حمل قبل طلاق سے لازم آتا ہے کہ دو برس سے زیادہ مین ولادت
ہوئی حالانکہ مدت حمل صرف دو سال ہے کذا فی الکنز والوافی اور
دوسرا قول یہ ہے کہ پورے دو سال سے نسب ثابت ہوگا بسبب
احتمال رہنے حمل کے حالت طلاق مین تو قبل زوال زوجیت حمل
ثابت ہوا یہی مذہب ہے قاضیخان اور مصنف جوہرہ کا مگر شرط یہ ہے کہ
زوج نسب کا دعوی کرے تو بدون دعوے کے نسب ثابت نہ ہوگا
پورے دو سال مین مگر اوس صورت مین ولد ثابت النسب ہوگا
جب کہ عورت دو بچے اس طریق سے جنی کہ ایک کو کم از دو سال
مین مثلاً بائیس ۲۲ مہینے مین اور دوسرے کو زاید دو سال مثلاً ستائیس ۲۷
مہینے مین اسواسطے کہ پہلا تو بلا دعوی ثابت النسب ہے تو دوسرا
بھی ثابت النسب ہوگا اسواسطے کہ دونون توام ایک نطفہ سے ہین

اور دو سال مین بالاتفاق اوس عورت و لد منکوحہ ثابت النسب ہوگا جب کہ زوج منکوحہ کا مالک ہو جاوے اسطرح کہ مثلاً لونڈی منکوحہ تھی پھر اوسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید کیا تو اوسکا ولد ثابت النسب ہوگا بلا دعوی بشرطیکہ وقت خرید سے کم از چھہ مہینہ مین جننی ہو اگرچہ عورت طلاق سے دو سال یا دو سال سے زیادہ مین جننی ہو کذا فی العالمگیریہ عن التبیین۔

(۱۵۵۴) اگر مراہقہ بعد طلاق کے کمتر مدت حمل یعنی چھہ مہینہ یا کم مین جننی تو اوسکا ولد ثابت النسب ہوگا اگرچہ طلاق رجعی ہو مراہقہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ (مراہقہ اوس لڑکی کو کہتے ہین جو قابل وطی ہو لیکن بلوغ کی نشانیان ہنوز ظاہر نہ ہوئی ہون نو برس کی ہو یا زیادہ کی تو کم از نو سال مین ولادت نہین کیونکہ اوسمین نطفہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی) انقضاے عدت کی مقر ہو یا نہ ہو اور اگر غیر مقرہ وقت طلاق سے کم از نو مہینہ مین جننی تو بھی ولد ثابت النسب ہوگا اور اگر پورے نو مہینہ یا زیادہ مین جنی تو نسب ثابت نہوگا بسبب احتمال رہنے حمل کے بعد عدت کے اور بسبب کم عمری مراہقہ کے سکوت اوسکا بجاے اقرار انقضاے عدت کے قرار دیا جاویگا یہہ اوسصورت مین ہے جب کہ مراہقہ نے بعد طلاق کے حمل کا دعوی نکیا ہو اور اگر دعوی کیا تو وہ مثل بالغہ کے ہوگی بعض احکام مین بسبب اقرار بلوغ کے مثلاً مراہقہ نے دعوی حمل کا کیا طلاق بائن مین پھر کمتر دو برس سے جنی طلاق رجعی مین ستائیس مہینہ سے کمتر مین جننی تو اوسکا ولد ثابت النسب ہوگا۔ کذا فی غایۃ البیان اور اگر پورے ستائیس مہینہ

مین جننی تو ثابت النسب نہ ہوگا بخلاف کبیرہ کے کہ اوسکے ولد کا نسب ایاس تک ثابت ہوگا بسبب امتداد طہر کے حاشیۃ المدنی

(۱۵۵۵) اگر معتدہ موت کی کبیرہ ہوا ور ابتداء موت سے کم از دو سال مین جننی (اگرچہ غیر مدخولہ ہو) تو نسب ثابت ہوگا کیونکہ فراش عقد سے ثابت ہوتا ہے نہ دخول اور اجتماع زوجین سے اور اگر صغیرہ ہو اور دس مہینہ اور دس دن سے کم مین جننی تو بھی نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ اس سے ثابت ہوا کہ حمل موجود تھا قبل انقضاے عدت وفات کے کیونکہ چار مہینہ دس دن عدت کے ہوئے اور باقی اقل مدت حمل ہے اور اگر پورے دس مہینہ اور دس دن یا زیادہ مین بعد موت کے جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا اسوجہ سے کہ حمل بعد عدت کے حادث ہوا ہے بصورت عدم اقرار انقضاے عدت ہے اور اگر بعد چار مہینہ دس دن کے موت سے کبیرہ یا مراہقہ نے انقضاے عدت کا اقرار کیا پھر پورے چھ مہینہ مین جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ولد معتدہ کے ثبوت نسب مین دو شرطین ہین ایک یہہ کہ چھ مہینے سے کمتر مدت وقت اقرار سے جنی دوسری شرط یہہ کہ وقت فراق سے دو سال سے کمتر مین جننی ہو تو اگر دو سال سے زیادہ مین جنے گی تو نسب ثابت نہ ہوگا اگرچہ وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کمتر مدت گذری ہو کذا فی منح الغفار

(۱۵۵۶) ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت یا طلاق کا اگر عورت کی ولادت کا انکار کیا گیا ہو یعنی زوج نے طلاق مین یا زوج کے وارثون نے موت مین انکار کیا ہو کہ معتدہ نہین جنی اور معتدہ

مدعی ہو ولادت کی تو ثبوت نسب پوری دلیل سے ہوگا یعنی دو
مردون یا ایک مرد اور دو عورت کی گواہی سے امام اعظم کے نزدیک
اور صاحبین کے نزدیک صرف ایک دایہ کی گواہی سے ثابت ہوگا
اور ایک روایت یہہ ہے کہ ایک مرد کی گواہی سے بھی ثابت ہوگا اور یا
ثابت ہوگا حمل ظاہر سے (یعنی جب مدت سے کمتر میں ولادت ہو کذا
فی الجوہرہ۔ اور مفتی ابو مسعود نے لکہا کہ حمل ظاہر سے یہہ مراد ہے
کہ نشانیان حمل کی اسقدر ظاہر ہون کہ حمل رہنے کا ظن غالب ہو)
شہادت ظہور حمل کی مثبت نسب ہوگی اسواسطے کہ بعد ولادت
اور انکار زوج کے حمل موجود نہین تو واسطے اثبات کے شہادت
کی ضرورت ہوگی جامع الرموز فی یا ثابت ہوگا نسب اقرار زوج
سے اگر کہے کہ یہہ حمل میرا ہے یا ثابت ہوگا نسب تصدیق بعض وارثون
سے حق وارثان مقرین کے یعنی ورثہ مقرین ولد کو اپنے حصہ سے
وراثت دینگے نہ منکرین اور ثابت ہوگا کل ورثہ کے حق مین اگر پوری
ہوجاوے نصاب شہادت کی اسطرح پر کہ گواہی دے وارث مقر کے
ساتھہ دوسرا مرد یا تصدیق کرین بعد کی باقی ورثہ (بشرطیکہ عاقل
بالغ ہون) اگرچہ بعد تصدیق کے منکر ہوجاوین اور اگر نصاب شہادت
کی پوری نہ ہوئی تو مصدقین کے حصہ مین شریک ہوگا نہ مکذبین کے
حصہ مین۔

(۱۵۵۷) اگر تعیین ولد مین انکار ہو یعنی زوج یا ورثہ کہتے ہون
کہ یہہ لڑکا معتدہ کا نہین ہے تو اسصورت مین دائی جنائی کی گواہی
ثبوت نسب مین کافی ہے باجماع امام اور صاحبین کے چنانچہ کافی ہے

گواہی دائی جنائی معتدہ رجعی مین جو دو برس سے زیادہ مدت مین جنی نہ دو برس سے کم مین یعنی معتدہ رجعی دو برس سے کم مین جننی تو ثبوت مین در حالت انکار زوج دائی کی گواہی کفایت نکریگی بلکہ حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی لازم ہوگی

(۱۵۵۸) معتدہ جننی پھر رجعین مین اختلاف ہوا سو عورت نے کہا کہ تو نے مجھہ سے نکاح کیا ہے چھہ مہینہ سے اور مرد نے کمتر مدت کا دعوی کیا یعنی چار یا پانچ مہینہ کا تو قول عورت کا بدون قسم کے معتبر ہوگا نزدیک امام اعظم کے لیکن صاحبین کے نزدیک مع القسم معتبر ہوگا اور صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور وہ لڑکا جو معتدہ جنی اوسی مرد کا بیٹا ہوگا کیونکہ ظاہر حال عورت ہی کا شاہد ہے بہ سبب ولادت کے۔

(۱۵۵۹) ایک شخص نے کہا کہ اگر مین اوس عورت سے نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پھر نکاح کیا اوس سے سو وہ پورے چھہ مہینہ مین ابتداء نکاح سے جنی تو نسب ولد کا مرد سے ثابت ہوگا بنا پر احتیاط کے بہ سبب متصور ہونے وطی کی حالت عقد نکاح مین یعنی عین ایجاب وقبول کی حالت مین وطی ہولی اور اختتام نکاح اور انزال ساتھہ ہی ہوا تو اس تقریب سے وطی بعد طلاق کے لازم نہ آئی اور اگر وہ عورت چھہ مہینے سے کم مین جننی (اگرچہ ایک ہی دن کم ہو) تو نسب ثابت نہوگا کیونکہ یہہ نطفہ قبل نکاح کا قرار پاویگا اور اسیطرح ثابت نہوگا اگر چھہ مہینے سے ایکدن زیادہ مین جنی اور بحالت ثبوت نسب مرد پر عورت کا مہر لازم ہوگا بسبب

ثبوت وطی جسکی کے

(۱۵۶۰) ایک شخص نے معلق کیا طلاق کو عورت کی ولادت
پر تو ایک عورت کی گواہی سے طلاق واقع نہو گی بلکہ پوری حجت
یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی گواہی سے واقع ہو گی
بخلاف صاحبین کے اور اگر ایک عورت کے تعلیق کرنیوالے زوج
نے حمل کی تصدیق کی یا کہ حمل خود ظاہر ہوا تو عورت ولادت
بعدن شہادت کے مطلقہ ہو گی بسبب اقرار زوج کے لیکن
ثبوت نسب وغیرہ بعدن دائی جنائی کی شہادت کے ثابت ہونگے
بالاتفاق کذا فی البحر۔

(۱۵۶۱) کہا مولی نے اپنی لونڈی سے کہ اگر تیرے پیٹ مین
لڑکا ہو (حالانکہ اوسوقت حمل موجود تھا) تو وہ میرا ہے پھر کسی
عورت نے (دائی جنائی ہو یا کوئی اور) گواہی دی تو وہ لونڈی
اوسکی ام ولد ہے بشرطیکہ وقت کلام مولی سے کم از چھ مہینہ
مین جنی ہو اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو ام ولد نہو گی
بوجہ احتمال رہنے حمل کے بعد کلام مولی کے اور اگر مولی نے
بلا تعلیق کے کہا کہ یہ لونڈی مجھسے حاملہ ہے تو اوسکے ولد کا
نسب دو سال تک ثابت ہوگا حتی کہ مولے اوس ولد کی نفی
کرے کذا فی غایۃ البیان۔

(۱۵۶۲) ایک شخص نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے
اور بعد اس اقرار کے مر گیا سو اوس لڑکے کی ماں نے جسکی
حریت اصلی اور اسلام اور لڑکے کی ماں ہونا مشہور ہے کہا کہ

ہین یہ مقر کی زوجہ ہون اور یہ لڑکا اوسکا بیٹا ہے تو یہ دونون
اوس مقر کے وارث ہونگے بشرطیکہ مقر کی اتنی عمر ہو کہ اتنی
عمر کا لڑکا اوس سے پیدا ہو سکتا ہو اور معروف النسب نہ ہو
اور مرد کی تکذیب بھی نکرتا ہو۔ کذا فی حاشیۃ المدنی اور اگر عورت
کا عورہ ہونا اور ولد کی مان ہونا معروف نہ ہو تو عورت مرد کی
وارث نہ ہوگی فقط لڑکا وارث ہوگا اور بعضون کے نزدیک مثل
تمرتاشی اور صاحب فتح القدیر کے مہر پاویگی اور اتقانی نے اسکو
رد کیا ہے یعنی کہا ہے کہ مہر نہ پاویگی کذا فی نہر الفایق۔

(۱۵۶۳) مالک نے اپنی لونڈیکا نکاح اپنے غلام سے کردیا پھر
وہ لڑکا جنی اور مالک نے اوسکا دعوی کیا کہ یہ میرا ہے تو اسکا نسب
مالک سے ثابت نہ ہوگا بہ سبب لازم ہونے فسخ نکاح کے یعنی اگر نسب
ولد کا مالک سے ثابت ہو تو لازم آتا ہے کہ نکاح غلام فسخ ہوجاوے
اور حالانکہ بعد تمام ہونے کے فسخ نہین ہوتا لیکن لڑکا آزاد ہوگا
اور لونڈی ام ولد ہوجاویگی بوجہ اقرار کرنے مولی کے ولد کے
بیٹا ہونے اور لونڈی کے اوسکی ہونے تبیین

(۱۵۶۴) اگر کسی مالک کی لونڈی مدخولہ جنی تو ولد کا ثبوت
مالک کے دعوے پر موقوف ہوگا یعنی بدون دعوی مولی کے وہ
ثابت النسب نہ ہوگا بہ سبب ضعیف ہونے فراش لونڈی کے
بخلاف ام ولد کے کہ اوسکا ولد بدون دعوی مولے کے بھی
ثابت النسب ہے لیکن نفی کرنے سے نفی ہوجاویگی اسواسطے
کہ ام ولد کا فراش لونڈی سے قوی اور منکوحہ سے ضعیف ہے

(۱۵۶۵) ایک لونڈی مشترک تھی دو شخصون مین کہ اون مین سے ایک شخص نے طلب وطی کی یعنی اوسکی وطی سے اولاد کی خواہش کی اور کتاب ذرر کی یہہ عبارت ہے کہ دونون نے خواہش اولاد کسی کی پھر وہ مشترک لونڈی ایک لڑکا جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا بدون دعوی کے بہ سبب حرام ہونے لونڈی مشترک کے اسیطرح ام ولد کی وطی حرام ہے جسکے مولی نے اوسکو مکاتبہ کیا تو اوسکا ولد بھی ثابت النسب نہ ہوگا بدون دعوی مولی کے۔

(۱۵۶۶) کفایت کی ہے فقہانے قیام فراش بلا دخول پر ثبوت نسب مین اقیام فراش عبارت ہے حلت وطی سے جو بہ سبب عقد کے ہو اگرچہ دخول حقیقی اور حکمی کچھہ بھی نہ ہو) مانند نکاح مغربی کے عورت مشرقیہ سے یعنی مرد منتہاے مغرب اور عورت منتہاے مشرق مین اتنے فاصلہ پر رہتے ہون کہ دونون کے درمیان ایک سال کی راہ ہو تو منکوحہ مشرقیہ پورے چھہ مہینہ مین جنی ابتداء نکاح سے تو یہہ ولد ثابت النسب ہے بہ سبب متصور ہونے وطی کے باعتبار کرامت یا استخدام جن کے یعنی ممکن ہے کہ بعد نکاح کے از راہ کرامت یا بعمل تسخیر جن کے زوج مشرق سے مغرب مین ساعت واحد مین آوے اور وطی کرے کذا فی فتح القدیر طحطاوی نے کہا کہ بہتر یہہ ہے کہ بعد نکاح کے چھہ مہینہ اور ایک ساعت مین ولادت فرض کی جاوی کیونکہ اس ساعت مین زوج کا زوجہ کے پاس پہونچنا مستحیل اور متصور

(۱۵۶۷) غائب ہوا ایک مرد اپنی عورت سے پھر اوسکو موت زوج یا طلاق کی خبر پہونچی یا اوسنے دعوی موت یا طلاق کا

کر کے عدت گذاری اور بعد عدت کے زوج ثانی سے نکاح کیا اور زوج
ثانی سے اولاد ہوئی پھر زوج اول آیا تو یہ اولاد زوج ثانی کی ہوگی
بشرطیکہ نکاح ثانی سے پورے چھ مہینے یا زیادہ مین ولادت ہوئی ہو
اور زوجہ زوج اول کو دلادی جاوے گی بالاتفاق کذا فی حاشیۃ المدنی
(۱۵۶۸) ایک شخص نے کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا
اور پھر اوسکو طلاق دی اور بعد طلاق کے مول لیا پھر وہ جنی چھ
مہینے سے کمتر مدت مین ابتداے خریدی سے تو نسب ولد کا اوس شخص
سے ثابت ہوگا خواہ وہ شخص اقرار کرے یا انکار کیونکہ وہ ولد
منکوحہ ہے یا ولد معتدہ نہ ولد مملوکہ اسواسطے کہ وقت خرید سے اقل
مدت حمل نہین گذری اور اگر وہ لونڈی بعد خرید کے پورے چھ مہینے
یا زیادہ مین جنی تو ولد کا نسب اس شخص سے بدون اقرار کے
ثابت نہوگا اسواسطے کہ وہ اس صورت مین مملوکہ کا ہے نہ ولد منکوحہ
یا معتدہ کا لیکن اگر لونڈی منکوحہ کو طلاق قبل دخول ہوئی یا بعد
دخول کے دو بار طلاق بائن ہوگئی تو اعتبار ولادت کا ابتداے
طلاق سے ہوگا نہ ابتداے خرید سے تو اگر مطلقہ قبل دخول طلاق
چھ مہینہ سے کمتر مدت مین جنی تو ولد اوسکا ثابت النسب ہے اور
دوسری صورت مین یعنی طلاق بائن مین اوسکے ولد کا دو برس تک
نسب ثابت ہوگا کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے حرام ہوجاتی ہے بحرمت
غلیظ تو بعد دو طلاق کے اوسکی وطی نہین ہوسکتی لہذا اوسکے حمل
کو بعد اوقات کی طرف منسوب کیا یعنی ماقبل طلاق کے کذا فی حاشیۃ
المدنی اور طلاق رجعی مین ولد ثابت النسب ہوتا ہے اگرچہ بعد طلاق

سکے دو برس سے زیادہ مدت مین پیدا ہو (کتنی ہی مدت زیادہ
ہو پانچ برس یا دس برس) بشرطیکہ ابتداے خرید سے چھ مہینے سے
کم زمانہ گذرا ہو۔ اسیطرح اگر غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو
خرید کرکے فوراً آزاد کردیا تو نسب ثابت ہوگا اگر وقت خرید سے
چھ مہینہ سے کم مین جنی ہو اور اگر زیادہ مدت مین جنی تو بلا اقرار
زوج نسب ثابت نہوگا کذا فی العالمگیریہ ناقلاً عن الکافی۔

(۱۵۶۹) غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو خرید کیا پھر اوسکو
بیچڈالا پھر وہ بعد بیع کے چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی پھر زوج بائع
نے ولد کا دعوی کیا تو نزدیک امام ابو یوسف کے اگر مشتری نے
تصدیق کی تو ولد ثابت النسب ہوگا اور اگر تصدیق نکی تو نہ ہوگا
کیونکہ بسبب خرید کے نکاح باطل ہوگیا اور امام محمد کے نزدیک صرف
دعوی کافی ہے تصدیق مشتری کی کچھ حاجت نہین۔ کذا فی العالمگیریہ

(۱۵۷۰) مولی اپنے ام ولد کو چھوڑکر مرگیا یا آزاد کردیا پھر وہ بعد
موت مولی یا آزادی کے کم از دو سال مین جنی تو ولد ثابت النسب
ہوگا اور اگر دو سال سے زیادہ مین جنی تو ولد ثابت النسب نہوگا
مگر بصورت ثانی بحالت آزادی اگر مولی بعد دو سال کے بھی دعوی
کریگا تو ولد ثابت النسب ہوگا۔

(۱۵۷۱) نکاح کیا ام ولد نے عدت عتق مین پھر جنی پورے دو برس
مین وقت آزاد کرنے اور پورے چھ مہینہ یا زیادہ مین ابتداء نکاح
سے اور مولی اور زوج دونون نے ایک ساتھ ولد کا دعوی کیا مولی
کہتا ہے میرا ہے زوج کہتا ہے میرا ہے تو یہ ولد مولی ہی کا ہوگا

نہ زوج کا بالاتفاق کیونکہ ام ولد معتدہ ہے بخلاف اوس صورت کے کہ ام ولد نے بدون اذن مولی کے نکاح کر لیا پھر وہ بعد نکاح کے چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی زوج اور مولی دونون نے دعوی کیا تو ام ولد زوج ہی کا ہوگا نہ مولی کا بالاتفاق۔

(۱۵۷۳) نکاح کیا معتدہ بائن نے اور بعد نکاح کے کم از دو سال مین ابتداے طلاق بائن اور کم از چھ مہینے مین ابتداے نکاح ثانی سے جنی تو یہ ولد زوج اول کا ہوگا بسبب ہونے نکاح ثانی کے کیونکہ عدت مین نکاح ہوا۔ لیکن صاحب بدائع نے کہا کہ یہ ولد زوج ثانی کا ہوگا بشرطیکہ اسکو بقاے عدت کا علم نہ ہو۔ بدین دلیل کہ عورت کا نکاح پر پیش قدمی کرنا دلیل ہے اوسکے انقضاے عدت کی اور بعد عدت کے زوج اول سے ملحق نہین ہوسکتا لیکن اگر وقت نکاح کے زوج کو بقاے عدت کا علم ہو تو نکاح فاسد ہوگا اور ولد زوج اول کا ہوگا۔ اور روایت بدائع کی قوی ہے۔ اور اگر جنی دو برس سے زیادہ مین ابتداے طلاق اور پورے چھ مہینہ مین ابتداے نکاح ثانی سے تو یہ ولد زوج ثانی کا ہوگا کیونکہ نسبت ولد کی بجانب زوج اول بسبب انقضاے دو سال کے متعذر ہو گئی۔ اور اگر جنی دو سال سے زیادہ مین ابتداے طلاق اور کم از چھ مہینہ مین ابتداے نکاح سے تو یہ ولد زوجین مین سے کسی کا نہ ہوگا زوج اول کا اسوجہ سے نہ ہوگا کہ اکثر مدت حمل ابتداے طلاق سے منقضی ہو گئی اور زوج ثانی کا اسوجہ سے نہ ہوگا کہ یہ ولد کمتر مدت حمل سے بھی کمتر مدت مین پیدا ہوا۔ کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۵۷۳) نکاح کیا ایک شخص نے عورت معتدہ سے اور بعد نکاح کے اوسکے پیٹ سے بچہ ناتمام جسکے بعض اعضا ظاہر ہوچکے تھی گرا تو اگر بعد نکاح ثانی کے پورے چار مہینہ مین گرا تو زوج ثانی کا نسب ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ مین بھی گرا تو زوج اول کا نسب ثابت ہوگا اور نکاح ثانی فاسد ہوگا بہ سبب بقاے عدت کے کیونکہ خلقت اعضا ظاہر نہین ہوتی مگر بعد ایکسو بیس (۱۲۰) دن کے چالیس (۴۰) دن نطفہ پیٹ مین رہتاہے اور چالیس دن خون لبتہ ہوتا ہے اور چالیس لوتھڑا ہوتا ہے کذا فی بحر الرائق۔

(۱۵۷۴) نکاح کیا کافر نے عورت مسلمہ سے پھر جنی اوس سے تو ولد ثابت النسب نہ ہوگا اسوجہ سے کہ زنا سے نسب ثابت نہین ہوتا اور عورت پر بعد مفارقت کے عدت بھی واجب نہ ہوگی۔ کذا فی مجمع الفتاوی۔

(۱۵۷۵) زنا کیا ایک شخص نے ایک عورت سے پھر وہ حاملہ ہوئی اور اوس سے نکاح کرلیا تو اگر یہہ عورت بعد نکاح کے پورے چھہ مہینہ یا زیادہ مین جنی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھہ مہینہ سے کم مین جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا الا اوس صورت مین کہ زوج نے نسب کا دعوی کیا اور یون نہ کہا کہ یہہ میرا بیٹا زنا سے ہے اور اگر ایسا کہا تو باوصف دعوی کے بھی نسب ثابت نہ ہوگا کذا فی الینابیع

(۱۵۷۶) نکاح کیا مسلمان نے اپنی محارم سے پھر اولاد ہوئی تو وہ اولاد امام کے نزدیک اس مسلمان سے ثابت النسب ہوگی بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک نسب ثابت ہوگا کیونکہ امام کے

نزدیک اس مسلمان سے ثابت النسب ہوگی بخلاف صاحبین کے
کہ اونکے نزدیک نسب ثابت نہوگا کیونکہ امام کے نزدیک نکاح محارم
کا فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک باطل ہے کذا فی الظہیریہ
(۱۵۷۷) ثابت ہوتا ہے نسب اشارہ کرنے سے باوجود قدرت
تکلم کے کذا فی النہایہ والعالمگیریہ

باب الحضانت

یہ باب ہے حضانت یعنی احکام پرورش اطفال مین

(۱۵۷۸) حضانت بہ فتح وکسر حا عبارت ہے تربیت ولد سے
(۱۵۷۹) حاضنہ وہ عورت ہے جو بچہ کو پرورش کرے اور
گود مین رکھے۔
(۱۵۸۰) شروط حضانتہ کے یہ ہین کہ حاضنہ حرہ بالغہ امینہ ہو
قادر ہو پرورش پر اور زوج اجنبی کے نکاح مین نہ ہو اور اگر پرورش
کرنیوالا مرد ہو تو اوس مین بھی یہی شروط ہین سواے شرط اخیر کے
کذا فی حاشیۃ المدنی۔
(۱۵۸۱) ثابت ہے حق پرورش کا اول نسبی مان کو اگرچہ کتابیہ یا
یا مجوسیہ ہو اور زوج سے جدا ہوگئی ہو۔ لیکن اگر مان ولد کی مرتدہ
ہوگئی ہو تو اوسکو اوس وقت تک حق حضانتہ نہین کہ مسلمان
ہوجاوے یا فاسقہ ہو ایسا فسق اور گناہ کرتی ہو جس سے بچہ ضایع
ہوجاوے مانند زنا اور گانا اور چوری اور نوحہ گری کے یا غیر مامونہ
ہو یعنی اوسپر اطمینان نہو اور تفسیر غیر مامونہ کی اسطرح پر ہے کہ ہر
گھر سے نکلا کرتی ہو اور لڑکے کو تباہ حالت مین چھوڑ جاتی ہو بعض

لگلتی ہو یا یا اضرورت مثلاً بضرورت کشتکاری نکلتی ہو یا دائی
خبالی یا مردہ شو ہو کذا فی المجتبی یا ام ولد ہو یا لونڈی ہو یا مدبرہ
یا مکاتبہ ہو جو قبل کتابت اس لڑکے کو جنی مگر جب کہ ولد بھی اسکا
مملوک ہو یا بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا ہو یا ماں
انکار کرے ولد کے بلا اجرت پرورش کرنے سے اور حالانکہ
باپ کو مقدور اجرت دینے کا نہیں اور کوئی اور عورت ولد کی
مفت پرورش کو قبول کرتی ہو اور ماں کے بیٹے کے پاس
آنے جانے کی بھی مانع نہ ہو تو حالات مذکورۃ الصدر میں ماں کا
حق پرورش ساقط ہو گا اور اگر ماں کا حق پرورش ساقط ہو گیا
تو اب حق حضانت نانی کو ثابت ہے اگرچہ بچند واسطہ نانی بعیدہ
ہو مثلاً نانی کی ماں یا نانی کی نانی لیکن نانی بعیدہ کو اوسوقت
حق حضانت حاصل ہو گا جب کہ نانی قریبہ نا قابل حضانت ہو گئی
ہو پھر بعد نانی کی دادی کو حق حضانت حاصل ہے اگرچہ بچند واسطہ
ہو بشرط مذکور پھر بعد دادی کے سگی بہن پھر مادری بہن پھر سوتیلی
بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی یعنی حقیقی بھانجی پھر مادری بہن کی
بیٹی پھر حقیقی خالہ پھر مادری خالہ پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر صغیر
کے بھائی کی بیٹیاں پھر پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی
خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں علی ترتیب با تقدم
یعنی اول حقیقی پھر مادری پھر سوتیلی پھر عصبات رجال بترتیب
وراثت حضانت میں احق ہیں تو باپ صغیر کا مقدم ہے دادا پھر
پھر سگا بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر بھتیجے اول حقیقی بھتیجے پھر سوتیلے

پھر چچا۔ حضانت مین احق ہین پھر جب کوئی عصبہ صغیر کا نہ ہو تو ذوی
الارحام احق ہین تو اول مادری بھائی کو صغیر دیا جاویگا پھر اوسکے
بیٹے کو پھر مادری چچا کو پھر حقیقی ماموں کو پھر مادری ماموں کو کذا
فی البحر ناقلا عن البرہان۔ پھر اگر مستحق حضانت چند اشخاص یکدرجہ
جمع ہون تو اون مین جو پرہیزگار زیادہ ہو وہ مقدم ہے اور اگر
پرہیزگاری مین بھی دونون برابر ہون تو پھر زیادہ عمر والا مقدم ہے
چچا اور پھوپی اور ماموں اور خالہ کے بیٹون کو حق پرورش
نہین بسبب نامحرم ہونے کے۔ حاضنہ ذمیہ اگر مجوسیہ ہو برابر
مسلمہ کے ہے جبتک لڑکا دین کو نہ سمجھتا ہو نہر الفایق مین دین
سمجھنے کی عمر سات برس کی مقدر کی ہے بحر الرائق مین ہے کہ
جب الفت کفر کا اندیشہ ہو تو لڑکا اوسکے پاس سے لے لینا چاہیے

(۱۵۸۲) اگر حاضنہ غیر محرم سے نکاح کرلے یا اوسکے پاس رہے
جو صغیر سے بغض اور کراہت رکھتا ہے تو حق حاضنہ کا ساقط ہو جاتا
ہے تو اگر ماں نے نکاح کیا اجنبی سے پھر صغیر کو اوسکی نانی نے رکھا
اوس اجنبی کے گھر مین تو باپ کو صغیر کا لے لینا پہونچتا ہے۔ کذا فی
قنیہ اور فقط عصبہ جسمین محرمیت نہین اجنبی کی برابر ہے خواہ
نسبًا ہو خواہ رضاعًا اگر زوج اجنبی سے فرقت بائنہ ہو لی تو حق
حضانت لوٹ آتا ہے بوجہ دور ہونے مانع کے۔

(۱۵۸۳) اگر مرد مدعی ہو کہ بوجہ نکاح ثانی کے حق عورت کا
ساقط ہو گیا ہے اور عورت نکاح ثانی کی منکر ہے اور مرد کے
قول کے گواہ نہین تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور حق حضانت

ساقط ہو گا۔ اور اسیطرح قول عورت کا معتبر ہو گا زوج ثانی کے طلاق دینے مین بشرطیکہ زوج ثانی کو مبہم بیان کیا ہو نہ معین اور اگر اوسنے معین بیان کر کے کہا کہ مین نے زید سے نکاح کیا تھا سو اوسنے مجکو طلاق دی سو اسصورت مین دعوی طلاق کا مسموع نہو گا بدون گواہون کے یا اقرار زید کے کیونکہ بیان صاحب حق معین ہو گیا۔ حاضنہ مان ہو یا کوئی اور لڑکے کی سات سال کی عمر تک مستحق پرورش ہے اسی پر فتوی ہے اگر اختلاف کرین والدین لڑکے کی عمر مین تو اگر لڑکا خود کہاتا پیتا کپڑا پہنتا اپنا استنجا کرتا ہو تو باپ کو دلایا جاوے اور اگر باپ قبول نکرے تو حاکم زبردستی دے کیونکہ اب باپ پر تعلیم امور دین واجب ہے اور اگر لڑکا امور مذکورہ مین محتاج دوسرے کا ہو تو حاضنہ کے پاس رہے گا۔

(۱۵۸۴) مان اور نانی اور دادی صغیرہ کے رکہنے مین سب برابر ہین تا بلوغ صغیرہ اخواہ بلوغ باعتبار حیض کے ہو یا احتلام یا عمر کے) یہہ ہی ظاہر روایت ہے اور بعد بلوغ کے باپ کی حفاظت مین رہیگی بحر الرائق۔ اگر والدین مین اختلاف ہو درباب حیض صغیرہ کے مثلاً باپ مدعی ہو اور مان منکر تو قول مان کا معتبر ہو گا بحر الرائق نہر الفائق مین ہے کہ صغیرہ کی عمر پر حکم کیا جاوے اور عمل کیا جاوے ظاہر حال پر شیخ محشی نے کہا کہ روایت مصرح پر عمل ہو یعنی صغیرا ور صغیرہ جیسا اقرار کرین اون کی تصدیق کی جاوے حاشیۃ المدنی۔ امام مالک رح کے نزدیک مان اور نانی کو حق حضانت صغیر کا احتلام

تک اور صغیرہ کا نکاح اور وطی کرنے زوج تک ہے کذا فی الغنی۔
(۱۵۸۵) ماں اور نانی کے سوا باقیون کو حق پرورش صغیرہ ہی
اوسکے مشتہاۃ (یعنی لائق شہوت) ہونے تک نزدیک فقیہ ابولیث
کے حد مشتہاۃ نو برس کی عمر ہے اور اسی پر فتوی ہے اور گیارہ
برس کی عمر حد ہے باتفاق علما۔ امام محمد سے ایک روایت ہے کہ ماں
اور نانی کے واسطے بھی یہی حکم ہے اور اس پر فتوی ہے بہ سبب
فساد زمانہ کے کذافی زیلعی تو بعد نکاح کے بھی نو برس تک حق حضانت
حاصل ہے حاشیۃ المدنی۔ ظہیریہ مین ہے کہ ایک عورت نے مرد
سے کہا کہ یہہ تیرا بیٹا میری دختر متوفیہ سے ہے تو اوسکا خرچ دے
اور مرد نے کہا کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور ماں اسکی زندہ گھر مین موجود
ہے اور ارادہ کیا لڑکے کے لینے کا تو منع کیا جاویگا یہانتک کہ قاضی اسکی
ماں کو جانے اور وہ آکر لڑکے کو لیجاوے پس اگر مرد نے حاضر
کیا ایک عورت کو اور مدعیہ سے کہا کہ یہہ تیری بیٹی ہے اس لڑکے
کی ماں اور اوسنے انکار کیا کہ یہہ میری بیٹی نہین وہ تو مرگئی تو
اسصورت مین قول مرد کا اور اوسکے ہمراہی عورت کا معتبر ہوگا
اور لڑکا ان دونون کو دلا دیا جاویگا کیونکہ تنازع ان دونونکا
ثابت ہے تو ظاہرا یہہ لڑکا انہین دونون کا ہے اور اگر مرد نے کہا
کہ یہہ میرا لڑکا تیری بیٹی سے نہین بلکہ دوسری عورت سے ہے تو
قول مرد کا مقبول ہوگا اور لڑکیکو لے لیگا۔
(۱۵۸۶) بلوغ سے پہلے صغیر اور صغیرہ کو اختیار نہین ہے کہ
خواہ باپ پاس رہین یا ماں پاس بخلاف امام شافعیؒ کے کہ اونکے

نزدیک بعد مدت حضانت کے صغیر اور صغیرہ کو اختیار ہے خواہ باپ
پاس رہین یا مان کے پاس کذا ذکرہ وید نا دہ عن القنیہ۔ اگر صغیر پر
اعتماد نہو یعنی مرد خوبصورت یا فاسق ہو تو باپ اپنے پاس رکھیگا
واسطے دفع عار و ننگ کے اور تادیب دیگا بعد بلوغ کے فعل بد پر
اس حکم مین دادا بھی مثل باپ کے ہے۔ حاشیۃ المدنی۔ لڑکی بالغ
اگر کنواری ہے تو جبڑ ہائے تک باپ اوسکو اپنے پاس رکھے۔ اور
اگر ثیبہ ہے تو باپ کو ولایت اپنے پاس رکھنے کی نہین ہے لیکن
جب کہ خوف فساد کا ہو تو باپ اور دادا کو ولایت اور قدرت ہے
پاس رکھنے کی نہ دیگر اولیا۔ کو نہر الفایق ناقلا عن الظہیریہ۔ اگر بالغہ
کا باپ دادا نہ ہو تو اختیار پاس رکھنے کا بھائی یا چچا کو ہے بشرطیکہ
فاسق نہون اور یہی حکم ہے ہر عصبہ مین کہ جو بالغہ کا قرابتدار محرم
صالح ہو اوسکو اختیار ہے پاس رکھنے کا اور فاسق کو نہین حاشیۃ
المدنی۔ اگر بالغہ کا باپ یا دادا اور کوئی عصبہ بھی نہ ہو اور ہو تو فاسق
ہو اسمین حاکم کو غور کرنا چاہیے۔ پس اگر بالغہ پر خواہ باکرہ خواہ ثیبہ خوف
فساد کا نہ ہو تو اوسکو چھوڑ دے تنہا جہان چاہے رہے اور اگر خوف
ہو فساد کا تو امانت دار عورت جو قادر ہو اوسکی حفاظت پر اوسکے پاس
رکھے عینی شرح کنز۔

(۱۵۸۷) جائز نہین ہے مطلقہ بائنہ کو بعد عدت کے لیجانا لڑکے کا
ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جسمین اتنا فاصلہ ہو کہ باپ اپنے
لڑکے کو دیکھکر اوسی روز لوٹ کر نہ آسکے۔ کذا فی الشمنی مگر جائز ہے
جب کہ وہ بستی جسمین مطلقہ ہوگئی ہو وطن ہے اوسکا اور عین نکاح

نے اوسکا عقد نکاح کیا تھا اگرچہ وہ بستی گاؤن ہو بہ نسبت قرب دار الریاست
کے۔ اگر وطن مطلقہ کا دار الحرب ہو تو صغیر کا لیجانا جائز نہین لیکن
اوس حالت مین کہ زوج اور زوجہ دونون کافرستان مین ہون۔
گانون سے شہر کی طرف لیجاوے تو جائز ہے کیونکہ صغیر کو شہر مین
سلیقہ حاصل ہوتا ہے اور بالعکس اسکے درست نہین۔ اور یہہ حکم
لیجانیکا صرف مطلقہ مان کے حق مین ہے سواے اوسکے اور
کوئی قادر نہین کہ بلا اجازت باپ کے لیجاوے۔ اسیطرح جبتک
صغیر مان کی پرورش مین ہے باپ بھی بدون رضامندی مانکے
شہر سے نہین لیجا سکتا۔

(۱۵۸۸) اگر زوج نے بوجہ نکاح ثانی مطلقہ کے اپنا لڑکا لیا تو
اوسکو سفر مین لیجانا جائز ہے تا عود حق حضانت مطلقہ یعنی طلاق
زوج ثانی کے۔ اور اگر ثانی موجود ہو گی تو سفر مین لیجانا جائز نہوگا
نہر بلا الیہین پر مان سے منقول ہے کہ باپ کو لیجانا صغیر کا قبل استغنا
جائز نہین بسبب احتمال عود حق حضانت مان کے زایل ہونے مانع
یعنی نکاح ثانی کے حاشیہ المدنی سراجیہ مین ہے کہ جب ساقط ہوئی
حضانت مان کی اور لے لیا باپ نے صغیر کو تو زبردستی نہین
باپ پر کہ صغیر کو بھیجا کرے مان کے پاس جب کہ مان ارادہ کرے
تو روکی نجاوے۔ اور فتوی دیا ہے اوستاد خیر الدین رملی نے
کہ بعد تمام ہونے ایام حضانت کے صغیر کو سفر مین لیجانے اور
عصبات صغیر برابر باپ کے ہین صغیر کے پاس رکھنے مین مگر صغیرہ
عصبہ غیر محرم (جیسے برادر چچازاد) پاس نہین رہ سکتی ہے خلاصہ

تاتارخانیہ۔

(۱۵۸۹) بحرالرائق مین ظہیریہ اور نسفی سے منقول ہے کہ مرد
نے عورت سے نکاح کیا بصرہ مین اور وہ لڑکا جننی پھر صغیر کو
مرد کوفہ مین لیگیا اور عورت کو طلاق دی پھر مطالبہ کیا عورت
نے صغیر کے پھیر دینے کا۔ تو اگر مرد صغیر کو عورت کی اجازت
سے کوفہ مین لیگیا ہے تو عورت سے کہا جائیگا کہ اگر تو چاہے تو وہان
جاکر لے آ۔ اور اگر بے اجازت لیگیا ہے تو باپ پر مان کے پاس
پہونچا دینا صغیر کا لازم ہوگا۔ اسیطرح اگر صغیر کو اوسکے مان کے ساتھ
لیگیا تھا تو پھر مان کو کوفہ سے بصرہ روانہ کردیا پھر اوسکو طلاق
دی تو بھی مرد پر لازم ہوگا پہونچا دینا صغیر کا مان کے پاس۔

حاشیۃ المدنی۔ واللہ اعلم۔

باب النفقہ

یہہ باب ہے احکام نفقہ کے بیانمین

(۱۵۹۰) نفقہ لغت مین اوسکو کہتے ہین جسکو آدمی اپنے اہل و
عیال پر خرچ کرے اور اصطلاح شرع مین عبارت ہے طعام اور لباس
اور مکان سکونت سے یہہ معنی امام محمد سے منقول ہے ہین کذافی
منح الغفار اور عرف مین نفقہ نفقط طعام ہی کو کہتے ہین۔

(۱۵۹۱) نفقہ ایک کا دوسرے پر چار سبب سے واجب ہوتا ہی
ایک زوجہ ہونے سے دوسرے قرابت سے تیسرے مالک ہونے
سے چوتھے غیر کی منفعت کے واسطے محبوس ہونے سے مثلاً
نفقہ مفتی اور قاضی اور زکوٰۃ کی تحصیل کے عامل اور وصی اور

مجاہدین کا ان لوگون کا نفقہ اسوجہ سے واجب ہے کہ یہہ صدقات سلاطین کی کارسازی مین مصروف ومحبوس رہتے ہین وصی نابالغ کی جائداد کے اہتمام مین رہتا ہے مجاہدین دفع اعدار دین پر قایم ومستعد رہتے ہین اپنی تلاش معاش نہین کرسکتے اور اور وجوب نفقہ کا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔

(۱۵۹۲) زوج پر زوجہ منکوحہ بنکاح صحیح کا نفقہ واجب ہے اگرچہ زوج نہایت صغیر اور محتاج ہو لیکن بحالت صغرسنی زوج اوسکا نفقہ صغیر زوج کے باپ پر ہوگا جب کہ وہ نفقہ کا ضامن ہوا ہو۔ زوجہ مسلمہ ہو یا کتابیہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیر جو قابل وطی یا لقبیل ومساس ہو یا مجنونہ یا محتاج ہو یا مالدار مدخولہ یا غیر مدخولہ مثلا زوجہ کی شرمگاہ مین ہڈی یا گوشت زائد ہو یا ایسی کبیرہ ہو کہ قابل وطی نہ ہو یا بسبب مہر معجل کے وطی پر قادر نہ ہونے دیتی ہو اگرچہ مدخولہ ہو چکی ہو۔ بالاتفاق۔

(۱۵۹۷) اگر فساد نکاح کا ظاہر ہوا اسطرح پر کہ وہ معتدہ نکلی یا بطلان نکاح ظاہر ہوا اسطرح پر کہ منکوحہ رضاعی بہن نکلی تو مرد اوس نفقہ کو پہیر لے کیونکہ یہہ دونون شرعاً زوجہ نہین لہذا انکا نفقہ بھی نہین لیکن شبلی نے کہا کہ نکاح فاسد مین نفقہ پہیر لینا جائز ہے بشرطیکہ بحکم قاضی مقدر ہوا ہو اور اگر بلا حکم قاضی زوج نے خود نفقہ دیا تو رجوع جائز نہین کذا فی العالمگیریہ وحاشیہ المدنی اور نکاح فاسد مین عورت عدت گذاری نہ نکاح باطل مین کیونکہ وہ زنا ہے اور زنا مین عدت نہین

(۱۵۹۸) زوجہ صغیرہ کا نفقہ زوج پر واجب نہین اسواسطے
کہ مانع وطی منجانب زوجہ ہے اسیطرح اگر دونون صغیرہ ہونگے تو
بھی زوجہ کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔
(۱۵۹۹) سبب وجوب نفقہ زوجہ اور غلام اور قاضی وغیرہ کا
احتباس اور قید ہے کہ بسبب اوسکے یہ لوگ تلاش معاش نہین
کر سکتے لہذا واجب ہوا نفقہ زوجہ کا زوج پر۔ غلام کا مالک پر۔ قاضی
وغیرہ کا بیت المال مین۔ وصی کا موصی لہ کے مال مین
(۱۶۰۰) واجب ہے نفقہ موافق حال زوجین کے اسی پر فتوی
ہے کذا فی الہدایہ تو اگر زوجین مقدرت والے ہون تو نفقہ
فراخی کے ساتھ واجب ہے اور اگر دونون مفلس ہین تو تنگی
نفقہ کی لازم ہے اور اگر زوج کم مقدرت والا ہے اور زوجہ
مقدور والی ہے تو زوج پر بقدر مقدور کے فی الحال دینا ہوگا
اور باقی نفقہ زوج پر دین ہوگا بوقت مقدرت اوسکو ادا کرے
اور اگر اسکے بالعکس ہو یعنی زوج زیادہ مقدور والا ہو اور زوجہ
محتاج ہو تو نفقہ متوسط واجب ہوگا یہ ضرور نہین ہے کہ جیسا آپ
کھاوے ویسا ہی زوجہ کو کھلاوے لیکن مستحب ہے کہ اپنا سا کھانا
زوجہ کو بھی کھلاوے کذا فی الدر۔
(۱۶۰۱) نفقہ زوجہ کا واجب ہے اگرچہ اپنے باپ کے گھر ہو بشرطیکہ
زوج نے نقل مکان کا مطالبہ نکیا ہو اور سسرال مین استمتاع سے مانع
نہوا ہو اسی پر فتوی ہے کذا فی فتح القدیر اور اگر زوج اپنے گھر
مین بلاتا ہو اور وہ نہ آتی ہو یا سسرال مین دونون مین خلوت

نہ ہو لی ہو تو نفقہ واجب نہین بہ سبب عدم تسلیم کے لیکن اگر ایسی
بیمار ہو کہ ڈولی وغیرہ مین نہ آ سکتی ہو تو نفقہ واجب ہوگا مگر دوا
اجرت طبیب فصاد کی واجب نہین کذا فی العالمگیریہ۔

(۱۶۰۲) زوج پر بارہ عورتون کا نفقہ واجب نہین۔ زوجہ مرتدہ
کا۔ اوس عورت کا جسنے زوج کے ولد یا والد کا بشہوت بوسہ لیا ہو
منکوحہ بنکاح فاسد کا۔ منکوحہ عدت فاسد کا۔ اوس لونڈی کا جسکے
مولی نے علیحدہ رہنے کے واسطے مکان نہین دیا۔ زوجہ صغیرہ کا جو
لایق وطی و خدمت و مساس کے نہین۔ ناشزہ کا یعنی اوس
عورت کا جو زوج کے گھر سے ناحق بلا عذر شرعی نکل گئی اور اوسوقت
تک کہ زوج کے گھر مین آوے اگرچہ زوج مسافرت مین ہو بخلاف
امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک اگر ناشزہ کا زوج سفر کرے اور
وہ اوسکے پیچھے گھر مین آوے تو نفقہ اوسکا واجب نہ ہوگا تاوقتیکہ
زوج گھر مین نہ آجاوے کذا فی حاشیہ المدنی۔ اوس عورت کا
جو اپنی ذات رات کو تسلیم کرے نہ دن کو یا بالعکس اسکے یعنی دن کو
تسلیم کرے اور رات کو نکرے بہ سبب نقصان تسلیم کے۔ کذا فی
المجتبی۔ اوس عورت کا جو مقید ہو اگرچہ بظلم مقید ہو مگر جب کہ
زوج نے خود ہی اپنے قرض کی وجہ سے قید کیا ہو۔ یا قید خانہ مین
اوس تک پہونچکر قادر ہوتا ہو کذا فی بصیریہ تو نفقہ واجب ہوگا
اوس مریضہ کا جو بعد نکاح کے بسبب مرض زوج کے گھر مین نہ آ سکتی
ہو اگرچہ اپنے سے انکار نہ ہو بہ سبب عدم تسلیم کے۔ کذا فی البحر۔
اوس عورت کا جسکو زبردستی غیر نے چھین لیا ہو لیکن امام ابو یوسف

کے نزدیک اگر مغصوبہ برضامندی خود نہ غصب ہوئی ہو تو اوسکا نفقہ واجب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔ اوسّی عورت کا تا واپسی حج کرنے گئی ہو اور زوج ساتھ نہین اگرچہ کوئی اور محرم ساتھ ہو بہ سبب عدم احتباس کے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اگر حج فرض ہو گا تو زوج پر نفقہ واجب ہو گا اور اگر زوجہ زوج کے ساتھ حج کرنے گئی تو زوج پر فقط حضر کا نفقہ واجب ہے نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری کا۔ کذا فی الدرر۔

(۱۶۰۳) نشوز لغت مین عبارت ہے ناموافقت اور نافرمانی زوجہ سے اور اصطلاح فقہ مین عبارت ہے خروج ناحق اور منع نفس سے ہذا التفسیر منقول وعن الخاف کذا فی البحر۔

(۱۶۰۴) اگر زوج اور زوجہ مین نشوز مین اختلاف ہو تو زوجہ کا قول مع الیمین معقول ہو گا مثلاً زوج نے دعوی کیا نشوز زوجہ کا اور گواہ نہین اور زوجہ منکر ہے نشوز کی تو اگر زوجہ اپنے انکار پر قسم کھا لیوے تو اوسیکا قول معتبر ہو گا اور زوج پر زمانہ نشوز کا نفقہ واجب ہو گا۔

(۱۶۰۵) ساقط ہوتا ہے بہ سبب نشوز کے نفقہ مفروضہ نہ مقروضہ قول اصح مین یعنی اگر زوجہ کا نفقہ کچھ قرار پا گیا ہو اور چند ماہ اوسپر گذر گئے اور اوسنے نہ پایا اور گھر سے نکل گئی تو وہ نفقہ مفروضہ ساقط ہو گیا اور اگر بحکم قاضی یا باجازت زوج اُسنے نفقہ قرض لیا اور پھر نکل گئی تو یہہ ساقط نہ ہو گا اور زوج کو دینا پڑیگا اور یہی حکم ہے موت کا خواہ زوج مرگیا ہو یا زوجہ کہ

نفقہ مفروضہ بعد موت احد الزوجین کے ساقط ہو جاویگا نہ مقروضہ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الذخیرہ۔

(۱۶۰۶) اگر کسیکی زوجہ گھر مین وطی کرنے سے مانع ہو تو نشوز نہوگا اور زوج پر نفقہ واجب ہو بسبب عدم خروج کے کیونکہ ظاہر حال قدرت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ باکرہ کی وطی نہین ہوتی مگر زبردستی سے کذا فی الزیلعی۔

(۱۶۰۷) اگر کوئی عورت اپنے ذاتی مکان مین ہو اور زوج کو اپنے نہ آنے دے تو یہ ناشزہ ہے اور اسکا نفقہ زوج پر واجب نہوگا اسواسطے کہ اگرچہ خروج حقیقی نہین مگر حکمی ہے لیکن اگر زوجہ اپنے ذاتی گھر مین رہتی ہو اور زوج سے کہے کہ مجکو دوسرے مکان مین لیچل یہان نرہونگی اور زوج نے توقف کیا اور زوجہ نے اس حالت مین اپنے پاس آنے سے منع کیا نفقہ ساقط نہوگا اور اگر اوس مکان مین جسمین زوج نقل مکان کا ارادہ رکھتا ہے شبہہ ہو معلوم نہین حلال مال سے بنا ہے یا حرام سے مثلاً مکان بادشاہی اور عورت وہان جانے سے انکار کرے تو وہ ناشزہ ہے بہ سبب نہ معتبر ہونے شبہات کے ہمارے زمانہ مین بخلاف اسکے کہ زوج کے ساتھ غصب کے مکان مین رہی پھر معلوم ہوا کہ یہہ مکان غصب کیا ہوا ہے سو وہان سے نکل گئی تو ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ بعذر شرعی نکلی یا زوج غصب کے گھر مین ہے اور وہان زوجہ کو بلایا اور اوسنے جانے سے انکار کیا تو وہ ناشزہ نہین اور بقول مفتی بہ زوج پر نفقہ واجب ہوگا کیونکہ بلا مرضی

زوجہ کے جائز نہین کہ زوج سفر مین لیجاوے۔ یا زوج سفر مین ہے اور اوسنے ایک اجنبی نامحرم کو بھیجا تاکہ زوجہ کو اپنے ساتھ لے آوے اور اوسنے اوسکے ساتھ جانے سے انکار کیا تو بھی وہ ناشزہ نہین اور اوسکا نفقہ زوج پر واجب ہے کیونکہ نامحرم کے ساتھ عورت کو سفر کرنا جائز نہین لیکن اگر سفر سے کم مدت ہے یعنی دو یا تین دن کی راہ ہے اور نامحرم کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی اسیطرح اگر کسی شریف آدمی کی زوجہ نے دودھ پلانے کی نوکری کر لی اور گھر سے باہر نہین جاتی عہین دودھ پلاتی ہے اور زوج عار کرتا ہے تو بقول بعض ناشزہ ہے بدین دلیل کہ نفقہ اوسکا زوج پر واجب ہے پھر وہ کیون زوج کو ننگ و عار لگاتی ہے اور بقول بعض ناشزہ نہین۔

(۱۶۰۹) انکار کیا عورت نے چکی پیسنے اور روٹی پکانے سے تو اب دیکھنا چاہیے کہ زوجہ اون لوگون مین سے ہے جو ایسے کام نہین کرتے چنانچہ عمدہ خاندان رئیس زادی یا کہ زوجہ ہرچند کہ امیرزادی نہین لیکن اوسکو ایسی بیماری ہے کہ کھانا پکا نہین سکتی تو زوج پر واجب ہے کہ اوسکو پکا پکایا کھانا تیار دیوے اور اگر زوجہ اون لوگون مین سے ہو جو اپنا کام آپ کرلیتے ہین اور آٹا پیسنے اور پکانے پر قادر ہو تو زوج پر پکا تیار کھانا دینا واجب نہین بلکہ اوسکو اناج دیوے کہ وہ پیس پکا کر کھا لیوے لیکن مجبور نکیجاویگی اور بحالت انکار زوج دال سالن ندیوے۔ کذا قال

السرخسی رشیخ رحمتی نے کہا کہ سرخسی کا یہ مطلب ہے کہ ایکا یا ہوا سالن نہ ہوے بلکہ دودھ گھی دیدے تاکہ روٹی بخوبی کھا سکے کذا فی حاشیۃ المدنی اور زوجہ کو جائز نہین کہ پیسنے پکانے کی اجرت لیوے بہ سبب واجب ہونے ان اعمال کے اوسپر باعتبار دیانت کے۔

(۱۶۰۹) واجب ہین زوج پر آلات پیسنے کے جیسے چکی سل بٹہ۔ پانی پینے اور کھانا پکانے کے برتن مثلاً کوزہ گھڑا مٹکا ہنڈیا ڈوئی اور باقی سامان گھر کا جیسے چٹائیان چار پائیان نمدہ دری شطرنجی اور وہ چیز جس سے عورت کے بدن کی صفائی ہو اور میل چھوٹے جیسے کنگھی کھل صابون وغیرہ اور وہ چیز جو بغل گندگی کو دور کر دے اور جو تیان زوجہ کی اور پانی جس سے زوجہ اپنے کپڑے دہولے اور غسل کرلے اور وضو کر لے لکڑیان جلانے کی تیل چراغکا اور اوسقدر خوشبو جس سے بدن کی بساہند دور ہو جاوے اور پوشاک ہر نصف سال مین ایکبار یعنی سال مین دو جوڑے کپڑے بہ سبب تجدد حاجت کے باعتبار گرمی اور سردی کے یعنی گرمی کی پوشاک جاڑے مین کام نہین آتی اور جاڑے کی گرمی مین۔ لہذا ایک سال مین دوبار پوشاک کی حاجت ہوتی اور ظہیریہ مین منقول ہے کہ امام محمد نے پوشاک عورت کی سال بھر کی یون بیان کی ہے کہ دو درع یعنی کرتا اور دو خمار یعنی وہ کپڑا جو سر پر اوڑھا جاوے اور ایک ملحفہ بعضون کے نزدیک بڑی چادر کو کہتے ہین جو تمام بدن کو لپیٹ لے اور بعضون کے نزدیک شبخوابی

سے کپڑے کو کہتے ہین اور رسم سرما مین عورت کو لحاف توشک
دیا جاوے سواے اوس لحاف و توشک کے جسمین زوجین باس
ملکر لیٹتے ہین لیکن اگر قبل مدت کے عورت کے کپڑے پھٹ گئے تو
اگر اوسنے موافق عادت کے احتیاط مناسب کی اور پھٹ گئے تو زوج
پر اور پوشاک دینا واجب ہوگا اور خلاف عادت بے احتیاطی سے
پہنتی رہی اور پھٹ گئے تو زوج پر نئی پوشاک دینا واجب نہین کذا
فی العالمگیریہ ناقلاً عن الجوہرہ اور مناسب ہے زوج کو نفقہ خود خرید
کرکے دیدیوے تاکہ عورت کو باہر نکلنے کی احتیاط نہ پڑے اور جائز
ہے اگرچہ بعد معین کرنے قاضی کے ہو کذا فی الخلاصہ ۔ تلذذ اور
زینت کی چیز اور خوشبو زوج پر واجب نہین مثلاً سرمہ خضاب عطر
اوسکا اختیار ہے چاہے دیوے یا نہ دیوے اور علاج بیماری کی
اجرت طبیب اور فصاد اور پچھنے لگانیوالے کی زوج پر نہین
(۱۰۹۱) اگر قاضی کو ظاہر ہو کہ زوج کسیکا نفقہ نہین دیتا ہے تو
اگر قبل اسکے قاضی نے نفقہ معین نہ کردیا ہو تو ایسے عورت کا نفقہ
مقرر کردے بشرطیکہ عورت کی درخواست ہو اور زوج موجود ہو
اسواسطے کہ غائب پر حکم کرنا جائز نہین اور اگر بعد معین کردینے کے
نہ دینا معلوم ہو تو حکم کرے تاکہ زوج عورت کو نفقہ دیوے اگر شکایت
کرے عورت اوسکے ٹالنے اور نہ دینے کی بشرطیکہ زوج سخی اور صاحب
دستر خوان نہو اور اگر زوج سخی اور صاحب دسترخوان ہے کہ بہت لوگ
اوسکی کشادہ چشمی کے سبب سے اوسکے دسترخوان پر کھاتے
ہین تو قاضی نفقہ کا حکم نہ دیوے اسواسطے کہ عورت کو بھی اختیار

ہے بلا اجازت زوج کے کھانے مین سے کھانا کھا لیوے۔ اور کپڑے مین سے کپڑا اپنے لے۔ پھر اگر بعد حکم دینے نفقہ والا قاضی کے زوج سرکشی کرے تو قاضی اوسکو قید کرے اور قید ہونیسے ایام حبس کا بھی نفقہ ساقط نہو گا کذا فی الخلاصہ اور قاضی تعین میعاد نفقہ مین ہر شخص کی حالت کا لحاظ کرلیوے چنانچہ پیشہ ورکیواسطے ایکدن کی مدت مقرر کرے کہ زمیندار اور کاشتکار کے واسطے ایک سال کی اور سوداگر اور نوکر کہ ماہوار تنخواہ پاتا ہو ایک مہینہ کی کیونکہ پیشہ ور ہر روز کماتے ہین اور ہر روز کھاتے ہین بخلاف زمیندار اور کاشتکار کے کہ وہ سال بھر کا نفقہ دیسکتے ہین اور جائز ہے زوج کو کہ اگر مہینہ یا سال کی مدت مقرر ہوئی ہو تو ہر روز نفقہ دیدیا کرے۔

(۱۱۶۱) اگر کسیکی زوجہ مہینہ بھر کے نفقہ یا زیادہ کا ضامن بخوف غائب ہونے زوج کے طلب کرے تو ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے حتی کہ اگر تمام عمر کے نفقہ کا ضامن طلب کرے تو بھی جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے کہ پھر اوس سے ضامن لیا جاوے کذا فی فتح القدیر اور اسی پر باقی دیون کو بھی قیاس کرنا چاہیے تو جس مدیون کے غائب ہونے کا اندیشہ ہو تو اوس سے ضامن لیا جاوے اور اسی پر بعض فقہا نے فتوی دیا ہے تو اگر کوئی کفیل ہوا زوج کا اور کہا کہ مین ہر مہینہ مین زوج کی طرف سے اسقدر نقد یا اناج ہمیشہ دیا کرونگا تو یہ ضمانت دایمی ہوئی بالاتفاق اسیطرح ضمانت دائمی ہوگی نزدیک ابو یوسف کے اگر ہمیشہ کا لفظ نہ کہا

فقط اسقدر کہا کہ مین ہر مہینہ اتنا دیا کرون گا زوج کی طرف سے
اور اسی قول پر فتوی ہے کذا فی بحر الرائق

(۱۶۱۲) عورت نے طلب کیا قاضی سے کہ نفقہ معین کر دے
حالانکہ وہ زوج کی مقروض ہے تو نفقہ اور دین یعنی بعوض رضامندی
زوج کے باہم مجرا نہ ہونگے اسواسطے کہ نفقہ دین ضعیف ہے کہ
موت سے ساقط ہو جاتا ہے بخلاف اور دیون کے کہ وہ موت
سے بھی ساقط نہین ہوتے۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر

(۱۶۱۳) زوجہ نے اپنا گھر زوج کو کرایہ پر دیا اور دونون اس
مین رہے تو کرایہ مرد پر واجب نہ ہوگا لیکن حاشیہ اشباہ مین ہے
کہ فتوی اس روایت کے مخالف ہے یعنی زوج پر کرایہ واجب ہے

(۱۶۱۴) زوج نے وطی کی زوجہ سے اوس گھر مین جسمین وہ
بکرایہ رہتی تھی پھر عورت سے بعد ایک سال کے مثلاً کرایہ کا مطالبہ
ہوا اوسنے زوج سے کہا کہ مین تجھکو خبر دے چکی ہون کہ یہ مکان
کرایہ کا ہے اور کرایہ تیرے ذمہ ہوگا تو زوج پر کرایہ لازم نہ ہوگا
زوجہ ہی پر لازم ہوگا اسوجہ سے کہ کرایہ ٹھہرانیوالی وہی نہ زوج
کذا فی البزازیہ لیکن اگر زوجہ بدون اجارہ کے مکان موقوفہ یا مکان
یتیم یا اوس مکان مین جو غلہ رکھنے کے واسطے تیار ہوا ہے
تو اوسکا کرایہ زوج پر لازم ہوگا اسواسطے کہ عقد اجارہ زوجہ
نے نہین کیا اور سکنی زوجہ کا زوج پر لازم تھا لہذا زوج کو اجرت
دینا لازم ہوا۔

(۱۶۱۵) قاضی نے سوا ہوے نفقہ زوجہ کا بقدر گرانی اور ارزانی

غلہ کے اور نہ اندازہ کرے نفقہ کا دراہم اور دنانیر سے۔ کذا فی
الاختیار لیکن بحر الرائق مین محیط اور مجتبیٰ سے منقول ہے کہ اگر
قاضی چاہے تو نفقہ کو قسم قسم مقرر کرے مثلاً گیہون اتنے۔ اور
گوشت اتنا اور گھی اتنا اور دال اتنی خواہ ہر روز کی تقدیر کرے
یا مہینہ کی یا سال کی علی حسب المراتب یا اقسام یا کولات کی قیمت
دراہم سے ٹھہرا دے پھر مجموعہ کا اندازہ دراہم سے۔ اور زوج کو حکم
دے کہ ہر مہینہ یا ہر سال اتنے روپیہ زوجہ کو دیا کرے۔

(۱۶۱۲) قاضی نے زوجہ کا نفقہ معین کر دیا لیکن اوسنے خست
کی اور جمع کرنے کی طمع سے کم کھایا یا کم پوشاک پہنی تو جائز ہے زوج
کو اس امر کی قاضی کے پاس نالش کرے کہ زوجہ کو حکم دیا جاوے
کہ اوسمین سے اچھی طرح سے کھایا کرے جو اوسکے لیے مقرر ہو گیا
ہے مبادا کہ نہایت ضعیف اور دُبلی ہو جاوے کہ زوج کیواسطے
مضر ہے کہ لائق رغبت اور شہوت کے نہ رہے گی اور نالش
کرے کہ عمدہ پوشاک نہین پہنتی میلی کچیلی رہتی ہے اسواسطے کہ
سنگار کرنا زوج کا حق ہے۔ جسطرح کہ عورت کو مرد کیواسطے زینت
کرنا لازم ہے اوسیطرح مرد پر واجب ہے کہ عورت کے واسطے
زینت شرعی کرے یعنی حجامت بنوانا موچھون کا کتروانا۔ موے
زہار کا مونڈہنا غسل کرنا موافق مقدور کے کپڑے پہننا اسواسطے
کہ جب عورت یا مرد بے سلیقہ ہونگے اور ترک زینت کرینگے تو
دوسرون کو خواہ مخواہ نفرت ہوگی اور غیرون کی طرف آنکھ
جانے لگے گی پھر وہ فساد ہونگے کہ خدا پناہ مین رکھے۔ کذا فی

حاشیۃ الطحطاوی۔

(۱۶۱۷) اگر عورت لباس مذکورۃ الصدر کی درخواست کرے تو قاضی مقرر کر دے اور بلا درخواست مقرر نکرے کیونکہ یہہ حق ہے زوجہ کا کہ بدون اوسکی خواہش اور نالش کے حاکم پر مقرر کرنا لازم نہین۔

(۱۶۱۸) مختلف ہوتی ہے خوراک اور پوشاک باعتبار مقدور اور افلاس اور موسم ملک کے کذا فی الاختیار تو مقدور والے پر اوسکے مواصی خوراک و پوشاک زوجہ کی واجب ہے اور مفلس پر اوسکے موافق اور گرمی مین گرمی کے موافق اور سردی مین سردی کے موافق جیسی جس ملک کی عادت ہو اور رواج ہو بشرطیکہ مخالف شرع شریف نہو

(۱۶۱۹) اگر زوجہ زوج کے پاس بدون اوسقدر جہیز کے پہونچائے جاوے جو اوسکے مناسب حال ہے تو زوج کو زوجہ کے باپ پر اوسقدر مال کا مطالبہ کرنا پہونچتا ہے مگر اوسصورت مین مطالبہ نہین جب زوج چند مدت تک چپ ہو رہے۔ تو جب کہ مطالبہ جائز ہوا تو اگر جہیز مین زوجہ کے ساتھ فرش اور ظروف آئے تو زوج پر اون سے منتفع ہونا اور استعمال کرنا حرام نہ ہوگا اسواسطے کہ ہمارے ملک مین مہر زیادہ معین کرتے ہین واسطے کثرت جہیز کے اور بیشک جو چیز مروج اور معروف ہے وہ مشروط کی برابر ہے لہذا قابل عمل کرنے کے ہے۔ کذا فی نہر الفایق لیکن صاحب نہر کے کلام پر محشیون نے بہت گفتگو کی ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ

جہان بالیقین اسکا رواج ہو کہ مہر معتد ری سے زیادہ جہیز دینے کیواسطے سمجھے اور دیتے ہوں مثلاً مہر وہان کا سو درم ہے سو زوج نے دو سو درم دیئے سو مہر کے اور سو جہیز کے سو اگر زوجہ کے باپ نے موافق سو درم کے جہیز دیا تو البتہ زوج کو استعمال کرنا اسباب جہیز کا بدون رضامندی زوجہ کے بھی جائز ہے اور اگر باپ اوسکا جہیز نہ دے یا سو درم سے کم دے تو البتہ اسصورت مین زوج کو زوجہ کے باپ سے نقد مال کا مطالبہ پہونچتا ہے اگر ایسا معمول اور رواج نہ ہو تو جہیز کے اسباب کو اپنے صرف مین لانا بدون اجازت زوجہ کے جائز نہین اسواسطے کہ مالک جہیز کی زوجہ ہے نہ زوج ہان زوجہ کو البتہ اپنے باپ سے مطالبہ مہر کا اختیار ہے اگر وہ زوج سے مہر لیچکا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۰۲۰) طلب کرنا مقدار نفقہ کا زوج کے حضور مین یہ دعوی ہے اور بعد دعوی کے مقرر کر دینا قاضی کا حکم ہے۔ اور یہ حکم یا تراضی طرفین کے نفقہ دین ہو جاتا ہے۔ پس اگر بعد حکم یا تراضی طرفین کے زوج نفقہ نہ دیگا تو ساقط نہ ہو گا مدت گذرنے سے بلکہ ایام گذشتہ کا نفقہ دینا لازم ہو گا اور تا بقاے نکاح جاری رہیگا بشرطیکہ یہ سبب بالغ یعنی نشوز کے ساقط ہو جاوے کذا فی نہر بحث کتاب القضاء لہذا فقہا نے کہا ہے کہ قبل از حکم قاضی یا تراضی طرفین کے ابرا نفقہ کا باطل ہے کیونکہ ابرا ہوتا ہے دین مین اور نفقہ دین نہین ہوتا بدون حکم قاضی یا تراضی طرفین کے حاشیۃ المدنی خواہ نقد سے مین درم ہو وے خواہ از قسم طعام مثل گندم و گوشت وغیرہ کے

تو بابت ایام ماضیہ قبل قضا یا رضا کے زوج پر کچھ لازم نہ ہوگا
اور بعد قضا یا رضا کے جسقدر عورت خرچ کر لی اوسکو زوج سے پھیر
لیگی اگرچہ اپنا ہی مال خرچ کیا ہو بیدون حکم قاضی کے۔

(۱۶۲۱) اگر زوجین مین اختلاف ہو مدت مین یعنی عورت کہے
کہ قاضی نے دو مہینہ سے نفقہ مقرر کر دیا ہے اور مرد کہے کہ ایک
مہینہ سے تو قول مرد کا معتبر ہوگا اور گواہ عورت کے مقبول ہونگے

(۱۶۲۲) اگر قاضی حنفی نے مقدار نفقہ کی مثلاً نقدی مقرر کر دی تو
بعد اسکے قاضی شافعی کو تموین (یعنی قلیل بقدر ضرورت) کا حکم کرنا جائز
نہین۔ اسیطرح اگر قاضی شافعی حکم تموین کر چکا ہو تو اب قاضی حنفی
کو خلاف اوسکے حکم کرنا جائز نہین۔ البتہ اگر زوج اور زوجہ بعد تعین مقدار
نفقہ کے راضی ہو گئے کہ زوجہ زوج کے ساتھ بقدر ضرورت کھاوے تو
باطل ہو جاویگی مقدار معینہ قاضی کی۔ پھر اگر زوجہ ناراض ہو گئی زوج
کے ساتھ کھانے سے تو نفقہ مفروضہ پھر عود کریگا کیونکہ حکم قاضی کا
ما دام النکاح جاری ہے حاشیۃ المدنی۔ سراجیہ مین ہے کہ اگر عورت
کی پوشاک مین درم مقرر ہو گئے اور وہ راضی ہو گئی اور موافق اُسکے
حکم قاضی بھی ہو گیا تو اب عورت کو اوس سے پھرنا اور پوشاک مین
کپڑا طلب کرنا درست ہے۔

(۱۶۲۳) فقہا نے کہا ہے کہ نفقہ مفروضہ سے جسقدر بچ رہیگا وہ
عورت ہی کا مملوک ہے نفقہ آئندہ مین مجرا نہ ہوگا مثلاً قاضی یا زوج
نے دس درم نفقہ ماہ رمضان کا مقرر کر دیا اور عورت نے پانچدرم
مین رمضان بسر کیا تو پانچدرم بقیہ کی عورت مالک ہے قاضی شوال

سکے پورے دنش درم کا حکم کریگا۔ لیکن سواسے زوجہ کے اور قرابتداروں
کے نفقہ مین سے جو بچ رہیگا وہ مجرا کیا جاویگا۔ اگر عورت فضول خرچی
کر کے مہینہ بھر کے خرچ کو دنش دن مین صرف کر دے یا نفقہ چوری یا
گم ہو جاوے تو زوج پر دینا لازم نہ ہوگا۔ اسیطرح اگر قاضی نے سال
بھر کی پوشاک زوجہ کو دلادی اور پانچ مہینہ مین کپڑے پھٹ گئے
تو قاضی دوسری پوشاک نہ دلاویگا۔ لیکن اگر پوشاک باوجود
احتیاط استعمال موافق عادت اور رواج کے پھٹ گئی ہو۔ یا کہ عورت
نے اوس پوشاک کے ساتھ اپنی دوسری پوشاک استعمال کی اور
دونون سال کے اندر پارہ ہوگئین تو اوسکے واسطے دوسری
پوشاک مقرر کی جاویگی کیونکہ دونون صور تون مین تجویز قاضی کی خطا
ظاہر ہوگئی حاشیۃ المدنی۔

(۱۹۲۴) صلح کی زوجہ نے زوج سے عوض نفقہ مہینہ کے چند
درم پر پھر دعوی کیا کہ مجکو اسقدر درم کفایت نہین کرتے تو قاضی
دعوی پر نظر کرے۔ اگر دراہم کافی ہون تو دعوی نہ سنے ورنہ
بقدر کفایت زیادہ کرے۔ اگر بعد صلح کے زوج عذر اپنی بیمقدوری
کا کرے تو اوسپر کچھ التفات نہ ہوگا اور صلح لازم ہوگی کیونکہ
مصالحہ پر راضی ہونا دلیل ہے اوسکے قادر ہونے پر مگر احتمال
ہین کہ بدل جاوے نرخ غلہ کا اور قاضی معلوم کرلے کہ جسقدر زر
صلح ہوئی اوس سے کم پر نفقہ عورت کو کفایت کرتا ہے۔ یا کہ بیمقدوری
زوج کی لوگون سے پوچھکر معلوم کرلے تب نفقہ بقدر کفایت
عورت یا بقدر اوسکی طاقت کے مقرر کردے شرح خانیہ بحرالرائق

من وصیت دہ جب قاضی نفقہ عورت کا مقرر کر دے پھر غلہ گران یا ارزان نہ ہو جاوے تو اوسکو بدل ڈالے حاشیۃ المدنی عن بحر الرائق عن ظہیریہ۔
حکم کیا قاضی نے زوج پر نفقہ افلاس کا بسبب مفلس ہونے زوجین کے پھر زوج مالدار ہو گیا اور عورت مفلس رہی اور جھگڑا کیا عورت نے نفقہ مین تو قاضی پورا کر دے نفقہ موافق مقدور زوج کے (یعنی نفقہ متوسط) آیندہ کے واسطے نہ زمانہ ماضی کے واسطے حاشیۃ المدنی۔
(۱۶۲۵) ساقط ہوتا ہے نفقہ مفروضہ زوج یا زوجہ کی موت یا طلاق (رجعی ہو یا بائن) سے ظہیریہ خانیہ بحر الرائق مین بدلائل عدم سقوط نفقہ طلاق (رجعی ہو یا بائن) پھر اعتماد کیا ہے اس مسئلہ مین مفتی کو غور کرنا چاہیے۔ اگر معلوم ہو کہ نفقہ دینے کے واسطے ہ دفع طلاق دی ہے تو عدم سقوط نفقہ کا۔ اور اگر زوجہ کی بدمزاجی سے طلاق دی ہے تو سقوط نفقہ کا حکم یا فتوی دے۔ مقدسی نے بھی امر تامل کو مذکور کیا اور طحطاوی نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے حاشیۃ المدنی۔ اگرچہ مفروض ہونے نفقہ کے عورت نے باجازت قاضی نفقہ قرض لیا ہو تو موت یا طلاق سے ساقط نہ ہوگا قول اصح عن محیط
(۱۶۲۶) جو نفقہ یا لباس پیشگی دیا گیا ہو (خواہ زوج نے دیا ہو یا پدر زوج نے) وہ نہ موت سے پھر سکتا ہے نہ طلاق سے اگرچہ نفقہ یا لباس صرف نہ ہوا ہو بلکہ بعد موت یا طلاق کے موجود ہو یعنی

پر فتوی ہے منح الغفار عن الخانیہ والفتح۔
(۱۶۲۷) ظاہر الروایت مین نفقہ خادم مملوک زوجہ کا زوج پر
واجب ہے (بشرطیکہ زوجہ حرہ ہو یعنی حرہ) جسپر پوری ملکیت
ہو (یعنی مکاتب نہو) اور خادم کو سوائے خدمت مالکہ کے اور
کچھ کام نہو۔ اور زوج مالک نہ ہوگا زوجہ کے خادم کو نکالنے پر
البتہ اگر ایک سے زیادہ خادم ہونگے تو اوسکے نکالدینے پر اختیار
ہوگا۔ بحر۔ اور نیز زوج معتد وروالا ہو تو قول اصح مین اظہار
تنگی اور افلاس مین قول زوج کا معتبر ہوگا۔ اگر دونون گواہ
لادین تو عورت کے گواہ زیادہ تر قابل اعتماد ہونگے۔ خانیہ۔
اگر زوج کے چند لڑکے ہون جنکو ایک خادم کفایت نکرے تو دو یا
زیادہ کا نفقہ بقدر حاجت مقرر کیا جاویگا بالاتفاق فتح القدیر۔
(۱۶۲۸) ابو یوسف سے مروی ہے کہ عورت مالدار زوج کے
پاس پہونچائی گئی بہت خادمون کے ساتھ تو سب کے نفقہ کی عورت
مستحق ہوگی۔ کذا فی البحر عن غایۃ البیان۔ سراجیہ مین ہے کہ
زوج پر نفقہ ایک خادم کا فرض ہے اور اگر عورت منجملہ اشراف
ہے تو دو خادم کا۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ظاہر الروایت مین نفقہ ایک
خادم کا مذکور ہے لیکن فتوی ابو یوسف کے قول پر ہے۔
اگر خادم مملوک عورت کا نہ ہو تو زوج پر اوسکے واسطے خادم
رکھنا لازم نہین بلکہ خود بازار سے سودا خرید کر لادے۔ کذا
فی حاشیۃ المدنی عن السراجیہ۔
(۱۶۲۹) زوج پر مثل طعام اور لباس سکنی (یعنی ایک کوٹھری

مستقل مع مکان ضروری مثل باورچیخانہ و پاخانہ کے جو خالی ہو زوج
اور زوجہ کے اقارب سے اگرچہ زوجہ کا لڑکا دوسرے شوہر سے
ہے سواے طفل زوج کے جو جماع کو نہیں جانتا اور زوج کی لونڈی
اور ام ولد کے) زوجہ کا بھی واجب ہے بقدر حال زوجین کے
اسی پر فتوی دینا لائق ہوا بحر الرائق نہایہ فتح القدیر اور اگر دو بیبیان
ہوں تو ہر ایک ایک مکان کا مطالبہ کر سکتی۔ زوج کو
دار القضا سے حکم دیا جاوے کہ زوجہ کو ایسے ہمسایہ میں رکھے
جہاں وہ گھبراے نہیں فتاوی سراج الدین۔ پر ہمسایہ ایسے
اسی گھر قریب ہوں کہ اگر کوئی مصیبت آپڑے تو ان کو پکار سکے
یا ان سے کلام کر سکے حاشیہ المدنی۔ اور جس مکان کے گرد پیش
پردیسی لوگ ہیں وہ مکان مسکن شرعی نہیں بحر الرائق۔
(۱۲۳۰) اگر زوج نفقہ (طعام اور لباس اور سکنی) زوجہ سے
عاجز ہو یا غائب ہو یا مالدار ہو اور ادائے حق زوجہ نکرے تو جدائی
نکیجاویگی دونوں باتیں ہیں۔ اور اگر حکم کرے قاضی حنفی تفریق کا
بسبب افلاس یا غائب ہونے زوج کے بوجہ ضرر زوجہ کے تو
یہ حکم نافذ نہ ہوگا۔ البتہ اگر قاضی حنفی حکم کرے قاضی شافعی کو
اور وہ تفریق کر دے تو نافذ ہوگا بشرطیکہ رشوت نلی ہو آمر
اور مامور نے بحر الرائق اور نیز قاضی حنفی کو اجازت حاکم کی
ہو تفویض حکم کی لیکن یہ نفاذ حکم بقول صحیح حاضر کے افلاس پر
ہوگا نہ زوج غائب کے افلاس پر اگرچہ زوجہ نے گواہ افلاس
غائب پر گذرانے ہوں کیونکہ افلاس اور مقدرت سریع الحصول

سے شاید بعد قضا قاضی شافعی اس امر کے ادا ہوگیا ہو تو یہ حکم نافذ نہین
ہوگا کیونکہ قاضی شافعی کے نزدیک نفقہ ساقط ہوجاتا ہے ہمارے یہان جائز ہے
چونکہ منصوص نہیں ہے تاہم شاید یہ ہوگیا ہو اور یہ بات ثابت نہیں ہوسکتا ہے کہ
شاید مدت گذشتہ کا نفقہ زوج ادا کرچکا ہو حاشیہ المدنی۔

(۱۶۳۱) اگر قاضی نے زوج مفلس یا غائب پر نفقہ فرض کردے
تو حکم کرے عورت کو تو قرض لینے کا تاکہ اسکو ادا کرے زوج
یعنی وہ عورت کہے کہ بحکم قاضی قرض لیتی ہون تو اپنا
قرض شوہر سے لیوے اگر چہ زوج نے اسکے قرض لینے
سے انکار کیا ہو۔ اگر بدون حکم قاضی کے قرض لیگی تو داین عورت
سے لیگا اور عورت زوج سے پھر لیگی بشرطیکہ عورت نے تصریح
کردی ہو کہ میں زوج پر قرض لیتی ہون یا اپنے دلمین اسکی نیت
کرلی ہو لیکن اگر زوج نیت کا انکار کرے کہ تو نے قرض لیتے وقت
نیت نہین کی تو زوج ہی کا قول معتمد ہوگا مجتبی۔

(۱۶۳۲) قرض دینا عورت کو اوسپر واجب ہے جسپر نفقہ
عورت اور اوسکے لڑکون کا واجب ہوتا بحالت نہونے زوج
کے جیسے بھائی اور چچا عورت کا اور مجبور کیا جاویگا بھائی اور جو
اوسکی مانند ہے جب کہ وہ قرض دینے سے انکار کرے کیونکہ
یہ معروف اور مروج ہے زیلعی والاختیار۔ اسیطرح اگر زوج
مفلس کی اولاد صغار ہو تو واجب ہوگا نفقہ اولاد صغار کا
اوسپر جسپر بحالت نہونے باپ کے نفقہ واجب ہوتا مثلاً مان اور
بھائی اور چچا پھر جب باپ صغار کا مقدور والا ہو تو جسقدر انکو

کھلایا پہنایا ہو اوس سے پہلے حاشیۃ المدنی
(۱۶۳۳) خالص غلام جسکے مولی نے اذن دیا نکاح کا اپنی زوجہ کے نفقہ مین بیچا جاویگا۔ اور اگر بدون اذن مولی کے نکاح کیا تو اوس سے مطالبہ نفقہ کا بعد اوسکی ازادی کے ہوگا۔ اور مدبر اور مکاتب جو عاجز نہین ہوا بدل کتابت سے محنت اور مزدوری کریگا واسطے نفقہ زوجہ کے۔ اور خالص غلام واسطے نفقہ کے اوسوقت بیچا جاویگا جب اوسپر اسقدر نفقہ مجتمع ہو جاوے کہ وہ اوسکے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اوسکا مالک اوسکے عوض نفقہ نہ دے ذخیرہ واجب نہ ہوگا غلام پر نفقہ زوجہ کا جو لونڈی ہے غلام کے مولی کی اور نہ واجب ہوگا غلام پر نفقہ ولد کا اگرچہ زوجہ اوسکی حرہ ہو بلکہ غلام کے ولد کا نفقہ ولد کی مان پر واجب ہوگا اگرچہ مان اوسکی مکاتبہ ہو کیونکہ لڑکا تابع مان کا ہے حاشیۃ المدنی۔
خالص غلام اپنی زوجہ کے نفقہ مین بار بار بیچا جاویگا کیونکہ نفقہ ہر روز پیدا ہوتا ہے تو جب اسقدر نفقہ جمع ہو جاویگا کہ غلام اوسکے دینے سے عاجز ہو اوتنی ہی بار بیچا جاویگا بخلاف دیگر دیون کے کہ وہ حادث نہین تو اون مین صرف ایک مرتبہ بیچا جاویگا نہ بار بار فتح القدیر ساقط ہوتا ہے نفقہ غلام کی موت یا مقتول ہونے سے قول اصح مین۔
(۱۶۳۴) جسکو جہ لونڈی (اگرچہ مدبرہ یا ام ولد ہو) کا نفقہ زوج پر واجب نہین ہوتا ہے اگرچہ غلام ہو لیکن علیحدہ مکان دینے سے (یعنی مالک لونڈی کو سپرد کردے) واجب ہوتا ہے جب کہ مالک

اوس سے خدمت نہ لے۔ اور مکاتبہ تو برابر حرہ کے ہے اوسکے نفقہ کا وجوب جدا مکان ہونے پر موقوف نہین ہے۔ اگر مولی دن بھر خدمت لے اور رات کو زوج کے پاس بھیجدے تو نفقہ زوج پر لازم ہوگا۔ اور اگر رات کو لونڈی مولی کی خدمت مین رہے تو رات کا نفقہ مولی پر اور دن کا زوج پر رہیگا حاشیۃ المدنی۔ اگر لونڈی سے کام لیا مولی یا مولی کے لوگون نے یا علحدہ مکان دیا اسکو بعد طلاق کے واسطے عدت کے نہ قبل اسکے تو نفقہ اوسکا زوج سے ساقط ہے بلکہ واجب ہی نہ ہوگا۔ لونڈی منکوحہ کا نفقہ ٹھہرانا قبل تفویض زوج کے باطل ہے۔

(۱۶۳۵) منع نکرے زوج زوجہ کو ماں باپ کے گھر جانے سے ہر جمعہ (یعنی سات دن) مین ایکبار بشرطیکہ والدین اوسکے پاس نہ آسکتے ہون۔ اگر باپ لنگڑا ہو یا اوسکو کوئی اور بیماری ہو اور اوسکی خدمت کا محتاج ہو تو عورت پر اوسکی خبر گیری اور خدمت واجب ہے اگرچہ باپ کافر ہو اور زوج اوسکی خدمت سے منع کرتا ہو فتح القدیر (تو اگر باپ کا کوئی خادم ہو تو اوسپر خبر گیری واجب نہین) اور اسقدر عصیان زوج عورت ناشزہ نہ ہوگی کہ اوسکا نفقہ زوج پر حرام ہو حاشیۃ المدنی۔ زوج منع نکرے زوجہ کے والدین کو اوسکے پاس آنے سے ہفتہ مین ایکبار اور ماں باپ کے سوا دیگر محارم کو جیسے چچا ماموں بھائی عم خالہ بہن کو ہر سال مین ایکبار زیلعی مگر زوج منع کرے ماں باپ اور محارم کے پاس رہنے اور ٹھہرنے سے کیونکہ اس سے زوج کو کبھی ضرر ہوتا ہے اسی پر فتوی ہے خانیہ

محارم کو ہر وقت اختیار ہے کہ عورت سے باتین کرین اور اوسکو دیکھین بشرطیکہ گھر مین داخل نہ ہون زوج اسکو منع نکرے اسمین قطع رحم ہوتا ہے ہدایہ و اختیار زوج زوجہ کو سات جگہ جانے سے منع نکرے ماں باپ کے ملنے کو اور اونکی بیمار پرسی کو اور انکی ماتم پرسی کو یا اون دونون مین سے فقط ایک کے ملنے کو یا ایک کی بیمار پرسی یا ایک کی ماتم پرسی کو یا محارم کے ملنے کو منح الغفار

(۱۶۳۶) زوج منع کرے عورت کو اجنبی لوگون مین ملنے سے اور اونکی بیمار پرسی اور ولیمہ نکاح کے جانے سے اگرچہ ولیمہ اسکے باپ ہی کے نکاح کا ہو بسبب احتمال فسادات مجمع ولیمہ کے کذا فی حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۳۷) زوج کو جائز ہے منع کرنا زوجہ کا چرخہ کاتنے اور ہر کام سے خواہ وہ کام اپنے واسطے زوجہ کرتی ہو یا اجنبی کے واسطے بطریق احسان کے اگرچہ دائی جنائی یا مردہ شو ہو کیونکہ حق زوج مقدم ہے فرض کفایہ پر مگر سفر حج مفروض سے منع نہین کرسکتا اگر اوسکے ساتھ کوئی اوسکا محرم ہو۔ اگر کوئی دوسری عورت مردہ شو نہ ہو تو بدون اجازت نکلنا درست ہے بوجہ فرض عین کے اور اگر عورت پردہ دار نہ ہو تو قرض کے واسطے بھی نکلنا درست ہے حاشیۃ المدنی۔ زوج کو جائز ہے کہ عورت کو مجالس وعظ اور درس مین نجانے دے مگر زوجہ کو اوس مسئلہ ضروری کے دریافت کیواسطے بلا اجازت نکلنا درست ہے جسکو زوج اوسکا عالم سے سوال کرکے دریافت نہین کردیتا حاشیۃ المدنی۔

جائز ہے کہ زوج منع کرے زوجہ کو حمام مین جانے سے نگہ نفاس والی
اور بیمار عورت کو کیونکہ حمام مین جانا مشروط ہے بدون آرایش اور
زیور کے اور اسبات کی کہ کسیکی سامنے کشف عورت نہ ہو اور اس
زمانہ مین بالیقین اکثر عورتین مکشوف العورۃ ہوجاتی ہین تو کچھ اختلاف
نہین عورتون کے منع کرنے مین حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۳۹) نفقہ مقرر کیا جاوے زوجہ اور طفل اور والدین غائب
کا جسکی غیبت بقدر مدت سفر ہو یا کمتر۔ زوجہ غائب کے نفقہ ٹھہرانے
مین مدت سفر شروط نہین عالمگیریہ نفقہ قاضیخان محیط) کیواسطے
اور مانند طفل کے ہے وہ بالغ بیٹا جو لنگڑا ہو اور بیٹیان صغیرہ ہون
یا کبیرہ۔ نفقہ غائب کے اوس مال پر ٹھہرایا جاوے جو زوجہ اور طفل
اور والدین کے حقوق کی جنس سے ہو مثلاً سونا چاندی اناج یا کپڑا
جو اونکے لباس کے مناسب ہو۔ اور جو مال اونکے حقوق کے مخالف ہو
مثلاً اسباب اور زمین تو اوسمین واسطے نفقہ کے بیچنا ہوگا حالانکہ بالاتفاق
امام اور صاحبین کے غائب کا مال بیچنا جائز نہین۔

نفقہ غائب کے اوس مال مین مفروض ہوگا جو اون لوگون کے پاس
یا اوس شخص پر ہو جو امانت یا دین کا اقرار کرے۔ اول اونکے
پاس کا مال صرف کرایا جاویگا پھر امانت کا (کیونکہ امانت مین ہلاکی
متصور ہے بلا ضمان) پھر دین کا حاشیۃ المدنی۔ تو اگر مال نہ ہوگا
تو عورت کے گواہون پر قاضی نہ نفقہ مقرر کریگا نہ ثبوت نکاح کا
حکم دیگا کیونکہ قضا علی الغائب صحیح نہین۔ زفر نے کہا کہ جب عورت
نکاح کے گواہ گذرانے تو نفقہ کا حکم دیا جاویگا نہ نکاح کا اسی قول پر

عورت ہو بوجہ حاجت کے اور یہی قول مفتی بہ ہے۔ بحر والنہر قاضیخان و عالمگیریہ وغیرہ کذافی حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۳۹) امانتدار اور مدیون نے زوجہ اور طفل اور والدین کو نفقہ دیا بلا فرض کرنے قاضی کے تو دونوں ضامن ہونگے مال کے اور زوجہ وغیرہ سے نفقہ نہ پھیر سکینگے۔ لیکن بعد حکم قاضی کے اگر امانتدار کے نفقہ دینے سے عورت منکر ہو گی تو قول امانت دار کا مقبول ہوگا اور مدیون کا قول مقبول نہوگا بدون شہادت یا اقرار زوجہ کے۔ بحر

(۱۶۴۰) فرض نفقہ کی شرط ہے کہ امانت دار اور مدیون مال غائب کا اقرار کریں۔ اور اقرار کریں یہ عورت زوجہ اور یہ طفل بیٹا اور یہ دو شخص والدین غائب کے ہیں تو صرف شہادت نکاح اور قریب نسب سے نفقہ مقرر نکیا جاویگا۔ اور فرض کرنے نفقہ کا حکم ثابت ہے جبکہ قاضی کو علم نہو غائب کے مال کا اور زوجیت اور نسب کا اگر قاضی ایک امر کو جانتا ہو تو دوسرے کے واسطے حاجت اقرار کی ہو گی بدون قسم اور گواہوں کے بسبب نہ ہونے خصم کے۔

(۱۶۴۱) قاضی ضامن لے زوجہ سے اوس مال کا جو نفقہ میں لیا۔ قول سرخسی سے واجب ہے ضمانت لینا اور قول خصاف سے مستحب ہے صدر الشہید نے وجوب کی تصحیح کی ہے حاشیۃ المدنی۔

(۱۶۴۲) قاضی قسم لے (بنا بر احتیاط) زوجہ اور ضامن سے کہ زوج غائب نے اوسکو نفقہ نہیں دیا اور نہ زوجہ ناشزہ ہے نہ ایسی مطلقہ ہے جسکی عدت گذر چکی ہو۔ اسیطرح قسم لے والدین اور لڑکے ولد بالغ اور جوان بیٹیوں سے سوا صغیر کے حاشیۃ المدنی اگر زوج

غائب حاضر ہوکر گواہ گذرانے کہ نفقہ زوجہ کو دیچکا تھا یا زوج گواہ نہ لاوے اور عورت قسم سے انکار کرے تو زوجہ یا اوسکے ضامن سے مطالبہ ہوگا نفقہ پھیر دینے کا اگر زوج گواہ نہ لاوے اور زوجہ منکر قسم کھاوے تو عورت اور کفیل دونوں بری الذمہ ہوگئے۔ حاشیہ المدنی۔ اگر زوجہ نے اقرار کیا دعوی زوج کا تو زوجہ سے مطالبہ ہوگا نہ کفیل سے عالمگیریہ عن بدایع۔

(۱۶۴۳) مطلقہ رجعی و بائنہ و جدا شدہ بلا قصور مثلاً خیار عتق یا بلوغ یا عدم کفاءت کے واسطے نفقہ اور سکنی اور پوشاک (بصورت درازی طہر و مدت عدت کے) واجب ہے۔ حاشیہ المدنی۔

(۱۶۴۴) ساقط نہین ہوتا نفقہ مفروضہ مدت کے گذر جانیسے نابر قول مختار کے بزازیہ یعنی اگر معتدہ نے نفقہ نلیا یا زوج نے ندیا اور عدت گذر گئی تو ساقط نہ ہوگا منح الغفار عن بزازیہ اگر عورت مدعی امتداد طہر کی ہو تو نفقہ اوسکا لازم ہوگا تا وقتیکہ قاضی انقضاے عدت کا حکم ندے۔ اسیطرح اگر زوج گواہ گذرانے کہ عورت انقضاے عدت کا اقرار کر چکی ہے اور قاضی حکم کردے انقضاے عدت کا تو بعد اوسکے دعوی امتداد طہر مسموع نہ ہوگا اور عورت کو نفقہ نہ ملیگا اور اگر عورت مدعی حمل ہو تو اوسکو ابتداے طلاق سے دو سال تک نفقہ دیا جائیگا تحفۃ الاخیار حاشیہ حلبی۔ اگر بعد دو سال کے ظاہر ہوا کہ حمل نہ تھا تو عورت سے نفقہ نہین پھر سکتا اگرچہ زوج نے شرط بھی کر لیا ہو کہ بصورت

ابطال دعوی حمل کے نفقہ پھیر لونگا کیونکہ یہہ شرط باطل ہے
بحرالرائق۔
(۱۶۴۵) اگر زوج نے صلح کرلی معتدہ سے نفقہ کی عوض چند درم پر۔ تو اگر عدت اوسکی بسبب صغر یا ایاس کے) مہینون کے حساب سے ہو گی تو صحیح ہے۔ اور اگر عدت سے ہو گی تو صلح صحیح نہو گی بسبب جہالت مدت کے بوجہ احتمال درازی طہر کے۔
(۱۶۴۶) واجب ہے فقط سکنی اوس عدت والی کا جسکی جدائی معصیت (مثلا عورت کا مرتد ہو جانا یا زوج کے ولد کا بوسہ لشہوت لینا) سے ہوئی۔ لیکن اگر زوج کے گھر سے نکل گئی تو اوسکیواسطے سکنی بھی نہ ہوگا۔ قہستانی۔ فرقت معصیت مین یہہ فرق ہے کہ سکنی حق اللہ ہے یہہ کسیحال مین ساقط نہین ہوتا۔ اور طعام اور لباس حق ہے عورت کا وہ فرقت معصیت سے ساقط ہو جاتا ہے۔
خلاصہ یہہ ہے کہ جدائی زوج کی طرف سے ہو گی تو معتدہ کا نفقہ واجب ہوگا اور جب عورت کی طرف سے ہو گی تو اگر بغیر معصیت (مثل خیار عتق اور خیار بلوغ اور عدم کفاءت کے) ہو تو اوسمین نفقہ واجب ہے۔ اور اگر معصیت سے ہے تو اوسمین نفقہ ساقط ہے عالمگیریہ۔
(۱۶۴۷) اگر مطلقہ بائنہ معتدہ نے زوج کے ولد کو اپنے اوپر قادر کردیا یعنی وطی پر راضی ہو گئی تو نفقہ اوسکا ساقط نہ ہوگا۔
(۱۶۴۸) اگر زوجہ مطلقہ بائنہ عدت مین مرتد ہو گئی تو نفقہ اوسکا ساقط ہے (یہہ سقوط فقط ارتداد سے نہین بلکہ حاکم کے پاس

معتدہ ارتداد سے ہے توبہ کرنے تک) اور اگر گھر مین رہیگی
تو نفقہ واجب ہوگا۔ بخلاف ارتداد قبل طلاق کے کہ اوس مین
مطلقاً نفقہ ساقط ہے۔ اگر مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملی پھر وہان
سے اگر بعد توبہ مسلمان ہوگئی تو اب نفقہ واجب نہ ہوگا کیونکہ لحوق
دار الحرب سے کہ بمنزلہ موت کے ہے۔ عدت ساقط ہوگئی بحر
جامع اور ذخیرہ مین ہے کہ عود کرتا ہے یعنی اگر سقوط نفقہ مین حکم
لحوق دار الحرب کا تو نفقہ ساقط ہے۔ اور اگر وہ وہان سے مکرر
دار الاسلام مین آئی مسلمان ہوکر تو اوسکے عود کے ساتھ
نفقہ بھی عود کریگا۔ تو اب سمجھو تناقض نہ ہوا روایت جامع اور
ذخیرہ مین طحطاوی۔

(۱۶۴۹) مطلقاً واجب نہین تینون قسم کا نفقہ معتدہ موت
کیواسطے اگرچہ وہ حاملہ ہو۔ کیونکہ معتدہ موت کا قیام زوج کے
گھر مین باعتبار حق زوج کے نہین ہے بلکہ باعتبار حق شرع کے
ہے۔ اور عدت موت مین دریافت صفائی رحم ملحوظ نہین لہذا
اوسکی عدت حیض سے نہین۔ نفقہ اندک اندک زوج کی ملک
مین واجب ہوتا ہے اور بعد موت کے زوج کی ملک باقی نہین
اور وارثون پر واجب کرنا ممکن نہین۔ منح الغفار۔ حموی نے
برجندی سے نقل کیا ہے کہ معتدہ وفات اگر حاملہ ہو تو اوسکا
نفقہ واجب ہے۔ قہستانی مین بھی مضمرات سے قول ضعیف
اسمین منقول ہے۔ پس یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حاشیۃ المدنی
اگر ام ولد حاملہ ہو اپنے مولی سے تو اوسکا نفقہ کل مال میت

سے واجب ہے جوہرہ بشرطیکہ مولی نے حمل کا اعتراف کیا ہو کیونکہ بدون اقرار مولی کے ثابت النسب نہ ہوگا۔

(۱۶۵۰) واجب ہے ہر مرد پر اگرچہ محتاج ہو نفقہ اپنے طفل فقیر آزاد کا نہ مملوک اور مالدار کا اور اگر طفل کا مال غائب ہو موجود نہ ہو تو بھی باپ پر نفقہ واجب ہے اور اوسکے مال سے پھیر لے بشرطیکہ وقت دینے نفقہ کے رجوع کی شرط کر لی ہو اور گواہ بھی کر لیتے ہوں (مذکر ہو یا مونث ایک ہو یا چند) مراد طفل سے صغیر ابتداے پیدائش سے تا بلوغ ہے اور مثل صغار اوس اولاد کبار کا بھی نفقہ واجب ہے جو کمائی سے عاجز ہو جیسا عنیہ لولا اور بیٹی کا نفقہ تا نکاح واجب ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اوس اولاد کا بھی نفقہ باپ پر واجب ہے جسکو پیشہ وری سے عار و ننگ لاحق ہوتا ہو مانند انبیاء کرام کے اور اوس طالب علم کا جو تحصیل علوم شرعیہ مین مشغول ہو اور بوجہ تحصیل علم کے پیشہ وری نکر سکتا ہو کذا فی الزیلعی والعینی لیکن اون طالب علموں کا نفقہ باپ پر واجب نہین جو علوم دنیاوی اور خلاف شرع رکھتے اور نہ یا ان فلاسفہ کی تحصیل مین مصروف ہوں

(۱۶۵۱) اگر باپ اور ماں اور اوسکا ولد صغیر دونوں محتاج تو باپ کمائی کرے اور کسب کی طاقت نہ ہو تو سوال کرے اور ولد صغیر کو کھلاوے اور اگر کسب میسر نہ آوے اور کفایت نکرے تو قرابتدار چچا ہو یا ماموں اونکو نفقہ دے اور جب اونکے باپ کو مقدور ہو تب اوس سے پھیر لے کذا فی الذخیرہ اور اگر

باپ محتاج ہو لیکن مان مالدار ہے تو قاضی اوسپر نفقہ کا حکم کرے اور یہہ نفقہ باپ پر دین ہوگا اور مان مالدار دیگر قرابتداران مالدار پر مقدم ہے اولاد کے نفقہ مین بہ سبب قرب جزئیت اور مزید شفقت اسکے۔

(۱۶۵۳) اگر اولاد صغار کی مان سنے اونکے باپ سے نفقہ مین جھگڑا کیا تو قاضی اون کا نفقہ مقرر کردے اور باپ کو حکم کرے کہ اون کا نفقہ مان کو دے تاوقتیکہ مان کی خیانت ثابت نہ ہو اور اگر اوسکی خیانت ثابت ہو تو یکبارگی نفقہ ندے بلکہ ہر روز صبح یا شام دیدیا کرے کسی اور شخص کو مقرر کردے کہ وہ اون پر خرچ کیا کرے۔ اور صحیح ہے صلح کرنا مان کا باپ سے اولاد صغار کے نفقہ پر اگرچہ ایسی تھوڑی زیادتی پر صلح ہوگئی جو تحت تقدیر داخل ہو سکتی ہے مثلاً دس درم پر صلح ہوئی اور اون کو آٹھ یا نو درم کافی ہین لیکن جب اندازہ کرنے والے آئے تو کوئی اون مین سے دس درم اندازہ کرتا ہے کوئی کم تو ایسی قلیل زیادتی منافی صلح نہین اور اگر ایسی زیادتی ہو کہ تحت تقدیر مقدرین نہ داخل ہوتی ہو مثلاً سب اندازہ کرنیوالے آٹھ ہی درم پر متفق ہون تو ایسی زیادتی گھٹائی جاویگی اور اگر صغار کی مان سنے اوسقدر پر صلح کرلی کہ اونکو کافی نہین ہوتی تو صلح سے بقدر کفایت زیادہ نفقہ دینا ہوگا۔ کذا فی البحر۔

(۱۶۵۴) مرد آزاد پر نفقہ واجب ہے اوس اولاد کا جو لونڈی کے پیٹ سے ہو اور غلام پر نہین اگرچہ حرہ کے پیٹ سے ہو

بلکہ اون کی مان پر نفقہ لازم ہے لیکن کافر باپ پر مسلمان ولد کا نفقہ واجب ہے۔ کذا فی البحر۔

(۱۶۵۵) نفقہ اصول محتاج کا واجب ہے اگرچہ کسب پر قادر ہوں اوس ولد ذی مقدور پر جیسے صدقۂ فطر واجب ہے مال نامی ہو یا نہ ہو یہ قول ابو یوسف کا ہے اور یہی مختار ہے ہدایہ کا اور بعضون نے کہا کہ وجوب نفقہ اصول مین نصاب زکوۃ کا مالک ہونا مشروط ہے احناس مین کہا یہی قول مفتی بہ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی۔ لیکن نہر الفائق مین فتح القدیر سے منقول ہے کہ اگر بیٹا پیشہ ور ہو تو وہان امام محمد کا قول معتبر ہوگا۔ یعنی جو اوسکے اور اوسکے عیال کے خرچ سے باقی بچے وہ اصول پر خرچ کرے مثلاً بیٹا ہر روز چھ پیسہ کماتا ہو اور چار پیسہ اوسکے عیال کا خرچ ہو اور دو پیسے بچتے ہون تو اوسپر واجب ہے کہ دونون پیسے اپنے والدین پر صرف کرے صاحب نہر نے کہا کہ اس قول پر اعتماد زیادہ واجب ہے اور یہی لایق فتوی کے ہے کذا فی حاشیۃ المدنی اور خلاصہ مین ہے کہ قول مختار یہ ہے کہ بیٹا کمائی والا اپنے مان باپ کو اپنے خرچ مین داخل اور شریک کرلے۔ مراد اصول سے مان اور باپ اور دادا اور دادی اور نانا نانی ہین لیکن پوتے پر دادا کا نفقہ اوسوقت واجب ہوگا جب باپ مرگیا یا محتاج ہو اسیطرح نانا کا نفقہ نواسہ پر اوسوقت واجب ہوگا جب مان مرگئی ہو یا محتاج ہو۔ وجوب نفقہ مین بیٹا اور بیٹی برابر ہین تو اگر محتاج باپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو آدھا نفقہ بیٹے پر ہے اور آدھا بیٹی پر یہی قول حق ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی فتح

القدیر و الخلاصہ اسواسطے کہ علت وجود نفقہ ولادت ہے سو دونون
مین برابر ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ بطور ارث واجب ہے تو
بیٹا دو حصہ دے اور بیٹی ایک اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا
لیکن شمس الائمہ نے کہا کہ نفقہ اصول کا برابر ہے اگر مقدور مین
تفاوت نہ ہو یا کم تفاوت ہو اور اگر ایک زیادہ مقدور والا ہو اور
دوسرا کم تو قدر نفقہ مین بھی تفاوت لازم کذا فی العالمگیریہ عن الذخیرہ
اور نفقہ ولادت کے وجوب مین معتبر ہے قرب اور جزئیت مین تو
اگر دو شخصون مین جزئیت پائی جاوے اور ایک زیادہ تر قریب ہو دوسرے
سے تو اقرب ہی پر نفقہ واجب ہوگا بلا اعتبار ارث نہ ابعد پر مثلاً ایک
شخص کے ایک بیٹی اور پوتا اور بھائی ہو تو اول بیٹی پر نفقہ واجب
ہوگا پھر پوتے پر پھر بھائی پر اسواسطے کہ یہان ارث معتبر نہین مگر ارث
اوسوقت معتبر ہے جب کہ قرب مین دونون برابر ہون مثلاً ایک محتاج کا
دادا اور پوتا ہو تو اوسکا نفقہ دونون پر بقدر اون کے ارث کی واجب
ہوگا یعنی سدس دادا پر اور باقی پوتے پر اسواسطے کہ دونون سے
قرابت بیک واسطہ برابر ہے تو یہان ترجیح نہ ہوگی مگر بحیثیت ارث کے اور
اگر کوئی اور مرجح ہو تو تساوی قرابت اور ارث بھی ساقط الاعتبار
ہے چنانچہ ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مالدار ہون تو اوسکا نفقہ ولد پر ہوگا
نہ باپ پر حالانکہ مراتب دونون کے بلا واسطہ برابر ہین اگر ارث کا اعتبار
ہوتا تو سدس نفقہ باپ پر ہوتا اور باقی با ولد پر۔ بانہمہ رجحان وجوب
کا ولد ہی پر ہوا بمقتضائے اس حدیث شریف کے کہ تو اور تیرا مال
تیرے باپ کا ہے تو ولد کو باپ کا مال قرار دینا بھی وجہ ترجیح وجوب

اتفاق کی ہوئی اور یہہ نہین فرمایا کہ باپ کا مال بیٹے کا ہے۔

(۱۶۵۶) اگر بیٹا قادر نہو مگر والدین مین سے ایک کے نفقہ پر یعنی بہ سبب قلت مقدور کے مان باپ دونون کو نفقہ ندے سکتا ہو بلکہ ایک کو دیسکتا ہو تو مان زیادہ ترحقدار ہے اسوجہ سے کہ ولد کی وجہ سے تکلیفات جسمی مان پر زیادہ گذرتی ہین لہذا خدمتگزاری مین مقدم ہے جیسا کہ تعظیم و توقیر مین باپ مقدم ہے کذافی حاشیۃ المدنی ناقلاعن الجوہرہ اور قول ضعیف یہہ ہے کہ اول باپ احق ہے اور ایک شخص کا باپ اور طفل ہو اور وہ ایک ہی کو دیسکتا ہو تو طفل زیادہ ترحقدار ہے۔ اسواسطے کہ طفل کسب پر قادر نہین اور نہ بھوک پر صبر کر سکتا ہے اور قول ضعیف یہہ ہے کہ نفقہ کو دونون مین تقسیم کردے۔

(۱۶۵۷) فرزند پر مثل والدین کے باپ کی زوجہ کا اور اسکی ام ولد کا نفقہ واجب ہے بلکہ فرزند پر واجب ہے کہ باپ کا نکاح کردے یا تصرف کے واسطے لونڈی لے دے بشرطیکہ باپ کو عورت کی حاجت ہو اور فرزند مقدور والا ہو اور اگر باپ کے چند زوجات ہون تو فرزند پر ایک ہی زوجہ کا نفقہ واجب ہے ایک کا نفقہ باپ کو دیدے تاکہ وہ اون پر اونکے استحقاق کے موافق تقسیم کردے۔

(۱۶۵۸) جائز ہے محتاج باپ کو اپنے ذی مقدور بیٹے کے مال سے بقدر کفایت کے چورا لینا بشرطیکہ بیٹا ندیتا ہو اور قاضی وہان موجود نہو اور اگر قاضی موجود تو چوری کرنا درست نہین قاضی کے

پاس نالش کرے وہ نفقہ ولا دیگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر
و المجتبیٰ۔

(۱۶۵۹) اگر اصول فروع مین مقدور مین اختلاف ہو تو مقدور
کے منکر کا قول معتبول ہوگا اور مقدور کے مدعی کے گواہ مقبول
ہونگے مثلاً باپ دعوی کرتا ہو کہ بیٹا مقدور والا ہے اور بیٹا منکر
ہو تو بیٹے کا قول معتمد ہوگا اور بیٹا دعوی کرتا ہو کہ باپ مقدور والا
ہے مجبیر اوسکا نفقہ واجب نہین اور باپ اپنے مقدور کا منکر
ہو تو باپ ہی کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوی
پر گواہ گذرانے یعنی مدعی مقدور گواہون سے ثابت کرتا ہے اور
منکر بھی تو جو مقدور کا مدعی ہوگا اوسکے گواہ مقبول ہونگے نہ منکر کی

(۱۶۶۰) ایک محتاج کی مان ہے اور دادا تو اوسکا نفقہ بقدر اونکے
ارث کے ہے اسواسطے کہ مان کو ترجیح ہے بہ سبب قرب کے
اور دادا کو بہ سبب قوت نسب کے لہذا ارث کا اعتبار رہا کذا
فی الخانیہ اور اگر مان اور نانا ہے تو مان ہی پہ ہوگا نہ نانا پہ اسواسطے
کہ نانا دادا سے کمتر ہے۔

(۱۶۶۱) ایک محتاج کا چچا اور نانا ہے تو اوسکا نفقہ نانا پر ہے
بہ سبب ترجیح جزئیت کے اور ارث کا یہان اعتبار نہین اگرچہ وارث
چچا ہے نہ نانا۔

(۱۶۶۲) ایک محتاج کی مان اور چچا ہے تو اوسکا نفقہ دونون پر بقدر
انکے ارث کے ہے یعنی ایک ثلث مان پر اور دو ثلث چچا پر اور فقہا
نے اس قول کو مشکل کہا ہے وجہ اشکال کی یہہ ہے کہ وجوب نفقہ مین

ماں مقدم تھی بہ سبب جزئیت کے پھر ارث کے اعتبار کرنے کی
کیا وجہ ہے۔

(۱۶۶۳) واجب ہے نفقہ ہر قرابت والے محرم کا بشرطیکہ محتاج
اور ضعیف ہو یا انثی ہو مطلقًا تا نکاح اگرچہ تندرست بالغہ ہو۔

(۱۶۶۴) سبب وجوب نفقہ کا قرابت مع المحرمیت ہے تو چچا کے
بیٹے کا نفقہ واجب نہین اسواسطے کہ اگرچہ قریب ہے لیکن محرم
نہین۔ اور رضاعی بھائی بہن کا نفقہ نہین اگرچہ محرم ہین لیکن
قرابت نسبی نہین محرم عورت مین خالہ پھوپی بہن بھانجی بھتیجی
داخل ہین اور اوس قریب محرم بالغ کا بھی نفقہ واجب ہے
جو کسب سے عاجز ہے بہ سبب مرض دایمی بیماری کے جیسے لولا
اوپاہج اندہا اور غافل ناعقل اور مفلوج اور ملتقی اور مختار مین زیادہ
کیا ہے کہ اگر بالغ بہ سبب فرط حماقت کے پیشہ نکرسکتا ہو یا اعلے
خاندان ہو یا طالب علم ہو تو اوسکا بھی نفقہ واجب ہے۔

(۱۶۶۵) نفقہ بہو کا سسر پر ہے اگر بیٹا صغیر محتاج ہو کذا فی
المختار و الملتقی اور قدری افندی کے واقعات المفتین مین ہے
کہ باپ سے ولد غایب کی زوجہ اور ولد کا نفقہ زبردستی دلایا
جاویگا اسیطرح ماں سے ولد کا اور ولد سے ماں کا اور بھائی سے
دوسرے بھائی کی اولاد کا اور اقرب سے اولا ابعد کا نفقہ
بحالت غیبوبت اون اشخاص کے جنپر نفقہ واجب ہے زبردستی
دلاجاویگا خواہ وہ ولد کا باپ ہو یا نہ ہو اور جسوقت وہ شخص
جسپر نفقہ واجب ہے سفر سے واپس آوے نفقہ دہندہ اپنا

نفقہ دیا ہوا اوس سے لیوے۔
(۱۶۶۶) ایک شخص اجنبی نے میت کے بعض وارثون کو نفقہ
دیا پھر اجنبی نے کہا کہ مین نے وارثون کو وصی کے کہنے سے
نفقہ دیا اور اوسکا وصی نے بھی اقرار کیا اور اس نفقہ دینے
کا حال معلوم نہین ہوتا بجز وصی کے قول کے تو اس صورت
مین وصی کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ جس وارثونکو کہ نفقہ دیا صغیر
ہے اور اگر وہ بالغ ہو تو نفقہ اجنبی کا احسان ہوگا نہ دین جسکا
اداکرنا متروکہ میت سے لازم ہو کذا فی حاشیۃ الہدایہ والقنیہ
(۱۶۶۷) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھکو نفقہ دے
یا میری عیال اور اولاد کو نفقہ دے اور اوسنے موافق اوسکے
کہنے کے نفقہ دیا تو ایک قول یہہ ہے کہ اوس سے بلا شرط رجوع
پھیرلے۔ اور دوسرا قول یہہ ہے کہ بدون شرط کے نہین پھیر
سکتا لیکن اگر ایک نے دوسرے کا دین اوسکے کہنے سے ادا
کردیا تو پھیرلے اگرچہ شرط نہ کی ہو اسیطرح سے جمیع مصارف کو جنکا
مطالبہ جانب عباد سے امر کرنیوالے پر ہو۔ پھیر لے اگرچہ شرط نکی ہو
(۱۶۶۸) محارم نسبیہ کا نفقہ واجب ہے بقدر ارث کے بدلیل
قول حق تعالی (کہ وارث پر ہے مثل اوسکے) وحدیث شریف۔
(الغرم بالغنم) کی تو معلوم ہوا کہ وجوب نفقہ کی علت ارث
ہے یعنی موافق ارث کے نفقہ واجب ہوگا۔ یعنی یہہ فقیر اگر غنی
ہوتا اور مال چھوڑکر مرجاتا تو اوسکا قریب کتنی وراثت پاتا۔ اگر کل
پاتا تو کل اور اگر بعض کا وارث ہوتا تو اوسیقدر نفقہ اوسپر واجب

ہوگا۔ اگر غریب مثلاً اپنے قریبی محرم کو نہ دے تو قاضی زبردستی اوس سے دلا دے بسبب ترک وجوب کے منح وحاشیۃ المدنی مثلاً ایک فقیر کی چند قسم کی بہنین مالدار ہین۔ ایک سگی ایک سوتیلی ایک مادری تو تین خمس نفقہ سگی پر اور ایک۔ ایک خمس نفقہ سوتیلی اور مادری پر ہے بقدر اونکے ارث کے اصل مسئلہ چھہ سے تھا بوجہ انکسار کے اوسکو پانچ حصون کی طرف پھیرا۔ اسیطرح اگر تین قسم کے بھائی مالدار ہین تو ایک سدس نفقہ مادری بھائی پر ہے باقی سگے بھائی پر اور چونکہ بموجودگی سگے بھائی کے سوتیلا محجوب ہے اسواسطے اوسپر نفقہ نہین ہے۔

(۱۶۶۹) اگر چند شخص مالدار کے ساتھ فقیر کا فقیر بیٹا ہو تو وہ بوجہ افلاس کے مانند میت کے قرار دیا جاویگا کیونکہ اگر وہ زندہ قرار دیا جاوے تو اوسکی موجودگی مین بہنین اور بھائی وارث نہونگے پھر نفقہ کسپر واجب ہوگا۔ اور اگر بعوض بیٹے بیٹی ہو گی تو نفقہ فقیر کا صرف سگے بھائی بہن پر ہوگا کیونکہ سگے بھائی بہن بیٹی کے ساتھ وارث ہوتے ہین پس مادری بہن بیٹی کے سبب سے اور سوتیلی سگی بہن کے سبب سے محجوب ہے اور سگی بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوکر نصف کی وارث ہوتی اور بیٹی بوجہ افلاس کے کالمیت ہے لہذا تمام نفقہ سگی بہن پر واجب ہوگا اور اگر بیٹی کے ساتھ بھائی ہون تو مادری بھائی بیٹی کے سبب سے محجوب ہے اور سوتیلا سگے بھائی کے سبب سے اور بیٹی بوجہ افلاس کے کالمیت ہے لہذا تمام نفقہ سگے بھائی پر واجب ہوگا۔ جینبہ چند وارث

مالدار اور حسین مفلس ہون تو مفلسون کو زندہ اعتبار کرکے بعد دریافت قدر لزوم کے تمام نفقہ اوسکا فقط مالدارون پر لازم ہوگا مثلاً ایک فقیر عاجز کی مان اور متفرق بہنین ہین اور فقط مان او سگی بہن مالدار ہین اور سوتیلی اور مادری بہنین مفلس ہین تو نفقہ ایک ربع مان پر اور تین ربع سگی بہن پر ہوگا۔ صورت مسئلہ کی یہہ ہی کہ حسب فرایض مان کا چھٹا حصہ سگی بہن کا نصف سوتیلی کا چھٹا مادری کا چھٹا حصہ تو تقسیم اسکی چھہ سہم سے ہے ایک سہم مان کا تین سہم سگی بہن کے ایک ایک سہم سوتیلی اور مادری بہن کا لیکن چونکہ سوتیلی اور مادری مفلس تھین اون کو بعد دریافت کرنے سہم کے میت قرار دیا تو اونکے دو سہم ساقط ہوکر چار سہم باقی رہے ایک مان کا اور تین سگی بہن کے اوسی مطابق نفقہ واجب ہوا۔

(۱۶۷۰) قرابت محرم مین معتبر ارث کی لیاقت ہے یعنی گاہے وارث ہوتا ہو محروم محض نہ ہو نہ کہ حقیقت ارث معتبر ہے۔ کیونکہ حقیقۃً ارث ثابت نہین ہوئی لیکن بعد موت کے تو اگر فقیر عاجز کا ایک مامون ہے اور چچا کا بیٹا تو بوجہ محرمیت کے نفقہ مامون پر ہے نہ چچا کے بیٹے پر ہر چند کہ وارث بالفعل چچا کا بیٹا ہے نہ مامون لیکن مدار نفقہ کا محرم ہونے پر ہے نہ محض وراثت پر۔ اگر دو شخص محرمیت مین برابر ہون جیسے چچا اور مامون تو ترجیح دیجاویگی وارث فی الحال یعنی چچا کو اور اگر وہ مفلس ہوگا تو میت شمار ہوگا سب نفقہ مامون پر واجب ہوگا نہ مفلس چچا پر۔

(۱۶۷۱) ایک مفلس کی زوجہ کا بھائی ہے مالدار تو اوس سے

بجز نفقہ اوسکی بہن کا دلایا جاوے اور جب زوج کو مقدور ہو تو اوس سے پھیر لے شتیہ۔

(۲ ۱۶۷) نفقہ واجب نہین ہوتا ساتھ اختلاف دین کے لیکن زوجہ اور اصول اور فروع کا باوجود اختلاف دین کے واجب ہے خواہ اصول کتنے ہی عالی ہون یعنی کسی درجہ کا دادا ہو۔ یا فروع کتنے ہی سافل ہون یعنی کسی درجہ کا پوتا ہو) یعنی کافر کا نفقہ مسلمان پر اور مسلمان کا نفقہ کافر پر واجب نہین۔ کیونکہ بموجب نص قرآنی کے مدار وجوب نفقہ کا وراثت پر ہے اور مسلم اور کافر مین توارث نہین۔ بخلاف زوجہ کے اوسمین وجوب نفقہ علت احتباس ہے۔ اور اصول اور فروع مین علت وجوب نفقہ جزیت ہے اور احتباس اور جزیت مین بسبب اختلاف دین کے اختلاف نہین ہوتا۔ لیکن یہ حکم کافر ذمی کیواسطے ہے نہ واسطے حربی کے اگرچہ حربی مستامن ہو۔ کیونکہ اختلاف دارین مین نفقہ جائز نہین بسبب انقطاع ارث کے اور اونکے ساتھ اہل اسلام کو احسان کرنا جائز نہین۔ جستانی وغیرہ نے کہا کہ جب اختلاف دین علت وجوب نفقہ ہوئی تو محرم سنی کا نفقہ شیعہ مالدار پر اور شیعہ کا سنی مالدار پر لازم ہوگا بشرطیکہ شیعہ تفضیلیہ ہو۔ اور تبرائی تو مرتد ہے بحالت ثبوت تبرا حاکم اوسکو قتل کرے۔ حاشیہ المدنی۔

(۳ ۱۶۷) باپ اپنے ولد غائب کا مال منقولہ بقدر حاجت اپنے نفقہ اور اوسکے زوجہ اور اوسکے اطفال کے نفقہ کے واسطے بیچے

بحر۔ شیخ رحمتی نے کہا یہہ بھی احتمال ہے کہ باپ اپنے اور اپنی زوجہ
اور اپنے اطفال کے نفقہ کے واسطے مال منقولہ ولد غائب کو بیچی
کیونکہ مالدار پر محتاج باپ کی زوجہ اور اوسکے اطفال کا نفقہ بھی واجب
ہے۔ حاشیۃ المدنی تو ولد حاضر کا مال اور غائب کا مال غیر منقولہ
مثلاً زمین اور باغ باپ کو واسطے نفقہ کے بیچنا جائز نہین۔ تو
معلوم ہوا کہ صغیر اور مجنون ولد کے عقار کو بیچی بالاتفاق اور
باپ بجز نفقہ کے اور دیگر اپنے دیون کے واسطے مال ولد غائب
کا نہ بیچے کیونکہ یہہ قضا علی الغائب ہے بخلاف دین نفقہ کے
کہ وہ واجب ہوچکا ہے قبل قضا کے سو قاضی کا حکم دینا واسطے
بیع کے اعانت ہے وجوب سابق کی حاشیۃ الحلبی عن البحر
اور مان اور باقی اقارب اور قاضی نہ بیچین مال غائب کا باجماع
امام اور صاحبین کے کیونکہ باپ کو ولایت تصرف ہی نہ غیر کو
۱۷۶۷ امین یا مدیون غائب نے امانت یا دین کو صرف کیا
مان باپ اور زوجہ اور اطفال غائب پر بدون حکم مالک یا قاضی
کے تو وہ تاوان دیگا قضاءً نہ دیانۃً۔ اور اگر قاضی وہان نہ ہو تو
اون پر تاوان نہین بدلیل استحسان کیونکہ اہل استحقاق کو دیا تو نہ
مصلح ٹھہرا نہ مفسد۔ اہلیت کو بعد تاوان دینے کے نفقہ پھیرنا جائز
نہین کیونکہ بعد تاوان دینے کے وہ مالک نفقہ مدفوعہ کا ہوا تو وہ
محسن ٹھہرا اپنا مال دیکر حاشیۃ المدنی عن البحر۔ اور اس صورت
مین بھی پھیرنا جائز نہین جب کہ منحصر ہو وراثت غائب کی اوس
شخص مین جسکو نفقہ دیا مثلاً خالد امیر ہے زید کا اور زید سقہ مین

گیا اور خالد نے امانت والد زید کو دی تو اب خالد اوس سے پھیر نہین سکتا گویا اوسکو بعینہ اوسکا حق پہونچگیا۔ ماں باپ کے پاس اگر ولد غائب کا مال از قسم نفقہ یعنی اناج اور کپڑے کے ہو یا کہ ماں باپ یا زوجہ یا ولد صغیر غائب کو غائب کا مال از قسم نفقہ کہین پاجاوے اور وہ خرچ کرین تو جائز ہے اونپر تاوان نہین اگرچہ حکم قاضی یا رضاے غائب نہوا ہو کیونکہ بسبب واجب ہونے نفقہ اصول اور فروع اور زوجہ کے مال غائب مین انکا نفقہ مفروض ہے بخلاف باقی اقارب محارم کے۔ اگر غائب نے سفر سے آکر باپ سے کہا کہ تونے حالت مقدوری مین نفقہ لیا اور باپ نے اوسکی تکذیب کی تو باپ کے حال موجودہ پر حکم ہوگا یعنی اگر بوقت خصومت باپ صاحب مقدور ہوگا تو قول ولد کا۔ اور اگر اوسدن محتاج ہوگا تو قول باپ کا مقبول ہوگا اور اگر دونون گواہ لاوے تو ولد کے گواہ مقبول ہونگے خلاصہ

(۱۶۷۵) نفقہ محارم اور زوجہ اور صغیر کا مہینہ سے کم مدت کا بحکم قاضی دین ہوجاتا ہے۔ دار القضا سے سواے زوجہ کے اور اقارب کے نفقہ کا حکم ہوکر ایک مہینہ یا زیادہ مدت بدون اصول نفقہ کے گذرگئی تو گذشتہ مدت کا نفقہ ساقط ہوگیا کیونکہ اقارب کا نفقہ واجب واسطے دفع حاجت کے ہے جب مدت گذر گئی تو حاجت بھی نرہی۔ لیکن اگر بحکم قاضی قرض لے تو دین ہوجائیگا۔ اور بعد حکم قاضی کی اگر قرض نہ لے بلکہ صدقات غیر سے گذر کرے تو اب اختیار رجوع نہوگا بسبب عدم حاجت اور حصول کفایت کے۔ اگر اطفال غائب نے بعد

حکم ہو جاسکے قرض لینے کے لوگون سے سوال کرکے کھایا تو
اونکی مان کو باپ سے نفقہ لینا جائز نہین ذخیرہ - اگر اطفال کو کچھہ
مال لغیر بغیر سوال اور کچھہ نفقہ اونکی مان نے قرض لیا یا اپنے مال
سے اونپر خرچ کیا - تو بقدر قرض یا اپنے مال کے اونکے باپ
سے پھیر لے خانیہ - نفقہ محارم کا اوسوقت دین ہوتا ہے جبکہ قاضی
قرض لینے کا حکم کرے اور محرم اوسی مال مقروض سے صرف
کرے -

(۱۶۷۶) اگر باپ یا وہ شخص مرجاوے جسپر (اوسکو حکمت قاضی
واسطے قرض لینے کی) نفقہ دینا واجب ہے تو وہ نفقہ دین ہوگا
میت کے مال مین بقول صحیح بحر عن الذخیرہ - لیکن پھر صاحب
بحر نے ذخیرہ سے اسکے مخالف کو صحیح کی کہ نفقہ مذکور میت
کے مال سے نہ لیا جاویگا - بقول صحیح - اور مصنف نے منح الغفار مین
خلاصہ سے نقل کیا کہ اگر مان نے صغیر کا نفقہ بحکم قاضی قرض لیا
اور اوسکے باپ سے نہ پھیرا یہان تک کہ وہ مرگیا تو باپ کے مال
متروکہ سے نہ لے سکے گی یہی قول صحیح ہے انتہی قول المصنف - تو اس
مقام پر تامل کرنا چاہیے حلبی نے کہا کہ جب دو قولون مین تصحیح مختلف
ہو تو مفتی غور اور تامل کرے جسمین خلق پر آسانی ہو اوس قول کو
اختیار کرے -

(۱۶۷۷) جو شخص اپنے قریب محرم کو نفقہ نہ دے تو قید نہ ہوگا
اوسپر مار پڑیگی چونکہ نفقہ ساقط ہوجاتا ہے مدت گذر جانے سے
لہذا تدارک اوسکا مار سے ہے یہ نہین ہے کہ مطلقاً قید جائز نہین ہے

[illegible] بالضرب کافی نہین۔ کیونکہ فصل حبس مین اشباہ سے
منقول ہے کہ محبوس کا مارنا جائز ہے اگر وہ اپنے قریب کو نفقہ نہ دے
حاشیہ المدنی۔

(۱۶۷۸) قاضی کو یتیم کے واسطے قرض لینے کا جائز نہین یعنی
بات قرض لیکر یتیم کو کھلاوے اور یتیم بالغ ہونے کے اوس سے پھیرلے
مگر دو صورتون مین ایک یہہ کہ یتیم کا مال دوسرے شہر مین ہو دوسری یہہ
کہ جس شخص کا نفقہ واجب ہے وہ زندہ ہو مگر موجود نہ ہو۔ منح الغفار۔
واسطے مملوک کے تینون قسم کا نفقہ واجب ہے اگرچہ اوسکی ذات
کا مالک نہ ہو صرف منفعت کا مالک ہو مثلاً کسی نے اپنا غلام دوسرے
کی خدمت کے واسطے دیا تو خدمت لینے والے پر اوسکا نفقہ ہے۔
نفقہ غلام اور حیوان مبیع کا تا قبضہ بائع پر ہے۔ یہہ ہی قول صحیح ہے
اسیطرح مغصوب کا نفقہ غاصب پر ہے اگرچہ غاصب نہ مالک ذات
کا ہے نہ منفعت کا۔ حاشیہ المدنی۔

(۱۶۷۹) اگر مولی غلام کو نفقہ نہ دے تو اوسکا نفقہ اوسکی کمائی مین ہے
اور اگر غلام معذور مثلاً لنگڑا۔ لولا ہو یا لونڈی خوبصورت ہو جسکی مزدوری
مین فساد ہو تو اوسکے مالک پر جبر کیا جاوے بیچڈالنے پر ورنہ قاضی
خود بیچڈالے اسی پر فتوی ہے اور اگر قابل بیع نہ ہو یعنی مدبر یا ام ولد
ہو تو قاضی اوسکا نفقہ مالک پر لازم کردے۔ اگر مالک نہ کھلانے کو
دے نہ اجازت مزدوری کی دے اور غلام بقدر ضرورت اوسکے
مال سے لیلے تو جائز ہے۔

(۱۶۸۰) اگر دو شخصون نے جھگڑا کیا غلام یا جانور مین اور دونون

کے قبضہ مین ہے تو دونون سے زبردستی اوسکا قوت دلایا جاویگا مجتبیٰ۔

(۱۶۸۱) نفقہ غلام کا اجارہ دینے والے اور گرو کرنے والے اور عاریت مانگنے والے پر ہے اور لباس تو عاریت دینے والے ہی پر واجب ہے۔

(۱۶۸۲) ساقط ہوتا ہے نفقہ غلام کا آزاد کرنے سے اگرچہ لولا ہوا اور ایسے عاجز اور شیخ کبیر اور مرد بیمار کا نفقہ بیت المال مسلمین مین ہے اگر اوسکے پاس مال نہو اور کوئی قرابتدار بھی نہو۔ خلاصہ عالمگیریہ عن مضمرات۔

(۱۶۸۳) ایک جانور چارپایہ مشترک ہے ایک شریک اوسپر صرف نہین کرتا تو قاضی زبردستی اوسپر صرف کراوے۔ جوہرہ یا غلام مشترک ہے تو ایک شریک نفقہ دے اور دوسرے سے بقدر اوسکے حصہ کے پھیر لے خواہ قاضی نے حکم صرف کرنیکا دیا ہو یا ندیا ہو لیکن اگر دوسرے شریک کی غیبت مین اوسکی بلا اجازت صرف کریگا بدون حکم قاضی کے تو یہ احسان ہوگا شریک سے پھیر نہ سکیگا۔ جوہرہ منح الغفار۔ بحر۔ خلاصہ۔ جانورون کے مالک سے کہا جاوے کہ انکو چارہ پانی دے ورنہ انکو بیچڈال یہ امر دیانتاً ہے جبر نکرے بنابر ظاہر مذہب۔ جوہرہ۔ عدم جبر صحیح ہے۔ اور انفاق کا امر اسواسطے ہے کہ حدیث مین جاندار کی تکلیف رسانی سے نہی وارد ہے۔ ہدایہ۔ ابی یوسف سے منقول ہے کہ انفاق پر جبر کیا جاوے مالک پر اسلیے اس قول کو ترجیح دی ہے طحطاوی اور کمال الدین نے فتح القدیر مین۔ اگرچہ

یہاں مدعی نہیں لیکن ترک واجب ہے اور قاضی جبر کرے ترک
واجب پر یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور احمد کا اور یہی
حق ہے فتح القدیر۔
(۱۶۸۴) اگر جانور سواری اور لادنے کا ہو تو طاقت سے
زیادہ نہ بوجھ لادے اور نہ زیادہ منزل کرے عالمگیریہ وغیرہ

کتاب الہبہ

یہ کتاب ہبہ کے احکام کے بیان میں

(۱۶۸۵) ہبہ لغت میں عبارت ہے فضیلت واصل کرنے سے
غیر پر اگرچہ تفضل بغیر مال کے ہو۔ شرع میں ہبہ عبارت ہے عین
کی تملیک سے مفت یعنی بدون عوض کے نہ یہ کہ بعدم عوض
شرط ہے ہبہ عین اور دین کی تملیک ہے غیر مدیون کو اگر صاحب دین
نے دین قبض کرنیکا امر کیا تو ہبہ صحیح ہے بسبب راجع ہونے ہبہ دین کے
عین کی طرف۔
(۱۶۸۶) ہبہ کا سبب خیر کا ارادہ ہے بسبب کیواسطے خواہ دنیوی
ہو جیسا نچہ عوض اور محبت اور نیکنامی خواہ جزا خیر سے ہو جیسا نچہ ثواب
بشرط اخلاص نیت۔
(۱۶۸۷) صحت ہبہ کی شرطیں ہبہ کرنیوالے میں عقل اور
بلوغ اور ملک ہے تو صغیر اور مملوک کا ہبہ صحیح نہیں اگرچہ
مملوک مکاتب ہو) اور موہوب (یعنی بخشی چیز) میں قبض غیر مشاع
متمیز اور غیر مشغول بغیر غیر موہوب ہو۔ موہوب موجود ہو ہبہ کیوقت
تو اگر اپنے درخت کے پھل ہبہ کرے جو اس سال پھلیں گے تو جائز نہیں)

مال متقوم ہو تو شراب اور خون اور سور اور صید حرم کا ہبہ صحیح نہیں یہ مملوک ہو کر تو ہبہ مباحات کا جائز نہیں ہے

(۱۶۸۸) حکم یعنی اثر مترتب ہبہ کا ثابت ہونا ملک کا ہے موہوب لہ کیواسطے بطور ملک غیر لازم (تو واہب کو ہبہ پھیر لینا اور عقد ہبہ کا فسخ کر دینا جائز ہے) اور صحیح نہ ہونا شرط خیار کا ہے ہبہ مین اگر شرط خیار کی تو ہبہ صحیح ہے شرط باطل ہے) اگر وہ ہبہ کو اختیار کریگا قبل متفرق ہونے واہب اور موہوب لہ کے اسیطرح اگر ہبہ شرط خیار سے بری کرے تو ہبہ صحیح ہے شرط باطل ہے کذا فی البدائع ہبہ باطل نہین ہوتا ہے شرط فاسدہ سے پس ہبہ غلام کا اس شرط پر کہ اوسکو موہوب لہ آزاد کر دے صحیح ہے اور شرط باطل ہے

(۱۶۸۹) ہبہ صحیح ہے ایجاب سے خواہ بصراحت (یعنی مین نے ہبہ کیا) یا کنایۃً (یعنی مین نے بخشا یہ ایکی خوشی سے بلا مطالبہ) یا مین نے یہ کھانا تیرے کھانے کو دیا اگرچہ یہ ایجاب بطور خوشی طبعی کی ہو) اگر موہوب لہ نے طلب ہبہ کیا ہی بطریق مزاح اور خوش طبعی کے سو واہب نے . . . شرح ہبہ کی تسلیم کی تو ہبہ صحیح ہے (اسواسطے کہ واہب خوش طبعی کرنیوالا تھا اور موہوب لہ نے اسکو قبول کر لیا بقول صحیح کذا فی خلاصہ - یا ایجاب مین اضافت ہو اس جزو کی طرف جس سے کل تعبیر کیا جاوے چنانچہ کہا مین نے تجکو اوس لونڈی کی شرمگاہ بخشی اور اوسکو مین نے تیرے لیے مقرر کر دیا یا ٹھہرا دیا - مثلاً صغیر کے باپ نے باغ لگایا اور کہا کہ اسکو مین نے اپنی بیٹی کے نام ٹھہرا دیا تو یہ ہبہ ہے طحطاوی تو یہ قول

تو ہبہ نہین کہ وہ لونڈی تجھکو حلال ہے مگر جب کہ پہلے ایسا کلام ہو جو ہبہ کو
مقتضی ہو کذا فی خلاصہ (کیونکہ لونڈی کی حلت یا نکاح سے ہے یا اباحت
سے ... نکاح ثابت نہین اور اباحت فروج مین جائز نہین) خانیہ
... اگر ایک شخص نے کہا دوسرے سے کہ کیا تو یہہ لونڈی ہبہ کرتا
ہے مجھکو یا میرا دل راغب ہے اسکے لینے پر یا کہ تو نے اس سے
پہلے تجھکو کوئی چیز ہبہ نہین کی سو مخاطب نے کہا کہ تجھپر یہہ
حلال ہے تو یہہ قول اب ہبہ ٹھہرلگا۔

(۱۶۸۰) اگر کہا کہ مین نے تجھکو یہہ چیز عمر بھر کو دی سو تملیک
صحیح ہے اور شرط پھیر لینے کی بعد موت کی باطل ہے (کیونکہ ہبہ
باطل نہین ہوتا شرط فاسد سے)

(۱۶۸۱) اگر کہا کہ مین نے تجھکو اس جانور پر محمول کر دیا حمل سے
ہبہ کی نیت کرکے تو یہہ ہبہ جائز ہے (حمل کا ہے معنی ہبہ ... میں بھی
عاریت مستعمل ہوتا ہے لہذا ثبوت ہبہ کیواسطے نیت ہبہ شرط ہے۔

(۱۶۸۲) اگر کہا کہ مین نے تجھکو کپڑا پہنایا یہہ تملیک ہے موافق
عرف کے۔

(۱۶۸۳) اگر کہا میرا گھر تیرا ہے موہوب ہو کر یہہ بھی تملیک ہے

(۱۶۸۴) اگر واہب نے کہا کہ میرا گھر عمرے ہے تجھکو (یعنی عمر
بھر کو) کہ سکونت کرے تو اوسمین ہبہ قول بھی ایجاب ہبہ ہے موہوب
لہ چاہے اوسکو قبول کرے چاہے نکرے اگر قبول کرے تو ہبہ صحیح
ہے اور شرط پھیر لینے کی بعد موت کی باطل ہے

(۱۶۸۵) ہبہ صحیح نہ ہوگا اگر واہب نے کہا کہ میرا گھر تیرا ہے دیکھو

ہو کر سکونت کی راہ سے یا سکونت کی راہ سے موہوب ہو کر تو یہ قول عاریت ہوگا بوجہ امر متیقن کے کذا فی طحطاوی۔ قاعدہ یہ ہے کہ ایجاب کا لفظ اگر خبر دے یعنی دلالت کرے تملیک رقبہ پر تو ہبہ ہے اور اگر منافع پر دلالت کرے تو عاریت ہے اور اگر ہبہ یا عاریت دونوں پر دلالت کرے تو نیت معتبر ہے کذا فی النوازل تو اگر ایک شخص نے کہا کہ میں اس درخت کو جما تا ہوں اپنے فرزند کے نام تو یہ قول ہبہ نہیں ہے طحطاوی۔

(۱۶۸۶) ہبہ صحیح ہوتا ہے قبول کرنے سے موہوب لہ کے حق میں اور واہب کے حق میں ہبہ صحیح ہوتا ہے فقط ایجاب بلا قبول سے کذا فی الطحطاوی۔ اور موہوب لہ کے قبض کرنے سے بلا اذن واہب کے مجلس عقد میں (کیونکہ قبض یہاں یعنی ہبہ میں قبول کرنیکے مانند ہے لہذا مخصوص بمجلس عقد ہبہ) اور بعد انقضاے مجلس ہبہ کے قبض صحیح ہوگا واہب کے اذن سے اور اگر واہب نے موہوب لہ کو قبض کرنے کا امر کیا موہبت کرنیکے وقت تو قبض مقید بہ مجلس نہ ہوگا۔

(۱۶۸۷) قادر ہونا قبض پر قبض کی مانند ہے تو اگر ایک مرد کو کپڑے ہبہ کئے صندوق مقفل میں اور صندوق مذکور اوسکی طرف بلند کیا یعنے سامنے کیا تو یہ قبض نہ ہوگا (بہ سبب عدم قادر ہونے کے قبض پر) اور اگر صندوق کھلا ہو تو قبض ثابت ہوگا سامنے کرنے سے یا حوالہ کرنے سے بوجہ قادر ہونے موہوب لہ کے قبض پر (کیونکہ قادر ہونا قبض پر مانند تخلیہ کے

ہے بیع میں۔
(۱۶۸۸) قول مختار میں صحیح ہونا قبض کا ہے تخلیہ سے ہبہ صحیح میں نہ ہبہ فاسد میں کذا فی الدرر
(۱۶۸۹) تیرہ عقود بدون قبض کے صحیح نہیں ہیں۔ ہبہ۔ صدقہ رہن وقف بقول محمد داد رزاعی و ابن شبرمہ و حسن بن صالح کے۔ عمری۔ نحلہ بمعنی عطا جیسے صلح راس المال سلم میں۔ بدل سلم میں جب کہ عوض بدل کھوٹا ہو تو اگر کھوٹے درمون کا عوض مقبوض نہ ہو تو بہ قدر اوسکے حصہ کے سلم باطل ہو گی۔ عقد صرف جبکہ کیلی کی بیع کیلی سے ہو اور جنس مختلف ہو جیسا کہ گیہون کی بیع جو سے تو اوسمیں تفاضل جائز ہے نہ نسیہ جبکہ وزنی کی بیع وزنی سے ہو مع اختلاف الجنس تو اوسمیں تفاضل تفاضل جائز ہے نہ نسیہ کذا فی الطحطاوی عن الحلبی عن الشیخ
(۱۶۹۰) اگر واہب نے موہوب لہ کو منع کر دیا قبض سے تو اوسکا قبضہ کرنا مطلقاً صحیح نہ ہوگا اگرچہ مجلس ایجاب میں قبضہ کیا ہو (کیونکہ صریح قوی تر ہے دلادت سے) خلاصہ یہ ہے کہ اگر قبض کا اذن دیا تو قبض صحیح ہے مجلس ہبہ میں بھی اور بعد مجلس کے بھی اور اگر قبض سے منع کیا تو قبض صحیح نہیں نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کے کیونکہ صحت قبض کی تھی ایجاب سے باعتبار دلالت کے اور نہی عن القبض صریح ہے۔ اور اگر نہ اذن دیا اور نہ منع کیا تو قبض مجلس میں صحیح ہے نہ بعد مجلس کے اور اگر موہوب غائب ہو اور موہوب لہ نے جا کر قبضہ کیا اگر قبض واہب کے اذن سے

سے تو صحیح ہے نہیں تو نہیں

(۱۶۹۱) ہبہ تمام ہوتا ہے قبض کامل سے اور قبض کامل ہر شی کا
ہوتا ہے جو مناسب حال مشغول ہو اور ہمارے یہاں جو مناسب حال
عقار ہے تو گھر کی کنجی کا قبض گھر کا قبض ہے اور محتمل القسمۃ
کامل قسمت کرنے سے ہے تا موہوب پر قبض بالاصالت
واقع ہو بلا تبعیت قبض کل اور غیر محتمل القسمت مین قبض کامل
بہ تبعیت کل ہوتا ہے۔

(۱۶۹۲) ہبہ قبض کامل سے پورا ہو جاتا ہے اگر موہوب
شاغل بملک واہب ہو نہ مشغول بملک واہب۔ قاعدہ یہ ہے
کہ اگر موہوب مشغول بملک واہب ہوگا تو شغل مذکور ہبہ کے
اور کامل ہونے کا مانع ہوگا اور اگر موہوب شاغل بملک واہب
ہوگا تو ہبہ تمام ہونیکا مانع نہ ہوگا کیونکہ درصورت مشغولیت
موہوب تسلیم ممتنع ہوگی تو ہبہ کی صحت متحقق نہ ہوگی اور درصورت
شاغلیت موہوب کے تسلیم ممتنع نہ ہوگی تو ہبہ صحیح ہوگا)۔ کذا
فی الدرر۔ خلاصہ یہ ہے کہ ظرف کا ہبہ بدون مظروف صحیح
نہیں اور مظروف کا ہبہ بلا ظرف صحیح ہے کیونکہ اول مشغول ہے
اور ثانی شاغل۔ عدم اتمام ہبہ مین مشغولیت بملک واہب کے
قید اسواسطے لگائی کہ موہوب کا مشغول ہونا غیر واہب کی ملک
سے کمال ہبہ کا مانع نہیں ہے۔ مثلا واہب نے موہوب لہ
کو ایک گھر ہبہ کیا اوس متاع کے ساتھ جو اوس گھر مین ہے
اور گھر تسلیم بھی کر دیا پھر متاع غیر شخص کی ملک ثابت ہوئی

تو ہبہ پورا ہی گھر مین اسواسطے کہ واہب کا قبضہ گھر اور اسباب
اور ان پر تھا حقیقتہ تو اوسکی تسلیم صحیح ہوئی پھر استحقاق متاع
سے ظاہر ہو گیا کہ متاع واہب کی ملک نہ تھی اور غیر واہب کی ملک
ہونا مانع نہین کذا فی الطحطاوی۔
(۱۶۹۳) تمام ہونا ہبہ کا قبض کامل سے ہوتا ہے رہن اور
صدقہ کی مانند اسواسطے کہ قبض شرط ہے رہن اور صدقہ کے
تمام ہونے کی۔
(۱۶۹۴) ہبہ مشغول کا جائز نہین مگر جب کہ باپ اپنے صغیر کو ہبہ
کرے۔ کذا فی الاشباہ۔
(۱۶۹۵) اگر ایک شخص نے ایک گھر عاریت دیا دوسرے کو پھر
مستعیر یا معیر نے کسیکا اسباب غصب کیا اور اوس گھر مین رکھا
پھر معیر نے مستعیر کو وہ گھر ہبہ کر دیا تو اوس گھر کا ہبہ صحیح
اسواسطے کہ ظاہر ہو گیا کہ شاغل غیر ملک واہب ہے (معیر عاریت
دینے والا) مستعیر عاریت لینے والا)
(۱۶۹۶) صحیح ہے ہبہ کرنا زوجہ کا اپنے گھر مشغول کا اپنے زوج
کے لیے اسواسطے کہ عورت اور اوسکا اسباب زوج کے ہاتھ مین
ہے تو تسلیم موہوب صحیح ہو گئی اور یہی قول معتمد ہے ابو یوسف
کے نزدیک ایسا ہبہ صحیح نہین کذا فی الطحطاوی۔
(۱۶۹۷) ہبہ مشغول کا حیلہ یہ ہے کہ پہلے شاغل کو موہوب لہ
کے پاس ودیعت رکھے پھر موہوب لہ کو مکان مشغول تسلیم
کرے تو ہبہ صحیح ہوگا بسبب مشغول ہونے گھر کے اوس متاع

کے ساتھ جو موہوب لہ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ قبض موہوب لہ کا شاغل ہے بسبب ودیعت ہے اور مشغول ہے بوجہ تسلیم واہب کے تو دونون پر قبض کامل ہو گیا لہذا ہبہ صحیح ہے۔ کذا فی الجوہرہ۔

(۱۶۹۸) تمام ہوتا ہے ہبہ قبض کامل سے موہوب مفرغ مین یعنی جو موہوب کہ فارغ ہو ملک واہب اور حق ملک سے اور اوس موہوب مفرغ کی قسمت ہو گئی ہو اور مشاع باقی نہ رہا تو احتراز ہو گیا پھل کے ہبہ سے درخت اور صوف کے ہبہ سے غنم پر اور کھیتی کے ہبہ سے زمین مین۔

(۱۶۹۹) ہبہ تمام ہوتا ہے قبض کامل سے اوس مشاع غیر مقسوم مین جو بعد تقسیم کے نفع لینے کے قابل نہ ہے مثلاً چھوٹی کوٹھری اور حمام صغیر اور ثوب صغیر ا مشاع غیر قسمت پذیر کی قید اسواسطے لگائی کہ ہبہ تمام نہین ہوتا اوس مشاع مین جو قسمت پذیر ہے۔

(۱۷۰۰) محتمل القسمۃ اور غیر محتمل القسمۃ مین فرق یہ ہے کہ جو چیز دو شخصون یا زیادہ مین مشترک ہو تو ایک شخص قسمت طلب کرے اور دوسرا نمانے تو اگر قاضی مانع قسمت پر جبر کر سکتا ہو شرعاً تو وہ محتمل القسمۃ ہین چنانچہ گھر اور بڑی کوٹھری اور اگر قاضی جبر شرعی نکر سکتا ہو تو وہ غیر محتمل القسمۃ ہے مثلاً غلام اور حمام اور بیت صغیرہ

(۱۷۰۱) ہبہ مشاع قابل القسمۃ کا قبض سے پورا نہین ہوتا

اگرچہ واہب نے اپنی شریک کو ہبہ کیا ہو یا اجنبی کو بجہت
عدم تحقق قبض کامل (کیونکہ ذخیرہ میں ہے کہ قابل قسمت میں قبض کامل یہ ہے کہ قسمت کی نوبت ہو)
اور ہبہ مشاع بعد [illegible] شریک کو جائز ہے اور یہی قول مختار ہے

(۱۷۰۲) مشاع کو اگر تقسیم کرکے موہوب لہ کو تسلیم کر دیا تو
صحیح ہوگا بوجہ دور ہو جانے مانع کے یعنی مانع قبض کامل اشاعت
تھی تو قسمت اور تسلیم سے زائل ہو گئی۔

(۱۷۰۳) اگر مشاع کو بلا قسمت تسلیم کر دیا اسطرحپر کہ کل کو تسلیم
کر دیا تو موہوب لہ اوسکا مالک نہ ہوگا بجہت عدم قبض کامل
تو موہوب لہ کا تصرف اوسمیں صحیح نہیں در صورت تصرف تاوان
دینا ہوگا اور واہب کا تصرف صحیح ہے کذا فی الدرر شلبی میں
اتقانی نے بیان کیا ہے کہ ہبہ مشاع قبل قسمت غیر تام ہے نہ
فاسد اور صاحب کنز کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔

(۱۷۰۴) جائز ہے قرابتدار کو رجوع کرنا ہبہ فاسدہ مین کذا فی
الدرر۔ لیکن شرنبلالیہ مین اعتراض کیا ہے کہ رجوع غیر صحیح ہے
بنا پر قول مفتی بہ کے اسوجہ سے کہ ہبہ فاسدہ قبضہ سے ملک کا
مفید ہو جاتا ہے۔

(۱۷۰۵) مانع قبض کامل وہ شیوع ہے جو عقد ہبہ کے مقارن
اور متصل ہو نہ شیوع طاری یعنی وہ شیوع مانع قبض نہین جو
بعد عقد کے طاری ہو چنانچہ واہب بعض مشاع مین رجوع کرے
کیونکہ مشاع طاری مفسد ہبہ نہین بالاتفاق شیوع متصل کی یہ صورت
ہے کہ واہب اپنا نصف گھر مشاع ہبہ کرے اور شیوع طاری کی صورت

صورت کہ واہب اپنا تمام گھر ہبہ کرے پھر نصف یا ثلث مشاع
مین رجوع کرے یعنی ہبہ کو باطل کردے

(۱۷۰۶) استحقاق غیر واہب فی الموہوبہ شیوع مقارن ہو
نہ شیوع طاری اسی سبب سے استحقاق ثابت ہونا مبطل ہے کل
موہوب کا تو اگر زمین مع کھیتی ہبہ کی اور دونون کو تسلیم کردیا
پھر کھیتی مستحق ملک غیر نکلی تو ہبہ زمین کا بھی باطل ہوگیا بسبب
مستحق ہونے بعض شایع کے محتمل القسمہ مین۔

(۱۷۰۷) استحقاق جب کہ گواہون سے ثابت ہو تو استحقاق
ماقبل ہبہ کی طرف مستند ہوگا تو شیوع ہبہ کے مقارن ہوگا نہ
طاری۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۱۷۰۸) اگر کسی نے ہبہ کیا دودھ تھن مین یا اون کا ہبہ بھیڑ
پر یا کھجور کے درخت کا زمین مین یا کھجور کا ہبہ درخت پر تو ایسا
ہبہ صحیح نہین اسواسطے کہ یہہ ہبہ مثل مشاع ہے اگر علحدہ کرکے
دودہ وغیرہ ہبہ کیا تو صحیح ہے بسبب دور ہونے مانع قبض کامل
کے۔

(۱۷۰۹) کفایت کرتا ہے جدا کرنا موہوب لہ کا واہب کے
اذن سے برخلاف اوس آٹے کے جو گیہون مین بالقوہ ہے
اور اوس تیل کے جو تلون مین ہے اور اوس گھی کے جو دودہ
مین ہے کیونکہ انکا ہبہ اصلا صحیح نہین اسواسطے کہ وہ بالفعل معدوم
ہے تو مملوک نہوگا مگر عقد جدید سے کذا فی الدرر۔

(۱۷۱۰) اگر موہوب بوقت ہبہ موہوب لہ کے ہاتھہ مین ہو

موہوب مالک موہوب لہ ہو جاتا ہے قبول کر لینے سے قبض جدید
کی حاجت نہین اگرچہ اوسکا قبض غصبًا یا امانتًا ہو۔

(۱۱۷۱) قاعدہ کلیہ ہے جب کہ دو قبض ہمجنس ہون تو ایک
قبض دوسرے قبض کا نائب ہو جاتا ہے چنانچہ ایک شخص کے پاس
ودیعت تھی پھر مالک نے بطور عاریت کے دی تو قبض ودیعت
قائم مقام قبض عاریت کے ہوگا کیونکہ دونون قبض ہمجنس امانت
کے قبض ہین تو قبض مستانف کی احتیاج نہین اور اگر دونون
قبض ہمجنس نہ ہون بلکہ مغایر ہون تو قبض اعلی قائم مقام قبض
ادنی کا ہوتا ہے اور ادنی اعلی کا نائب نہین ہوتا۔

(۱۱۷۲) ولی فی الجملہ کا ہبہ بحق صغیر پورا ہو جاتا ہے عقد سے
یعنی ایجاب بلا قبول اور بلا قبض سے بشرطیکہ موہوب معلوم ہو
اور موہوب ولی کے ہاتھ مین ہو یا اوسکے مودع کے ہاتھ مین
کیونکہ قبض ولی قائم مقام قبض صغیر کے ہے۔ ولی فی الجملہ وہ
ہے جو صغیر کی پرورش کرتا ہو اور صغیر کے مال مین تصرف نکرسکے
تو بھائی اور چچا ولی فی الجملہ ہین بشرطیکہ صغیر اونکی عیال مین یعنی انکی
پرورش مین ہو اور باپ وہ ولی ہے جو مال مین تصرف کرتا ہے
کذا فی الطحطاوی۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس عقد کا متولی ایک شخص
ہوسکے تو اوسمین فقط ایجاب پر کفایت ہو لی ہے بلا اشتراط قبول

(۱۱۷۳) اگر ایک شخص اجنبی نے صغیر کو کوئی چیز ہبہ کی تو ہبہ
تمام ہوتا ہے اوسکے ولی کے قبض سے ولی صغیر کا منجملہ چار
کے ایک ہوتا ہے اول باپ پھر اوسکا وصی پھر دادا پھر اوسکا وصی

اگرچہ صغیر اونکی پرورش اور حمایت مین نہو۔

(۱۷۱۴) اگر ان چارون ولیون مین سے کوئی نہو تو ہبہ تمام ہوتا ہے اوس شخص کے قبض سے جسکے عیال اور پرورش مین صغیر ہو چنانچہ صغیر کا چچا اور بھائی۔

(۱۷۱۵) اگر ایک شخص اجنبی نے ہبہ بحق صغیر کیا اور اسکی ماں نے یا خود اجنبی نے قبضہ کیا تو صحیح ہوگا اگرچہ اجنبی ملتقط (یعنی لڑکے کا پڑا پانے والا) ہو بشرطیکہ ماں یا اجنبی کی پرورش مین صغیر ہو اور اگر پرورش مین نہو تو صحیح نہ ہوگا تو ماں یا اجنبی کا قبض کافی نہین بواسطہ عدم ولایت کے کذا فی المنح

(۱۷۱۶) ہبہ تمام ہوتا ہے خود صغیر کے قبض کرنے سے بشرطیکہ نابالغ ایسا تمیز دار ہو کہ تحصیل مال کو سمجھتا ہو اگرچہ کہ اوس کا باپ بھی موجود ہو کذا فی المجتبی (اسواسطے کہ نابالغ نافع محض مین بالغ کی برابر ہے) اور رد کرنا صغیر کا صحیح ہے جسطرح قبول کرنا کذا فی السراجیہ۔

(۱۷۱۷) اگر صغیر کو اندھا غلام جس سے کچھ بھی فائدہ نہین ہبہ کیا گیا اور غلام مذکور کا خرچ اوسپر لاحق ہوتا ہو تو صغیر کا قبول کرنا صحیح نہین ہے کذا فی الاشباہ۔

(۱۷۱۸) اگر صغیر کی جانب سے کسی اور شخص نے جو اوسکی پرورش کرتا ہے باوصف موجود ہونے اوسکے باپ کی موجودگی پر قبض کیا تو عند البعض صحیح نہین لیکن قول صحیح یہہ ہے کہ جائز

ہے۔ کذا فی العالمگیریہ والخانیہ۔

(۱۷۱۹) صغیر کے والدین کو اوس ماکول کا کھانا مباح ہے جو اسکو ہبہ ہوا اور قول ضعیف یہہ ہے کہ مباح نہین انتہی ما فی السراجیہ تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر ماکول والدین کو مباح نہین مگر بضرورت۔

(۱۷۲۰) ولد صغیر کے حق مین اتخاذ ثیاب بلا تسلیم ہبہ ہے لیکن شاگرد کے حق مین بلا تسلیم ہبہ ہونا معلوم نہین ہوتا۔

(۱۷۲۱) خانیہ مین ہے کہ قاضی وہ مال بیچڈالے جو صغیر کو ہبہ دیا گیا تاکہ واہب اپنا ہبہ نہ پہیر سکے۔

(۱۷۲۲) دو شخصون نے یعنی دو شریکون نے ایک گھر ایک شخص کو ہبہ کیا تو صحیح ہے بواسطہ عدم شیوع کے کذا فی الدرر۔

(۱۷۲۳) اگر ایک شخص نے ایک مکان دو کیواسطے ہبہ کیا تو صحیح نہین بوجہ شیوع کے محتمل القسمتہ مین امام اعظم کے نزدیک۔

(۱۷۲۴) اگر موہوب محتمل القسمتہ نہ ہو چنانچہ بیت صغیر تو ایک شخص کا ہبہ دو شخصون کے لیے صحیح ہے بالاتفاق۔

(۱۷۲۵) دس درم دو فقیرون کو ہبہ کیے تو صحیح ہے بواسطے کہ فقیرون کو دینا درحقیقت صدقہ ہے اور خیرات اور صدقے سے مراد رضا ئی الٰہی ہوتی ہے اور وہ ایک ہے تو شیوع ثابت نہ ہوا اور اگر درم مذکور دو مالدار شخصون کو صدقہ دیے تو صحیح نہ ہوگا۔ اسواسطے کہ وہ صدقہ نہین بلکہ ہبہ ہے۔

(۱۷۲۶) ایک شخص نے دو مردونکو ایک درم ہبہ کیا اگر درم کھرا ہے تو ہبہ صحیح ہے اسواسطے کہ ہبہ ہے مشاع غیر قسمت پذیر کا اور

اگر کھوٹلے سے تو صحیح نہین کیونکہ کھوٹا درم محتمل القسمۃ ہوتا ہے اور ہبہ مشاع محتمل القسمۃ کا صحیح نہین۔

(۱۷۲۷) ایک شخص کے پاس دو درم ہین سوا وسنے دوسرے سے کہا کہ مین نے اون دو درمون مین سے ایک درم تجکو ہبہ کیا یا اونکا نصف ہبہ کیا تو اگر دونون درم برابر ہین وزن اور جودت مین تو ہبہ جائز نہین کیونکہ جب وزن اور جودت مین برابر ہوے تو یہ مشاع ٹھہرا محتمل القسمۃ مین کیونکہ اسمین جبر علی القسمۃ جائز ہی کذا فی المنح اور اگر دونون درم مختلف ہون اسطرح پر کہ ایک درم کا وزن زیادہ ہو دوسرے سے یا ایک جید تر ہو دوسرے سے تو ہبہ جائز ہے اسواسطے کہ مشاع غیر قسمت پذیر ہے کذا فی العالمگیریہ

(۱۷۲۸) اگر دو درمون کے دو ثلث ہبہ کیے تو جائز ہے۔ مطلقاً خواہ دونون مستوی ہون یا مختلف کذا فی الطحطاوی۔

(۱۷۲۹) اگر واہب نے ایک دیوار پڑوسی کو ہبہ کی جو واہب اور پڑوسی کے گھر کے درمیان مین ہے۔ تو صحیح ہے

باب الرجوع فی الہبہ

یہ باب ہے مسائل رجوع ہبہ کے بیان مین

(۱۷۳۰) رجوع فی الہبہ سے مراد ہے ایک چیز کو دیکر پھیر لینا

(۱۷۳۱) صحیح ہے ہبہ کرکے پھیر لینا بعد القبض بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو (اور قبل القبض تو ہبہ تمام ہی نہین ہوا اسلیے اوسکو رجوع نہین کہتے) لیکن بعضون کے نزدیک رجوع مکروہ تحریمی سب ہے اور بعضون کے نزدیک مکروہ تنزیہی۔

(۱۷۳۲) ہبہ مین رجوع درست ہے اگرچہ ہبہ اپنے حق رجوع کے اسقاط کے ساتھ ہو یعنی رجوع ساقط نہین ہوتا واہب کے ساقط کر دینے سے کذا فی الخانیہ تو صحیح نہین ہے اگر واہب کا رجوع سے اور اگر مصالحت کر لی حق رجوع کی کسی شے پر تو مصالحت صحیح ہے اور یہہ عوض ہوگا۔

(۱۷۳۳) رجوع فی الہبہ کو حروف دمع خزقہ کے منع کرتے ہین حروف مذکورہ سے موانع سبع آئندہ مراد ہین معنی ترکیب دمع خزقہ کے یہہ ہین کہ آگے اونکے اوسکو ذکر کی گئی ہے الا حروف مذکورہ مین دال سے مراد ہے زیادت متصلہ نفس عین الموہوب جس سے اوسکی قیمت زیادہ ہوجاوے۔ زیادت کی قید اسوجہ سے لگا لی کہ نقصان موہوب چنانچہ حاملہ ہونا جاریہ کا اور قطع ثوب مانع رجوع نہین۔ اور نفس عین کی زیادت کی قید اسوجہ سے لگا لی کہ زیادتی نرخ کی خارج ہوگئی کہ وہ رجوع کی مانع نہین اور زیادتی قیمت سے وہ زیادتی نکل گئی جو نقصان قیمت کی موجب ہی چنانچہ لونڈی اور غلام مین طول فاحش۔

(۱۷۳۴) اگر زیادت متصلہ زائل ہوگئی تو بھی رجوع جائز نہین چنانچہ غلام جوان ہوا پھر بوڑھا ہوگیا اور قیمت اوسکی گھٹ گئی تو رجوع واہب کو جائز نہین۔

(۱۷۳۵) اگر موہوب لہ نے زمین موہوبہ مین درخت لگائی یا عمارت بنائی تو اوسکو زیادت کہین گے بشرطیکہ درخت لگانا اور مکان بنانا زیادت مین کل زمین کے شمار ہوتے ہون اگر کل

زمین کی زیادت مین شمار نہ ہوگی تو واہب کو رجوع جائز ہوگا ۔
(۱۷۶۶) اگر موہوب لہ کے درخت لگانے یا مکان بنانے سے
ایک قطعہ کی زیادت ہوئی تو باقی زمین کے رجوع کا واہب کو اختیار
ہے اور فقط اوسی قطعہ کا رجوع ممتنع ہوگا کذا فی الزیلعی ۔
(۱۷۶۷) اگر موہوب مین فربہی یا خوبصورتی آگئی زیادت
سمجھی جاویگی اور مثل اسکے مثلاً دوخت اور رنگت اور مشوب پارچہ
کے اور جوان ہونا صغیر کا اور سماعت بہرے کی اور بصارت اندہے
کی اور مسلمان ہونا غلام کا اور تندرست ہونا غلام کا اور معافی جنایت
عبد کی اور تعلیم تمام قرآن یا بعض کی یا تعلیم کتابت اور لکھنے اعراب
مصحف کے اور مانند اسکے مذکورہ کے زیادتیاں متصلہ مین یعنی اگر
کوئی بہی زیادتی ہوئی ہوگی موہوب مین تو رجوع صحیح نہ ہوگا
(۱۷۶۸) معالجہ کرنا غلام کا اوسوقت زیادت متصلہ
سمجہا جائیگا جب کہ واہب کے پاس سے بیمار آیا ہوا اور موہوب لہ
کے پاس علاج سے تندرست ہوا ہو ۔
(۱۷۶۹) اگر عورت حاملہ ہو کر موٹی اور خوبصورت ہو گئی تو
زیادت سمجہی جاویگی اور رجوع جائز نہ ہوگا اور اگر دبلی اور بدصورت
ہوگئی تو رجوع جائز ہوگا ۔
(۱۷۷۰) اگر زیادت کے حادث ہونے اور نہ ہونے مین واہب
اور موہوب لہ نے اختلاف کیا تو زیادت متولدہ مین مثلاً جوان
ہونے مین واہب کا قول معتبر ہوگا اور مانند زیادت عمارت اور
رنگت وغیرہ بنا کے قول موہوب لہ کا معتبر ہوگا کذا فی الخانیہ. مثلاً

موہوب لہ نے کہا واہب سے کہ تو نے یہ لونڈی مجکو صغیرہ دی تھی
سو بڑی ان ہو گئی اور واہب نے کہا کہ مین نے جوان ہی دی تھی
تو درصورت عدم دستیاب ہونے شہادت کے واہب کا قول
معتبر ہوگا اور زیادت منفصلہ رجوع ہبہ کی مانع نہین ہوتی جیسے بچہ
موہوب کا اور دیت اور مہر مملوک کا اور پھل درخت کا تو واہب
اصل مین رجوع کرے نہ زیادت مین مثلاً زید نے ایک غلام خالد کو
ہبہ کیا اور اوسکا کسی نے ہاتھ کاٹ ڈالا اور اوسکا خون بہا خالد
کو ملا تو زید غلام کو پھیر سکتا ہے نہ خون بہا کو کیونکہ وہ زیادت
منفصلہ ہے اور رجوع اصل کا مانع نہین لیکن ماں کو یعنی موہوبہ کو
اوس وقت تک واہب نہ پھیر سکیگا جب تک اوسکا بچہ مستغنی نہو
اخذ کیا ہے دستانی نے لیکن برجندی نے انکار کیا ہے اور یہ امام ابو یوسف
کا قول ہے نہ امام اعظم کا

(۱۷۴۱) اگر موہوبہ لونڈی حاملہ ہو گئی اور ہنوز موہوب لہ
کے پاس نہین تھی تو سراج نے کہا کہ رجوع جائز نہین اور زیلعی
نے کہا کہ رجوع جائز ہے۔

(۱۷۴۲) اور حرف میم سے مراد ہے موت احد العاقدین کی
یعنی قبض سے اگر قبل کوئی مر گیا تو عقد باطل ہے۔

(۱۷۴۳) اگر دو شخصون مین اختلاف ہوا اور عین موہوب
وارث کے ہاتھ مین ہے تو وارث کا قول معتبر ہوگا۔

(۱۷۴۴) جو حقوق کہ موت سے ساقط ہو جاتے ہین وہ یہ
ہین۔ کفارہ خدمت بہا خراج تاوان لعان عتق نقصان۔

ہبہ ان تمام حقوق مذکورہ کا حکم ساقط ہو جاتا ہے
موت سے

(۱۷۴۶) سقوط کفارہ درصورت عدم وصیت ہے۔

(۱۷۴۷) ایک شریک نے اپنا حصہ غلام سے آزاد کر دیا اور
اوسپر بسبب مالدار ہونے کے تاوان حق دوسرے شریک کا
لازم آیا پھر آزاد کرنیوالا مرگیا تو اب تاوان بھی ساقط ہو گیا یہ
صورت تاوان بعلت عتق کی ہے۔

(۱۷۴۸) اور صرف عین سے مراد ہے عوض سے بشرطیکہ
موہوب لہ عوض دینے کے وقت ایسا لفظ ذکر کرے کہ جس سے
واہب یہ جانے کہ یہ اوسکے تمام ہبہ کا عوض ہے طحطاوی نے
نقل کیا جوہرہ سے کہ عوض کا علم ہونا واہب کو کافی ہے بلا ذکر
موہوب لہ کے۔

(۱۷۴۹) اگر موہوب لہ نے واہب سے کہا کہ لے اپنے
ہبہ کا عوض یا اوسکا بدلا یا اپنے ہبہ کا مقابل یا اسکی مثل اور الفاظ
کہے اور واہب نے عوض پر قبضہ کر لیا تو حق رجوع ساقط
ہو گیا اسواسطے کہ ہبہ بعوض درحقیقت بیع ہے۔

(۱۷۵۰) اگر موہوب لہ نے وقت عوض دینے کے اسطرح
کا ذکر نہ کیا اور واہب کو علم بھی اوسکے عوض ہونیکا نہ ہوا تو حق
رجوع ساقط نہ ہوگا۔

(۱۷۵۱) چونکہ عوض بلا ذکر عوض ہونیکے ہبہ ہے اسیواسطے
عوض میں ہبہ کی شرطیں معتبر ہوتی ہیں چنانچہ قبضہ ہونا واہب کا اور

اور جدا ہونا عوض کا موہوب لہ کے مال سے اور غلام شیوع
اگرچہ عوض ہجنس ہو یا کمتر ہبہ سے ہو۔
(۱۷۵۲) باپ کو جائز نہین کہ مال صغیر سے عوض دے اوس
ہبہ کا جو صغیر کے لیے کیا گیا ہے اگر صغیر کے مال کے سوا اور
کسی مال سے عوض دے تو صحیح ہے۔
(۱۷۵۳) اگر غلام تاجر نے کچھ مال ہبہ کیا پھر موہوب لہ
نے اوسکا عوض دیا تو دونون مین سے ہر شخص کو پھیر لینا
درست ہے کذا فی البحر کیونکہ غلام اہل تبرع سے نہین ہے تو
جب غلام بسبب بطلان ہبہ کے رجوع کا مالک ہوا تو موہوب لہ
بھی رجوع عوض پر قادر ہوگا اسواسطے کہ جب ہبہ باطل ہوا تو
تفویض بھی باطل ہوئی۔
(۱۷۵۴) مسلمان کو شراب یا سور بعوض ہبہ نصرانی کے دینا
صحیح نہین اسواسطے کہ مسلمان کی جانب سے شراب یا سور کی
تملیک صحیح نہین۔ کذا فی البحر اگر ایسا عوض دیا تو نصرانی کو پھیر لینا
ہبہ کا جائز ہوگا۔
(۱۷۵۵) شرط یہ ہے کہ عوض ہبہ کا بعض موہوب نہ ہو تو
اگر بعض موہوب کو باقی موہوب کے عوض دیا تو صحیح نہین لیکن
واہب کو باقی موہوب مین رجوع درست ہے۔
(۱۷۵۶) اگر موہوب دو چیزین ہون اور دونون چیزین
دو عقد مین موہوب ہوئی ہون تو صحیح ہے ایک موہوب کا دینا
عوض مین دوسرے موہوب کے اور اگر ایک ہی عقد مین موہوب

ہوئی ہوں تو صحیح نہیں اسواسطے کہ اختلاف عقد اختلاف عین کے
مثل ہے۔

(۱۷۵۷) اگر دراہم موہوبہ پر قبضہ کیا اور پھر دراہم کا بدلا
بجنسہا یا غیر جنسہا دیا تو رجوع جائز نہ رہا اور رجوع اوسوقت تک
جائز ہوگا جب تک دراہم موہوبہ بعینہ موجود رہیں اور اگر موہوب لہ
نے خرچ کر ڈالا تو رجوع نہیں ہوسکتا کیونکہ اہلاک موہوب مانع
رجوع ہے۔

(۱۷۵۸) آٹا گیہوں کا گیہوں کے عوض ہونیکی صلاحیت
رکھتا ہے کیونکہ آٹا عین یا بعض موہوب نہیں کہ تفویض اوسکی
صحیح نہ ہو کذا فی الخانیہ۔

(۱۷۵۹) اگر موہوب لہ نے ایک کپڑا رنگین کرکے واہب
کو بعوض چار کپڑوں کے دیا تو صحیح ہے اسطرح سیر بھر ستو
موہوبہ میں سے پاؤ سیر گھولکر عوض دیا تو صحیح ہے اسواسطے کہ رنگت
اور پانی ملنے سے موہوب میں زیادت حاصل ہوئی۔

(۱۷۶۰) اگر موہوب لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا وہ لڑکا
جو ہبہ کے بعد پیدا ہوا موہوب لہ نے واہب کو عوض دیا تو رجوع
ممتنع ہوگیا۔

(۱۷۶۱) اگر موہوب لہ کی طرف سے اجنبی عوض دے تو صحیح
ہے جیسے بدل خلع اجنبی کا دینا جائز ہے اور واہب کا حق رجوع
ساقط ہوجاتا ہے جب کہ واہب اوسپر قبضہ کرے اگرچہ عوض
دینا اجنبی کا بلا اذن موہوب لہ کے ہو۔

(۱۷۶۲) اجنبی موہوب لہ سے عوض کا عوض نہین لیسکتا۔
اگرچہ تفویض موہوب لہ کے امر سے ہو مگر جب کہ موہوب لہ اجنبی سے کہے کہ ہبہ کا عوض دے مین ضامن ہون۔ عدم رجوع تفویض واجب ہونے کے سبب سے ہے بخلاف ادا ئی دین کے یعنی موہوب لہ پر واجب نہین کہ عوض ہبہ کا دے بخلاف دین کے حیکی۔ یہہ صورت ہے کہ اجنبی نے مدیون کے امر سے ادا دین کیا تو رجوع ثابت ہے اگرچہ آمر دینے کا ضامن نہ ہوا ہو۔ اسواسطے کہ اداے دین مدیون پر واجب ہے توجب اوسنے دین اداکرنیکو کہا تو گویا اجنبی سے بقدر دین اوسنے قرض لیا قاعدہ کلیہ رجوع اور عدم رجوع کا یہہ ہے کہ جس حق کا آدمی سے مطالبہ کیا جاوے حبس اور ملازمت سے تو اوسکے ادا کا امر کرنا رجوع کا مثبت ہے بلا اشتراط ضمان اور اگر ایسا نہین یعنی اوسکا مطالبہ بحبس و ملازمت نہین تو اوسکے ادا کا امر رجوع کا موجب نہین مگر جب کہ آمر شرط ضمانت کرے کذافی الظہیریہ

(۱۷۶۳) حبس اور ملازمت کی قید سے اداے نذر اور کفارہ دینے کا امر خارج ہو گیا کیونکہ اگرچہ آدمی پر اسکا مطالبہ ہے لیکن نہ حبس نہ ملازمت سے کذافی الطحطاوی۔

(۱۷۶۴) اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے گھر کے بنانے پر خرچ کر یا قیدی نے کہا کہ مجھکو خرید کر لے یعنی مال دیکر مجھکو ظالم سے خلاص کر تو ان صورتون مین رجوع جائز ہے بلا اشتراط رجوع کذافی الخانیہ کیونکہ عرفًا اسکا ضمان لازم ہوتا ہے۔

كذا فی الطحطاوی

(۱۷۶۵) اگر نصف موہوب ملک غیر نکلا تو موہوب لہ نصف عوض پھیر لے۔ رجوع نصف عوض اوسوقت ہوتا ہے جبکہ موہوب محتمل القسمۃ نہ ہوا اور اگر محتمل القسمۃ ہو تو بعض کے استحقاق سے باقی مین ہبہ باطل ہوگا تو تمام عوض پھیر لے كذا فی الطحطاوی

(۱۷۶۶) اگر نصف عوض کا مستحق شخص غیر ہو تو واہب نصف ہبہ مین اسوقت تک رجوع نہین کر سکتا جب تک وہ باقی عوض کو نہ پھیر دے اسواسطے کہ مابقی مین صلاحیت عوض ہونیکی باقی ہے۔

(۱۷۶۷) درصورت استحقاق بعض عوض کے واہب کو اختیار ہوگا قبول اور عدم قبول عوض مین بسبب نہ سلامت رہنے عوض کے كذا فی الطحطاوی۔ اور عوض سے مراد وہ عوض ہے جو غیر مشروط ہے عقد ہبہ مین اگر مشروط ہے تو وہ مبادلہ ہے یعنی درحقیقت وہ بیع ہے تو عوض مشروط کے استحقاق مین بدل کی تقسیم ہوگی مبدل پر كذا فی النہایۃ

(۱۷۶۸) اگر تمام عوض کا مستحق غیر ہو تو واہب تمام ہبہ مین رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ موہوب ہلاک نہ ہوا ہو کیونکہ ہلاکت ہبہ مانع رجوع ہے۔ اسیطرح اگر تمام عوض کا مستحق غیر ہوا اور موہوب مین زیادتی ہوگئی ہو تو بھی رجوع نہ ہوگا كذا فی الطحطاوی کیونکہ زیادت مانع رجوع ہے۔

(۱۷۶۹) اگر تمام ہبہ کا مستحق غیر ہو تو موہوب لہ کو جائز ہے کہ تمام عوض پھیر لے اگر موجود ہوا اور اگر ہلاک ہوگیا ہو۔ عوض تو

دو حالتون سے خالی نہین مثلی ہے یا غیر مثلی اگر مثلی ہے تو مثل
لے لیوتے ورنہ قیمت لے لیوے کذا فی الغایۃ

(۱۷۷۰) اگر موہوب لہ نصف موہوب کا عوض دے تو واہب
کو اختیار ہے نصف غیر معوض مین رجوع کرے اور شیوع یعنی وہ
شیوع جو کہ رجوع فی النصف سے حاصل ہوا ہے وہ مضر نہین
کرتا کیونکہ وہ شیوع طاری ہے۔

(۱۷۷۱) مجتبی مین منقول ہے کہ عوض ہبہ مین یہہ شرط ہے کہ
عقد ہبہ مین عوض مشروط ہو اور اگر بعد عقد کے عوض دیا تو وہ
مانع رجوع نہین لیکن کسی اور نے اس شرط کی تصریح نہین کی سوائے
مجتبی اسکے یعنی یہہ قول ضعیف ہے۔

(۱۷۷۲) حرف خے سے مراد ہے خروج ہبہ کا ملک موہوب لہ
سے یعنی خروج عن ملک الموہوب لہ بھی مانع رجوع ہے۔

(۱۷۷۳) اگر خروج ہبہ کا باعث ہبہ کے ہوا ہو یعنی موہوب لہ
نے موہوب کسی اور کو ہبہ کر دیا ہو تو مانع رجوع ہے مگر جب کہ
واہب ثانی یعنی موہوب لہ اول رجوع کرے تو واہب اول
بھی رجوع کر سکتا ہے خواہ بالرضا ہو خواہ بحکم قاضی۔

(۱۷۷۴) اگر ہبہ نے عود کیا سبب جدید سے اسطرحپر کہ واہب
ثالث واہب ثانی پہ تصدق کرے یا اوسکوا وسکے ہاتھ بیچ
کرے تو واہب اول رجوع نکر سکیگا۔

(۱۷۷۵) اگر موہوب لہ نے نصف موہوب کی بیچ کی تو واہب
نصف باقی رجوع کرے بواسطہ عدم مانع کے (یعنی مانع رجوع

فقط نصف مبیع میں حاصل ہوا ہے نہ نصف ثانی سے۔

(۱۷۷۶) خروج سے مراد یہ ہے کہ خروج بالکلیہ ہو یعنی ملک موہوب لہ سے ہر طرح پر موہوب خارج ہو جاوے۔

(۱۷۷۷) اگر موہوب لہ نے دنبۂ موہوبہ تربانی کیا یا اوسکے خیرات کرنیکی نذر مانی اور دنبہ حلال کرنے سے گوشت ہو گیا تو یہ مانع رجوع نہیں کیونکہ گوشت ہونا خروج عن الملک نہیں ہے مگر ابو یوسف نے اس سے اختلاف کیا ہے اونکے نزدیک رجوع جائز نہیں مگر مفتیٰ بہ قول اول ہے

(۱۷۷۸) اگر موہوب لہ نے پارچہ موہوبہ خیرات کیا تو جبتک فقیر نے خیرات نہیں پائی رجوع جائز ہے کذا فی الطحطاوی رخلافاً لابی یوسف۔

(۱۷۷۹) اگر موہوب لہ نے دنبۂ موہوبہ کو بلا نیت قربانی ذبح کیا تو بالاتفاق رجوع جائز ہے یعنی ابی یوسف کا قول اس امر پر مبنی ہے کہ نیت قربانی یا خیرات سے موہوب موہوب لہ کی ملک سے خارج ہو کر اللہ تعالی کی ملک ہو گیا اور یہاں وہ صورت نہیں ہے۔

(۱۷۸۰) ایک شخص نے اپنے غلام کو جسپر دین ہے یا جنایت خطا ہے اوسکے دائن یا ولی جنایت کو ہبہ کر دیا تو دین و جنایت ساقط ہو گئی اگر پھر واہب رجوع کرے تو استحساناً صحیح ہوگا عند الطرفین۔

(۱۷۸۱) حرف ز سے مراد ہے زوجیت وقت ہبہ کے۔

(۱۷۸۲) اگر ایک عورت کو کوئی چیز ہبہ کی پھر اوس سے
نکاح کیا تو رجوع کرے اسواسطے کہ بوقت ہبہ زوجیت نہ تھی اسیطرح
اگر عورت قبل النکاح مرد کو کوئی چیز ہبہ کرے اور بعد اوسکے نکاح کرے تو رجوع
صحیح ہے۔

(۱۷۸۳) اگر مرد یا عورت نے بعد النکاح اپنی زوجہ یا زوج کو
کوئی شے ہبہ کی تو رجوع صحیح نہیں کیونکہ اوسوقت زوجیت موجود ہے

(۱۷۸۴) اگر سید نے اپنی ام ولد کو کچھ ہبہ کیا تو صحیح ہے اگرچہ
وہ حق الرقیت میں ہو کیونکہ اوسمین قابض ہونے کی صلاحیت نہیں
بسبب محجور بالتصرف ہونیکے (محجور یعنی ممنوع).

(۱۷۸۵) اگر مولی نے وصیت کی کہ میری موت سے ام ولد کو
اثنا دیتا تو وصیت صحیح ہوگی بسبب آزاد ہو جانے ام ولد کے بعد موت
مولی کے کذا فی الطحطاوی۔

(۱۷۸۶) حرف قاف سے مراد قرابت ہے.

(۱۷۸۷) اگر واہب نے ہبہ کیا اپنے قرابتدار محرم نسبی کو اگرچہ
موہوب لہ مستامن یا ذمی ہو تو رجوع صحیح نہ ہوگا محرم وہ ہے جس سے
نکاح حرام ہو محرم نسبی کی قید سے محرم رضاعی خارج ہوگیا تو مانع رجوع
قرابت مع المحرمیت ہے نہ فقط قرابت نہ فقط محرمیت.

(۱۷۸۸) اگر واہب نے ہبہ کیا اوس محرم کو جس سے قرابت نہین
چنانچہ رضاعی بھائی کو اگرچہ وہ چچا کا بیٹا ہو اور ہبہ کیا سسرالی محرم
کو چنانچہ خوشدامن کو تو رجوع صحیح ہوگا (کیونکہ محرم نسبی نہیں ہے)

(۱۷۸۹) اگر واہب نے ہبہ کیا اپنے نسبی بھائی کو کہ وہ شخص اجنب

کا غلام ہے یا ہبہ کیا اپنے بھائی کے غلام کو تو رجوع جائز ہے اور صاحبین
کے نزدیک اپنے بھائی غلام کو جو ہبہ کیا اوسکا رجوع صحیح ہے اور بھائی
کے غلام کے ہبہ مین رجوع جائز نہین کذا فی الطحطاوی۔

(۱۷۹۰) اگر غلام اور اوسکا مالک دونون قرابتدار ہون تو رجوع
جائز نہین بالاتفاق اسواسطے کہ دونون مین جسکے واسطے ہبہ واقع ہو
وہ مانع ہے رجوع ہبہ کا کذا فی البحر۔

(۱۷۹۱) اپنے بھائی اور اجنبی کو وہ چیز ہبہ کی جو تقسیم نہین ہوسکتی
مثلاً پیالہ یا چکی سو دونون نے اوسپر قبضہ کرلیا تو واہب کو اجنبی کے
حصہ مین رجوع جائز ہے بسبب نہ ہونے مانع کے کذا فی الدرر

(۱۷۹۲) حرف ہا ہ ہونے سے مراد ہے ہلاکت عین موہوب کی

(۱۷۹۳) ہلاکت سے مراد ہے تلف ہو جانا عین کا یا تلف ہو جانا اُسکے
عامہ منافع کا یا وصف بقاے ملک کے۔

(۱۷۹۴) ایک شخص نے تلوار ہبہ کی موہوب لہ نے اوسکو توڑ کر
اوسکی چھری یا دوسری تلوار بنالی تو رجوع جائز نہ ہوگا بخلاف شاۃ
مذبوحہ کے کذا فی الطحطاوی۔

(۱۷۹۵) اگر موہوب لہ موہوب کے تلف ہو جانے کا دعوی کرے
تو اوسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی بدون قسم کے اسواسطے کہ وہ ہبہ
پھیرنے کا منکر ہے۔

(۱۷۹۶) اگر واہب کہے کہ وہ یعنی ہبہ یہی چیز ہے تو منکر یون قسم
کھاے کہ ہبہ یہ چیز نہین ہے کذا فی الخلاصہ۔

(۱۷۹۷) جب کہ موہوب لہ دعوی کرے بھائی ہونے واہب کا

اور واہب اوس سے انکار کرے تو واہب اسطرح قسم کھاے کہ موہوب لہ اوسکا بھائی نہین ہے اور یہ قسم درحقیقت نسب کی مسبب یعنی مال پر ہے نہ سبب پر تو یہان مال کا اثبات مقصود ہے نہ نسب کا اور اگر نسب مقصود ہوتا تو امام اعظم کے نزدیک قسم جائز نہ ہوتی کذا فی الطحطاوی۔

(۱۷۹۸) اگر رجوع مین اختلاف ہو تو بلا رضامندی فریقین یا بلا حکم حاکم رجوع صحیح نہین۔

(۱۷۹۹) درصورت اختلاف اگر واہب ہبہ کرکے بلا رضا موہوب لہ یا حکم حاکم کے پھیر لیگا تو غاصب ہوگا تو اگر موہوب تلف ہوگا واہب کے پاس تو واہب موہوب لہ کو اوسکی قیمت تاوان دیگا کیونکہ موہوب لہ کی ملک موہوب مین ثابت ہے۔

(۱۸۰۰) اگر حاکم موہوب لہ کو منع کرے یا حکم دے موہوب اوسکے پاس تلف ہوجا تو بھی اوسپر تاوان نہین۔ کیونکہ ہنوز اوسکی ملک قائم ہے

(۱۸۰۱) اگر حاکم نے حکم دیا پھر منع کیا اور موہوب تلف ہوگئی تو موہوب لہ پر تاوان لازم ہوگا بسبب اوسکی تعدی کے کذا فی المنح

(۱۸۰۲) اگر موہوب لہ واہب کو ہبہ کرے اصل موہوب کو قبل قضا یا رضا کے اور وہ قبول کرے تو مالک نہ ہوگا بدون قبض کے اور جب کہ قبض کریگا تو بمنزلہ رجوع کے ہوگا اور موہوب لہ کو رجوع جائز نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی والبدائع اور اگر بعد قضا یا رضا کی رجوع کرے تو اوسمین قبضہ کی حاجت نہین

(۱۸۰۳) واہب کو جائز ہے پھیر دینا موہوب کا اوسکے بائع کو

رجوع بقضا ہو خواہ برضا یعنی واہب نے ایک چیز خرید کرکے ہبہ
کی اوسمین رجوع کیا اوسکے بعد اوسمین عیب معلوم ہوا تو بایع کو پھیر
دینا اوسکا جائز ہے

(۱۸۰۴) اگر واہب وموہوب لہ نے اتفاق کیا رجعت پر ان حالات
سبعہ مین جنمین رجوع صحیح نہین تو بوجہ اتفاق کے رجوع صحیح ہوگا۔

(۱۸۰۵) اگر مدیون کے لڑکے کو دین ہبہ کیا تو جائز نہین اسواسطے
کہ دین غیر مقبوض ہے۔

(۱۸۰۶) اگر حاکم نے حکم کیا بطلان رجوع کا بسبب کسی مانع رجوع
کے پھر وہ مانع زائل ہوگیا تو رجوع عود کریگا کذا فی الدرر۔ زوجیت
قرابت ہلاکت عین زیادت علی العین و فی نفس العین موت عوض
مین تو عود نہین ہوسکتا ہے مگر خروج عن الملک مین ہوسکتا ہے
جب کہ موہوب لہ کے پاس وہ چیز یعنی موہوب پھر آوے کذا الطحطاوی

(۱۸۰۷) شے موہوب تلف ہوگئی اور اوسکا کوئی اور شخص حقدار
مالک قرار پاکر اوسنے موہوب لہ سے تاوان لیا تو اب موہوب لہ
واہب سے تاوان نہ پھیر لیگا۔

(۱۸۰۸) ہبہ بالعوض مشروط بالعین ابتدا ہبہ ہے اور انتہاء
بیع ہے تو ہبہ خیار رویت سے پھیر دیا جائیگا اور شفعہ سے لیا جائیگا

(۱۸۰۹) اگر واہب نے موہوب لہ سے کہا کہ مین نے تجکو ہبہ کیا
اس شرط پر کہ تو فلانی چیز مجکو عوض دے اگر یون کہا کہ ہبہ کیا بتقابلہ
اسکے تو بیع ہے باعتبار ابتدا۔ اور انتہا کے اور صورت اول مین
باعتبار ابتدا۔ کے ہبہ ہے اور باعتبار انتہا کے بیع ہے۔

(۱۸۱۰) رد بالعیب عوض اور معوض دونون مین ہوگا اور اسی طرح خیار الرویۃ اور شفعہ دونون مین ثابت ہے اور جب کہ باعتبار ابتدا اور انتہا کے ہبہ بیع ہوگا تو دونون کی ملک اپنی حق مین ثابت ہو گی اور امتناع تسلیم جائز نہ ہوگا اور قبض شرط نہ ہیگا اور شیوع مفر نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی۔

(۱۸۱۱) عوض معین کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر عوض معین نہ ہوگا یعنی مجہول ہوگا تو عوض کا شرط کرنا باطل ہوگا اور ایسا ہبہ دونون اعتبار سے ہبہ ہوگا نہ بیع۔

(۱۸۱۲) واقف نے اوس وقت کی زمین بلا شرط عوض کے ہبہ کی جسکا استبدال مشروط تھا تو جائز نہین اور اگر استبدال اسکا مشروط کیا بعوض ہبہ کے تو بمنزلہ بیع کے ہوگی ذکرہ الناصحی وہکذا فی المجمع۔

(۱۸۱۳) اپنے طفل کا مال بشرط ادس عوض کے جو اوسکی قیمت مین برابر ہے جائز ہے نزدیک امام محمد کے نہ نزدیک شیخین کے

(۱۸۱۴) لونڈی ہبہ کی سوا اوسکے حمل کے یا ہبہ کی اس شرط پر کہ لونڈی واہب کو پہیر دے یا موہوب لہ اوسکو آزاد کرے یا اوسکو اپنی حرم بناوے تو ہبہ صحیح ہے اور پہلی صورت مین استثناء حمل باطل ہے اور باقی صورتون مین شرط باطل ہے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب عقد کی شرط قبض ہے تو شرط اوسکی نہیں ہے چنانچہ ہبہ وعاریت کذا فی الطحطاوی۔

(۱۸۱۵) اگر ایک مکان ہبہ کیا اس شرط پر کہ مکان موہوب مین سے

کچھ واہب کو پھیر دے اگرچہ بعض معین ہو جیسا کچھ تہائی گھر یا چوتھائی
یا اس شرط پر ہبہ کیا کہ ہبہ اور صدقہ دین سے کچھ عوض دے
تو ان صورتوں میں شرائط باطل ہیں ہبہ صحیح ہے اسواسطے کہ
شرط بعض موہوب سے ہے یا مجہول ہے اور ہبہ باطل نہیں ہوتا شرط
باطلہ سے۔

(۱۸۱۶) لونڈی کا حمل آزاد کیا پھر لونڈی ہبہ کی تو صحیح ہے
اگر حمل کو تدبیر کیا پھر لونڈی کو ہبہ کیا تو صحیح نہیں بسبب باقی رہنے
حمل کے واہب کے ملک پر تو موہوب مشغول بملک واہب
ہوا اور شرط ہبہ یہ ہے کہ موہوب مشغول نہ ہو واہب کی
ملک سے بخلاف صورت اول کے یعنی درصورت عتق حمل واہب
کی ملک پر جب نہیں یعنی بچہ شکم باقی نہ رہا تو موہوب مشغول بملک واہب نہ
(۱۸۱۷) ہبہ بطریق رقبی ناجائز ہے (یعنی یوں کہنا کہ میرا
گھر تیرا ہے بطریق رقبی یعنی اگر میں مرجاؤں تجھ سے پہلے تو وہ
گھر تیرا ہے اور اگر تو مرجاوے مجھ سے پہلے تو وہ میرا ہے) نزدیک
امام اعظم اور امام محمد کے بسبب تعلیق بالخطر کے اور ابو یوسف کا
یہ قول ہے کہ ہبہ بطریق رقبی صحیح ہے اسلئے کہ فی الحال تملیک ہو
اور شرط باطل ہے اور پہلا قول صحیح ہے کذا فی الطحطاوی اور جب کہ
رقبی صحیح نہ ہوا تو اس قسم کا دنیا عاریت ہوا

(۱۸۱۸) زوج نے زوجہ کے پاس اسباب تحفہ بھیجا اور زوجہ
نے بھی زوج کے واسطے تحفہ بھیجا ہبہ کے عوض خواہ اوسنے تصریح
کی یا نہ کی پھر دونوں میں جدائی ہوگئی بعد زفاف کے اور زوج نے

دعوی کیا کہ وہ اسباب عاریہ تھا نہ ہبہ اور قسم کھالی اور اسباب پھیر لیا تو عورت کو بھی اختیار رہے کہ اپنا تحفہ پھیر لے کیونکہ جب ہبہ نہین تو اوسکا عوض کیسا۔

(۱۸۱۹) اگر زوج یا زوجہ نے تحفہ مذکور الصدر تلف کر دیا تو تاوان دے بسبب ہلاک کرنے عاریت کے اور اگر خود ہلاک یا تلف ہوگیا تو تاوان نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی والخانیہ۔

(۱۸۲۰) ہبہ کرنا دین کا مدیون کو یا معاف کر دینا دین کا مداین کو تمام ہو جاتا ہے بدون قبول مدیون کے بشرطیکہ عقد سلم یا عقد صرف کے فسخ ہو جانیکا موجب نہ ہو۔ قبول کی واسطے حاجت نہین کہ ہبہ دین ابرا بمعنی اسقاط ہے اور اسقاط مین قبول شرط نہین۔

(۱۸۲۱) اگر ہبہ یا ابرا۔ مذکورہ عقد سلم یا عقد صرف کے فسخ کا موجب ہو مثلاً رب السلم نے ابرا۔ کیا یا بیع صرف کے متعاقدین مین سے ایک شخص نے ابرا۔ کیا تو دوسرے کے قبول کرنے پر موقوف ہوگا بسبب فوت ہونے اوس قبض کے جو مستحق بالعقد ہے اور ایک عاقد کو فسخ مین اختیار نہین۔

(۱۸۲۲) ہبہ اور ابرا تمام ہوتا ہے بلا قبول لیکن رد ہو جاتا ہے مجلس اور غیر مجلس مین رد کر دینے سے اسواسطے کہ ہمین معنی اسقاط ہین اور بعضون نے کہا کہ رد کرنا مقید بہ مجلس ہے کذا فی الغاثیہ۔

(۱۸۲۳) دین کا مالک کر دینا غیر مدیون کو صحیح نہین لیکن تین

صورتون مین - اول حوالہ مین دوسرے وصیت مین سوم جب کہ واہب موہوب لہ کو قبض دین پر مسلط کر دے کیونکہ جب واہب نے قبض دین پر مسلط کیا تو وہ وکیل قابض ٹھہرا موکل کے واسطے پھر اپنے واسطے کذا فی الاشباہ۔ صورت حوالہ کی یہہ ہے کہ جب محال علیہ محیل کا مدیون ہوا اور وہ یعنی محیل کسی شخص کو دین دلا دے تو دین منتقل ہوگا محیل کے ذمہ سے محال علیہ کے ذمے پر صورت وصیت کی یہہ ہے کہ ثلث مال کی وصیت کی اور ترکہ مین دیون ہین تو موصی لہ دیون سے بقدر وصیت کے مالک ہوگا کذا فی الطحطاوی صورت ہبہ بغیر المدیون کی یہہ ہے کہ مثلا ایک عورت نے اپنے فرزند کو ہبہ کیا وہ دین جو اوسکے باپ پر ہے تو معتمد صحت ہبہ ہے بسبب مسلط کرنیکے اور بعضون کے نزدیک یہہ ہے کہ تسلیط فرزند بالفعل شرط نہین فتاوی قاضیخان اور اشباہ اور طحطاوی مین ہے کہ اگر فرزند کو قبض پر مسلط نہ کیا تو ہبہ جائز نہ ہوگا۔

(۱۸۲۴) صدقہ مثل ہبہ کے ہے بواسطہ اشتراک تبرع یعنی احسان کے کیونکہ جسطرح ہبہ عطا غیر واجب ہے اسیطرح صدقہ بھی ہے۔

(۱۸۲۵) صدقہ بدون قبض کے صحیح نہین اور نہ مشاع محتمل القسمۃ کا صحیح ہے کیونکہ وہ مثل ہبہ کے ہے۔

(۱۸۲۶) ہبہ اور صدقہ مین فرق یہہ ہے کہ ہبہ مین رجوع جائز ہے اور صدقہ مین نہین۔

(۱۸۲۷) دو شخصون نے اختلاف کیا واہب نے کہا کہ ہبہ ہے یعنی جو مین نے تجکو دیا ہبہ تھا لہذا مجکو پھیر لینا جائز ہے موہوب لہ

کہا نہین بلکہ صدقہ ہے تو واہب کا قول معتبر ہوگا کذا فی الخانیہ
(۱۸۲۸) سید حموی نے کہا کہ تملیک معنی ہبہ ہو تی ہے اور
قبض کرنے سے تمام ہو جاتی ہے۔
(۱۸۲۹) جب کہ تملیک قبض و تسلیم سے خالی ہو تو اوسمین علما
کا اختلاف ہے بعضون نے کہا جائز ہے بعضون نے کہا جائز
نہین جو علما۔ جائز نہین کہتے اوسکو وہ ہبہ پر قیاس کرتے ہین اور
جو جائز کہتے ہین وہ یہہ دلیل بیان کرتے ہین کہ ہبہ اور تملیک
دو شی ہے باعتبار نام کے یہہ تو ظاہر ہے اور باعتبار حکم کے
بھی دو شی ہے کیونکہ اگر درختون پر لگے پہلون کو ہبہ کرے
تو جائز نہین اور اگر تملیک کا اقرار کرے تو جائز ہے تو ثابت
ہوا کہ تملیک صحیح ہے بدون تسلیم کے اور تملیک ہبہ کی غیر ہے
اسی قول پر فتوی ہے اور اسی پر لوگون کا عمل ہو کذا فی الطحطاوی
(۱۸۳۰) ایک شخص نے اپنا حال بادشاہ کو لکہا اور اوس سے
تملیک ارضی محدودہ کی طلب کی سو بادشاہ نے فرمان لکہدینے
کا حکم کیا اور اوسکے منشی نے لکہدیا کہ اوس زمین کا مین نے
اوسکو مالک کر دیا تو اس تملیک مین قبول مجلس کی حاجت
ہے لیکن ہرگاہ پہونچنا ہر شخص کا بادشاہ تک متعذر ہے سوال
بالحال حاضر ہونے کے قایم مقام کر دیا گیا یعنی ایسی حالت مین
تملیک بغیر حاضری مجلس کے بھی جائز ہے۔
(۱۸۳۱) زوجہ نے زوج کو مال دیا اوسکے سوال پر تاکہ زوج
وسعت کرے مصارف مین پہر وہ مال زوج کے لیئے بعض تو خنخواہ

کو دیا گیا اگر زوجہ نے اوسکو مال مذکور ہبہ کیا ہو یا اوسکو قرض دیا ہو تو زوجہ کو عوض خواہ سے پھیر لینا جائز نہیں اور اگر اوسنے دیا ہو واسطے تصرف کرنیکے اس حیثیت سے کہ خود مالک رہے تو زوجہ کو زوج کے قرض خواہ سے پھیر لینا جائز ہے نہ زوج کو۔

(۱۸۳۲) ایک شخص نے اپنے فرزند کو مال دیا کہ وہ اوسمین تصرف کرے سوا وسنے اوسمین تصرف بطریق تجارت کے کیا اور مال زیادہ ہو گیا اور باپ مر گیا اگر باپ نے اوسکو مال مذکور ہبہ کیا ہو تو تمام مال فرزند کا ہے ورنہ میراث ہے یعنی وہ مال وارثون مین تقسیم ہوگا۔

(۱۸۳۳) ایک شخص نے دوسرے کو کھانا تحفہ بھیجا برتن مین کھر دیا اوسکا کھا لینا اوس برتن مین جائز ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر ثرید یعنی روٹی شوربے مین بھیگی ہو یا مانند اوسکے یا اس قسم کا کھانا ہو کہ اگر دوسرے برتن مین کیجیے تو اوسکی لذت جاتی رہے تو ایسی حالت مین کھا لینا جائز ہے اور اگر دوسرے برتن مین کرنے سے لذت نہ جاوے اور کھانا بھیجنے والا اوسکا دوست ہو تو بھی جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۱۸۳۴) جس برتن مین کہ کھانا بھیجا جاوے اگر عادۃً اوسکو روا جا اوسکو واپس کر دیتے ہین تو وہ شخص جسکے پاس تحفہ کھانا بھیجا گیا اوسکا مالک نہ ہوگا ورنہ اوسکا بھی مالک ہو جائیگا کذا فی العالمگیریہ۔

(۱۸۳۵) ایک شخص نے ایک قوم کے کھانے کی دعوت

کی اور لوگون کو جدا جدا خوان بانٹ دیتے تو ایک خوان والیکو جائز نہے کہ دوسرے خوان والے کو اپنے کھانے مین سے دیدے لیکن سائل اور خادم اور غیر صاحب خانہ کی بلی کو دینا جائز نہین اور کتے کو کسیحالت مین دینا جائز نہین اگرچہ صاحب خانہ کا ہو مگر جلی روٹی کا دیدینا جائز ہے کیونکہ عادةً اسکا اذن ہے۔

(۱۸۳۶) ایک نے دوسرے کو خط لکھا اور اوسمین یہہ لکھا کہ اسکی پشت پر جواب لکھے تو مکتوب الیہ کو اوس خط کا پھیر دینا لازم ہوگا اور اوسکو اوسمین تصرف کرنا صحیح نہ ہوگا اگر جواب پشت خط پر طلب نہین کیا تو مکتوب الیہ خط کا مالک ہوگا۔ کذا فی الطحطاوی والجوہرہ۔

(۱۸۳۷) جبر نہین صلون پر۔ صلات جمع ہے صلہ کی اور صلہ عبارت ہے اداے مال سے بلا معاوضہ مال کے جیسا نفقہ کفارہ نذر زکوٰة کذا فی الطحطاوی والاشباہ عن المعراج

(۱۸۳۸) صلون پر جبر نہین لیکن چھہ صلہ اس سے مستثنی ہین یعنی چار صلون مین جبر ہوسکتا ہے۔ شفعہ مین زوجہ کے نفقہ مین اور اوس چیز مین جسکی وصیت کی گئی اور مال موقف مین اور اقارب کے نفقہ مین اور اداے دیت مین عاقلہ پر کیونکہ عاقلہ پر ایجاب بطریق صلہ کے ہے کذا فی الطحطاوی۔

(۱۸۳۹) دین کا ہبہ کرنیوالا رجوع نہین کرسکتا ہرطرح یعنی خواہ مدیون قبول کرے یا نہ کرے۔

(۱۸۴۰) نصف دین عالیکا ابرا کرنا صحیح ہے اور یہی قول محقق

ہے مثلاً دو شخصون کا دین مشترک ہو ایک شخص پر پھر ایک شخص
دین معاف کردے تو اگر دائن یون کہے کہ مین نے اپنا حصہ
معاف کردیا تو یہہ بالاتفاق صحیح ہے اور اگر یون کہا یعنی اضافت کی کہ
مین نے نصف دین معاف کردیا تو ظاہر الروایت یہہ ہے کہ پہلی
صورت کی طرح اوسکا تمام حصہ معاف ہوگا اور بعضون کے نزدیک
نصف النصف یعنی ربع کذا فی الطحطاوی۔

(۱۸۴۱) ایک عورت نے اپنا مہر معاف کیا زوج سے کہ حج کروانے
پر یا زوج کے ظلم نکرنے پر اور زوج نے شرط مذکور پوری نکی تو
مہر بحال سابق باقی رہیگا اسواسطے کہ عورت ترک مہر پر راضی تھی
مگر شرط مذکور سے پھر جب شرط فوت ہولی رضامندی بھی فوت
ہوگی یہی قول مفتی بہ ہے ہان اگر زوج تادیب مستحق پر زوجہ
کو ماریگا تو مہر معاف ہی رہیگا کیونکہ وہ حق زوج ہے نہ ظلم کذا فی
شرح الوہبانیہ۔

(۱۸۴۲) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب مین تیرے
اوپر دوسری سے نکاح کرون اور تو اپنا مہر مجھکو معاف کردے
تو تو طالق ہے پھر جب زوجہ نے مہر سے ابرا کیا تو زوج نے ابرا
قبول نہ کیا اسلئے زوج ظفریاب ہوگا۔ یعنی طلاق واقع نہ ہوگی کذا فی
الشرنبلانیہ۔

(۱۸۴۳) اگر کسی نے اپنے بیع کا مال یعنی ثمن اوسکا لیا پھر
ثمن اوسکا معاف کردیا تو ثمن مشتری کو اوس سے پھیر لیا جائیگا اسیطرح
دین بھی مثلاً کسی نے کوئی چیز بیچی اور مشتری نے اوسکا ثمن قبض

کیا پھر بایع نے مشتری کو ثمن معاف کر دیا بعد قبض کے تو یہ صحیح ہے اور مشتری نے جو ثمن دیا تھا وہ اوسکو بایع سے پھیر لیگا اسیطرح اگر دائن بعد قبض دین کے مدیون کو دین معاف کر دے۔ تو مدیون اوس سے دین پھیر لیگا۔

(۱۸۴۷) زمین کے سواے فقط عمارت کا ہبہ کرنا صحیح ہے کذا فی الذخیرہ و المنیۃ و التتمۃ اور دلیل مسئلہ کی تتمہ مین یون مذکور ہے کہ مشتری جب کہے کہ مین نے زمین مول لی ہے اور بایع نے مجھکو عمارت اوسکی ہبہ کی ہے اور شفیع کہے بلکہ تو نے زمین اور عمارت دونون مول لی ہین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا لیکن عبد البر شارح وہبانیہ نے اس سے اختلاف کیا ہے یعنی اونکے نزدیک عمارت بلا زمین ہبہ نہین ہوسکتی اور اوسکی دلیل یہ بیان کی ہے کہ فقہا نے کتاب الرہن مین تصریح کی ہے کہ رہن رکھنا عمارت کا بدون زمین کے اور رہن زمین کا بدون عمارت کے صحیح نہین اسواسطے کہ یہ شایع کی مانند ہے تو ہبہ کیونکر صحیح ہوگا لیکن کافی نے قول فیصل بیان کیا ہے کہ اگر عمارت بلا ارض کے ہبہ کرکے واہب نے موہوب لہ کو عمارت دیدینے اور قبض کرنے کا امر کیا اور موہوب لہ نے اوسپر عمل کیا تو صحیح ورنہ نہین کذا فی الطحطاوی۔ اسیطرح اگر غلہ مزروع ہبہ کیا زمین مین اور پھل درخت پر اور زیور تلوار مین اور من بھر اناج ڈھیر سے اور موہوب لہ کو کھیت کاٹنے اور پھل توڑنے اور زیور اوکھاڑنے اور اناج تولنے کا امر کیا اور موہوب لہ نے امر کے موافق عمل کیا تو

ہبہ صحیح ہوگا استحسان کی وجہ سے گویا کہ اوسنے علیحدہ کرنے
کے بعد ہبہ کیا اور اگر واہب قبض کا اذن نہ دے تو موہوب لہ پر
تاوان لازم ہوگا۔

کتاب الشفعہ

یہ کتاب ہے مسائل شفعہ میں

(۱۸۷۵) شفعہ لغت میں بمعنی ضم ہے یعنی ملانا اور شرع میں شفعہ
عبارت ہے تملیک بقعہ (یعنی زمین) سے مشتری پر زبردستی
کرکے بعوض اوس مال کے جو مشتری پر خرید کرنے میں پڑا اور
یہہ تملیک ہو بعوض مثل ثمن مشتری کے اگر ثمن مثلی ہو ورنہ برابر اسکی
قیمت کے (مشتری کی قید سے ملک بلاعوض سے احتراز ہوگیا
چنانچہ ہبہ بلاعوض اور میراث اور صدقہ سے اور اوس ملک سے
جو بعوض غیر عین کے ہو چنانچہ مہر اور اجارہ اور خلع اور صلح دم
عمد سے کیونکہ امور مذکورہ میں شفعہ نہیں ہے) اگر ہبہ بالعوض ہو
تو اوسمیں شفعہ ہے کیونکہ وہ باعتبار انتہا کے بیع ہے۔

(۱۸۷۶) سبب شفعہ کا متصل ہونا ہے ملک شفیع کا خریدی چیز سے
خواہ اتصال شرکت کے سبب سے ہو خواہ ہمسایگی کی جہت سے۔

(۱۸۷۷) شرط شفعہ کی یہہ ہے کہ محل عقار ہو اگرچہ سفل ہو یا
علو در المنتقی میں ہے کہ عقار سے مراد یہاں غیر منقول ہے تو
عقار میں نہر اور چکی اور کنواں اور بالاخانہ داخل ہے اگرچہ اسکی
راہ سفل میں نہ ہو اور عمارت اور اشجار نکل گئے کیونکہ اسمیں شفعہ نہیں
مگر عقار کے ساتھ اگرچہ عمارت اور شجر کی بیع مع حق القرار ہو یعنی اس

شرط ہے کہ بائع کی زمین پر ہی رہینگے جاوینگے) خلافا لابن الکمال کذا فی الطحطاوی

(۱۱۴۸) رکن شفعہ کا لینا ہے مشفوعہ کو بائع یا مشتری سے بحالت وجود سبب اور شرط شفعہ کے نزدیک یعنی جب کہ اتصال ملک شفیع ہو اور عقد معاوضہ اور بیع عقار ہو تب شفیع مستحق شفعہ ہے

(۱۱۴۹) حکم شفعہ کا جائز ہوتا ہے طلب کا وقت ثابت ہونے سبب کے اگرچہ جواز طلب چند سال کے بعد ہو یعنی جب کہ شفیع غائب ہو اور اوسکو بیع کا حال معلوم نہ ہو۔

(۱۱۵۰) صفت شفعہ کی یہ ہے کہ بواسطہ شفعہ کے لینا مثل خرید ابتدائی کے ہے تو شفعہ سے ثابت ہوتا ہے وہ امر جو ثابت ہوتا ہے خریداری سے چنانچہ پھیر دینا بسبب خیار رویت اور خیار عیب کے۔ شفعہ ثابت ہے واسطے شفیع کی منفعت کے نہ اوسپر مضرت ہونے کو۔ شفعہ ثابت ہوتا ہے بیع صحیح خواہ بیع ایسی فاسد ہو جس سے مالک کا حق منقطع ہو گیا ہو یا مشتری کو خیار ہو بیع فاسد مین حق مالک منقطع ہوتا ہے مشتری کے وقف کرنے اور رہن رکھنے اور وصیت کرنے سے۔ اگر بائع کو خیار ہے یا بائع اور مشتری دونون کو خیار ہو تو شفعہ نہین۔

(۱۱۵۱) مجلس طلب مواثبت مین گواہ کرنے سے شفعہ ثابت اور مستقر ہو جاتا ہے تو شفعہ باطل نہ ہوگا بعد گواہ کر لینے کے یعنی بعد اشتہار کے اگر قاضی کے پاس رجوع کرنے مین تاخیر کریگا تو شفعہ باطل نہ ہوگا بموجب ظاہر مذہب مفتی بہ کے۔

(۱۸۵۲) عقار مبیع مملوک ہو جاتا ہے باہم کی رضامندی کے لینے
سے یا قاضی کے حکم سے۔

(۱۸۵۳) شفعہ ثابت ہوتا ہے بقدر رؤس شفعاء کے نہ بقدر ملک
شفیعون کے برخلاف مذہب شافعی کے۔

(۱۸۵۴) اول شفعہ ثابت ہوتا ہے واسطے خلیط کے یعنی جو شریک
ہے ذات مبیع مین۔ اگر شریک نفس مبیع کا نہ ہو یا ہو لیکن مشتری کے
واسطے بیع کو مسلم رکھے یعنی حق شفعہ کو طلب نکرے تو اوسکا شفعہ واجب
ہے جو حق مبیع مین شریک ہے (حق مبیع کا شریک وہ ہے جسنے شرکی
چیز بانٹ لی اور اوسکی شرکت حق عقار مین باقی رہی مثلاً مخصوص
پانی لینے کی باری کہ شرکت یا رستہ خاص کی شرکت) مثلاً چند لوگون مین
نہر صغیر کے پانی لینے کی باری مشترک ہے کہ اونکی اراضیات اوس سے
سینچی جاتی ہین اور اون اراضیات مین سے ایک کھیت بکا تو سب
پانی لینے والون کے واسطے شفعہ ثابت ہے یعنی سب لوگون کا
اوسکی خریداری مین ہے اور اگر عام ہے کہ جسمین کشتیان چلتی ہین
اور باقی مسئلہ بحال سابق ہے تو سب پانی لینے والون کا جو اونکی
زمین کی بیع مین شفعہ نہین ہے بلکہ فقط ہمسایہ ملاصق کا شفعہ ہے۔ بعد
شریک حق المبیع کے ہمسایہ ملاصق کے واسطے شفعہ ہے اگرچہ
ہمسایہ ملاصق ذمی یا عبد ماذون یا مکاتب ہو (جار ملاصق وہ
ہے جسکا دروازہ دوسرے کوچہ مین ہے اور اوسکے گھر کی پشت
خانہ مبیعہ کی پشت سے ملی ہے تو اگر اسکا دروازہ اسی کوچہ مین ہو
اور وہ کوچہ غیر نافذ ہے تو وہ خلیط ہے حق مبیع مین نہ جار ملاصق

اگرچہ اوسکا دروازہ خانہ بیعہ کے سامنے ہو) خلاصہ یہ ہے کہ شفیع تین قسم کے ہوتے ہین اول خلیط فی نفس المبیع دوم خلیط فی حق المبیع سوم جار ملاصق اول خلیط فی نفس المبیع کو حق شفع ہے بعد اوسکے خلیط فی حق المبیع کو اوسکے بعد جار ملاصق کو مثلاً صورت ترتیب شفعہ کی یہہ ہے کہ ایک منزل یعنی کوٹھری یا دالان مشترک ہے دو شخصون مین اور وہ منزل واقع ہے ایک قوم کے گھر مین اندر کوچہ غیر نافذ کے جب کہ احد الشریکین اپنا حصہ منزل سے بیع کریگا تو منزل کا شریک احق ہے شفعہ کا پھر اگر وہ تسلیم کرے تو گھر کے شریک احق ہین کوچہ کے شریکون سے کیونکہ وہ اقرب ہین صحن دار کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کرین تو اہل کوچہ احق ہین راہ کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کرین تو جار ملاصق احق ہین کذا فی الدر طحطاوی مین ہے کہ ترتیب مذکور کی وجہ اس حدیث مین مذکور ہے۔ الشریک احق من الخلیط والخلیط احق من الشفیع یعنی شریک زیادہ حقدار خلیط سے اور خلیط احق ہے شفیع سے شریک سے مراد شریک فی نفس المبیع ہے اور اور خلیط سے خلیط فی حق المبیع مراد ہے اور شفیع سے جار ملاصق مراد ہے۔ مجہولی نے ترتیب اوسکی یون مذکور کی ہے کہ اول شریک فی البیت ہے پھر شریک فی الدار پھر شریک فی الاساس پھر شریک فی الشرب پھر شریک فی الطریق پھر ہمسایہ ملاصق (ہمسایہ ملاصق وہ ہے کہ اوسکی دیوار ہو اور دوسرے کی دیوار متصل اور دونون دیوارون مین راہ نہین چلتی ہو سبب

یعنی تختے یا دونون باہم ملصق ہون تو اگر دونون میں بیچ کی نا لیہ ہو تو اوس میں ہمسایہ کا شفعہ نہین ہے۔ رکھنے والا کڑیون کا دوسرے کی دیوار پر اور ادس لکڑی کا شریک بیچ دیوار پر ہے وہ ہمسایہ ہے نہ شریک فی حق المبیع کذا فی الہدایہ و الکافی۔ اگر دیوار کی ذات مین شرکت ہو تو وہ شریک ہے نہ ہمسایہ ایسا بیان کیا ہے شارح درمختار نے لیکن مصنف نے کہا کہ اگر ہمسایون مین سے ایک ہمسایہ دیوار مین شریک ہو تو اور ہمسایون پر مقدم نہ ہو گا کیونکہ فقط عمارت کی شرکت سے زمین پر استحقاق شفعہ کا نہین ہوتا یعنی ملتقی کی عبارت اسپر محمول ہے جبکہ زمین بھی مشترک ہو صورت اوسکی یہ ہے کہ دو سرے شریکون نے مشترک زمین مین دیوار بنائی پھر زمین کی دونون نے تقسیم کر لی پھر اگر اوس دیوار کی بیع ہو گی تو اوسکی شفعہ کا شریک احق ہے کذا فی الطحطاوی

(۱۱۵۵) کسی شفیع نے اپنا حق شفعہ کا ساقط کر دیا بعد حکم قاضی کے تو باقی شفیعون کو شفیع تارک کا حصہ لینا جائز نہین ہے کیونکہ حکم قاضی سے اون مین سے ہر واحد کا حصہ جدا جدا ہو گیا دوسرے کے حصے سے کذا فی الزیلعی تو اگر شفیع اپنا حق ساقط کر دے قبل قضائے قاضی تو باقی شفیعون کو تمام مبیع کا لینا جائز ہے بہ سبب دور ہو جانے مزاحمت کے

(۱۱۵۶) اگر بعض شفیع غائب ہون تو صرف حاضرین کے واسطے شفعہ کا حکم ہو گا تمام مبیع مین شفیع غائب کے نہ طلب کرنیکے احتمال تو تاخیر نکیجائیگی بسبب شک کے۔

(۱۸۵۷) اگر ایک شریک غائب ہو اور شریک حاضر نے شفعہ طلب کیا تو اوسکے واسطے تمام شفعہ کا حکم ہوگا پھر جب کہ شریک غائب یا شفیع غائب حاضر ہوا اور شفعہ طلب کرے تو اوسکے واسطے شفعہ لینے کا حکم ہوگا سو اگر شفیع ثانی برابر ہو اول کے یعنی دونون شریک ہون تو اوسکے واسطے نصف کا حکم ہوگا اور اگر ثانی فوقی ہو اول سے یعنی ثانی شریک ہو اور اول ہمسایہ تو تمام شفعہ ثانی کے واسطے حکم ہوگا اور اگر ثانی کمتر ہو اول سے تو شفعہ سے ثانی کو قاضی باز رکھے کذا فی الخلاصہ۔

(۱۸۵۸) شفیع نے قبل خریداری مشتری کے اپنا حق شفعہ ساقط کر دیا تو صحیح نہین ہے بسبب نہ پائی جانے اوسکی شرط کے اور وہ شرط بیع ہے۔

(۱۸۵۹) شفیع نے بعض شفعہ لینے کا اور بعض کے چھوڑنے کا قصد کیا تو وہ اوسکا مالک نہین ہے مشتری پر جبر کرنے کے بسبب ضرر تفریق صفقہ کے (یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا بوقت تکمیل معاہدہ) اگر ایک شفیع نے اپنا حصہ دوسرے شفیع کے واسطے مقرر کر دیا تو صحیح نہین ہے اور اوسکا حق اس فعل سے ساقط ہوگا بسبب اوسکی روگردانی کے اور بیع بٹجائیگا باقی شفیعون مین۔

(۱۸۶۰) اگر دو شریکون مین سے ایک شریک نصف شفعہ طلب کرے اسوجہ سے کہ وہ فقط نصف کا استحقاق رکھتا ہے تو اوسکا شفعہ باطل ہوگا کیونکہ شرط ہے صحت شفعہ کی تمام شفعہ کو طلب کرنا چنانچہ زیلعی نے اسکو مشرح بیان کیا ہے۔

(۱۱۶۱) صحیح ہے بیع مکہ معظمہ کے گھروں کی تو اوسمیں شفعہ واجب ہے یعنی ثابت ہے اور اسی قول پر فتوی ہے کذا فی الاشباہ والطحطاوی۔

(۱۱۶۲) صحیح ہے طلب کرنا شفیع کا مشتری کے وکیل سے اگر اوسنے بیع اپنے موکل کو تسلیم نکردی ہو اور اگر تسلیم کردی ہو تو طلب شفعہ وکیل سے صحیح نہیں ہے اور وجوب شفعہ کا وکیل سے باطل ہے یہی قول مختار ہے کذا فی الاشباہ۔

(۱۱۶۳) شفعہ نہیں وقف میں اور نہ وقف کے واسطے شفعہ ہے کذا فی النوازل اور نہ وقف کے جوار میں شفعہ ہے کذا فی شرح المجمع والخانیہ بخلاف خلاصہ وبزازیہ

باب طلب الشفعہ

یہہ باب ہے شفعہ طلب کرنے کے مسائل میں

(۱۱۶۴) جس مجلس میں کہ شفیع کو علم بیع مشفوعہ ہوا اوس میں طلب شفعہ کرے نہ اوسکی غیر میں خواہ علم بیع مشتری سے ہوا ہو یا اوسکے فرستادہ سے یا کسی اور ایک متقی شخص کے کہنے سے یا کثیر آدمیوں کی خبر دینے سے اگرچہ مجلس دراز ہو یہی قول اصح ہے کذا فی الدرر۔ اور اسی قول پر متون غفہ شامل ہین برخلاف روایت جواہر الفتاوی کے کہ طلب علے الفور لازم ہے اور علی الفور پر فتوی ہے اور اسی روایت پر متفرع ہے نوازل کا مسئلہ کہ جب شفیع سلام کرے مشتری پر تو شفعہ باطل ہوگیا اسواسطے کہ طلب پر اوسنے سلام کو مقدم کیا اور حالانکہ طلب بعد علم بیع فورًا

واجب ہے یعنی زیادتی ہو پس اگر شفیع کو یہ اطلاع خط کے ذریعہ ہو فی
اور شفعہ اول یا اوسط خط مین لکھا تھا سوا اوسکے تمام خط پڑھا تو
شفعہ باطل ہوگیا یعنی بسبب تاخیر طلب کے بشرطیکہ علم مشتری اور
ثمن ہوگیا ہو اسواسطے کہ سکوت اوسوقت رضا ہوتا ہے جب کہ
مشتری اور ثمن معلوم ہو انتہی فی الطحطاوی۔

(۱۰۶۵) ایسے لفظ سے شفعہ طلب کرے جس سے طلب شفعہ سمجھی
جاوے چنانچہ یون کہنا کہ مین نے شفعہ طلب کیا اور مانند اسکے چنانچہ
یون کہنا کہ مین شفعہ کا طالب ہون یا مین اوسکو طلب کرتا ہون اور
علم بیع کے طلب کرنیکو طلب مواثبہ یعنی طلب مبادرت کہتے ہین طلب مواثبہ مین
گواہ کرنا لازم نہین ہے بلکہ اسمین اشہاد وقوع انکار کے دفع کرنے
کے واسطے ہی گواہ کرنا اوسوقت لازم نہین جبکہ مجلس علم مین گواہ نہون۔
والا گواہ کرنا مستحسن اور لازم ہے کذا فی المنح۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر
اوسوقت گواہ موجود ہون تو اون کو اپنے طلب کرنیکا گواہ کرلے
اور اگر کوئی وہان نہ ہو تو اپنی زبان سے طلب شفعہ کرے اسواسطے
کہ اوسکا حق عند اللہ ساقط نہ ہوجاے اور اگر مشتری طلب مواثبت
کا منکر ہو تو شفیع کو قسم کھانا ممکن ہے اگر حاکم قسم کھلاے۔

(۱۰۶۶) بعد طلب مواثبت کے شفیع گواہ کرے بایع پر اگر عقار
مبیع اوسکے قبضہ مین ہو یا مشتری پر گواہ کرے اگرچہ وہ قابض نہ ہو
کیونکہ وہ مالک ہے یا اوسکا یا عقار کے نزدیک گواہ کرے تو شفیع یون
کہے کہ فلانے نے یہ گھر خرید کیا اور مین اوسکا شفیع ہون اور مقرر
مین مجلس علم مین شفعہ طلب کرچکا ہون اور اب مین اوسکو طلب

کرتا ہون سو تم گواہ رہو اور یہہ طلب اشہاد ہے اور اسکو طلب تقریر اور استحقاق بھی کہتے ہین اور بعضے طلب مواثبۃ کو طلب استحقاق کہتے ہین اور طلب اشہاد ضرور ہے اگر شفیع اسپر قادر ہو اگرچہ بواسطہ خط لکھنے یا رسول بھیجنے کے ہو اور با وجود اسکے گواہ نکرے تو اوس کا شفعہ باطل ہوگا۔ اور اگر اشہاد پر قادر نہ ہو تو شفعہ باطل نہ ہوگا۔

(۱۸۶۷) اگر شفیع نے طلب اول یعنی طلب مواثبۃ ہین کسیکے پاس ان تینون مین سے یعنی گھر یا بایع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اوسکو طلب ثالث یہہ کفایت کرتا ہے اور وہ طلب قایم مقام دو طلب کے ہوگی۔

(۱۸۶۸) پھر بعد ان دو طلبون کے یعنی طلب مواثبۃ اور طلب اشہاد کے قاضی کے پاس طلب کرے اور یون کہے کہ فلانے شخص نے ایسی حویلی خرید کی ہے اور مین اوسکا شفیع ہون بہ سبب فلانی گھر کے جو میرا مملوک ہے سو جناب قاضی صاحب حکم کیجیے اوسکو کہ گھر مجکو دے۔ یہہ اوس صورت مین ہے جب کہ گھر کو مشتری قبض کر چکے اور حالانکہ طلب خصومۃ فقط مشتری پر موقوف نہین اور اس طلب ثالث کو طلب تملیک اور طلب خصومت کہتے ہین۔

خلاصہ ہر شفعہ مین تین طلبین ہوتی ہین۔ اول طلب مواثبۃ۔ دوم طلب اشہاد۔ سوم طلب خصومت اور ان تینون طلبون کا کرنا شفیع پر لازم ہے۔ طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ تاخیر عذر سے ہو یا بلا عذر ایک مہینہ کی تاخیر ہو یا نہ یا دہ شفعہ

باطل نہین ہوتا جبتک شفیع اوسکو اپنی زبان سے ساقط نکردے اسی قول پر فتویٰ ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔ اور قول ضعیف یہہ ہے کہ فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔ اگر طلب خصومت کو ایک مہینہ بلا عذر تاخیر کریگا تو شفعہ باطل ہو جائیگا کذا فی الملتقی یعنی امام محمد کے قول پر فتویٰ دفع ضرر مشتری کیواسطے ہے۔

(۱۶۶۹) جب کہ شفیع طلب خصومت کرے تو قاضی خصم یعنی مشتری یا بایع سے سوال کرے شفیع کے مالک ہونے سے اوس چیز کا جسکی ملکیت کے سبب سے وہ شفعہ کا دعویٰ کرتا ہے زیلعی نے کہا ملکیت شفیع کا سوال کرنا بعد طلب شفیع کے غیر مناسب ہے بلکہ قاضی مدعی سے اول سوال قبل مدعا علیہ کے کرے کہ اسکا گھر کون شہر اور کس محلہ مین ہے اور اوسکی حدین کیا ہین کیونکہ اوسنے حق کا دعویٰ کیا وہ معلوم ہونا چاہیے نہ مجہول اسواسطے کہ دعویٰ مجہول صحیح نہین ہے۔ پھر جب وہ بیان کرے تو سوال کرے کہ مشتری گھر کا قابض ہے یا نہین کیونکہ بلاقبض مشتری پر دعویٰ صحیح نہین ہے جبتک بایع حاضر نہ ہو جب اسکو بیان کرلے تو شفعہ کے سبب اور اوسکے حدود سے سوال کرے اسواسطے کہ لوگ اسمین مختلف ہوتے ہین شاید کہ وہ سبب غیر صالح کے سبب سے دعویٰ کرتا ہو یا وہ اور شخص کے سبب سے محجوب ہو پھر جب سبب صالح کا بھی بیان کرلے اور محجوب نہ ہو تو اوس سے سوال کرے کہ تجکو علم بیع کب ہوا اور جب تو نے سنا تھا تو کیا کہا تھا کیونکہ شفعہ باطل ہوجاتا ہے طول زمان اور اعراض یعنی طلب اول اور طلب ثانی

کے ترک کرنے سے تو اوسکا بھی ظاہر ہونا ضرور ہے پھر جب اسکو
بھی بیان کر لے یا ان تو طلب اشہاد سے سوال کرے کہ کیونکر کی
اور کسکے پاس اشہاد واقع ہوا وہ اقرب تھا اپنے غیر سے یا نہین پھر
جب کہ شفیع یہہ سب کچھہ بیان کردے اور اوسنے کسی شرط کو
فوت نہ ہونے دیا ہو تو دعوی اوسکا پورا اور کامل ہوگا۔ اور اب
مدعا علیہ کی طرف قاضی متوجہ ہو اور اوس گھر کا سوال کرے جسکے
سبب سے وہ شفعہ چاہتا ہے اگر مشتری اقرار کرے اوس گھر کی ملکیت کا جسکے سبب سے وہ
شفعہ چاہتا ہے یا انکار کرے قسم کھا کر اپنی دانست یا شفیع گواہ گذرانے کہ وہ گھر اوسکا مملوک ہے
تو قاضی خریدار سے سوال کرے کہ آیا تو نے اوسکو خرید کیا ہے یا نہین پھر اگر مشتری خرید
کا اقرار کرے یا انکار کرے قسم کھانے سے حاصل یہ شفعہ خلیط
ہین یا قسم کھانے سے سبب یہ شفعہ جوار ہین یا اوسکی خرید پر
شفیع گواہ لاوے تو قاضی شفیع کے واسطے ثبوت شفعہ کا حکم کر دیگا
بشرطیکہ مشتری نے شفیع کے شفعہ طلب کرنیکا انکار نہ کیا ہو اگر وہ منکر
ہوا اوسکی طلب شفعہ کا تو مشتری کا قول قسم کے ساتھہ مقبول ہوگا
کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۷۰) قاضی بعد اقرار خرید شفعہ شفیع کا حکم کردے۔
اگرچہ شفیع نے دعوی کیوقت ثمن نہ حاضر کر دیا ہو یعنی اسواسطے
کہ احضار ثمن قبل قضا واجب نہین ہے اور جب کہ قاضی ثبوت شفعہ کا
حکم کر دے تو شفیع کو ثمن کا حاضر کرنا لازم ہوگا اور مشتری کو گھر کا
روک رکھنا ثمن کے واسطے درست ہے۔

(۱۸۷۱) اگر شفیع سے کہا گیا کہ ثمن لا اگر سوا اوسنے تاخیر کی

کی اثنا ثمن میں تو اوسکا شفعہ باطل نہ ہوگا بعد حکم قاضی کے او قبل از حکم تاخیر سے شفعہ باطل ہوگا نزدیک امام محمدؒ کے بسبب اوسکے سوکد ہونیکے کذا ذکرہ الزیلعی۔

(۱۸۷۲) شفیع کا خصم مشتری ہے ہر طرح پر خواہ قابض ہو یا نہ ہو اور بایع قبل از تسلیم کے ہے یعنی مشتری خصم ہے بہ سبب مالک ہونے کے اور بایع بہ سبب قابض ہونیکے کذا ذکرہ ابن الکمال اور بایع پر گواہ نہ سنے جاوینگے جب تک مشتری حاضر نہ ہو کیونکہ مالک تو مشتری ہے اور بیع بایع کے روبرو فسخ کی جاے اور اگر بایع نے بیع مشتری کو تسلیم کردی تو فسخ کیوقت بایع کی موجودگی ضرور نہیں ہے کیونکہ اوسکی ملک اور قبض دونون باقی نہیں رہے کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۷۳) شفیع کیواسطے خیار رویت اور خیار عیب ثابت ہے اگرچہ مشتری نے برات عیب کی شرط کر لی ہو نہ خیار شرط اور مدت کذا فی الاختیار یعنی خیار شرط شفیع کے واسطے ثابت نہیں ہے اگرچہ مشتری کیواسطے خیار شرط ہوا ہوا اور ثمن کی مدت بھی نہیں ہے اگرچہ مشتری کا ثمن موجل ہوا اور اشباہ مین ہے کہ شفعہ بیع ہے سب احکام مین سوا تاوان جبر کے مثلا شفیع نے زمین لی بہ سبب شفعہ کے پھر اوسمین عمارت بنا لی یا درخت لگاے پھر وہ زمین غیر کی ملک نکلی سو مالک مستحق نے ازالہ عمارت اور درخت کا چاہا سو اوسنے ویسا ہی کیا تو شفیع ثمن پھیرلے مشتری سے اسواسطے کہ اب ظاہر ہوا کہ مشتری نے اوس سے ناحق ثمن لیا حالانکہ زمین اوسکی ملک نہ تھی لیکن جو نقصان عمارت اور درخت کی قیمت مین واقع ہوا اوسکو مشتری سے نہ لے

نہ بایع سے لیکن اگر مشتری کو ایسا دہوکا ہوگا تو بایع سے وہ نقصان پھیر لیگا اسواسطے کہ بایع نے اوسکو دہوکھا دیا اور شفیع کو مشتری کی جانب سے دہوکھا نہین ہوا کیونکہ شفیع نے تو مشتری سے رضامندی شفعہ لیا کذا فی الطحطاوی۔

(۱۸۷۴) اگر شفیع اور مشتری ثمن مین اختلاف کرین اور حالانکہ گہر مشتری کا مقبوض ہے اور بایع کو ثمن نقد ملگیا ہے تو قول مشتری کی مع القسم تصدیق ہوگی کیونکہ وہ منکر ہے وجوب تسلیم بیع کا ثمن اول سے اور دونون قسم نہ کہاوینگے کیونکہ تحالف وہان ہوتا ہے جب کہ انکار دونون جانب سے ہو اور دعوی بھی طرفین سے ہو اور یہان مشتری شفیع پر کچھہ دعوی نہین کرتا۔ کذا فی الزیلعی مختصراً۔

(۱۸۷۵) اگر شفیع اور مشتری دونون اپنے قول پر گواہ لاوین تو شفیع کے گواہ مقدم ہین کیونکہ شفیع کے گواہ ملزم ہین مشتری کے اور مشتری کے گواہ شفیع کے ملزم نہین ہین کیونکہ مشتری کیجانب سے تخییر ہے شفیع کی اخذ اور ترک مین۔

(۱۸۷۶) دعوی کیا مشتری نے ثمن کا اور اوسکے بایع نے اس سے کمتر کا دعوی کیا بدون اوسکے قبض کرنیکے تو بایع کا قول مقبول ہوگا۔ یعنی شفیع بایع کی ثمن تالی پر مشفوعہ کو لیگا اور قبض ثمن کے ساتھہ مشتری کا قول مقبول ہوگا تو بموجب اوسکے شفیع ادا کرکے لیگا اور اگر دونون نے بالعکس کہا یعنی مشتری نے اقل ثمن کا دعوی کیا اور بایع نے اکثر کا تو قبض ثمن کے بعد مشتری

کا قول مقبول ہے اور قبل قبض کے دونون پر قسم کھانا لازم ہوگا
اور اگر کسی نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کا قول معتبر ہوگا۔
اور اگر دونون نے قسم کھالی تو بیع فسخ کی جاے اور شفیع بایع
کی قول کے موافق لیگا کذا فی الملتقی

(۱۸۷۷) اگر بایع نے بعض ثمن کو کم کرڈالا تو شفیع کے حق مین
بھی کمی ہوجائیگی یعنی شفیع مشتری کو اوسقدر ثمن دیگا جو مشتری
کو بعد کمی کے دینا پڑا ہے۔ اور اسیطرح ہبہ بعض ثمن حق شفیع
مین ظاہر ہوتا ہے یعنی اگر بایع نے بعض ثمن بعد بیع کے ہبہ کردیے
اور شفیع نے شفعہ چاہا تو یہ ہبہ شفیع کے حق مین سمجھا جائیگا لیکن
جب کہ ہبہ بعد قبض ہو تو وہ ہبہ مشتری کے حق مین ظاہر نہوگا
کذا فی الاشباہ۔ کیونکہ وہ ہبہ جدا گانہ ہے از قبیل حط ثمن نسمجھا جائیگا

(۱۸۷۸) اگر بایع نے تمام ثمن مشتری کو معاف کردیا یا ثمن مسمی پر
کچھ زیادتی کی تو شفیع اوسکو تمام ثمن مسمی سے لیگا اوسکے حق مین بالکل
معافی یا زیادتی نہوگی۔

(۱۸۷۹) اگر بایع نے نصف ثمن کم کردیا بعد اوسکے نصف باقی
کو کم کردیا تو شفیع نصف اخیر ادا کرکے شفعہ لیگا۔

(۱۸۸۰) اگر شفیع کو معلوم ہوا کہ مشتری نے ہزار کو خرید ا تب اوسنے
شفعہ سے دست برداری کی پھر بایع نے اوسمین سے سو کم کردیئے
تو اب شفیع کیواسطے شفعہ ثابت ہے تو سو دیکر لیگا۔

(۱۸۸۱) اگر بعوض ہزار کے بیچا تو شفیع نے شفعہ سے انکار کیا بعد
اوسکے بایع نے مشتری کو ایک لونڈی یا کوئی اسباب زیادہ کردیا تو

اب شفعہ شفیع کا ثابت ہے کذا فی القنیہ یعنی لونڈی اور اسباب کی قیمت ثمن مسمی سے گھٹ جائیگی۔

(۱۸۸۲) اگر مشتری نے بعوض شئے مثلی کے خرید کیا تو شفیع بھی مثلی دیکر لیگا اگرچہ مثلی حکماً ہو جیسے شراب مسلم کے حق مین کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۸۸۳) اگر خرید کیا مشتری نے بعوض قیمتی چیز کے تو شفیع اوسکی وہ قیمت ادا کریگا جو خریداری کے دن تھی تو عقار کی بیع مین بعوض دوسرے عقار کے یعنی زمین کا قطعہ یا گھر بیع ہوا دوسرے قطعہ یا گھر کے عوض تو ہر شفیع دونون عقار کو لیگا دوسرے کی قیمت سے یعنی اس گھر کا شفیع اسکو اوسکی قیمت سے لیگا اور اوس گھر کا شفیع اوسکو اوسکی قیمت سے لیگا۔

(۱۸۸۴) اگر مشتری نے ایک گھر خرید کیا اور اوسکی ادائی قیمت کے واسطے ایک مدت قرار پائی تو اگر شفیع اسکو لینا چاہے تو ثمن بلا مدت کے نقد ادا کرے یا کہ شفیع شفعہ فی الحال طلب کرلے اور بعد مدت کے اوسکو لے۔

(۱۸۸۵) جو ثمن موجل مشتری پر ہے وہ معجل نہ ہوگا اگرچہ شفیع نے ثمن حال سے اوسکو لیا ہو کیونکہ مدت حق مشتری کا ہے سو تعجیل شفیع سے باطل نہ ہوگا۔

(۱۸۸۶) اگر شفیع ثمن موجل سنکر چپ ہو رہا اور فی الحال شفعہ طلب نہ کیا اور صبر کیے رہا یہان تک کہ طلب کیا مدت کے آنیکے وقت تو شفعہ باطل ہوگیا بخلاف ابو یوسف کے کہ اونکے نزدیک باطل نہو

(۱۸۸۷) اگر بائع اور مشتری اور شفیع ذمی ہون اور مشتری نے بعوض شراب یا سور کے خرید کیا ہو تو شفیع مثل شراب اور سور کی قیمت سے لے یہ ضرور ہے کہ بائع بھی ذمی ہو اور اگر بائع ذمی نہ ہوگا تو بیع فاسد ہوگی شفعہ ثابت نہ ہوگا جیسا کہ ابن کمال نے بیان کیا ہے مبسوط کی طرف نسبت کر کے۔ اگر شفیع اور مشتری خمر اور خنزیر کی قیمت مین مختلف ہوان تو مشتری کا قول مقبول ہوگا کذا فی الغایۃ۔

(۱۸۸۸) اگر مشتری نے گھر مین سب رنگون کا روغن لگایا یا اوسکی گچکاری کی تو شفیع مختار ہے اوس گھر کے چھوڑ دینے مین یا اوسکے لینے مین اور اوسقدر کے دینے مین جسقدر رنگ گھر کی قیمت رنگ آمیزی وغیرہ سے زیادہ ہوگئی بسبب متعذر ہونے نقض رنگت کے کیونکہ اوکھڑے رنگ کی کچھ قیمت نہین ہے بخلاف نقض عمارت کے کہ اوسکی قیمت ٹھیر باقی رہتی ہے کذا فی العمادی الزاہدی۔

(۱۸۸۹) اگر مشتری نے مشفوعہ مین عمارت بنائی یا درخت لگائے تو شفیع مختار ہے چاہے اوسکی قیمت دیکے لے یا مشتری کو اوسکے کھودنے اور اوکھاڑنے کی تکلیف دے مگر جب کہ اوکھاڑنے مین زمین کا نقصان ہو تو شفیع کو جائز ہے اوسکا لینا کھودی عمارت اور اوکھڑے درخت کی قیمت کے ساتھ کذا فی القہستانی۔ اور ابو یوسف سے روایت ہے اگر چاہے شفیع لیوے ثمن اور عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے اوسکو چھوڑے یعنی

قلع عمارت کی تکلیف نہین دیسکتا اور ایسا ہی کہا ہے امام شافعیؒ
اور امام مالکؒ رحمہ نے ہم کہتے ہین کہ مشتری نے اوسمین عمارت
بنا لی ہےمین غیر مشتری کا حق قوی تر ہے و لہذا وہ مقدم ہوگیا
مشتری پر اوسکے لینے مین تو اوسکو نقض عمارت اور درخت
مین اختیار ہوگا جسطرح منقوض کر دیتا ہے شفیع مشتری کے سب
تصرفات کو یہانتک کہ وقف اور مسجد اور قبرستان اور ہبہ کو
بھی کذا فی الزیلعی والزاہدی لیکن طحطاوی نے قہستانی سے
نقل کیا ہے کہ نظم مین ہے کہ نقض مسجد اور اوکھاڑنا مقبرہ کا جائز نہین
ہے اور شفعہ شفیع کا باطل ہے واللہ اعلم بالصواب۔
(۱۸۹۰) زراعت مشتری کی نہ اوکھاڑی جاویگی کیونکہ اوسکی
نہایت معلوم ہے اور اوسکا باقی رکھنا بعوض اجرت کے ہوگا
یعنی اگر مشتری نے بعد خرید کے زمین مین زراعت کی تو وہ
پختگی تک قایم رہیگی اور مشتری پر زمین کی اجرت لازم ہوگی
(۱۸۹۱) اگر گھر خود بخود ویران ہوگیا یا درخت خشک ہوگیا
تو شفیع کل ثمن دیکر لے کیونکہ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ ثمن اصل
بیع کے مقابل ہوتا ہے نہ تابع کے اور درخت اور عمارت
وغیرہ توابعات ہین کذا فی الطحطاوی اور یہہ اوسوقت ہے جبکہ
بنا منقوض یا درختون کی لکڑیون سے کچھ باقی نرہا ہو اگر
عمارت کا مصالحہ اور لکڑی باقی ہے اور مشتری نے لیا بہ سبب
زمین سے جدا ہونے کے کہ اب وہ زمین کا تابع باقی نرہا تو بقدر
اوسکے حصہ کے ثمن سے ساقط ہوگا تو ثمن بانٹا جاے گھر کی

قیمت پر جو یوم العقد تھی اور منقوض کی قیمت پر جو شفیع کے لینے کے دن ہے کذا فی الزیلعی۔

(۱۸۹۲) اگر کچھ زمین تلف ہو گئی بسبب ڈوب جانے کے تو بقدر اوس ڈوبی ہوئی زمین کے ثمن کم ہو گا کیونکہ فوت ہونیوالا بعض ہے اصل مبیع کا کذا فی الزیلعی۔

(۱۸۹۳) اگر مشتری نے خود عمارت گھر کی ڈہائی ہو تو شفیع بقدر زمین کے قیمت دے نہ کل قیمت کیونکہ اوسنے خود تلف کر ڈالا اور صورت اول مین آفت آسمانی تھی مشتری کا کچھ قصور نتھا لہذا ثمن منقسم ہو گا زمین اور عمارت کی قیمت پر جو یوم العقد تھی بخلاف اوسکے منہدم ہو جانیکے کہ وہان یوم الاخذ کی قیمت معتبر ہو گی چنانچہ مذکور ہو چکا۔ اجنبی شخص کا عمارت کو توڑنا مثل توڑنے مشتری کے ہے ازروے حکم کے یعنی بقدر حصہ منقوضہ کے ثمن ساقط ہو گا ملبہ مشتری کا ہے شفیع کو اوسکا لینا نچاہیے کیونکہ زمین سے جدا ہونے سے اوسکا تابع نرہا۔

(۱۸۹۴) اگر مشتری نے زمین اور کھجور کے درخت اور پھل خرید کیے۔ یا پھل لگے خرید کیے تو شفیع معہ اون پھلون کے لے استحسانًا بسبب متصل ہونے پھلون کے درخت سے اور اگر مشتری نے پھل توڑ لیے تو شفیع نہ لے بدلیل گذشتہ۔ اگر مشتری نے باغ معہ اوسکے پھلون کے خرید کیا اور پھل اوسکے آفت آسمانی سے ضایع ہو گئے تو شفیع بقدر اون پھلون کے قیمت کم کر لے اور اگر پھل بعد خرید لینے کے پیدا ہوے تو کچھ کم نکرے

بہ سبب حادث ہونے پھل کے بعد قبض مشتری کے۔

(۱۱۹۵) اگر قاضی نے شفیع کے واسطے شفعہ کا حکم کیا تو اوسکو اوسکا چھوڑنا جائز نہین ہے کیونکہ قضا کے سبب سے عقد شفیع کی طرف پھر گیا بخلاف ماقبل قضا کے کذا فی سراج الوہاجیہ

(۱۱۹۶) بیع فاسد مین طلب شفعہ ہے وقت انقطاع حق بایع کی بالاتفاق اور ہبہ بالعوض مشروط مین جسکے بدلے مین شیوع نہین وقت تقابض البدلین کے طلب شفعہ ہے اور ایک روایت مین ہے کہ وقت عقد کے طلب شفعہ ہے کذا فی العالمگیریہ اور بیع فضولی اور خیار بایع کی بیع مین وقت بیع کے شفعہ ہے نزدیک ابو یوسف کے اور وقت اجازت بیع کے نزدیک امام محمد کے اور خیار مشتری مین وقت بیع کے طلب شفعہ ہے بالاتفاق کذا فی المجتبیٰ۔

(۱۱۹۷) جو شخص جوار کا معتقد نہ ہو جیسا کہ شافعی مذہب مثلاً اور وہ شفعہ طلب کرے اوس حاکم کے پاس جو شفعہ جوار کا معتقد ہو تو حاکم اوس سے کہے کہ تو شفعہ جوار کا معتقد ہے یا نہین اگر کہے کہ ہون تو اوسکے واسطے شفعہ کا حکم کردے اور اگر کہے کہ نہین ہون تو حاکم ثبوت شفعہ کا حکم نہ دے کذا فی المنیہ والبزازیہ یہہ ایک قول ہے اقوال ثلثہ سے اور یہہ قول حلوانی کا احسن الاقوال ہے دوسرا قول یہہ ہے کہ حاکم حکم نہ دے کیونکہ مدعی اوسکا معتقد نہین ہے اور تیسرا قول یہہ ہے کہ حاکم حکم دے کیونکہ حاکم تو اوسکے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہی مشہور ہے کذا فی المنح۔

(۱۱۹۸) شفیع نے ایجاب طلب شفعہ مین تاخیر کی اسوجہ سے کہ

قاضی وقت وجوب شفعہ کا معتقد نہین ہے تو شفیع معذور ہے یعنی
اس عذر سے تاخیر طلب مبطل شفعہ نہ ہوگی اسیطرح شفیع تاخیر طلب
مین معذور ہے اگر اوسنے قاضی سے مشتری کے احضار کی
درخواست کی اور قاضی نمانا یا مشتری حاضر نہ ہوا کذا ذکرہ ابو السعود
برخلاف یہودی کے سبت (یعنی یوم شنبہ) کے یعنی اگر یہودی
نے یوم السبت کی تعطیل کی وجہ سے یا نصرانی نے یوم الاحد
(یعنی یوم یکشنبہ) کی تعطیل کے سبب سے طلب شفعہ مین تاخیر کی
تو معذور نہ ہوگا یعنی یہ عذر مقبول نہ ہوگا کذا فی شرح الحموی۔
(۱۸۹۹) ایک شخص نے سو درم کو زمین خریدی پھر اوسکی
مٹی اوٹھائی اور سو درم کو بیچی پھر اوس زمین کو شفیع نے بسبب
شفعہ کے لیا تو شفیع اوسکو پچاس درم سے لے کیونکہ زمین کا ثمن
یعنی سو درم بانٹا جاے زمین کی اوس قیمت پر جو خریدنے کے دن تھی
قبل مٹی لینے کے اور اوس مٹی کی قیمت پر جو اوسنے بیچ لیا اور
دونون قیمتین برابر ہین طحطاوی نے کہا یہ تعلیل ظاہر نہین ہے
مگر جب کہ دونون کی قیمتین عند العقد برابر ہون اور اگر مشتری
نے زمین مذکور مٹی سے بھردی جیسی کہ پہلے تھی تو بھی شفیع اوسکو
پچاس ہی درم سے لیگا اور مشتری سے کہے کہ نکال لے جو تو نے
اوسمین مٹی بھردی ہے کہ وہ تیری ملک ہے کذا فی حاوی الزاہدی
(۱۹۰۰) اگر مشتری نے گھر خرید کیا کھیت کٹنے کی مدت تک تو
شفیع کو جائز نہین ہے کہ ثمن معجل دے اور گھر کو بوجہ شفیع کے لے
کیونکہ مشتری گھر کا مالک ہوا ہے بیع فاسد کے سبب سے اور بائع ثمن

شفعہ نہین ہے کذا فی حاوی الزاہدی
(۱۹۰۱) ہبہ بالعوض مین ملک موہوب لہ کی ثابت ہوتی ہے جسوقت
کل مقبوض ہو یعنی دونون عوضون پر واہب اور موہوب لہ کا قبضہ
ہوجاوے تو اگر گھر ہبہ کیا بعوض ہزار درم کے پھر ایک عوض پر مثلاً
فقط گھر پر یا فقط درم پر قبضہ ہو اور شفیع شفعہ سے دست بردار
ہوا تو یہ دست برداری باطل ہے یہانتک کہ جب دوسرا عوض مقبوض
ہو تو شفیع کو اختیار ہے کہ گھر کو شفعہ کے سبب سے لے

باب ماتثبت ہی فیہ او لاتثبت

یہ باب ہے اوسکا جسمین شفعہ ثابت ہوتا ہے اور جسمین ثابت نہین ہوتا
(۱۹۰۲) شفعہ ثابت نہین ہوتا قصداً مگر اوس عقار مین جو مملوک
ہوتی ہے بدلے مال کے (قصداً کی قید اسواسطے لگائی کہ شفعہ غیر
قصدی غیر عقار مین بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شجر اور ثمر مین گھر کے
ساتھ شفعہ ثابت ہوتا ہے اور اسیطرح چکی مین خانہ چکی کے ساتھ اور
نہر مین اراضی کے ساتھ) اگر عقار اور مانند عقار قسمت پذیر ہو یعنی
قسمت کرنے سے لایق انتفاع کے نرہے نزدیک ہمارے نئے نزدیک
امام شافعی کے شفعہ ثابت نہین عرض مین (عرض بفتح اول و
سکون ثانی وہ چیز ہے جو عقار نہو) شفعہ ثابت نہین نادمین بخلاف
مذہب امام مالک کے شفعہ نہین ہے عمارت اور نخلستان مین
جب کہ اونکی بیع بالقصد بلا تبعیت ارضی کے ہو اگر صرف بیع حق قرار کے
ساتھ ہو شفعہ نہین موروث مین اور صدقہ اور ہبہ بلا عوض مین
اوس گھر مین شفیع نہین جسکی قسمت ہو گئی شریکون مین یا وہ گھر

اجرت یا بدل خلع یا بدل عتق یا بدل صلح کا دم عمد سے ٹھہرایا گیا یا گھر مہر قرار دیا گیا اگرچہ بعض گھر کے مقابلہ مین مال واقع ہوا ہو اسواسطے کہ بیع کے معنی اسمین ہین نزدیک امام اعظم کے بخلاف صاحبین کے کہ اونہون نے شفعہ واجب کیا ہے حصہ مال مین یعنی جسقدر گھر مال کے مقابلہ مین پڑا اوتنے مین صاحبین کے نزدیک شفعہ ہے۔

(۱۹۰۳) جو گھر باختیار بائع بیع ہوا اور ہنوز اوسکا اختیار باطل نہین ہوا اوسمین شفعہ نہین پھر اگر اختیار ساقط ہو گیا تو شفعہ واجب ہو گیا بشرطیکہ شفیع نے وقت سقوط اختیار کے طلب کی ہو قول اصح مین اور بعضون نے کہا کہ اگر وقت بیع کے طلب کی تو شفعہ واجب ہو گیا اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہے۔ اوس گھر مین شفعہ نہین جسکی بیع فاسد ہوئی اور ہنوز اوسکا فسخ ساقط نہین ہوا پھر اگر اوسکا حق ساقط ہو گیا مثلاً مشتری نے اوسمین عمارت بنالی تو شفعہ ساقط ہو گا۔

(۱۹۰۴) اگر رد بیع ہوا خیار الرویت یا خیار الشرط کی وجہ سے یا رد مبیع بحکم قاضی ہوا خیار العیب سے تو بھی شفعہ نہین یعنی رد بیع ہوا تسلیم شفعہ کے بعد یعنی جب بیع ہوئی اور شفعہ سے شفیع نے انکار کیا پھر مبیع پھیر دیا گیا بسبب خیار الرویہ یا بہ سبب خیار شرط کے یا رد مبیع بہ حکم قاضی بہ سبب عیب کے ہوا تو شفعہ نہین ہے۔ کیونکہ بیع نہین ہے بلکہ فسخ ہے اگر رد مبیع بعد قبض کے بہ سبب عیب کے بدون حکم قاضی کے ہوا یا اقالہ ہوا تو شفعہ ثابت ہے

کیونکہ عیب سے پہیر دنیا بدون حکم قاضی کے بمنزلہ بیع کے ہے شروع سے اور اسیطرح اقالہ بیع جداگانہ ہے عیب سے بلا قضا پہیر لینا واجب نہین ہے اور باوجود اسکے بایع نے اپنی خوشی سے پہیر لیا تو ایسا ہوا گویا اوسنے خرید کیا اور اسیطرح اقالہ بیع ہے ثالث کے واسطے اور شفیع تیسرا ہے بایع اور مشتری کا کذا فی الدرر

(۱۵۰۵) شفعہ ثابت ہے واسطے غلام ماذون کے جو دین مین مستغرق ہو اپنے مولے کی مبیع مین یعنی اگر مولی نے گھر بیچا تو اوسکا شفعہ اوسکے غلام تاجر مدیون کے واسطے ثابت ہے کیونکہ درصورت اذن تجارت جو غلام کے پاس ہے وہ مولی کا مملوک نہین ہے اور یہی علت ہے مولے کے شفعہ لینے کی غلام کی بیع مین لیکن ابن کمال نے کہا محیط ہونا دین کا غلام کی گردن اور کمائی کو ثبوت شفعہ کی شرط نہین ہے۔

(۱۵۰۶) شفعہ ثابت ہے اوس شخص کے واسطے جسنے اصالتہً یا وکالتہً خرید کیا یا اوسکے واسطے دوسرے نے بطریق وکالت خرید کیا یعنی ایک شخص نے دوسرے کو خرید کرنیکا وکیل کیا سو وکیل نے موکل کے واسطے گھر خرید کیا اور حالانکہ موکل شفیع ہے تو اوسکے واسطے شفعہ ثابت ہے صورت اوسکی یہہ ہے کہ ایک گھر تین شخصون مین مشترک ہے اور اوس گھر کا ایک شخص جار ملاصق ہے پھر وہ گھر جب بیع ہوا اور ایک شریک نے اوسکو خرید کیا تو مشتری کے واسطے شفعہ ثابت ہے خواہ اوسنے اصالتہً خرید کی ہو یا وکالتہً اور اسیطرح موکل کے واسطے شفعہ ثابت ہے جبکہ

وکیل نے اوسی کے واسطے خرید کی ہو اور دوسرے شریک کے
واسطے بھی شفعہ ثابت ہے کذا فی الدرر۔ قاعدہ ثبوت شفعہ کا مسئلہ
مذکورہ مین یہ ہے کہ اگر مشتری یا خریدکا موکل شریک ہو اور گھر کا
دوسرا شریک بھی ہو تو دونون کے واسطے شفعہ ثابت ہے اور اگر
وہ شریک ہو اور گھر کا کوئی جار ملاصق ہو تو ہمسایہ کے واسطے شفعہ
نہین ہے باوجود شریک کے اسواسطے کہ شریک مقدم ہے ہمسایہ
پر کذا فی الدرر۔

(۱۹۰۷) شفعہ نہین اوسکا جسنے بیع کی اصالۃً یا وکالۃً یا بیع ہوئی
اوسکی طرف سے یعنی دوسرے کو اوسنے بیع کرنیکا وکیل کیا یا ضمان
درک کیا یعنی اگر بیع غیر کی مملوک نکلی تو ثمن کا ضمان اوسپر ہے
کیونکہ بیع اور ضمان استحقاق بیع کے عدم خواہش پر دلالت کرتا ہے
قاعدہ کلیہ ثبوت اور عدم ثبوت شفعہ کا یہ ہے کہ شفعہ باطل
ہوجاتا ہے شفعہ سے بے رغبتی ظاہر کرنے سے اور باطل
نہین ہوتا اوسمین اظہار خواہش کرنیسے

باب ما یبطل الشفع

یہ باب ہے اوسکا جو شفعہ کو باطل کردیتا ہے

(۱۹۰۸) شفعہ کو باطل کرتا ہے ترک کرنا طلب مواثبہ کا یعنی جس
مجلس مین اوسکو بیع کی خبر ہوئی اور شفعہ طلب نہ کیا کذا ذکرہ
ابن الکمال۔

اور ترک کرنا طلب اشہاد کا نزدیک عقار یا ذی الید
کے باوجود قدرت کے نہ کہ گواہ کرنا وقت طلب بالمواثبہ کے

کیونکہ وہ غیر لازم ہے۔
(۱۹۱۰) باطل کرتی ہے شفعہ کو تسلیم شفیع کی بعد بیع کے خواہ علم سقوط کا بسبب تسلیم کے اوسکو ہو یا نہ ہوا اور قبل بیع کے تسلیم شفعہ مبطل نہین (تسلیم شفعہ عبارت ہے اسقاط حق شفعہ سے) تسلیم شفعہ مبطل شفعہ ہے اگرچہ تسلیم صغیر کے باپ یا وصی کی طرف سے ہو بہ خلاف امام محمد کے کہ اونکے نزدیک اگر بیع اوسکی قیمت کے موافق یا اقل قیمت سے ہوئی ہو تو تسلیم باپ یا وصی کی مبطل شفعہ نہین ہے یعنی اگر صغیر کا باپ صغیر کا شفعہ ساقط کرے تو یہہ تسلیم نزدیک امام اعظمؒ کے صحیح ہے یعنی بعد بلوغ کے صغیر اوسکو طلب نہین کر سکتا خواہ بیع بقیمت اکثر یا مساوی یا اقل ہوئی ہو اور محمد کا مذہب یہہ ہے کہ درصورت مساوات و قلت کے تسلیم باپ اور وصی کی مبطل شفعہ نہین ہے۔ اگر وکیل طلب شفعہ کا قاضی کے پاس تسلیم کرے یا اپنے موکل پر تسلیم شفعہ کا اقرار کرے تو یہہ تسلیم صحیح ہے اگر قاضی کے سامنے نہ ہو تو صحیح نہین ہے لیکن وکیل خصومت سے خارج ہو جاتا ہے۔ ساکت رہنا اوس شخص کا جو تسلیم کا اختیار رکھتا ہے تسلیم ہے مثلاً باپ یا وصی کو تسلیم کا اختیار ہے اور اونھون نے وقت بیع کے صغیر کی جانب سے سکوت کیا طلب شفعہ سے تو یہہ سکوت بجاے تسلیم ہے۔

(۱۹۱۱) اگر شفیع نے مشتری سے صلح کی عوض پر یعنی عوض غیر مشفوع پر تو شفعہ باطل ہے اور شفیع پر عوض کا پھیر دینا واجب ہے کیونکہ وہ رشوت ہے۔

(۱۹۱۲) اگر شفیع نے اپنے شفعہ کو بعوض مال کے بیچ کیا تو شفعہ باطل ہو گیا اور مال لازم نہ ہوگا اسیطرح کفالت باطل ہو جاتی ہے بیچ سے بخلاف قصاص کے (کفالت سے یہان مراد حاضر ضامنی ہے) یعنی اگر صاحب حق نے حاضر ضامن سے کہا کہ مین تیرے ہاتھ حاضر ضامنی اتنے مال پر بیچتا ہون تو ضامنی ساقط ہو جاویگی اور مال واجب نہ ہوگا بخلاف قصاص کے کہ اوسکا عوض لینا درست ہے اور اسیطرح ملک نکاح اور اسقاط رق کا عوض لینا درست ہے اس لئے کہ ان اشیا مین ملک ثابت ہے۔

(۱۹۱۳) اگر شفیع نے نصف گھر کے لینے پر بعوض بعض ثمن کے صلح کی تو صحیح ہے بوجہ معلوم ہونے ثمن کے کیونکہ نصف گھر کا ثمن نصف مسمیٰ ہے اور شفعہ باطل ہوگا۔ اور اگر شفیع نے گھر مین سے ایک مکان لینے پر بقدر اوسکے حصہ کے ثمن سے صلح کی تو صحیح نہین ہے بہ سبب مجہول ہونے ثمن کے وقت لینے کے اور اس صلح غیر صحیح سے شفعہ ساقط نہ ہوگا کیونکہ معلوم نہین کہ کوٹھری یا دالان کی کیا قیمت ہے بخلاف مسئلہ سابق کے

(۱۹۱۴) اگر شفیع قبل شفعہ لینے کے مر گیا تو شفعہ باطل ہوگیا عام اس سے کہ بعد طلب کے مرا ہو یا قبل طلب کے اور شفعہ موروث نہین ہوتا بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک شفعہ موروث ہوتا ہے اگر شفیع بعد حکم قاضی کے مرا تو شفعہ باطل نہ ہوگا وجہ بطلان یہہ ہے کہ شفعہ عبارت ہے مجرد حق تملک سے اور وہ صاحب حق کے مرنے کے بعد باقی نہین رہتا تو اوس مین کیونکر میراث جاری ہوگی۔ کذا فی

الدرر -

(۱۹۱۵) اگر مشتری مرگیا تو شفع باطل نہ ہوگا بہ سبب باقی رہنے مستحق یعنی شفیع کے -

(۱۹۱۶) اگر شفیع نے اوس گھر یا زمین کو جسکے سبب سے شفعہ لیا چاہتا ہے بیچڈالا قبل اسکے کہ قاضی حکم کرے تو شفعہ باطل ہوجائیگا خواہ شفیع کو اوس گھر کی بیع کا جسکا وہ شفیع ہے علم ہو یا نہ ہو -

(۱۹۱۷) اگر شفیع نے اوس مکان یا زمین کو جسکے سبب سے شفعہ طلب کرتا ہے مسجد بنا ئی یا قبرستان یا وقف مسجل قرار دیا تو بھی شفعہ باطل ہوگا کیونکہ شفع ثابت ہوتا ہے ملک سے اور مسجد وغیرہ سے ملک زائل ہوجاتی ہے لہذا شفعہ ثابت نہین ہوتا بشرطیکہ ہنوز قاضی نے ثبوت شفعہ کا حکم نہ دیا ہو والا شفعہ ثابت ہوگا کذا فی الدرر و الطحطاوی

(۱۹۱۸) اگر شفیع نے اوس مکان یا زمین کو بشرط اختیار اپنی ذات کے بیچا تو شفعہ باطل نہ ہوگا بہ سبب باقی رہنے سبب کے یعنی سبب استحقاق شفعہ کا مالک ہے اوس مقام کی جو دار مشفوعہ سے متصل ہے سو ہنوز ملک بہ سبب بیع بشرط خیار کے بیع سے زائل نہین ہوئی -

(۱۹۱۹) اگر شفیع نے مکان مشفوعہ کو مشتری سے خرید لیا تو شفعہ باطل ہوگیا کیونکہ یہہ خرید کرنا اعراض ہے اور اعراض مبطل شفعہ ہے تو جو شخص کمتر ہے شفیع مذکور سے استحقاق شفعہ مین اوسکو دار مشفوعہ بوجہ شفعہ شفیع سے لینا درست ہے خواہ بعقد اول لے یا بعقد ثانی کیونکہ جب شفیع کا شفعہ خرید کرنے سے باطل ہوگیا تو شفیع

نادون کا حق بہ سبب زوال نابالغ کے ثابت ہو جاویگا برخلاف اُسکے
کہ شفیع نے شروع سے یعنی ابتداً گھر کو بالغ سے خرید کیا تو وہان
شفیع نادون کا شفعہ ثابت نہ ہوگا کیونکہ مذکور ہو چکا کہ اگر شریک
خرید کرے تو جار ملاصق کا شفعہ نہین ہے۔
(۱۹۲۰) اگر شفیع نے مشتری سے مکان مشفوعہ کرایہ لیا یا اوسکی
خرید یا اجارہ کی بات چیت کی تو شفعہ باطل ہوگا یعنی بعد علم بیع کرایہ
لینا یا مول چکانا دلیل ہے تسلیم کی لہذا شفعہ باطل ہوگا کذا فی
المجتبیٰ۔
(۱۹۲۱) اگر شفیع نے مشتری سے کہا کہ مجکو عقد خرید کا متولی
کردے تو بھی شفعہ باطل ہوگا کیونکہ مشتری سے تولیت عقد کو
بطریق وکالت کے طلب کرنا تسلیم کی دلیل ہے اور تسلیم بیع مبطل
شفعہ ہے لیکن طحطاوی نے کہا کہ بیع التولیہ مراد ہے اور یہہ مراد
نہین کہ اوسکو متولی عقد کرے بطریق وکالت کے کیونکہ اس سے
شفعہ باطل نہین ہوتا بہ سبب اوسکے قبل عقد ہونے کے واللہ اعلم
(طلب منہ ان تولیۃ عقد الشراء)
(۱۹۲۲) شفیع سے کہا گیا کہ گھر بیچا گیا بعوض ہزار درم کے سو اُسنے
بیع مسلم رکھی پھر اوسکو معلوم ہوا کہ ہزار درم سے کم کو بیع ہوئی یا بعوض
گیہون یا جو یا عددی متقارب سے بیع ہوئی تو شفیع کا شفعہ ثابت
ہے اور اگر یہہ ظاہر ہوا کہ گھر بیکا اون دینارون یا اسباب کی عوض
جسکی قیمت ہزار درم ہے تو شفعہ ثابت نہین اور فرق دونون مین
یعنی متاع اور گیہون جو مین یہہ ہے کہ اسباب اور متاع قیمت والی

چیز ہے اور گیہون اور جو اور عددی متقارب مثلی ہے تو مثلی چیز شفیع پر آسان ہوسکتی ہے اگرچہ زیادہ ہو۔

(۱۹۲۳) شفیع کو معلوم ہوا کہ مشتری زید ہے تو اوسنے بیع تسلیم کی پھر ظاہر ہوا کہ مشتری بکر ہے تو شفیع کے واسطے شفعہ ثابت ہے۔ اسواسطے کہ آدمی اخلاق مین متفاوت ہوتے ہین سو بعض کی ہمسائگی قبول ہوتی ہے اور بعض کی نہین تو ایک کے حق مین تسلیم کرنا اوسکے غیر کے حق مین تسلیم کرنیکا مستلزم نہین ہے۔ اگر شفیع نے جانا کہ مشتری زید ہے دوسرے آدمی کے ساتھ تو اوسکو دوسرے آدمی کا حصہ بطریق شفعہ کے لینا جائز ہوگا کیونکہ دوسرے کے حق مین تسلیم حاصل نہین ہے۔

(۱۹۲۴) شفیع کو نصف گھر کی بیع کی خبر پہونچی سو اوسنے بیع تسلیم کی پھر اوسکو خبر پہونچی تمام گھر کی بیع کی تو اب اوسکے واسطے کل گھر مین شفعہ ثابت ہے نہ اسکے بالعکس مین مثلاً شفیع کو خبر ہوئی تمام گھر کی بیع کی سو اوسنے تسلیم کیا پھر ظاہر ہوا نصف کا خرید کرنا تو اوسکے واسطے شفعہ نہین ظاہر الروایہ مین کیونکہ کل مین تسلیم کرنا جمیع اجزا مین تسلیم کرنا ہے برخلاف اسکے عکس کے یعنی تسلیم بعض تسلیم کل نہین ہے۔

(۱۹۲۵) ایک شخص نے زمین یا گھر بیچا مگر مثلاً ایک گز حد شفیع کی جانب مین نہین بیچا تو شفیع کو شفعہ نہ ملیگا بسبب عدم اتصال کی یعنی سبب شفعہ کا اتصال ملک شفیع تھا سو اگر بائع نے گز بھر یا ہاتھ بھر یا بالشت بھر یا انگل بھر زمین شفیع کی جانب کی بیع نہ کی تو

اب شفیع اوسمین شفعہ کا دعوی نہین کرسکتا بشرطیکہ طول مستثنی شفیع کے تمام گھر کو ملاصق ہو یہ حیلہ ہے شفعہ جوار کے اسقاط کا

(۱۹۲۶) اگر بائع نے مشتری کو ایک گز طول مین متصل ملک شفیع کے ہبہ بلاعوض کر دیا اور اوسنے اوسپر قبضہ بھی کر لیا تو اب شفعہ نہین کیونکہ جو متصل شفعہ تھا وہ موہوب ہو گیا اور موہوب مین شفعہ نہین طحطاوی نے کہا ہبہ خواہ قبل بیع کے ہو یا بعد بیع

(۱۹۲۷) اگر مشتری نے مکان مشفوعہ کا ایک حصہ مثلاً دسوان حصہ کچھ ثمن سے خرید کیا پھر باقی گھر خرید کیا تو ہمسایہ کیواسطے شفعہ ثابت ہوگا فقط پہلے حصہ مین اور باقی گھر مشتری کا ہوگا کیونکہ مشتری شریک ہو گیا بائع کا سہم اول کی خرید سے اور شریک مقدم ہے جار پر۔

(۱۹۲۸) تمام شفعہ کے اسقاط کا یہ حیلہ ہے کہ مشتری ایک گز کو خرید کرے تمام ثمن سے سوائے ایک درم کے اور باقی گھر کو ایکدرم سے خرید کرے مثلاً ہزار درم سے خرید کرنا منظور ہے تو اوس گھر کا ہزاروان حصہ ۹۹۹ درم سے خرید کیا اور باقی گھر ایکدرم سے خرید کرے تو شفیع کا شفعہ ہزارویں حصہ مین ثابت ہوگا بعوض ۹۹۹ درم کے اور باقی گھر مین شفعہ نہین اسواسطے کہ مشتری شریک ہو گیا اور وہ احق ہے جار سے کذا فی الدرر۔

(۱۹۲۹) شفیع کا مشتری کو قسم دینا جائز نہین ہے کہ واللہ تو نے اس فعل سے میرے شفعہ کے باطل کر دینے کا ارادہ تو نہین کیا بلکہ شفیع کو ایسی قسم دینے کا اختیار ہے کہ واللہ بیع اول تلجیہ نہ تھی

کذا ذکرہ مویدزادہ عن الوجیز التلجیہ اوس بیع کو کہتے ہین کہ بائع اور مشتری بیع ظاہر کرین دشمن کے خوف سے اور حالانکہ وہ حقیقت مین بیع نہین بلکہ ہزل ہے۔

(۱۹۳۰) اگر مبیع خریدکیا ثمن کثیر سے پھر ثمن کے عوض کپڑا دیا تو شفعہ ثابت ہوگا ثمن سے نہ کپڑے سے تو اسمین خواہش نہوگی مثلاً ایک گھر کی قیمت سو درم ہے اوسکو ہزار درم کے ثمن سے خرید کیا پھر ثمن کے عوض بائع کی رضامندی سے ایک تھان دیا تو اگر شفیع دعوی کریگا تو اوسکو شفعہ ہزار درم کے عوض ملیگا نہ تھان کے عوض کیونکہ ہزار درم کے عوض تھان دینا دوسرا عقد ہے۔ اور گھر کے عوض تو دیئے ہزار درم کا ثمن ہے یہ حیلہ شریک اور جار دونون کو عام ہے لیکن بائع کو مضر ہے کیونکہ بائع کو تمام ثمن دینا لازم ہوگا اگر مبیع ملک غیر ثابت ہوگی تو بہتر ہے یعنی دراہم ثمن کا ایک دینار سے بیچنا ہے تاکہ یہ عقد صرف باطل ہوجاوے جبکہ استحقاق ملک غیر کا ثابت ہو مثلاً دراہم ثمن کے سو مشتری کے ذمہ پہ پھر بائع نے سو درم کو ایک دینار سے بیچا پھر جب کہ استحقاق ملک غیر کا ثابت ہوگا تو یہ عقد صرف فاسد ہوگا کیونکہ ظاہر ہوگیا کہ مشتری کے ذمہ پہ کچھ نہ تھا تو جو مشتری نے دیا وہی بائع کو پھیر دینا پڑیگا یعنی دینار کذا فی الطحطاوی۔

(۱۹۳۱) اگر مشتری نے دراہم معلومہ سے خواہ تعین دراہم کا وزن سے ہو خواہ اشارہ سے خرید کیا اور اوسکے ساتھ مٹھی پھر فلوس بھی دیئے جسکی طرف اشارہ کر دیا گیا اور اونکی مقدار

مجہول رہی اور بایع نے قبض کرکے فلوس ضایع کر دیئے تو شفعہ ساقط ہوگا اسواسطے کہ جہالت ثمن شفعہ کی مانع ہے کذا فی الدرر والمضمرات کیونکہ جب فلوس مشارٌ الیہا پر بایع کا قبضہ ہوا تو ثمن بعقد کیوقت معلوم اور متعین ٹھہرا لہذا بیع صحیح ہوگئی اور بوجہ تلف ہوجانے ثمن اسکے قبل شفعہ سے شفعہ کے وقت جہالت مقدار ہوگئی یعنی ثمن مجہول ہوگیا اور معلوم نہین کہ ثمن مذکورہ کے فلوس کتنے تھے اور جہالت ثمن وقت شفعہ کے مانع شفعہ ہے۔ حیلہ کرنا واسطے اسقاط شفعہ کے بعد بیع کے بالاتفاق مکروہ ہے ذکرہ البزازی اور قبل بیع ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہین ہے امام محمد کے نزدیک مکروہ ہے۔

(۱۹۳۲) ایک جماعت نے عقد واحد سے ایک زمین مول لی اور بایع ایک ہے تو شفعہ لینا متعدد ہوگا موافق شمار مشترون کے تو شفیع کو یہہ جائز ہوگا کہ ایک مشتری کا حصہ لے اور باقی کا چھوڑ دے نہ بالعکس اسکے یعنی جب کہ بایع کئی شخص ہون اور مشتری ایک ہو تو شفعہ لینا متعدد نہوگا بلکہ شفیع یا سب بیع کو لے یا سب کو چھوڑ دے کیونکہ اسمین مشتری پر تفریق عقد ہے اسمین کچھ فرق نہین کہ شفعہ لینا قبل قبض ہو یا بعد القبض ہر مشتری کے ثمن کا نام علحدہ علحدہ لیا گیا ہو یا تمام ثمن مجملاً مذکور ہو کیونکہ بیان اتحاد عقد کا اعتبار ہے نہ اتحاد ثمن کا در صورت تعدد مشتری اگر شفیع ایک حصہ کو طلب کرے تو باقی حصون مین وہ اپنے شفعہ پر قادر ہے اور قول ضعیف یہہ ہے کہ باقی کا شفعہ باطل

ہو گیا۔ کذا فی در المنتقی۔

(۱۹۳۳) اگر مشتری نے دو گھر یا دو گانون یا دو شہر وغیرہ ایک عقد سے خرید کیے تو اون دونون کا شفیع اون کو ایک ساتھہ لے یا دونون کو چھوڑ دے اور یہہ نہین ہے کہ ایک لے اور دوسرے کو چھوڑے اگرچہ ایک گھر مشرق مین ہو اور دوسرا مغرب مین کذا فی شرح المجمع۔ اگر دو گھرون یا دو گانون مذکورہ مین سے صرف ایک ہی کا شفیع ہو اور بیع دونون کی ایک عقد سے ہوئی ہو تو شفیع کو شفعہ لینا نہین پہونچتا مگر اوس گھر کا جو اوسکے پاس ہے ایسا ہی کہا ہے امام محمد نے اور حسن نے امام سے روایت کی کہ شفیع کو دونون کا شفعہ سے لینا درست ہے۔ کرخی نے کہا حسن کی روایت اسپر دلالت کرتی ہے کہ امام نے روایت سابقہ سے رجوع کیا ہے کذا فی العالمگیریہ

(۱۹۳۴) نصف گھر غیر مقسوم خرید کیا اور مشتری نے بایع سے بانٹ لیا تو شفیع مشتری سے وہ حصہ لے جو بعد تقسیم کے اوسکے قبضہ مین آیا ہو۔ اگرچہ وہ حصہ شفیع کی جانب مین نہ پڑا ہو بموجب قول اصح کے۔ شفیع کو نقض قسمت مطلقاً جائز نہین خواہ قسمت بحکم قاضی ہوئی ہو یا برضامندی بایع کے کیونکہ بدون قسمت کے مشترک چیز کا پورا قبض نہین ہوتا اور حالانکہ تمام قبض عقد کا حکم ہے۔ اور اگر مشتری نے قسمت کر لی بایع کے شریک سے تو شفیع کو نقض قسمت جائز ہے کیونکہ عقد اوس شخص سے واقع نہین ہوا جس سے قسمت کر لی تو یہان قسمت تمام قبض سے

نہ ہوئی جو عقد کا حکم ہے لہذا شفیع اوسکو توڑ سکتا ہے چنانچہ اگر
دو شخصون نے گھر مول لیا اور وہ دونون اوس گھر کے
شفیع ہین پھر پیدا شفیع پیدا دن دونون کے قسمت کے آیا خواہ
تقسیم بحکم قاضی ہوئی ہو یا سوائے اوسکے تو شفیع کو قسمت کا
توڑ دینا جائز ہے نصف کی تہائی ہو جانے کی ضرورت سے
کذا فی شرح الوہبانیہ۔

(۱۵۳۵) اختلاف کیا شفیع اور مشتری نے اوس گھر کی ملکیت
مین جسمین شفعہ ہے اور جسکے باعث سے طالب شفعہ ہے
تو مشتری کا قول بالحلف مقبول ہوگا کیونکہ وہ استحقاق شفعہ کا
منکر ہے تو مشتری یون قسم کھائے کہ واللہ یہ گھر میرے علم مین
شفیع کا مملوک نہین ہے۔ علم پر اسواسطے قسم ہوئی کہ غیر کے فعل
پر تحلیف ہے اور غیر کے فعل پر یقین قطعی نہین ہوتا اسیطرح اگر
مشتری طلب مواثبۃ کا منکر ہو تو اوس سے علم پر قسم لی جائیگی۔

(۱۵۳۶) اگر مشتری نے اپنی ملاقات کیوقت طلب اشہاد شفیع سے
انکار کیا تو مشتری قسم کھائے قطعی اور یقین پر کیونکہ مشتری کا
علم طلب اشہاد کو محیط ہے نہ طلب مواثبۃ کو کذا فی حاوی الزاہدی
اگر امور مذکورہ بالا پر شفیع اور مشتری دونون گواہ لاوین تو
شفیع کے گواہ مقدم ہین اور ابو یوسف نے کہا کہ مشتری کے
گواہ مقدم ہین۔

(۱۵۳۷) مالک نے وہ چیز بیع کی جو غیر کے اجارہ مین ہے
اور حالانکہ مستاجر اوسکا شفیع ہے سو اگر مستاجر بیع اوسکی جائز

رکھے تو اوسکو بطریق شفعہ کے لیگا اور اجارہ باطل ہوگا اور اگر
بیع جائز نہ رکھے تو اجارہ باطل ہوگا اگرچہ شفعہ رد کر دے یعنی
عدم اجازت بیع کے ساتھ شفیع بھی طلب کیا تو اجارہ باطل ہوگا۔
(کیونکہ شفیع نہین مگر بعد بطلان اجارہ کے)

(۱۹۳۸) باپ نے اپنے طفل صغیر کے واسطے خرید کی اور
حالانکہ خود شفیع ہے تو اوسکا شفعہ ثابت ہے اور وصی مثل باپ
کے ہے لیکن شرح مجمع مین اسکے مخالف ہے یعنی شرح مجمع
مین مذکور ہے کہ باپ کی قید اسواسطے لگائی کہ وصی شفعہ نہین لیسکتا
بالاتفاق کیونکہ شفعہ لینا بمنزلہ خرید کے ہے اور وصی کو یتیم
کا مال مطلقاً اپنی ذات کے واسطے خریدنا جائز نہین اور رد سیانیہ
مین ہے کہ وصی نے خصومت مین تا بلوغ یتیم تاخیر کری لیکن
لازم ہے کہ بروز خرید طلب شفعہ کرے اور گواہ کر رکھے
تاکہ تاخیر طلب سے شفعہ باطل نہ ہو جاوے

(۱۹۳۹) شفیع کی جانب سے ابراء عام کرنا شفعہ کو باطل
کر دیتا ہے قضاءً لیکن دیانۃً مبطل نہین اگر شفعہ کو نجانتا
ہو مثلاً ایک گھر بکا تو بایع اور مشتری نے کہا شفیع سے کہ تو ہمکو
بری الذمہ کردے ہر خصومت سے جو تیری خصومت ہماری
جانب ہو سو اوسنے ابراء عام کر دیا اور حالانکہ شفیع نہین جانتا
کہ اونکی جانب اون کا شفعہ واجب ہے تو اس ابراء عام سے قاضی
کے نزدیک اوسکا شفعہ باطل ہوگا لیکن دیانۃً اوسکا شفعہ باقی
رہے گا۔

(۱۹۴۰) شفیع نے مشتری پر دعوی کیا کہ مشتری نے شفعہ باطل کرنیکا حیلہ کیا ہے تو مشتری سے اسپر قسم لیجاے لیکن وہ ہیانہ ہین ہے کہ قسم نہ لیجاے۔

(۱۹۴۱) ابطال شفعہ کو متعلق بہ شرط کرنا جائز ہے چنانچہ شفیع نے مشتری سے کہا کہ مین نے شفعہ تیرے واسطے مسلم رکھا اگر تو نے اپنی ذات کے واسطے خرید کی ہو سو اگر مشتری نے کسی اور کے واسطے خرید کی تھا تو اوسکا شفعہ ثابت ہے۔ کذا فی الطحطاوی عن منحۃ المفتی و المجتبیٰ۔

(۱۹۴۲) ایک گھر کے رقبہ مین ایک شخص کا دعوی ملک ہے اور شفعہ کا بھی اوس مین دعوی ہے تو یون دعوی کرے کہ یہہ گھر میرا ہے اور مین اوسکا دعوی کرتا ہون سو اگر یہہ گھر مجھکو پہونچا تو فہو المراد اور اگر نہ پہونچا تو مین اسکا شفیع ہون۔ کذا فی الطحطاوی عن الحموی۔

(۱۹۴۳) شفیع نے گھر مشفوعہ بدون حکم قاضی کے غلبہ کرکے عمل لگا لیا تو اگر شفیع نے کسی عالم کے قول پر ایسا کیا تو وہ ظالم نہ ہوگا اور نہین تو وہ ظالم ٹھہریگا لیکن صالح ابن مصنف درمختار نے کہا کہ درر وغیرہ کتب فقہ مین مصرح ہے کہ شفیع کی ملک ثابت نہین مگر تراضی یا قضا سے پھر جب کہ اوسنے بدون اُسکے بمجرد قول عالم کے استیلا کیا تو یہہ استیلا غیر کی ملک پر ہوا اور یہہ صریحًا ظلم ہے اور اگر مجرد استقرار شفعہ کا اعتبار کیجئے تو وہ فقط گواہ کرنے سے موجود ہو جاتا ہے تو عالم کے قول کے بھی

کچھ حاجت نہین ہے اور نہ تراضی اور قضاء قاضی کی حلبی نے کہا جب ظالم ٹھہریگا تو اوسپر تعزیر بھی ہو گی

(۱۹۴۴) مرتد کے واسطے حق شفعہ ثابت نہین ہے

(۱۹۴۵) ایک لڑکا شفیع ہے جسکا کوئی والی نہین تو اوس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اور اگر قاضی اوسکی طرف سے کوئی کارپرداز مقرر کرے اور وہ اوس لڑکے کے واسطے شفعہ طلب کرے تو جائز ہے۔ کذا فی الجواہر

کتاب الوصایا

یہ کتاب ہے وصیت کے بیان مین

(۱۹۴۶) وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے۔ وصیت اسم بمعنی مصدر ہے اور موصی یہ کو وصی کہتے ہین اور وصیت عبارت ہے غیر کو وصی کرنے سے تاکہ غیر اوسکی غیبت مین کام کرے خواہ موصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ باغ محمود کو دینا میری موت کے بعد تو زید موصی ہے اور خالد وصی اور باغ موصی بہ اور محمود موصی لہ اور وصیت تملیک ہے مضاف بما بعد موت کے تملیک خواہ عین کی ہو یا دین کی۔

(۱۹۴۷) وصیت کی چار قسمین ہین۔ اول واجب دوم مباح سوم مکروہ چہارم مستحب۔ اگر وصیت اداے زکوۃ و کفارات و فدیہ صیام و صلوۃ کی ہے جنکے اداے مین مسلمان قاصر رہا ہو تو وصیت واجبہ ہے اور اگر وصیت مالدار کے واسطے ہے تو یہ

وصیت مباح ہے اور اگر وصیت فاسق فاجر کے واسطے ہے
تو یہ مکروہ ہے علاوہ اسکے اور سب وصیتین مستحب ہین۔
(۱۹۴۸) وصیت کرنا اقربا اور والدین کے واسطے واجب
نہین ہے اسواسطے کہ آیتہ سورہ بقر کی آیتہ سورہ نساء سے منسوخ
ہوگئی یہی مذہب ہے ابن عمر اور عکرمہ اور مجاہد اور شافعی اور
اکثر اہل تفسیر کا۔
(۱۹۴۹) وصیت کا سبب وہ ہے جو تبرعات یعنی عبادات غیر
واجبہ کا سبب ہے۔
(۱۹۵۰) شرائط وصیت سے ہے کہ موصی لائق مالک کرنیکے
ہو (صغیر اور مجنون اور مکاتب کی وصیت جائز نہین) مگر جب کہ
مکاتب اپنے آزاد ہونے کی طرف نسبت کرے۔ تا آل مستغرق دین
نہو بسبب مقدم ہونے دین کے وصیت پر موصی لہ وقت وصیت
کے (خواہ تحقیقاً یا تقدیراً مثلاً حیات حمل کی) زندہ ہو موصی لہ
وقت وفات موصی کے وارث نہو۔ اگرچہ وصیت کے وقت
وارث ہو۔ مثلاً ایک شخص نے وصیت کی اپنے بھائی کیواسطے
اور حالانکہ وہ وارث ہے۔ پھر موصی کا بیٹا پیدا ہوا تو بھائی
کے حق مین وصیت صحیح ہے۔ موصی لہ موصی کا قاتل نہو۔ کذا فی
الزیلعی اگرچہ موصی نے بعد زخمی ہونے کے وصیت کی ہو موصی لہ
معلوم ہو اگرچہ علم اوسکا بالوصف ہو کذا فی الطحطاوی موصی بہ
قابل تملیک ہو بعد موت موصی کے واسطے کسی عقد کے عقود
سے خواہ وہ مال ہو یا منفعت بالفعل موجود ہووے یا معدوم

یعنی علی خطر الوجود ہو جیسے باغ کے پھل کی وصیت کرنا کسی شخص کے واسطے جب تک کہ وہ زندہ رہے یا ثلث مال کی وصیت کی اور حالانکہ موصی کا کچھ مال نہیں۔ پھر اوسنے مال پیدا کیا تو موصی لہ ثلث مال کا مستحق ہوگا بوقت اوسکی موت کے۔ کذا فی الطحطاوی۔ موصی بہ بمقدار ثلث مال کے ہو طحطاوی نے کہا یہ لزوم وصیت کی شرط ہے۔

(۱۹۵۱) وصیت کا رکن ہے موصی کا یہ قول کہ مین نے وصیت کی اس چیز کی فلانے شخص کے واسطے اور مثل اسکے الفاظ کہنا جو وصیت مین مستعمل ہوتے ہین بدایع مین ہے کہ وصیت کا رکن ایجاب و قبول ہے زفر نے کہا فقط ایجاب رکن ہے غایۃ البیان مین ہے کہ وہ قبول شرط ہے جو موصی کی موت کے بعد ہو تو جو قبول یا رد کہ موصی کی حیات مین ہو وہ قابل اعتبار نہین کیونکہ وصیت تملیک متعلق بموت ہے لہذا موت سے پہلے قبول اور رد قابل شمار نہین اسواسطے کہ قبول نہین ہوتا مگر بعد ایجاب کے قبول شامل ہے قبول صریح اور دلالت کو اسطرح کہ موصی لہ مرجاے بعد وفات موصی کے تو یہی قبول ہے اور وصیت کی چیز کا وارث موصی لہ وارث ہوگا۔ کذا فی العالمگیریہ۔

(۱۹۵۲) حکم یعنی اثر مترتب وصیت کا یہ ہے کہ موصی بہ ملک جدید موصی لہ کی ہو جاوے لہذا موصی لہ کو وصیت کی جاریہ کا استبرا لازم ہے۔

(۱۹۵۳) ثلث مال کی وصیت جائز ہے واسطے شخص غیر کے بشرطیکہ کوئی بالغ ہو اگرچہ موصی کے وارث اسکو جائز نہ رکہیں
(۱۹۵۴) ثلث مال سے زیادہ بھی وصیت جائز ہے بشرطیکہ موصی کے بعد اوسکے وارث اوسکو جائز رکھین۔
(۱۹۵۵) اگر کسی شخص کے ورثہ محتاج ہین یعنی تونگر یا مستغنی نہین ہین تو مستحب ہے کہ وصیت نہ کرے کیونکہ اسمین دو نفع ہین ایک تو صلہ رحمی دوسرے خیرات اور وصیت مین صرف خیرات ہے حالانکہ قرابتدار پر خیرات کرنا افضل ہے اجنبی کی خیرات سے طحطاوی مین ہے کہ مقدار استغناء امام کے نزدیک یہہ ہے کہ ہر وارث چار ہزار درم کا وارث ہو اور فضلی سے روایت ہے کہ ہر واحد دس ہزار درم کی میراث پاوے۔
(۱۹۵۶) وصیت بعد دین کے ہے یعنی اداے دین کے بعد وصیت کا رتبہ ہے بسبب مقدم ہونے حق العباد کے
(۱۹۵۷) اگر ورثہ ہون تو وصیت تمام مال کی صحیح ہے اگرچہ موصی کا حکماً وارث ہو مثلاً مستامن نے اپنے تمام مال کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہے اگرچہ دار الحرب مین اوسکے وارث ہون۔ ذکرہ المسعود در رمین ہے کہ تعلق حق وراثت مانع تھا صحت وصیت کا جب مانع یعنی وراثت منتفی ہوا تو وصیت صحیح ہو گئی۔
(۱۹۵۸) اپنے غلام کے واسطے وصیت ثلث مال کی صحیح ہے بالاتفاق اور یہہ اوسکے آزادی کی وصیت ہو گی لہذا اگر غلام نکل آیا تہائی مال سے فہو المراد ورنہ اپنے باقی قیمت مین کوشش

کرے اور اگر تہائی مال قیمت غلام سے زیادہ ٹھہرا تو وہ اوس غلام کا ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے دنانیر یا درہم غیر متعینہ کی وصیت کی تو صحیح نہین ہے

(۱۹۵۹) وصیت صحیح ہے اپنے ذاتی مکاتب اور اپنے مدبر اور اپنے ام ولد کے واسطے بطریق استحسان کے نہ اپنے وارث کے مکاتب کیواسطے۔

(۱۹۶۰) وصیت صحیح ہے حمل کے واسطے اور نیز حمل کی وصیت غیر کے واسطے چنانچہ مالک کا یون کہنا کہ مین نے وصیت کی اپنی اس لونڈی کے حمل کی یا اپنے اس جانور کے حمل کی فلانے شخص کے واسطے یا مالک کہے کہ مین نے فلانی لونڈی کے حمل کیواسطے اسقدر درمون کی وصیت کی کذا فی الدرر

(۱۹۶۱) مگر وصیت مذکورہ اوسوقت صحیح ہو گی جب کہ بچہ پیدا ہوا ہو چھ مہینے کی مدت سے کمتر مین اگر حاملہ کا زوج زندہ ہو اور اگر شوہر اوسکا مردہ ہو اور حالانکہ حاملہ عدت مین ہو وقت وصیت کے تو دو سال سے کمتر مین وقت موت شوہر یا طلاق سے بچہ پیدا ہو کذا فی الطحطاوی بدلیل ثابت ہونے اوسکے نسب کے۔ کذا فی الاختیار والجوہرہ

(۱۹۶۲) کچھ فرق نہین ہے آدمی وغیرہ مین حیوانات سے یعنی موصی لہ اور موصی بہ مین آدمی غیر آدمی برابر ہین تو اگر وصیت کی اوس بچہ کی جو فلانے جانور کے پیٹ مین ہے تا اوسپر صرف کیا جاوے تو صحیح ہے

(۱۹۶۳) اقل مدت حمل آدمی کے واسطے چھ مہینے ہین اور ہاتھی

کے لیے گیارہ برس ہین اور اونٹنی اور گھوڑے اور گدہے کے واسطے
ایک سال ہے اور گاے کے واسطے نو مہینے ہین اور بھیڑ بکری کے
واسطے پانچ مہینے ہین اور بلی کے واسطے دو مہینے اور کتے کے واسطے
چالیس دن اور چڑیا کے واسطے ۲۱ دن کذا فی القہستانی۔

(۱۹۶۴) وصیت کے وقت سے اقل مدت حمل کا اعتبار ہے اور
اسی قول پر متون فقہ کی شامل ہے۔ شارح درمختار کے نزدیک
یہہ ہی قول معتمد ہے بہ نسبت اور اقوال کے اور نہایہ مین ہے کہ موت
موصی کے وقت سے اقل مدت کا شمار ہے یعنی اگر حمل موصی لہ ہے
تو ابتداے مدت حمل وصیت کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر حمل
موصی بہ ہے تو موصی کی موت سے شمار ہوگی اور کافی مین ہے کہ
اگر حمل موصی لہ ہے تو ابتداء مدت حمل وصیت کے وقت سے شمار
ہوگی اور اگر حمل موصی بہ ہے تو موصی کی موت سے شمار ہوگی۔
کنز مین اس قدر زیادہ بیان کیا ہے کہ حمل کے واسطے ہبہ صحیح نہین
بسبب اوسکے عدم قبض کے اور نہ اوسپر کسیکی ولایت ہے تاکہ ولی
اوسکیطرف سے موہوب پر قبضہ کرے کذا فی الزیلعی۔

(۱۹۶۵) اگر بچہ کی طرف سے اوسکا باپ مصالحت کرے بعوض
اوسکے بچہ جو کے واسطے ہے تو جائز نہ ہوگا کیونکہ ولایت بچہ شکمی پر
ثابت نہین کذا فی اللواجیہ۔

(۱۹۶۶) وصی اگرچہ مختار ہو اوسکو تصرف کرنا جائز نہین اوس مین
جو حمل کے واسطے وقف ہوا بلکہ فقہا نے کہا ہے کہ حمل یعنی بچہ شکمی
کی ولایت کسی پر نہین اور نہ کسیکی ولایت اوسپر ہے۔

(۱۹۶۷) اگر لونڈی کی وصیت بدون اوسکے حمل کے کی تو صحیح ہے کیونکہ ثابت ہو چکا ہے اصول مین کہ جسکا علیحدہ ذکر کرنا عقد مین صحیح ہے اوسکا نکال لینا بھی عقد سے صحیح ہے اور جو ایسا نہین ہے اوسکا نکالنا صحیح نہین ہے اور چونکہ افراد حمل کا عقد وصیت مین درست ہے لہذا اوسکا استثنا بھی وصیت سے صحیح ہے

(۱۹۶۸) صحیح ہے وصیت مسلمان کی کافر ذمی کے لیے اور اسکے بالعکس کافر ذمی کی مسلمان کے لیے لیکن جائز نہین کافر حربی کی لیے دار الحرب مین کیونکہ وصیت حسن سلوک اور احسان ہے اور ہم ممنوع ہین کفار مقاتلین کے احسان سے کذا فی الدرر عن الجامع الصغیر کافر کے ساتھہ دار الحرب کی قید اسواسطے لگائی کہ صحت وصیت مین مستامن مثل ذمی کے ہے۔

(۱۹۶۹) وصیت بحق وارث بشرط جائز رکھنے دیگر ورثا کے جائز ہے یا سوا اسکے اور کوئی وارث موجود نہ ہو (وارث اجازت دینے والا عاقل بالغ ہونا چاہیے اور ممنوع کی اجازت جائز نہین) اگر بعضے وارثون نے اجازت دی اور بعضون نے ندی تو اجازت دینے والے پر بقدر اوسکے حصہ کے وصیت جائز ہوگی۔

(۱۹۷۰) وارث مریض کی اجازت مثل ابتداے وصیت کی ہے یعنی اگر وارث عاقل بالغ مریض نے اجازت دی تو اگر اسکو شفا ہوگئی تو وصیت صحیح ہوگی اور اگر مریض اوس مرض سے مر گیا اور موصی لہ مریض کا بھی وارث ہے تو اجازت مریض کی جائز نہوگی جب تک مریض کے اور وارث بعد اوسکی موت سکے

اجازت ندین اور اگر موصی لہ اجنبی ہے تو ثلث مال تک بلا اجازت صحیح ہے کذا فی المنح

(۱۹۷۱) اگر قاتل موصی مجنون یا صغیر ہے تو بدون اجازت وارثون کے وصیت جائز ہے کیونکہ دونون عقوبت کے قابل نہین ہین اگر سواے قاتل کے کوئی اور وارث موصی کا نہو تو قاتل کے لیے بھی وصیت جائز ہوگی کذا فی الخانیہ اسیطرح اگر زوج نے وصیت کی اپنی زوجہ کے لیے یا زوجہ نے وصیت کی اپنے زوج کے لیے اور سواے انکے اور کوئی وارث نہین تو وصیت صحیح ہوگی کذا ذکرہ ابن الکمال۔

(۱۹۷۲) ایک شخص نے وصیت کی اپنے کل مال کی ایک غیر آدمی کے لیے اور موصی مرگیا اور سواے زوجہ کے کوئی وارث نچھوڑا تو اگر زوجہ نے وصیت کی اجازت ندی تو زوجہ کے واسطے کل مال کا ہشتم حصہ ہے کیونکہ میراث معتبر ہوتی ہے بعد اخراج وصیت کے اگر بجاے زوجہ کے زوج وارث ہوا موصی کا اور اوسنے وصیت جائز نہ رکھی تو زوج کی میراث ثلث مال ہے اور باقی مال موصی لہ کا ہے۔

(۱۹۷۳) اوس صغیر کی وصیت صحیح نہین جو نیک و بد مین تمیز نکر سکے اگرچہ اوسنے امور نیک مین وصیت کی ہو خلافاً للشافعی کہ اونکے نزدیک امور نیک مین وصیت جائز ہے۔

(۱۹۷۴) اسیطرح صغیر با تمیز کی وصیت صحیح نہین ہے مگر اوسکی تجہیز اور تکفین اور تدفین مین لیکن تجہیز اور تدفین مین مصلحت کی

موت تک منعقد ہوگئی ہو اور اسی پر فتوی ہے کذا فی الدرر۔

(۱۹۷۸) اگر وصیت کی بچہ شکمی کیواسطے تو وہ اوسکی ملک مین داخل ہوگا بدون قبول کے کیونکہ اوسکا کوئی ولی نہین جو اوسکی جانب سے قبول کرے

(۱۹۷۹) جائز ہے پھر جانا موصی کو وصیت سے صریح سے یا ایسے فعل سے جو مالک کے حق کو قطع کردیتا ہو مغصوب سے اسطرح پر کہ اوس چیز کا نام بدل ڈالے یا اوسکا بڑا فائدہ زائل کردے چنانچہ اگر کپڑے کی وصیت کی پھر اوسکو قطع کرلیا اور سیا تو اب اوسکا نام قبا اور قمیص ہوگیا یا ایسا فعل ہو جو موصی بہ کو زیادہ کردے اور جو موصی بہ کی تسلیم کی مانع ہو بدون اوسکے یعنی زیادت کے جیسے موصی بہ ستو کو گھی کیساتھہ ملت کیا یا عمارت بنائی موصی بہا گھر مین برخلاف اوس گھر کے چونہ کاری کے اور اوسکی عمارت ڈہانے کے کیونکہ وہ تصرف ہے تابع مین نہ اصل مین اور ایسے تصرف سے بھی رجوع جائز ہے جو اوسکی ملک کو زائل کردے چنانچہ بیع اور ہبہ (یہہ تصرف رجوع ہے وصیت سے) خواہ وہ چیز موصی کی ملک مین دوسری بار آوے یا نہ آوے یا اگر موصی نے موصی بہ کو کسی دوسری چیز مین ملا دیا اسطرح کہ اوسکا علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو یہہ بھی رجوع ہے۔

(۱۹۸۰) موصی نے موصی بہ کپڑے کو دہلوایا تو رجوع نہوگا کیونکہ یہہ تصرف ہے تابع مین نہ اصل مین۔

(۱۹۸۱) موصی کی موت کے بعد موصی بہ مین تغیر ہوا تو وصیت

مین کچھ خلل واقع نہ ہوگا۔
(۱۹۸۲) موصی نے کہا کہ جو وصیت کہ مین نے کی وہ حرام خواہ بیاج ہے یا کہا کہ اوس وصیت مین مین نے تاخیر ڈالی تو یہہ قول رجوع نہ ہوگا بخلاف اس قول کے کہ مین نے وصیت کو ترک کیا تو یہہ رجوع ہوا وصیت سے کیونکہ ترک شئے اسقاط ہے اور تاخیر اسقاط نہین۔
(۱۹۸۳) موصی نے کہا کہ جو وصیت مین نے کی وہ باطل ہے یا جو وصیت مین نے زید کے واسطے کی وہ عمرو کیواسطے ہے یا فلانے میرے وارث کیواسطے ہے تو یہہ ہر ایک قول رجوع ہے اور وارث کی وصیت ثابت ہوگی اگر دیگر ورثا نے اجازت دی اگر دوسرا شخص مردہ ہو وقت وصیت کے تو دونون وصیتون مین سے پہلی وصیت بحال خود قایم ہے بسبب باطل ہونے دوسری وصیت کے اور اگر دوسرا موصی لہ وقت وصیت کے زندہ ہے لیکن وقت موت موصی کے زندہ نہین ہے یعنی موصی سے قبل مرگیا تو دونون وصیتین باطل ہونگی پہلی وصیت تو باطل ہوگئی رجوع کرنے سے اور دوسرے موصی لہ کی موت سے۔
(۱۹۸۴) مریض کا ہبہ اور وصیت باطل ہے اوس عورت کے واسطے جس سے موصی نے نکاح کیا بعد ہبہ اور وصیت کے کیونکہ جواز وصیت کیواسطے موصی لہ کا وارث یا غیر وارث ہونا موت کے وقت معتبر ہے نہ وقت وصیت کے وصیت تو

اسوجہ سے جائز نہین کہ موصی لہ وقت موت کے وارث ہے
اور وارث کیواسطے وصیت جائز نہین اور ہبہ اسوجہ سے
نا جائز ہے کہ اگرچہ منجز ہے لیکن مرض کے سبب سے حکما
مضاف الی ما بعد الموت ہے کیونکہ ہبہ واقع ہو گیا ہے وصایا
کے مدتع مین اور چونکہ تبرع ہے لہٰذا اوسکا حکم موت کے
وقت ثابت ہوگا برخلاف اقرار کے کیونکہ مقرلہ کا وارث یا
غیر وارث ہونا اقرار کے دن معتبر ہے تو اگر عورت کیواسطے
اقرار کیا پھر اوس سے نکاح کیا بعد گیا تو اقرار جائز ہے الذی
اقرار کے وقت عورت وارث نہ تھی پھر نکاح سے وارث ہوگئی
تو یہہ اقرار کے واسطے مضر نہین ہے۔

(۱۹۸۵) اگر اقرار یا ہبہ یا وصیت کی اپنے فرزند کے
لیے کہ وہ کافر ہے یا غلام یا مکاتب ہے اور بعد اسکے فرزند
مسلمان ہو گیا ہو یا غلام اور مکاتب آزاد ہو گیا تو ایسا اقرار
اور ہبہ اور وصیت باطل ہے بہ سبب قایم ہونے فرزند کے
اقرار کے وقت تو یہہ تہمت ایثار کا مورث ہے۔

(۱۹۸۶) مُقعد اور مفلوج اور مسلول کا ہبہ اوسکے تمام
مال سے نافذ ہے بشرطیکہ مرض کی مدت ایک سال تک دراز
ہو گئی ہو اور اوس مرض سے موت کا خوف نہ ہو اور اگر مرض
کی مدت ایک سال تک دراز نہ ہوئی ہو اور موت کا خوف ہو تو
اوسکا ہبہ ثلث مال سے نافذ ہوگا کیونکہ یہہ امراض مزمنہ متطاولہ
ہین قاتل اور مہلک نہین (مُقعد بضم میم وہ بیمار ہے جو چلنے پھرنے

سے بوجہ پا لقون کی بیماری کے عاجز ہو مفلوج وہ ہے جسکے آدھے
کی بیماری ہو یعنی آدھا دھڑ حس و حرکت سے رہ گیا ہو ۔ اشل وہ
ہے جسکے ہاتھ مین رعشہ ہو یعنی ہاتھ کانپتا ہو ۔ مسلول وہ ہے
جسکو سل کی بیماری ہو اور وہ پھیپھڑے کا قرحہ ہے) بعضون نے
کہا ہے کہ مرض الموت وہ ہے کہ آدمی بوجہ اوس مرض کے
اپنی حاجتون کے واسطے نہ نکلتا ہو اور اسی قول پر اعتماد کیا ہے
بحر مین کذا فی البزازیہ اور قول مختار یہ ہے کہ مرض الموت
وہ ہے جس سے موت غالب الوقوع ہو اگرچہ بیمار صاحب فراش
نہ ہو کذا فی القہستانی ۔

(۱۹۸۷) اگر مجتمع ہون چند قسم کی وصیتین یعنی فرض اور
واجب اور نفل تو فرض مقدم ہوگا اگرچہ موصی نے اوسکو موخر
کیا ہو اور اگر وصایا برابر ہون فرض یا نفل ہونے مین تو انکو
تقدم ہوگا جسکو موصی نے مقدم کیا ہو ۔ اگر تہائی مال تمام
وصایا کی گنجائش نہ رکھتا ہو ۔ قہستانی نے کہا ابتدا کرنا چاہیے
اوس فرض سے جو حق العبد ہے پھر اوس فرض سے جو حق اللہ
ہے پھر واجب پھر نفل ایسا مروی ہے فقہا سے کذا فی الطحطاوی

(۱۹۸۸) قتل اور ظہار اور قسم کا کفارہ مقدم ہے صدقہ
فطر پر کیونکہ کفارات مذکورہ کا وجوب کتاب اللہ سے ثابت ہے
نہ صدقہ فطر کا اور صدقہ فطر مقدم ہے قربانی پر کیونکہ صدقہ فطر
واجب ہے اور اسپر اجماع ہے اور قربانی کا وجوب بالاجماع ثابت
نہین ہے کذا قال الزیلعی ۔

(۱۹۸۹) قہستانی مین ظہیریہ سے امام طواویسی سے یون مروی ہے کہ ابتدا کیجاے کفارہ قتل سے پھر کفارہ ظہار سے
پھر کفارہ افطار سے پھر نذر سے پھر صدقہ فطر سے
پھر قربانی سے اور عشر مقدم کیا جاے خراج پر
(۱۹۹۰) برجندی مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کا پہلا مذہب یہہ ہی کہ حج نفل افضل ہے خیرات سے اول مذہب یہہ تھا کہ صدقہ افضل ہے حج سے پھر جب امام نے حج کی مشقت دیکھی تو حج کو افضل کہا صدقہ سے کذا فی الطحطاوی
(۱۹۹۱) ایک شخص نے وصیت کی حج فرض کی تو اوسکا وارث یا وصی موصی کی طرف سے حج کراوے موصی کے شہر سے سوار کرا کر اگر خرچ کفایت کرے وطن سے سوار ہوکر (کیونکہ موصی پر حج فرض تھا اوسکے وطن سے سوار ہوکر نہ پیدل) اور اگر کفایت نکرے تو جس مکان سے کفایت کرے وہان سے نائب کو سوار کرا کے حج کیواسطے روانہ کرے۔ قہستانی مین تتمہ سے منقول ہے کہ اگر خرچ کفایت نکرے اور ایک شخص نے کہا کہ مین میت کی طرف سے اسیقدر مال قلیل پر پیدل حج کرون گا تو یہہ حج میت کی طرف سے کافی نہوگا
(۱۹۹۲) اگر حج کا جانیوالا راہ مین مرگیا اور اوسنے وصیت کی اپنے عوض حج کروانے کی تو میت کے شہر سے سوار کر کے حج کرایا جاوے اور صاحبین کے نزدیک جہان مرگیا وہین سے سوار کرا کے کرانا چاہیے علی وجہ الاستحسان کذا فی الہدایہ والمجتبی والملتقی اگر خرچ اوسکا وطن سے سوار کو کافی ہو تو وطن سے

ورنہ جہان سے کافی ہو وہین سے سوار کرا کے حج کرانا چاہیے
اور جس شخص کا وطن نہ ہو تو جس جگہہ موصی مرا ہے وہین سے
حج کرانا چاہیے بالاتفاق۔
(۱۹۹۳) موصی نے وصیت کی کہ اوسکے کل مال سے غلام
خرید کیا جاوے پھر آزاد کیا جاوے لیکن موصی کے وارثون نے
اسکو جائز نرکھا تو وصیت باطل ہوگی
(۱۹۹۴) اگر وصیت کی کہ ہزار درم سے غلام خرید کرکے آزاد
کیا جاوے اور وہ ہزار درم ثلث مال سے زاید ہین تو وصیت
باطل ہوگی لیکن صاحبین کے نزدیک ہر دو مسئلہ ملحقۃ الذکرین
ثلث مال سے غلام خرید کرکے آزاد کیا جاوے کذا فی المجمع۔
(۱۹۹۵) بیمار نے چند وصیتین کین پھر وہ اچھا ہوگیا اپنی
اوس بیماری سے اور چند سال زندہ رہا پھر بیمار رہوا تو ہنوز
اوسکی وصیتین باقی ہین اگر اوسنے یون نہ کہا ہو کہ اگر مین اپنی
اس مرض سے مرگیا تو مین نے یہہ وصیت کی کذا فی فتاوی قاضیخان
(۱۹۹۶) موصی نے وصیت کی پھر وہ مجنون ہوگیا اگر اوسکا
جنون دیر تک ٹھہرا یہان تک کہ چھ مہینہ تک پہونچا تو وصیت
باطل ہے۔ ورنہ باطل نہین ہے۔
(۱۹۹۷) اسیطرح اگر وصیت کی پھر اوسکو وسواس ہوا کہ
وہ بیہوش اور غافل ہوگیا یہان تک کہ مرگیا تو وصیت باطل
ہے کذا فی الخانیہ۔
(۱۹۹۸) موصی نے وصیت کی کہ میرا گھر فلانے شخص کو

عاریت دیا جاوے یا ایک مہینہ ایام حج مین یا خدا کی راہ مین میری طرف سے پانی پلایا جاوے تو ایسی وصیت بقول امام اعظم کے باطل ہے کذا فی الخانیہ

(۱۹۹۹) اگر کہا موصی نے کہ یہہ مجوسہ فلانے شخص کے جانورون کے لیے خاص ہے تو یہہ وصیت باطل ہے اور اگر یون کہا کہ اس مجوسہ سے فلانے جانورون کو چارا دیا جاوے تو جائز ہے

(۲۰۰۰) اگر وصیت کی کہ فلانے گھوڑے پر ہر مہینہ اسقدر خرچ کیا جاوے تو جائز ہے اگر مالک نے گھوڑا بیچڈالا یا مرگیا تو وصیت باطل ہوگئی امام محمد نے کہا کہ یہہ وصیت صاحب فرس کے واسطے ہے کذا فی الخانیہ

(۲۰۰۱) اگر موصی نے وصیت کی اپنے گھر کی سکونت کی ایکمرد کے واسطے اور موصی کا سواے اوس گھر کے اور کچھہ مال نہین تو ایسی وصیت جائز ہے اور موصی لہٗ ثلث مکان مین رہے جبتک زندہ رہے اور ورثا کو دو ثلث باقی کا بیچنا شیخین کے نزدیک جائز نہین اور ابو یوسف نے کہا کہ وارث کو بیع ثلثین جائز ہے اور یہہ بھی جائز ہے کہ ثلث مکان موصی لہٗ کے لیے جدا کرکے آپس مین تقسیم کرلین کذا فی الخانیہ

(۲۰۰۲) اگر موصی نے وصیت کی کپاس کی ایک شخص کے لیے اور بنولون کی دوسرے کے لیے اور ایک بکری معین کی گوشت کی ایک کے لیے اور اوسکی کھال کی دوسرے کے لیے و گیہون

سے کہ جو بال ہین ہین ایک شخص کے لیے اور یہو سہ کی دوسرے شخص کے لیے تو یہہ وصیت دونون کے لیے جائز ہے اور وہ اوس کے لیے جائز ہے کپاس کا اوٹنا اور گیہون کا مانڈنا اور بکری کی کہال گوشت سے جدا کرنا۔

(۲۰۰۳) ایک شخص نے وصیت کی اپنے ثلث مال کی بیت المقدس کے واسطے تو یہہ جائز ہے اور وہ مال بیت المقدس کی عمارت مین اور روشنی وغیرہ کے صرف مین لایا جاوے اسی سے علما نے کہا کہ یہہ دلیل ہے اسکی کہ مسجد کے وقف سے مسجد کی تند یلون اور روشنی وغیرہ کا سامان کر لیا جاوے کذا فی الخانیہ۔ اور مجتبی مین ہے کہ ایک شخص نے ثلث مال کی وصیت کی کعبہ شریف کیواسطے تو جائز ہے اور وہ مال کعبہ معظمہ کے محتاجون مین صرف کیا جاوے نہ اور کام مین اور یہی حکم مسجد اقصیٰ بیت المقدس کا ہے۔

(۲۰۰۴) اگر وصیت کی فقراء کوفہ کے لیے تو اونکے سواے اور محتاجون پر بھی صرف کرنا جائز ہے اور یہی حکم ہے فقیر تکیہ وغیرہ کا کذا فی العالمگیریہ۔

(۲۰۰۵) ایک شخص نے وصیت کی اپنے غلام کی کہ مسجد کی خدمت کیا کرے اور اوس مین اذان دیا کرے تو جائز ہے اور کمائی اوسکی موصی کے وارث کے واسطے ہے

(۲۰۰۶) اگر ایک شخص نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی نیک کامون کے واسطے تو اوسکا یہہ مال جبلخانہ مین صرف نہ کیا جاویگا

کیونکہ اوسکی درستی بادشاہ پر ہے۔

(۲۰۰۷) اگر وصیت کی کہ تین دن تک بعد میری موت کے کھانا پکاکر لوگون کو کھلایا جاوے تو یہ وصیت باطل ہے چنانچہ خانیہ مین ابو بکر بلخی سے مروی ہے اور خانیہ مین ابو جعفر سے منقول ہے کہ اگر وصیت کی کہ کھانا کھلایا جاوے اون لوگون کو جو ماتم پرسی کے واسطے آوین تو جائز ہے اور ثلث مال سے کھانا کھلایا جاوے اور حلال ہے اوسکے لیے جو ماتم داری مین بہت ٹھہرا یا اوسکے مکان کی مسافت دراز ہے اور اوسکو حلال نہین جو زیادہ نہ ٹھہرا ہو اگرچہ اوسکا مکان دور ہوا اگر بہت سا کھانا بچ رہا تو اوسکا تاوان وصی پر ہے اور اگر تھوڑا سا بچ رہا تو کچھ نہین۔ کذا فی خانیہ شارح درمختار نے کہا ہے کہ مین نے اور مصنف درمختار نے قول اول کو یعنی ابو بکر بلخی کے قول کو جو بطلان وصیت مین ہے محمول کیا ہے اوس کھانے پر جسکے واسطے نوحہ گر عورتین جمع ہوتی ہین اور محمول کیا قول ابو جعفر کو اوپر جواز وصیت کے اوس کھانے پر جو سوا نوحہ گر کے اور لوگون کیواسطے پکایا جاوے۔

(۲۰۰۸) اگر وصیت کی کہ نماز پڑہے اوسپر فلانا شخص یا موت کے بعد اوسکی لاش دوسرے شہر کی طرف لیجاوین یا اوسکو کفن فلانے کپڑے کا دیا جاوے یا اوسکی قبر پر کہگل کیجاوے یا اوسکی قبر پر قبہ یا خیمہ قایم کیا جاوے یا جو اوسکی قبر پر قرآن پڑہے اوسکو کچھ مال معین دیا جاوے تو ہر ایک وصیت باطل ہے۔ کذا فی السراجیہ دوسرے شہر مین نعش لیجانیکی وصیت

اسواسطے درست نہین کہ نقل کرنا مکروہ ہے اور قبر پر خیمہ وغیرہ قایم کرنا مکروہ ہے لہذا اوسکی وصیت بھی مکروہ ہے۔

(۲۰۰۹) وصیت کی اپنے ثلث کی خداتعالی کے واسطے تو امام اعظم کے نزدیک یہہ باطل ہے کیونکہ تمام اشیا حق تعالی کی ملک مین ہین اور امام محمد نے کہا کہ وصیت مذکورہ نیک کامون مین صرف کی جاوے۔

(۲۰۱۰) اگر کہا کہ مین نے وصیت کی ہزار درم کی فلانے شخص کے واسطے اور حالانکہ ہزار درم میرے تمام مال کا دسوان حصہ ہین تو موصی لہ کے واسطے بجز ہزار درم کے کچھ نہین جب کہ ہزار درم ثلث مال سے خارج ہو سکین تو اوسکو ہزار درم ملینگے خواہ ہزار دسوین حصہ سے زیادہ ہون یا کم کذا فی الطحطاوی

(۲۰۱۱) اگر کہا کہ وصیت کی مین نے اوس تمام مال کی جو اس تھیلی مین ہے اور حالانکہ وہ ہزار درم ہین۔ پھر جو اوسمین دیکھا تو دو ہزار درم اور اشرفیان اور جواہر ہین تو وہ بالکل مال موصی لہ کا ہے بشرطیکہ وہ ثلث مال سے زیادہ نہون کذا فی المجتبیٰ

(۲۰۱۲) موصی نے اپنے مدیون سے کہا کہ مین جب مر جاؤن تب تو میرے اوس دین سے بری الذمہ ہے جو تجھپر ہے تو وصیت صحیح ہے یعنی بعد موت کے وہ بری الذمہ ہو جاویگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین مر جاؤن تو تو میرے دین سے بری الذمہ ہے تو مدیون بری الذمہ نہ ہوگا بسبب مخاطرہ کے اور مخاطرہ سے مراد ایسی تعلیق ہے جو ہنوز موجود نہین لیکن اوسکا ہونا مترقب ہے کذا فی طحطاوی

(۲۰۱۳) اگر وصیت کی اپنے مال کے صرف کی بیمارون کیلیے تو مجنون پر بھی صرف کیا جاویگا کیونکہ جنون بھی بیماری ہے۔

(۲۰۱۴) جو مال عالمون کے واسطے وصیت ہوا اوسمین متکلمین خوارزم بھی داخل ہین یعنی اون پر بھی صرف ہو سکتا ہے نہ ہماری ملک کے متکلم (متکلم وہ جو عقاید مین گفتگو کرین) طحطاوی نے کہا کہ شاید خوارزم کے متکلم شبہات مخالفین کا اتباع نکرتے ہونگے بلکہ اعتقادات واجبہ کی تعلیم کرتے ہونگے۔

(۲۰۱۵) اگر وصیت عقلمندون کے واسطے کی تو اوسکو صرف کرنا چاہیے تارک الدنیا عالمون پر کیونکہ فی الحقیقہ عقلمند وہی ہین۔ کذا فی القنیہ (عاقل انجام بین کو کہتے ہین)

(۲۰۱۶) جاننا چاہیے کہ مال وصیت موصی اور اوسکے وارثون کے قبضہ مین بجاے امانت کے ہے کذا فی السراج یعنی اگر مال مذکور تلف ہوجاویگا تو اون کو ضمان دینا لازم ہوگا

باب الوصیۃ بثلث المال

یہ باب ہے تہائی مال کی وصیت کے مسائل مین

(۲۰۱۷) ایک شخص نے اپنے ثلث مال کی وصیت زید کے لیے کی اور ثلث مال کی عمرو کے لیے اور وارثون نے اجازت ندی تو ثلث مال زید و عمرو مین نصفا نصف ہوگا بالاتفاق۔

(۲۰۱۸) اگر ثلث مال کی وصیت کی ایک کے لیے اور سدس کی دوسرے کے لیے اور وارثون نے جائز نہ رکھا تو ثلث مال کے تین حصے کیے جاوینگے دو حصہ ثلث مال کے موصی لہ کو دیے جاوینگے

اور ایک سدس موصی له کو بالاتفاق۔

(۲۰۱۹) اگر وصیت کی کل مال کی ایک کے لیے اور ثلث مال کی دوسرے کے لیے اور وارثون نے اوسکو جائز نه رکھا تو اوسکا ثلث مال دونون کو نصفا نصف دیا جاویگا کیونکه ثلث مال سے زیاده کی وصیت پر جب ورثه کی اجازت نه ہوئی تو وه باطل ٹھہر گئی تو یه قرار دیا گیا که گویا اوسنے ہر شخص کے واسطے ثلث مال کی وصیت کی تو وه ثلث دونون مین نصفا نصف ہوگا نزدیک امام اعظم کے لیکن نزدیک صاحبین کے ثلث کے چہار حصے کیے جاوینگے تین حصے اوسکے واسطے جسکے لیے تمام مال کی وصیت ہوئی اور ایک حصه اوسکے واسطے جسکے لیے ثلث مال کی وصیت ہوئی کیونکه وصیت زیاده از ثلث باینمعنی باطل ہے که موصی له اوسکا مستحق نہین ہوتا لیکن وه معتبر ہے اس امر مین که موصی له اوسکے سبب سے ثلث مال سے لیگا بقدر حصه اوس زاید کے سواسطے که اس مطلب کے ابطال کا کوئی موجب نہین ہے اور چونکه ثلث کا مخرج تین ہے تو ثلث ایک ہوا اور کل تین تو چار سہام ہوگئے تو ثلث مال ان چار سہام پر قسمت ہوگا کذا فی مختصر والدرر

(۲۰۲۰) ایک مرد کے دو غلام ہین ایک کی قیمت تیس۳۰ درم ہے اور دوسرے کی ۶۰ درم سوا اوسنے وصیت کی که پہلا غلام زید کے ہاتھ دس درم پر بیع ہوا اور دوسرا غلام عمرو کے ہاتھ ۴۰ درم پر بیع ہوا اور موصی کا سوائے ان دو غلامون کے اور کچھ مال نہین تو زید کے حق مین ۲۰ درم کی وصیت ہوئی اور عمرو کے

حق مین ۴۰ درم کی ہوئی تو ثلث مال دونون موصیٰ لہ مین ثمن تہا تو ہوگا تو پہلا غلام زید کے ہاتھہ ۳۰ درم پر بیچا جاویگا اور دس درم اوسکے واسطے وصیت ٹھہرے اور دوسرا غلام عمرو کے ہاتھہ ۴۰ درم پر اور ۲۰ درم اوسکی وصیت ہوئی تو زید اور عمرو نے تہائی سے بقدر وصیت کے لیا اگرچہ ثلث وصیت سے زیادہ ہوگیا اس مسئلہ کا نام مسئلہ محابات ہے اور محابات لغت عرب مین بمعنی مسامحہ اور عطا کے ہے اور یہان محابات سے مراد وہ بیع ہے جو ثمن معتدل سے کم پر ہو کذا فی الطحطاوی

(۲۰۲۱) موصی نے دو غلامون کو آزاد کیا جنکی قیمت ۳۰ اور ۶۰ درم ہے اور اوسکا کچھہ مال سوا ان غلامون کے نہین ہے تو اول کے واسطے ثلث مال کی وصیت ہوئی اور ثانی کے واسطے دو ثلث کی تو وصیت کے سہام تین تمام ہونگے ایک حصہ اول کا اور دو حصہ دوسرے کے تو ثلث مال بھی اسیطرح اون مین مقسوم ہوگا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور وہ دس درم ہے تو وہ سعایت اور کوشش کرے ۲۰ درم مین اور ثانی غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور وہ ۲۰ درم ہے تو وہ سعایت کریگا ۴۰ درم مین اور اس مسئلہ کو مسئلہ سعایت کہتے ہین (السعایت سعی و کوشش نمودن)

(۲۰۲۲) زید کے واسطے وصیت کی ۳۰ درم کی اور عمرو کے لیے ۶۰ درم کی اور اوسکا کل مال ۹۰ درم ہے اور وارثون نے اس وصیت کو جائز نہ رکھا تو زید کو ۱۰ درم ملینگے اور عمرو کو بیس ۲۰ کذا فی الطحطاوی ملخصاً اور دراہم مرسلہ ہے اس مقام پہ مراد دراہم

مطلقہ ہین ۔
(۲۰۲۳) اگر وصیت کی اپنے فرزند کے حصہ کی مانند تو صحیح ہے
خواہ بیٹا اوسکا ہو یا نہ ہو لیکن اگر وصیت کی اپنے فرزند کے حصہ
کی دوسرے کے لیے تو صحیح نہین ہے بشرطیکہ اوسکا بیٹا موجود ہو
کیونکہ حصہ بیٹے کا قرآن شریف سے ثابت ہے اور جب اوسکی
وصیت اور شخص کے واسطے ہوئی تو اوسنے فرض آلہی کو بدل
ڈالا تو صحیح نہ ہوگا کذا فی المنح برخلاف مسئلہ سابقہ کے کیونکہ مثل شے مغایر
شے ہے اصل اور اگر موصی کے فرزند نہ ہوگا تو وصیت صحیح ہوگی کذا
فی الغایہ والجوہرہ ۔
(۲۰۲۴) اگر وصیت کی نصیب یعنی حصہ فرزند کی اور اگر وہ
ہوتا تو موصی لہ کو نصف مال ہے کذا فی المجتبیٰ اگر ورثہ جائز رکھین
ورنہ ثلث عن السراج ۔
(۲۰۲۵) اگر وصیت کی اپنے فرزند کے حصہ کی برابر اور حالانکہ
اوسکے دو فرزند ہین تو موصی لہ کو ثلث ملیگا گویا موصی نے موصی لہ
کو تیسرا فرزند قرار دیا اور اسیطرح حکم بیٹیون کا ہے یعنی اگر
بمثل حصہ فرزند [illegible] اور فرزند ایک ہی ہے تو موصی لہ کو نصف
ہے اگر وہ اجازت دیوین ورنہ ثلث ہے کذا فی المنح ۔ قاعدہ یہ ہے
کہ جب وصیت کرے کسی وارث کے حصہ کی برابر ملنے کی تو ورثہ
کے سہام پر اوسی حصہ کا مثل زیادہ کر لینا چاہیے ۔ کذا فی المجتبیٰ
(۲۰۲۶) وصیت کی اپنے مال مین سے ایک چیز یا ایک سہم کی
تو اوسکا بیان وارثون کی طرف ہے تو وارثون سے کہا جاویگا

کہ موصی لہ کو دو چھٹا حصہ دلایا جاوے پھر وہ دریافت کرنا چاہیے
کہ برابری درمیان حصہ اور سہم کے یہ متاخرین کی عبارت ہے اور
اصل روایت تو اسکے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ شیخ وقایہ میں
ہے کہ سہم عبارت ہے سدس سے نزدیک امام کے تمام عرب بعض
اشخاص کے شیخ القضاۃ میں ہے کہ لفظ نصیب اور شقص اور بعض
اور حظ اور شے کا مثل سہم کے ہے کذا فی الطحطاوی۔

(۲۰۲۷) اگر کہا کہ میرے مال کا سدس یعنی چھٹا حصہ فلانے
شخص کے واسطے پھر کہا کہ میرے مال کا ثلث اوسیکے واسطے ہے
یعنی جسکے واسطے سدس تھا اور اوسکے وارثون نے اجازت دی
تو موصی لہ کے واسطے ثلث مال ہے یعنی اوسکا حق فقط ثلث ہے اگرچہ
وارثون نے اجازت دی ہو بسبب داخل ہونے ثلث کے سدس
مین خواہ ثلث مقدم مذکور ہو یا موخر کیونکہ بالیقین سدس ثلث مین
داخل ہے۔

(۲۰۲۸) اگر کہا کہ بلفظ سدس کو یعنی میرے مال کا چھٹا حصہ
تو موصی لہ کے واسطے سدس ہے کیونکہ معرفہ دو بار مذکور ہوا معرفہ
ہو کر۔

(۲۰۲۹) موصی کے دراہم یا اوسکی بھیڑ بکریون یا اوسکے مختلف
کپڑون کی یا اوسکے غلامون کی ثلث کی وصیت مین اگر دو ثلث
تلف ہو جاوین تو موصی لہ کے واسطے وہ سب ہے جو باقی رہگیا
درہمون اور بکریون مین نہ اسکے غیر مین اور اگر کپڑے متحد الجنس
ہون تو وہ بھی مثل درہمون کے ہین اور مختلف کپڑون اور غلام مین

باقی کا ثلث موصی لہ کے واسطے ہے

(۲۰۳۰) اگر ثلث مال تلف ہو جاوے تو جملہ اشیا، مذکورہ مین ثلث باقی ہے کذا ذکرہ اخی چلپی۔

(۲۰۳۱) کیلی اور وزنی اور کپڑے ایک جنس کے مثل درہم کے ہین قاعدہ کلیہ چیز متحد الجنس جسکی قسمت زبردستی ہو سکتی ہو وہ مثل درہم کے ہے اور ہر چیز مختلف الجنس جو قسمت پذیر نہو سکتی ہو زبردستی سے تو وہ مثل غلام اور کپڑے مختلف الجنس کے ہے

(۲۰۳۲) موصی نے وصیت کی ہزار درم کی اور اوسکا مال دین ہے لوگون پر ہزار درم کی جنس سے اور عین بھی ہے تو اگر ہزار درم عین کی تہائی سے نکلے تو اوسکو وہی دیا جاوے یعنی اگر اوسکا تین ہزار متروکہ نقد ہے تو اوسی نقد مین سے ایک ہزار موصی کو دینے چاہین۔ اور اگر ہزار درم نہ نکلین متروکہ سے تو تہائی نقد کی اوسکو دیجاوے۔ اور جسقدر دین سے وصول ہوتا جاوے اوسکی تہائی اوسکو ملنی چاہیے یہان تک کہ اوسکا حق ہزار درم پورا ہو جاوے۔

(۲۰۳۳) اگر وصیت کی ثلث مال کی زید اور عمرو کے واسطے اور حالانکہ عمرو مردہ ہے تو زید کے واسطے پورا ثلث ہے اور اوسکا قاعدہ یہہ ہے کہ میت یا معدوم مستحق نہین ہوتے کسی چیز کے اسلیے وہ غیر کے مانع اور مزاحم بھی نہونگے استحقاق کل ثلث کا اوسوقت ہے جب کہ مزاحمت کرنیوالا نکلجاوے اصل وصیت سے لیکن جب کہ مزاحم نکلے بعد صحت ایجاب کے تو اپنا حصہ لیکر نکلیگا اور دوسرے شخص کو تمام ثلث ندیا جاویگا بوجہ ثبوت شرکت کے مثلاً کہا موصی نے کہ میرا تہائی مال زید اور خالد

بن عبد اللہ کیواسطے ہے اگر بعد میرے مرنے کے خالد محتاج ہو پھر موصی مر گیا اور خالد بن عبد اللہ مالدار ہے تو زید کے واسطے نصف ثلث ہوگا کیونکہ خالد جو مالدار ہو گیا وصیت میں داخل تھا بوجہ محتاجی کے اور اب نکل گیا بوجہ مالداری کے تو اس صورت میں زید پوری تہائی نپاویگا۔

(۳۰۳۴) اگر ایک موصی لہ مر گیا موصی سے پہلے تو دوسرا موصی لہ نصف ثلث پاویگا اور اس اصل کی بہت سی شاخیں ہیں از انجملہ یہ ہے کہ اگر یوں کہا کہ میرا تہائی مال زید اور عبد اللہ کا ہے اگر عبد اللہ اس گھر میں ہو اور حالانکہ عبد اللہ گھر میں نہیں تو زید کو نصف ثلث یعنی سدس ملیگا۔ کیونکہ ایک شخص کے استحقاق کا بطلان حق ثانی کے ازدیاد کا موجب نہیں ہے۔ کذا فی الفتح۔ قاعدہ معتمد علیہ یہ ہے کہ جب موصی لہ وصیت میں داخل ہوا پھر وصیت سے نکل گیا بوجہ فقدان کسی شرط کے تو یہ دوسرے موصی لہ کے حصہ کے ازدیاد ہو جانیکا موجب نہیں ہوتا اور جب کہ وصیت میں داخل ہی نہیں ہوا بفقدان اہلیت کی وجہ سے تو تمام ثلث دوسرے موصی لہ کا ہوگا۔ کذا ذکرہ الزیلعی اور بعضوں نے کہا کہا کہ وقت موت موصی کے اعتبار ہے اور اسی کی طرف کلام درر باتباع کافی کے مشیر ہے چنانچہ صاحب درر نے کہا ہے کہ اگر وصیت کی زید اور بکر کے فرزند کے واسطے پھر بکر کا فرزند مر گیا قبل موت موصی کے یا وصیت کی زید کے واسطے اور اوسکے محتاج فرزندوں کے واسطے اور شرط فوت ہو گئی نزدیک موت موصی کے تو تمام ثلث زید کا ہے کیونکہ معدوم اور میت کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا۔ کذا فی الطحطاوی بو الفتاوی عالمگیری اور بعضوں نے کہا اصح دو روایتوں میں

(۲۰۳۵) اگر موصی بولا کہ میرا ثلث مال مابین زید اور عمرو کے ہے اور حالانکہ عمرو مردہ ہے تو زید کو نصف ثلث ملیگا کیونکہ لفظ بین کا موجب تنصیف ہے حتیٰ کہ اگر موصی بولا کہ ثلث مال مابین زید کے ہے اور چپ ہو گیا دوسرے شخص کو ذکر نہ کیا تو بھی زید کو نصف ثلث ملیگا۔

(۲۰۳۶) اگر وصیت کی ثلث مال کی اور حالانکہ وصیت کرنیوالا محتاج ہے وقت وصیت کے تو موصی لہ اوسکا ثلث مال یعنی اُس مال کا ثلث جو موصی کی موت کیوقت موجود ہو خواہ اوسنے وہ مال بعد وصیت کے کمایا ہو یا قبل وصیت کے لیگا کیونکہ وصیت عبارت ہے ایجاب بعد موت سے ثلث مال مذکور اوسوقت ملیگا جبکہ موصی بہ چیز عین یا نوع معین نہ ہو۔ تو اگر وصیت کی اپنے مال سے ایک نوع کی چنانچہ ثلث غنم کی وصیت کی پھر وہ موت موصی سے پہلے تلف ہو گئی تو وصیت باطل ہو گئی بسبب متعلق ہونے وصیت کے عین سے اگرچہ اوسنے سواے غنم معینہ کے اور غنم حاصل کی ہون اور اگر موصی کی غنم وصیت کے وقت نہ ہون پھر وہ غنم کو حاصل کرے پھر مر جاے تو وصیت صحیح ہے قول صحیح مین کیونکہ تعلق وصیت کا نوع سے ویسا ہی جیسا تعلق وصیت کا مال سے یعنی وجود عند الموت اوسکا اعتبار ہے

(۲۰۳۷) اگر موصی نے کہا کہ میرے مال سے زید کیواسطے گوسپند ہے اور حالانکہ اوسکی ملک مین بھیڑ بکری کا گلہ نہین ہے تو اوسکو گوسپند کی قیمت دیجائیگی برخلاف اُس قول کے کہ اوسکیواسطے ایک گوسپند ہے میری بکریون سے اور حالانکہ اوسکی ملک مین غنم نہین ہے یعنی ایک گوسپند بھی نہین ہے تو وصیت باطل ہے اور موصی لہ کو کچھ نہ دیا جاویگا اور اسیطرح گوسپند

کی مانند حکم ہے ہر قسم مین اقسام مال سے مثل گائے بیل اور کپڑا اور مثل اسکے کذا فی الزیلعی

(۲۰۳۸) اگر وصیت کی اپنے امہات اولاد کے واسطے اور فقیرون اور مسکینون کیواسطے تہائی مال کی اور اوسکے ام ولد تین ہین تو اونکے واسطے منجملہ پانچ سہامون کے تین سہام ہین اور ایک سہام فقیرون کے واسطے ہے اور ایک سہام مسکینون کیواسطے نزدیک امام اعظم کے اور امام محمد کے نزدیک تقسیم ہوگی سات حصہ ہوکر کیونکہ فقرا اور مساکین کا لفظ جمع ہے اور اقل جمع دو ہین تین ام ولد کیواسطے اور دو فقرا کے واسطے اور دو مساکین کیواسطے اور جواب دیا گیا ہے امام صاحب کی طرف سے کہ للفقرا اور للمساکین ہین الف لام جنس کا ہے نہ جمع کا اور الف لام جنس جمع ہونیکو باطل کرتا ہے۔

(۲۰۳۹) اگر وصیت کی ثلث مال کی زید اور مساکین کے واسطے تو نزدیک امام اعظم کے دو حصہ کیے جاوینگے نصف ثلث زید کو دیا جاویگا اور باقی مساکین کو اور امام محمد کے نزدیک تین حصہ کیے جاوینگے ایک حصہ زید کو دیا جاویگا اور دو حصہ مساکین کو کیونکہ اقل جمع دو ہین چنانچہ مذکور ہوچکا۔

(۲۰۴۰) اگر وصیت کی اپنے ثلث مال کی زید اور فقیرون اور مسکینون کے واسطے تو تہائی کی تقسیم ہوگی تین ہوکر (نزدیک امام اعظم کے) اور دو حصہ ہوکر امام ابو یوسف کے نزدیک اور پانچ حصہ ہوکر امام محمد کے نزدیک کذا فی الاختیار شرح المختار

(۲۰۴۱) اگر وصیت کی مسکینون کیواسطے تو وصی کو جائز ہے

کہ ایک مسکین پر صرف کرے نزدیک امام اعظم کے اور امام محمد نے کہا دو مسکینوں پر صرف کرنا لازم ہے بدلیل گذشتہ یہ خلاف اس صورت مین ہے جب کہ موصی نے اشارہ کرکے مساکین کو معین نہین کیا

(۲۰۴۲) اگر وصیت کی بلخ کے فقیرون کے واسطے سو وصی نے اون فقیرون کے سوا اور فقیرون کو دیا تو نزدیک امام ابو یوسف کے جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی الخلاصہ والشرنبلالیہ۔

(۲۰۴۳) اگر وصیت کی سو درم کی ایک مرد کے واسطے اور سو درم کی دوسرے کے واسطے پھر تیسرے سے کہا کہ مین نے تجکو ان دونون مین شریک کر دیا تو تیسرے کے واسطے ہر سیکڑے کی تہائی ہے۔ کیونکہ پہلے دونون کا حصہ برابر ہے اور اب ممکن ہوگی تینون کی برابری تو ہر مرد کو سیکڑے کی دو تہائیان ملینگی۔

(۲۰۴۴) اگر وصیت کی ۴۰۰ درم کی ایک مرد کے واسطے اور ۲۰۰ درم کی دوسرے کیواسطے پھر تیسرے مرد سے کہا کہ مین نے تجکو اُن دونون کے ساتھ شریک کر دیا تو تیسرے کو ہر ایک کے حصہ سے نصف ملیگا بسبب متفاوت ہونے دونون کے حصہ کے تو تیسرا مرد دونون کے برابر ہوگیا کیونکہ جب دونون کا حصہ متفاوت ہوا تو تینون کی برابری ممکن نہین تو شرکت کو حمل کیا تا لغت کی مساوات پر دونون کے ساتھ تاکہ لفظ اشتراک کا مفہوم بقدر امکان صحیح ہووے۔

(۲۰۴۵) اگر تہائی مال کی وصیت کی ایک مرد کے واسطے پھر دوسرے سے کہا مین نے تجکو اوسکا شریک کر دیا یا تجکو داخل کر دیا

اوسکے ساتھ تو تہائی مال وہ لوگ دونوں مین نصفا نصف تقسیم کیا جاویگا
بدلیل مذکورہ یعنی شرکت مقتضی ہے مساوات کی اور یہان مساوات
ممکن ہے۔

(۲۰۴۶) اگر وارثون سے کہا کہ فلانے شخص کا مجھپر قرض
ہے تم اوسکی تصدیق کیجیو تو اوسکی تصدیق باعتبار وجوب کے
ثلث مال تک کی جاویگی علی وجہ الاستحسان وجہ استحسان یہہ ہے
کہ اصل حق دین ہے اور مقدار اوسکی بطریق وصیت کے ثابت
ہوسکتی ہے اور قیاس یہہ ہے کہ تصدیق نہو کیونکہ مدعی کی تصدیق نہین
ہوتی بدون حجت کے کذا فی صدر الشریعۃ برخلاف اس قول کی
جو شخص مجھپر کسی چیز کا دعوی کرے تو اوسکو دیجیو تو اسمین
تصدیق نہوگی کیونکہ یہہ خلاف شرع شریف ہے یعنی تصدیق مدعی
کی بلا حجت خلاف شرع ہے مگر یہہ کہ قائل مذکور یون کہے کہ اگر وصی
اوسکا دینا مناسب اور مصلحت دیکھے تو ثلث مال سے دینا جائز ہے
اور یہہ قول وصیت ہو جاویگا وصیت ہو جانیکی وجہ یہہ ہے کہ اوسنے
وصی کو تفویض کیا کذا فی الطحطاوی۔

(۲۰۴۷) اگر کہا کہ فلانا شخص جو دعوی کرے مال سے تو وہ
سچا ہے تو اگر اوس شخص سے کوئی دعوی شئے معین مین
سابق مین ہوچکا ہو تو وہ شئے مدعی کی ہے اور اگر تقدیم دعوی
نہین تو وہ چیز اوسکی نہین ہے کذا فی المجتبیٰ۔

(۲۰۴۸) اگر موصی نے چند وصیتین کین اوس قول کے
ساتھ جو اوسنے اپنے وارثون سے کہا کہ فلانے شخص کا مجھپر

دین ہے اوسکی تصدیق کرینگے تو تہائی مال جدا کیا جاویگا وصیتا والون کے واسطے اور دو تہائیان جدا ہونگی وارثونکے واسطے یعنی ایک شخص نے اپنے وارثون سے کہا کہ فلانے شخص کا مجھپر دین ہے تو اگر وہ دعوی کرے تو اوسکی تصدیق کرنا پھر اس قول کے بعد اوسنے چند اشخاص کے واسطے وصیتین کین تو اوسکے مال سے تہائی اہل وصایا کے لیے جدا کرنا چاہیے اور دو تہائیان وارثون کے لیے کیونکہ وصیت اور میراث معلوم ہین اور دین مجہول ہے تو معلوم کا مزاحم نہ ہوگا الا معلوم کی تقدیم ہوگی مجہول پر اور کہا جاویگا اہل وصایا اور وارثون کے ہر فریق سے کہ مدعی کے دین کی تصدیق کرو جسقدر ربین ٹہرا ہو اور جو باقی رہے تہائی سے وہ اہل وصایا کا ہے پھر جب کہ ہر فریق نے اقرار کیا تو معلوم ہوگیا کہ متروکہ دونون حصون مین دین ہے تو ہر فریق کا اقرار اوسکے حصہ مین نافذ ہوگا کذا فی العالمگیریہ۔

(۲۰۴۹) اگر مدعی یعنی دائن اپنا دین کچھہ زیادہ بتاوے اوسمقدار سے جو وارث اور موصی لہ دیتے ہین تو ہر فریق قسم کھاوے کہ واللہ ہم اسقدر دین کو جانتے ہین۔

(۲۰۵۰) اگر وصیت کی اجنبی شخص اور اپنے وارث یا اپنے قاتل کے واسطے تو اجنبی کو نصف وصیت ملیگی اور اوسکی وصیت وارث اور قاتل کے حق مین باطل ہوگی

(۲۰۵۱) اگر اقرار کیا عین یا دین کا اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے تو اجنبی کے حق مین بھی اقرار باطل ہوگا اسواسطے

کہ اقرار خبر ہے دونون کی شرکت زمانہ ماضی کی تو جب اقرار نسبت وارث شریک اجنبی کے لغو ہوگیا تو باقی بھی لغو ٹھہرا بعضون نے کہا ہے یہہ بھی عدم صحت اقرار اوس وقت ہے جب کہ وارث اور اجنبی ایک دوسرے کی تصدیق کرین پھر اگر ایک دوسرے کی شرکت کا انکار کرے تو وارث کا اقرار اجنبی کی حصہ مین صحیح ہوگا نزدیک امام محمد کے اور شیخین کے نزدیک سب کے حصہ مین باطل ہے۔ کذا فی الزیلعی

(۲۰۵۲) اگر وصیت کی تین کپڑون متفاوت۔ عمدہ متوسط۔ ناقص کی تین شخصون کے واسطے ہر آدمی کے لیے ایک کپڑا۔ پھر اون تین کپڑون مین سے ایک کپڑا ضایع ہوگیا اور معلوم نہین کہ کونسا تلف ہوا۔ اور وارث موصی کا ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرا حق تلف ہوگیا تو وصیت باطل ہوگئی بوجہ معلوم نہونے مستحق کے۔ مگر جب کہ موصی کے وارث مضایقہ نکرین اور باقی کپڑون کو تسلیم کرین تو وصیت صحیح ہوجاویگی بوجہ زوال مانع صحت کے یعنی انکار وارثون کا مانع صحت تھا سو وہ اون کی تسلیم سے زائل ہوگیا اور عمدہ کپڑے والے کے واسطے عمدہ کی دو تہائیان اور ناقص والے کیواسطے ناقص کی دو تہائیان اور متوسط والے کے واسطے دونون کپڑون کی ایک ایک تہائی دیجاویگی۔

(۲۰۵۳) اگر کہا کہ ان دو شخصون مین سے ایک کے واسطے مین نے وصیت کی تو یہہ وصیت بھی باطل ہے بسبب معلوم نہونے مستحق کے۔

(۲۰۵۴) اگر گھر کے دو شریکون مین سے ایک شریک نے مشترک

گھر سے ایک معین کوٹھری کی وصیت کی اور وہ گھر تقسیم کیا گیا اگر تقسیم مین وہ کوٹھری موصی کے حصہ مین پڑی تو وہ موصی لہ کی ہے اور اگر موصی کے حصہ مین نہ پڑی تو موصی لہ کو موصی کے حصہ مین سے کوٹھری کی برابر مین ناپ دیجاویگی اور اقرار کرنا معین کوٹھری کا مشترک گھر سے مثل وصیت کے ہے

(۲۰۵۵) اگر ہزار درم معین کی دوسرے شخص کے مال سے وصیت کی جو موصی کے پاس امانت تھی پھر صاحب مال نے بعد موت موصی کے یہہ وصیت جائز رکھی اور ہزار درم موصی لہ کو تسلیم کیے تو درست ہے اور صاحب مال کو بعد اجازت وصیت کے ہزار درم کا نہ دینا بھی جائز ہے کیونکہ اوسکو اجازت دینا بطریق احسان کے تھا اور اوسپر واجب نہ تھا تو اوسکو جائز ہے تسلیم سے باز رہے لیکن بعد تسلیم کے پھیر لینا جائز نہین کذا فی شرح التکملہ یہہ خلاف اسکے ہے کہ اگر وارث نے ثلث مال سے زیادہ کی وصیت کی یا قاتل یا وارث کے واسطے وصیت کی اور دیگر وارثون نے اوسکو جائز رکھا تو اون سے زبردستی تسلیم کرادیجاویگی کیونکہ مجاز لہ یعنی جسکے لیے اجازت واقع ہوئی موصی کی جانب سے موصی بہ کا مالک ہوتا ہے نزدیک ہم حنفیون کے اسواسطے کہ وصیت اپنے مخرج مین صحیح ہے کیونکہ موصی کی ملک مین واقع ہے اور امتناع تھا وارثون کے حق سے پھر وارثون نے اجازت دی تو اون کا حق ساقط ہوگیا تو وصیت موصی کی جانب سے نافذ ہوگئی کذا فی الدرر لیکن امام شافعی کے نزدیک وہ مالک ہوتا ہے اجازت دینے والے کی طرف سے

(۲۰۵۶) اگر دو فرزندون مین سے ایک فرزند نے اپنے باپ
کے ثلث مال کی وصیت کا اقرار کیا بعد تقسیم متروکہ کے تو اوسکا
اقرار اوسکے حصہ کی تہائی مین صحیح ہے نہ اوسکے نصف حصہ مین کیونکہ
فرزند نے موصی لہ کے واسطے تمام ترکہ مین ثلث شایع کا اقرار کیا اور
ترکہ دونون فرزندون کے پاس ہے تو وہ مقر ٹھہرا اوس مال
کی تہائی کا جو اوسکے پاس ہے نہ اوس مال کی تہائی کا جو اوسکے
بھائی کے پاس ہے بخلاف اوسکے کہ اگر ایک فرزند نے اپنے باپ
کے دین کا اقرار کیا تو اوسکو تمام دینا لازم ہوگا کیونکہ دین میراث
پر مقدم ہے تو مقدار مقر سے تمام متروکہ تک لے سکیگا تا استیفاء دین
اور اگر فاضل نہ ہوگا تو مقر کو کچھہ نہ ملیگا اور وصیت کا اقرار ایسا نہین
ہے کیونکہ موصی لہ وارثون کا شریک ہے تو موصی لہ کچھہ نپاویگا جب تک
وارث کو دونا نہ ملے۔ کذا فی المنح۔

(۲۰۵۷) اگر وصیت کی لونڈی کی سو وہ بیٹا جنی بعد موت موصی
کے اور لونڈی اور اوسکا بیٹا موصی کے تہائی مال سے نکلتے ہین
تو وہ دونون موصی لہ کے ہین اور اگر دونون ثلث مال سے
نہ نکلین تو موصی لہ تہائی لیگا اول لونڈی سے پھر اوسکے ولد سے
کیونکہ تابع مزاحم اصل کا نہین ہوتا اور صاحبین نے کہا کہ دونون
سے برابر لیگا۔ مثلا ایک شخص کے ۶۰۰ درم اور ایک لونڈی ہے
۳۰۰ درم کی قیمت کی سو اوسنے ایک مرد کیواسطے لونڈی کی وصیت
کی پھر وہ لڑکا ۳۰۰ درم کی قیمت کا جنی تو اب موصی کا مال ۱۲۰۰ درم کا ہوا
تو مال کی تہائی ۴۰۰ درم ہے تو نزدیک امام اعظم کے موصی لہ کو پورے

لونڈی ملیگی اور تہائی لڑکا اور صاحبین کے نزدیک ہر ایک سے دو تہائیاں لیگا کیونکہ لڑکا وصیت مین بالتبع داخل ہے تو یہ سبب انفصال کے وصیت سے خارج نہ ہوگا اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ ماں اصل ہے اور لڑکا تابع اور تابع اصل کا مزاحم نہیں ہوتا تو اگر دونون مین وصیت نافذ ہو تو بعض اصل مین وصیت قایم نرہی گی اور یہ جائز نہین ہے کذا فی الطحطاوی۔ یہ حکم او سوقت ہے جب کہ لونڈی قبل تقسیم ترکہ و قبول موصی لہ کے جنی اور اگر بعد تقسیم اور بعد قبول کے جنی ہو تو وہ لڑکا موصی لہ کا ہے کیونکہ اوسکی ملک کی بڑھوتی ہی اسیطرح لڑکا موصی لہ کا ہے اگر بعد قبول اور قبل قسمت پیدا ہو بنابر اوس قول کے جو قدوری نے ذکر کیا ہے۔

(۲۰۵۸) اگر لونڈی قبل موت موصی کے جنی تو لڑکا وارثون کا ہے کیونکہ وہ وصیت کے تحت مین داخل نہ ہوا اور میت کی ملک پر باقی رہا کذا فی العالمگیریہ۔ اور لونڈیون کی کمائی حکم مذکور مین مثل ولد کے ہے۔

باب الوصیۃ الاقارب وغیرہم

یہ باب ہے اقارب وغیرہ کی وصیت کے مسائل کے بیان مین

(۲۰۵۹) آدمی کا ہمسایہ یعنی پڑوسی نزدیک امام صاحب کے وہ ہے جو اوسکے گھر مین ملاصق اور متصل ہو اور صاحبین نے کہا کہ جو ایک محلہ مین رہتا ہو اور محلہ کی مسجد اونکی جامع ہو یعنی اوسی مسجد مین سب اہل محلہ نماز پڑھتے ہون اور امام شافعی نے کہا ۴۰ گھر تک ہوتا ہے ہر طرف سے لیکن صاحبین کا قول مستحسن ہے۔

(۲۰۶۰) آدمی کا صہر یعنی سسرال کے لوگ وہ ہین جو اوسکی
جورو کے محرم قرابتدار ہین چنانچہ عورت کے باپ دادے چچا ماموں
بہن وغیرہ بشرطیکہ مرد مر گیا ہو اور وہ عورت اوسکے نکاح مین
یا طلاق رجعی کی عدت مین ہو اگر عورت طلاق باین کی عدت مین
ہو تو صہر مستحق وصیت کا نہ ہوگا اگرچہ عورت زوج کی وارث ہوگی
حلوانی نے کہا یہہ تعریف صہر کے متقدمین کے عرف مین تھی اور
ہمارے عرف مین تو صہر کا لفظ عورت کے والدین کو مخصوص ہے
کذا فی الغایہ وغیرہا اور قہستانی اور شرنبلالیہ نے اسکو ثابت رکھا ہے
لیکن برہان وغیرہ مین اول قول پر یقین کیا ہے لیکن شرنبلالیہ کا
قول ثانی یہہ ہے کہ صہر کے اول ہی معین ہین۔

(۲۰۶۱) آدمی کا ختن یعنی جسکو داماد یا مثل داماد کہنا چاہیے
اوسکے ہر محرم عورت کا شوہر ہے مثل بیٹیون یا پوتیون
وغیرہ کے اور اسیطرح ختن عبارت ہے بنات اور عمات کے
شوہرون کے ہر قرابتدار سے بعضون نے کہا یہہ تعریف متقدمین
فقہا کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف مین صہر خسر اور
خوشدامن ہے اور ختن فقط محرم کا شوہر ہے کذا فی الزیلعی وغیرہ
قہستانی نے اتنا زیادہ ذکر کیا ہے کہ ہمارے ملک مین یون لائق
ہے کہ صہر خسر پر خاص کیجیے اور ختن خاص داماد پر کیونکہ اب ایسا
ہی معروف ہے قہستانی کی ملک سے مراد دیار مصر کا رواج
اور عرف ہے اور ایک ملک کا عرف دوسرے ملک پر جاری نہین
ہوتا کذا فی الطحطاوی ۱۲

(۴۰۶۲) اہل نزدیک امام صاحب کے عبارت ہے زوجہ سے اور صاحبین سے نے کہا جو اوسکے عیال اور نفقہ مین داخل ہے سوا لونڈی اور غلام کے وہ اوسکے اہل ہین اور قول صاحبین کا مستحسن ہے کذا فی شرح التکملہ

(۴۰۶۳) آدمی کی آل عبارت ہے اوسکے اہل بیت اور اوسکے اوس قبیلہ سے جسکی طرف وہ منسوب ہوتا ہے تو اسوقت مین آل مین داخل ہے ہر ایک وہ شخص جو موصی کی طرف منسوب ہے اوسکے باپ دادا کی طرف سے اسلام مین اوسکے بڑے کے باپ تک سوا پدر اقصیٰ کے کیونکہ پدر اقصیٰ مضاف الیہ ہے اور وصیت نہین مگر مضاف کیواسطے کذا فی القہستانی عن الکرمانی (پدر اقصیٰ اسلام مین مثلاً حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما تو اگر علوی نے وصیت کی اپنی آل کے واسطے تو اوسمین داخل ہے جو علی مرتضیٰ کی طرف منسوب ہے نسب آبای مین نہ وہ شخص جسکا ننہال ہے سادات مین)

(۴۰۶۴) قریب تر اور بعید تر اور مرد اور عورت اور مسلمان اور کافر اور صغیر اور کبیر آل مین سب برابر ہین اور آل مین غنی اور فقیر سب داخل ہین اگرچہ وہ منحصر نہ ہون کذا فی الاختیار اور آل مین داخل ہے موصی کا باپ دادا اور بیٹا اور زوجہ جب کہ وہ اوسکے وارث نہ ہون کذا فی شرح التکملہ (عدم میراث کی قید اسواسطے لگا لی کہ وصیت نافذ ہوتی ہے غیر وارث کے حق مین)

(۴۰۶۵) موصی کی آل مین داخل نہین اوسکے بیٹون کی اولاد

اور نہ اوسکی بہنون کی اولاد اور نہ کوئی وہ شخص جو اوسکی مان
کا قرابتدار ہے کیونکہ بیٹا باپ کے نسب مین داخل ہوتا ہے نہ مان کے
نسب مین۔ موصی کے جنس اوسکے باپ کے اہلبیت ہین کیونکہ
انسان متجانس ہوتا ہے اپنے باپ کا نہ اپنی مان کا اور اسیطرح موصی کی
اہلبیت آل اور جنس کی مانند ہین تو اہل بیت اور نسب کا حکم آل اور جنس
کی مانند ہے چنانچہ اگر عورت نے اپنی اہلبیت یا اپنی جنس کے واسطے
وصیت کی تو اوس عورت کا بیٹا اوس وصیت مین داخل نہین کیونکہ
بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نہ مان کی طرف مگر جبکہ اوسکا
باپ عورت موصیہ کے باپ کی قوم سے ہو تو اوسوقت مین وصیت کے امر مین
داخل ہوگا کیونکہ وہ اوسکا ہم جنس اور ہم نسب ہے کذا فی الدرر
والکافی

(۲۰۶۶) اگر وصیت کی اپنے اقارب کے واسطے یا اپنے قرابت
والون کے واسطے یا اپنے ذوی الارحام کے واسطے یا اپنے
انساب کے واسطے تو یہہ وصیت ہے قریب تر کیواسطے پھر اوسکے
بعد جو اوس قریب تر ہے موصی سے۔

(۲۰۶۷) اقارب کی وصیت مین نہ باپ اور بیٹا اور وارث موصی
کا داخل نہین اگرچہ والدین اور فرزند ممنوع المیراث ہون بسبب
کفر یا مملوکیت کے دادا اور پوتا اقارب کی وصیت مین داخل ہین
ظاہر الروایہ مین اور بعضون نے کہا داخل نہین اور قول ثانی صحیح ہی
کذا فی الاختیار والعالمگیریہ۔

(۲۰۶۸) اقارب کی وصیت دو شخصون اور زیادہ کے واسطے

ہو گی کیونکہ وصیت مین مثل میراث کے اقل جمع دو ہین۔

(۲۰۶۹) امام اعظم نے اقارب کی وصیت مین چار شرطون کا اعتبار کیا ہے اول یہ کہ مستحق دو شخص ہین یا زیادہ دوم یہ کہ موصی کا قرابتدار ہو سوم یہ کہ اقرب فالاقرب معتبر ہے اور ابعد محجوب ہے اقرب کے وجہ سے مثل میراث کے چہارم یہ کہ موصی کا وارث نہو اور عورت اور مرد اسمین برابر ہین کذا فی العالمگیریہ

(۲۰۷۰) اگر وصیت کی اقارب کے واسطے اور اوسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت اوسکی نزدیک امام صاحب کے دونو چچاون کے واسطے ہے مثل میراث کے اور صاحبین نے کہا کہ چار حصہ ہونگے دو چچاون کیواسطے اور دو ماموں کیواسطے۔

(۲۰۷۱) اگر وصیت اقارب مین موصی کا ایک چچا اور دو ماموں ہون تو نزدیک امام صاحب کے دو حصہ ہونگے نصف چچا کو دیا جاویگا اور نصف دو ماموں کو اور صاحبین کے نزدیک تین حصہ ہوکر ہر ایک کو ایک حصہ ملیگا۔

(۲۰۷۲) اگر وصیت اقارب مین صرف موصی کا ایک چچا ہو اور کوئی نہو تو اوسکے واسطے نصف وصیت ہے اور نصف موصی کے وارثون کو ملیگا کیونکہ اوسکا کوئی مستحق نہین

(۲۰۷۳) اگر موصی کا ایک چچا ہو اور ایک پھوپی تو دونون کو برابر ملیگا کیونکہ دونون برابر درجہ کے ہین اور عورت مرد کے حصہ مین کچھہ تفاوت نہین ہے۔

(۲۰۷۴) اگر موصی کا کوئی محرم نہو تو اقارب کی وصیت

باطل ہوگی نزدیک امام اعظم کے برخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک اگر محرم نہ ہونگے تو غیر محرم کی طرف وصیت صرف ہوگی۔ کیونکہ اونکے نزدیک اقارب مین دادہال اور ننہال کے سب رشتہ دار داخل ہین کذا فی الطحطاوی۔

(۲۰۷۵) اگر وصیت کی کسی شخص کے ولد کے واسطے تو یہہ وصیت مرد اور عورت دونون کے واسطے برابر ہے کیونکہ ولد مرد اور عورت دونون کو شامل ہے بلکہ پیٹ کے بچہ کو بھی شامل ہے اور داخل نہ ہوگا پوتا فرزند صلبی کے ساتھ اگرچہ ولد کے لفظ مین شامل ہے کیونکہ بیٹا یا بیٹی حقیقۃً ولد ہین اور پوتا مجازًا اور حقیقت مقدم ہے مجاز پر۔

(۲۰۷۶) اگر وصیت کی ایک شخص کی اولاد کی واسطے اور اوسکے کوئی بیٹا بیٹی نہین ہے لیکن پوتے ہین تو اب وصیت مین یہہ بھی داخل ہونگے کیونکہ جب حقیقت متعذر ہوتی ہے تو کلام مجاز کی طرف پھیرا جاتا ہے کذا فی العالمگیریہ اور بیٹون کی اولاد داخل نہ ہوگی لیکن امام محمدؒ سے ایک روایت ہے کہ نواسے بھی داخل ہونگے کذا فی الاختیار

(۲۰۷۷) اگر وصیت کی کسیکے وارثون کے واسطے تو مرد کو دو عورتون کی برابر حصہ ملیگا کیونکہ موصی نے وراثت کا اعتبار کیا لہذا بطور میراث کے دیا جاویگا اور اوسکی صحت کیواسطے شرط ہے کہ جس شخص کے وارثون کے واسطے وصیت کی ہو وہ قبل موت موصی کے مرگیا ہو کیونکہ لفظ وارث کا صادق نہین ہوتا مگر اوسکی

موت کے بعد
(۲۰۷۸) اگر وارثون کے ساتھ دوسرا موصی لہ بھی ہو تو بائین ورثہ اور بابین دوسرے موصی لہ کی تقسیم علی عدد الرؤس ہوگی پھر جو وارثون حصہ ملیگا تو اونکے بابین مرد کو دونا اور عورت کو نصف اوسکا تقسیم ہوگا۔
(۲۰۷۹) اگر وصیت کرنیوالا مرگیا اوس شخص کے مرنیسے پہلے جسکے وارثون اور عقب کے واسطے وصیت ہوئی تو اسکے وارثون اور عقب کیواسطے وصیت باطل ہوگئی۔
(۲۰۸۰) اگر وارثون کے ساتھ دوسرا شخص موصی لہ ہو جیسا کہ موصی کا یہ قول کرین سے نے وصیت کی فلانے شخص کے لیے اور اوسکے وارثون اور عقب کے لیے اور موصی قبل موت اوس شخص کے مرگیا جسکے وارثون کیواسطے وصیت کی تھی تو کل مال اوس دوسرے موصی لہ کو ملیگا اور وارثون کو کچھہ نہ ملیگا کیونکہ وارث ہونا ان پر صادق نہین آتا عقب سے مراد ولد ہے خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر اولاد صلبی مرگئی تو اوسکے فرزند کی اولاد ہے ان مین بھی مرد عورت برابر ہین عورتون کی اولاد عقب مین داخل نہین اسواسطے کہ وہ اپنے باپون کے عقب ہین مثلاً نواسہ نانا کا عقب نہین ہے اپنے باپ دادا کا عقب ہے)
طحطاوی عن السراج
(۲۰۸۱) اگر وصیت کی کسی شخص کے یتیم فرزندون مین اور اونکے اندہے اور لنگڑے اپاہجون اور مساکین ہین تو وصیت مین

داخل ہونگے اوسکی اولاد مذکر اور مؤنث اور غنی اور فقیر اور مرد اور عورت
یتیم اوسکو کہتے ہین جس کا باپ مرگیا ہو قبل بلوغ کے اور اوسکا
یتیم بلوغ تک رہیگا) اور مال برابر تقسیم ہوگا اگر بنی فلان
کے یتیم اور اندھے متعین اور منحصر ہون بدون لکھنے اور حساب
کرنیکے یعنی جب کہ منحصر ہون تو مال وصیت تملیک مشہور ہوگا
اونکے واسطے اور اگر یتیم وغیرہ منحصر نہون تو بعدم انحصار
ابویوسف کے نزدیک یہہ ہے کہ احصا نہو سکین بدون لکھنے
اور حساب کرنیکے اور محمد نے کہا کہ سو سے زیادہ ہون۔
بعضون نے کہا یہہ رای حاکم پر اور بیان تر قول محمد کا
ہے) فتوی قاضیخان) تو وصیت کا مال اونکے محتاجون کو دیا جائے
وصی کو اختیار ہے اونمین سے جسکو چاہے دیوے کذا فی شرح
الکنز یہہ جو منحصر رہونے تملیک کے اسوقت تو اون سے
قرابت مراد ہوگی طحطاوی۔
(۲۰۸۲) اگر وصیت کی بنی فلان پر یعنی فلانے کے فرزندان
مین تو یہہ اونکے مردون کے ساتھ مخصوص ہے اگرچہ مرد مالدار
ہو مگر جب کہ فلان عبارت ہو قبیلہ کے نام سے یا فخذ کے نام سے
مثلاً بنی تمیم یا بنی اسد وغیرہ تو بنی فلان کا لفظ عورتون کو بھی شامل ہوگا
اسوقت مین لفظ انتساب مراد ہے جیسے کہ بنی آدم کے لفظ
مین عورتین بھی داخل ہین۔
(۲۰۸۳) ایک شخص نے وصیت کی اپنے موالی کے واسطے
اور اوسکا آزاد کرنیوالا اور آزاد کردہ موجود ہے تو وصیت باطل

ہو گی کیونکہ موالی کا لفظ مشترک ہے اور مشترک کیواسطے عموم ثابت نہیں نزدیک ہم حنفیون کے اور کوئی قرینہ نہین جو ایک معنی پر دلالت کرے یعنی لفظ مرنے کا آزاد کنندہ اور آزاد کردہ دونون کو شامل ہے باعتبار لغت کے تو لفظ مشترک ٹھہرا اور مشترک کے سب معانے مراد لینا ہمارے نزدیک درست نہین اور کوئی قرینہ بھی نہین کہ مولی سے آزاد کنندہ مراد ہے یا آزاد کردہ لہذا وصیت مذکورہ باطل ٹھہری اور لفظ مشترک مثبت ہو یا منفی دونون حالت مین عموم نہین ایسا ہی ہے جمہور حنفیہ کے نزدیک لیکن شمس الائمہ اور صاحب ہدایہ نے یہہ اختیار کیا ہے کہ مشترک عام ہوتا ہے جب کہ نفی کے تحت مین واقع ہوا ور صاحب درر نے اس قول کو پسند کیا ہے

(۲۰۸۴) اگر موصی قبل موت اپنی کے تعین کردے مولاے اعلی کی یا اسفل کی تو اب وصیت باطل نہ ٹھہریگی صحیح ہو جاوے گی بسبب زوال مانع کے یعنی تعین مانع صحت تھی اب وہ زائل ہو گئی

(۲۰۸۵) اور لفظ مولی مین داخل ہے وہ غلام جسکو موصی نے اپنی بیماری مین آزاد کیا ہو یا صحت مین اور داخل نہین موصی کے غلام مدبر اور امہات اولاد کیونکہ مدبر اور ام ولد آزاد ہوتے ہین مالک کی موت کے بعد اور وصیت مضاف ہوتی ہے موت کی حالت کی طرف تو قبل از موت تحقق اسم کا ضرور ہے) کذا فی الدرر اور ابو یوسف سے ایک روایت یہہ ہے کہ وہ بھی داخل ہین۔

(۲۰۸۶) ایک شخص نے وصیت کی اپنے ثلث مال کی فقیہون کے لیے تو فقیہون مین وہ شخص داخل ہوگا جو دقیق اور فکر عمیق مسائل شرعیہ مین رکھتا ہو اگرچہ تین ہی مسئلون کو اونکے دلائل کے ساتھ جانتا ہو کذا فی القنیہ یعنی بدون علم دلائل کے فقیہ نہین اور اگر بلا دلائل ہزار مسئلہ جانتا ہو تو بھی فقیہ نہین کذا فی القنیہ

باب الوصیۃ بالخدمتہ والسکنی والثمرہ

یہہ باب ہے خدمت اور سکونت اور پھل کی وصیت کے احکام مین

(۲۰۸۷) صحیح ہے وصیت اپنے غلام کی خدمت اور اپنے گھر کی سکنی کی مدت معین تک اور ہمیشہ کے لیے (کیونکہ تملیک منافع کی حالت حیات مین بعوض اور بلا عوض صحیح ہے سو اسیطرح ممات کے بعد بھی صحیح ہے اور غلام وغیرہ محبوس رہیگا میت کی ملک پر منفعت کے حق مین جیسے وقف مین موقوف محبوس رہتا ہے واقف کی ملک پر نزدیک امام اعظم کے اور نزدیک صاحبین کے موقوف محبوس رہتا ہے علی ملک اللہ تعالی) اور گھر کے غلہ (وہ چیز ہے جو حاصل ہو زمین کی آمد نی) اور کرایہ گھر اور اجرت غلام سے اور مانند اس کے جامع الا() یعنی اونکے حاصلات اور کرایہ کی تو اگر غلام یا گھر کا رقبہ موصی کے ثلث مال سے ہے تو غلام یا گھر موصی لہ کو سپرد کیا جاوے بسبب وصیت کے اور اگر رقبہ ثلث مال سے زیادہ نہ ہو تو گھر تین تہائی تقسیم کیا جاوے مسئلہ وصیت سکنی مین یعنی ثلث گھر مین موصی لہ رہے اور دو ثلثون مین وارثون کا اختیار ہے اور گھر حاصلات کی وصیت مین گھر تقسیم نکیا جاویگا اور غلام

مین تو اونکی خدمت تین تہائی کرے یعنی ایکدن موصی لہ کی کرے اور دو دن وارثون کے جبکہ موصی کا سواے غلام کے اور کچھ مال نہ ہوا اور اگر مال بھی ہو تو غلام کی خدمت اور گھر کی تقسیم تمام مال کی تہائی کی مقدار پر ہوگی چنانچہ صدر الشریعہ نے اسکو بیان کیا ہے تو اگر موصی کا مال اتنا ہو کہ اوسمین سے غلام کے دو ثلث یا تین ربع خارج ہوتے ہون تو غلام موصی لہ کی دو دن یا تین دن خدمت کرے اور ایک دن وارثون کی خدمت کرے۔ کذا فی الطحطاوی ایسا ہی حال سکونت کا قیاس کرنا چاہیے۔

(۲۰۸۸) وارثون کو جائز نہین بیچنا گھر کی دو تہائیون کا جو اونکے قبضہ مین ہین بنا بر ظاہر مذہب کے بسبب ثابت ہونے حق موصی لہ کے تمام گھر کی سکونت مین کیونکہ اگر مال ظاہر ہوا یا وہ گھر ویران ہو گیا جو موصی لہ کے قبضہ مین ہے تو موصی لہ باقی گھر مین وارثون سے مزاحمت کریگا اور بیچنا گھر کا اس مزاحمت کے خلاف ہے لہذا وارث باز رکھے گئے بیع سے اور ابو یوسف سے یہہ روایت ہے کہ وارثون کو ایسی بیع جائز ہے۔

(۲۰۸۹) جس شخص کے واسطے خدمت سکونت کی وصیت ہوئی اوسکو غلام یا گھر کا اجارہ پر دینا جائز نہین ہے کیونکہ موافق ہمارے قاعدے کے منفعت مال نہین ہے پھر جب موصی لہ نے منفعت کو دوسرے شخص کی ملک مین عوض لیکر دیا تو موصی لہ جسقدر کا مالک ہوا تھا اوس سے زیادہ تر کا مالک کر دینے والا ٹھہرا حالانکہ یہہ جائز نہین کہ آدمی اپنی ملک سے زیادہ غیر کو مالک کر سکے

(۲۰۹۰) جس شخص کے واسطے حاصلات کی وصیت ہوئی اسکو غلام کا خدمت مین لانا یا گھر سکونت کرنا جائز نہین قول صحیح مین کیونکہ موصی لہ کا حق منفعت مین ہے نہ عین مین کذا فی شرح الوہبانیہ

(۲۰۹۱) اگر موصی اور موصی لہ ایک شہر مین رہتے ہون اور غلام یعنی موصی بہ ثلث مال سے خارج ہو سکتا ہے تو موصی لہ اوسکو موصی کے شہر سے باہر نہ لیجاے اور اگر موصی لہ اور اوسکے اہل وعیال دوسرے شہر مین رہتے ہون تو لیجانا درست ہے کیونکہ وصیت موافق مقصود موصی کے نافذ ہوتی ہے تو جب موصی لہ کا وطن دوسرا شہر ہوا تو موصی کا مطلب یہہ ہے کہ موصی لہ غلام کو اپنی خدمت کیواسطے وہین لیجاوے اور اگر غلام ثلث مال سے خارج نہ ہوتا ہو تو موصی لہ اوسکو باہر نہ لیجاوے بلا اذن وارثون کے بسبب باقی رہنے حق ورثہ کے غلام مین

(۲۰۹۲) اگر موصی لہ موصی کے زندگی مین مرجاے تو وصیت باطل ہوجاتی ہے بسبب باقی نرہنے مستحق کے۔

(۲۰۹۳) بعد موت موصی لہ کے غلام اور گھر وصیت منافع کا موصی کے وارثون کی طرف بحکم مالک پھر آتا ہے یعنی اوعین ملک موصی قائم تھی لہذا بعد موت موصی لہ کے اوسکے مالک وارث موصی ہوجاتے ہین۔

(۲۰۹۴) اگر بعد موت موصی کے اوسکے وارثون نے غلام کو تلف کیا تو وہ اوسکی قیمت کا تاوان دینگے تاکہ اوس قیمت سے دوسرا غلام قایم مقام اول غلام کے خرید کیا جاوے۔

(۲۰۹۵) اگر موصی سے نے وصیت کی غلام کی ایک شخص کے واسطے اور اوسکی خدمت کی دوسرے کے واسطے اور حالانکہ وہ موصی کے ثلث مال سے خارج ہوسکتا ہے تو وصیت صحیح ہے کذا فی الدرر اور غلام مذکور اگر بسبب صغر سنی وغیرہ کے خدمت نکرسکتا ہو تو اوسکا نفقہ اوسپر ہے جسکے واسطے اوسکے رقبہ کی وصیت کی اوسوقت تک کہ وہ قابل خدمت ہوجاوے اور غلام کبیر قابل خدمت کا نفقہ اوسپر ہے جسکی خدمت کی وصیت ہوئی اور اگر موصی لہ بالخدمتہ اوسپر خرچ کرنے سے انکار کرے تو اُس غلام کو پھیر دے اوسکو جسکے واسطے رقبہ کی وصیت ہوئی جیسا کہ مستعیر کا حکم ہے مستعیر کے ساتھ یعنی اگر مستعیر نفقہ غلام سے انکار کرے تو غلام معیر پر رد کیا جاویگا اور اگر غلام مذکور خیانت کرے یعنی از راہ خطا اسکو قتل کرے تو فدیہ اوسپر واجب ہے جسکے واسطے خدمت کی وصیت ہوئی اور اگر صاحب خدمت فدیہ دینے سے انکار کرے تو صاحب رقبہ فدیہ دے یا غلام کو مقتول کے وارث کے حوالہ کرے اور وصیت باطل ہوگئی اوس شخص کے حق مین جسکے لیے خدمت کی وصیت ہوئی تھی۔

(۲۰۹۶) اگر موصی سے نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی پھر موصی مرگیا اور حالانکہ باغ مین پھل موجود ہین تو موصی لہ کے واسطے فقط یہی پھل ہین نہ آیندہ اگر موصی سے نے وصیت مذکورہ مین ہمیشہ کا لفظ زیادہ کیا تو موصی لہ کے واسطے یہہ پھل بھی ہین اور زمانہ مستقبل کے بھی پھل ہین۔

(۲۰۹۷) اگر وصیت کی غلۂ باغ کی تو موصی لہ کے واسطے غلۂ موجود بھی ہے اور وہ غلہ بھی ہے جو آئندہ موجود ہوگا خواہ موصی ہمیشہ کا لفظ اوسمین ملاوے یا نہ ملاوے

(۲۰۹۸) ثمرہ اور غلہ مین فرق یہہ ہے کہ عرف مین ثمرہ نام ہے موجود کا تو معدوم کو شامل نہ ہوگا مگر بدلالت زاید جیسا کہ ہمیشگی کی تصریح اور غلہ موجودہ اور آئندہ کے حاصل ہونیوالے کو بھی شامل ہے تو موجود اور معدوم دونون بلا توقف و دلالت دیگر لفظ کے اوسمین داخل ہین کذا فی الطحطاوی عن الزیلعی۔

(۲۰۹۹) اگر وقت وصیت کے باغ مین پھل موجود نہین ہین تو پھل کی وصیت مثل غلہ کی وصیت کے ہے یعنی موصی لہ سال بسال تا مدت العمر پھل پاتا رہیگا۔

(۲۱۰۰) عناتیہ مین ہے کہ باغ کا سینچنا اور سرکاری محصول اور جس چیز مین باغ کا قیام اور درستی ہو مثلاً کھاد وغیرہ سب صاحب غلہ پر ہے کیونکہ فائدہ اوٹھانے والا بھی وہی ہے۔

(۲۱۰۱) اگر کسی شخص کے واسطے غلہ انگور کی وصیت کی تو اوسمین قوائم یعنی تھونیان اور اوراق اور حطب اور ثمرہ سب داخل ہین کذا فی فتاوی عالمگیری نقلاً عن محیط السرخسی وکذا فی الطحطاوی۔

(۲۱۰۲) اگر وصیت کی اپنی بھیڑون کی اون کی یا اون کے بچون کی یا دودھ کی تو موصی لہ کا وہ صوف اور بچے اور دودھ ہے جو باقی رہا یعنی جو پایا گیا وقت موت موصی کے خواہ اوسنے

ہبہ کا لفظ کہا ہو یا نہ کہا ہو کیونکہ اشیاء مذکورہ مین سے جو موجود نہین
وہ کسی عقد سے مستحق نہین ہوتے تو اسیطرح وصیت سے بھی ہے
یہ خلاف ہبہ کے کہ اوسمین وصیت بحالت غیر موجودگی کے صحیح ہے
بدلیل مسافاۃ کے۔

(۲۱۰۳) وصیت کی اپنے گھر کے مسجد بنانے کی اور حالانکہ وہ گھر
ثلث مال سے خارج نہین ہوتا اگر اوسکے وارثون نے اجازت دی
تو گھر مسجد بنایا جاویگا بوجہ زوال مانع کے اور اگر وارثون نے اجازت
نہ دی تو تہائی گھر مسجد بنایا جاویگا وارث اور وصیت دونون جانب
کی رعایت کرنے سے تاکہ اس صورت مین وارث بھی محروم نرہین
اور مسجد بھی بنے۔

(۲۱۰۴) وصیت کی اپنی سواری کی پیٹھ کی خدا کی راہ مین تو یہ
وصیت باطل ہے اسواسطے کہ مال منقول کا وقف کرنا باطل ہے
نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تو اسیطرح وصیت بھی باطل ہے
اور نزدیک صاحبین کے منقول کا وقف کرنا اور وصیت کرنا دونو
جائز ہے نہین کذا فی الدرر۔

(۲۱۰۵) وصیت کی کسی چند کی مسجد کے واسطے تو یہ وصیت
نزدیک امام اعظم کے جائز نہین کیونکہ مسجد لایق تملیک کے نہین ہے
اور امام محمد نے اسکو جائز رکھا ہے اور اسی پر فتوی دیا ہے۔ کذا
بحر الرایق۔

(۲۱۰۶) مسجد کے واسطے وصیت صحیح نہین مگر یہ کہ موصی کہے کہ
خرچ کیا جاوے تو اب وصیت جائز ہے باتفاق شیخین کے۔

(۲۱۰۷) موصی نے کہا کہ مین نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی فلانے شخص یا فلانے شخص کے واسطے تو نزدیک امام اعظم کے یہ وصیت جائز نہین ہے بوجہ مجہول ہونے موصی لہ کے لیکن ابو یوسف کے نزدیک دونون کو اختیار ہے کہ آپسمین صلح کرلین مال کے لینے خواہ نصف النصف پر مصالحہ کرین یا کم و بیش پر اور نزدیک امام محمد کے موصی کے وارثون کو اختیار ہے اون مین سے جسکو چاہین دیوین واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۱۰۸) کافر ذمی نے اپنی حالت صحت مین اپنا گھر بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بنایا پھر وہ مرگیا تو وہ اوسکے وارثون کی میراث ہے کیونکہ وہ وقف غیر مستقل کی مانند ہے۔

(۲۱۰۹) اگر ذمی نے وصیت کی کہ اوسکا گھر بیعہ یا کنیسہ بنایا جاوے معین لوگون کے واسطے تو ثلث مال تک جائز ہے اور اون لوگون کے لیے تملیک ٹھہریگی اور اگر وصیت کی قوم غیر معین کے لیے بنایا جاوے تو جائز نہین۔

(۲۱۱۰) بیعہ اور کنیسہ اور آتشخانہ کا بنانا دیہات ذمیون مین جائز ہے بقول امام صاحب بخلاف صاحبین کے اور شہر اور قصبات اسلام مین تو جائز نہین بالاتفاق۔

(۲۱۱۱) اگر حربی مستامن نے اپنے کل مال کی وصیت کی کسی مسلمان یا ذمی یا مستامن کے واسطے اور کوئی وارث اوسکا دارالاسلام مین نہین ہے تو یہ وصیت جائز ہے کذا فی الوقایہ۔

(۲۱۱۲) اگر حربی مستامن نے اپنے نصف مال کی مثلاً وصیت کی

تو یہہ وصیت نافذ ہوگی اور باقی مال اوسکے وارثون پر رد کیا جاوےگا
یہہ رد بطریق میراث کے نہ ہوگا بلکہ اسواسطے ہوگا کہ ہمارے ملک مین
اوسکا کوئی مستحق نہین ہے

(۲۱۱۳) اگر مسلمان یا ذمی نے مستامن کے واسطے وصیت کی
تو جائز ہے کذا فی الزیلعی۔

(۲۱۱۴) اگر وصیت کی اہل ہوئی (یعنی مبتدع چنانچہ خارجی یا رفضی
نے تو جائز ہے بشرطیکہ اوسکی بدعت منجر بکفر نہو اور وہ بمنزلہ مسلمان
کے ہے وصیت کے امر مین کیونکہ ہم مامور بنا۔ احکام کے ہین بظاہر
اسلام پر اور اگر اہل بدعت منسوب بکفر ہو تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہے تو
اوسکی وصیت نزدیک امام اعظم کے موقوف ہے اور نزدیک صاحبین
کے نافذ ہے کذا فی شرح المجمع

(۲۱۱۵) عورت مرتدہ مثل ذمیہ کے ہے وصیت مین قول اصح
مین کیونکہ مرتدہ مقتول نہین ہوتی تو اوسکی وصیت صحیح ہے بخلاف
مرتد کے۔

(۲۱۱۶) وصیت مطلقہ یعنی غیر مخصوص چنانچہ یون کہنا کہ اسقدر
میرا مال یا میرا تہائی مال وصیت ہے مالدار کو تو حلال نہین ہے کیونکہ
وصیت مذکورہ صدقہ ہے اور صدقہ غنی پر حرام ہے اگرچہ موصی نے
وصیت کو عام کردیا ہو چنانچہ یون کہنا کہ اوسمین کھاوے غنی اور فقیر
کیونکہ اوسمین غنی کا کھانا صحیح نہین ہے مگر بطریق تملیک کے اور حالانکہ
تملیک صحیح نہین ہوتی مگر شخص معین کے واسطے اور غنی محصور اور معین
نہین (وصیت مطلقہ وہ ہے جسمین غنی مذکور ہو نہ فقیر اور وصیت

ہاں وہ ایسے جنمین غنی اور فقیر دونون مذکور ہون)

(۲۱۱۷) موصی نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی اپنی نمازون کے کفارہ کے واسطے تو وصی کو جائز ہے اوسکے وارثون پر صرف کرے بشرطیکہ وہ محتاج ہون یعنی بغیر قرابت ولادت کے اور انلوگون مین سے جو مسلمان محتاج ہون (غیر قرابت ولادت کی قید اسواسطے لگائی کہ اون پر صرف کفارہ جائز نہین اگرچہ ذمی نے اسکو معین کر دیا ہو

(۲۱۱۸) موصی نے محتاجون کے واسطے وصیت کی اور موصی کے وارث بھی محتاج بالغ حاضر ہین تو اگر اونہون نے اتفاق کیا کہ اونکے واسطے وصیت کا مال دیا جاے۔ یا ایک وارث محتاج ہو گیا سو سب وارثون نے اجماع کیا کہ اوسکو دیا جاے تو جائز ہے اگر وارثون مین سے کوئی صغیر ہو یا غایب ہو یا حاضر ہو لیکن راضی نہو تو جائز نہین ہے کذا فی الطحطاوی۔

(۲۱۱۹) اگر وصیت کی نماز کے کفارہ دینے کی ایک شخص معین کے واسطے تو اوسکے غیر کو دینا جائز نہین اسی پر فتوی ہے۔

(۲۱۲۰) موصی نے اپنے مال کی وصیت کی اپنی نمازون کے کفارہ کے واسطے اور حالانکہ اوسکا ثلث مال محتاجون پر دین ہے موصی نے اوس مال کو اون پر چھوڑا فدیہ ادا ہونے کی وجہ سے تو یہ فدیہ کفایت نکریگا اور ضرور ہے اوس مال کا اول قبض کرنا پھر اوسکو صدقہ دینا یعنی بدون قبض ادا کفارہ صحیح نہین ہے۔

(۲۱۲۱) موصی نے وصی کو امر کیا کہ تہائی مال صدقہ دے پھر موصی مر گیا سو کسی غاصب نے تہائی مال مثلاً غصب کیا اور اوسکو

ضایع کیا سو وصی نے اوسکو چھوڑ دیا صدقہ دنیا سمجھکر اور حالانکہ وہ محتاج ہے تو کفایت کریگا تصدیق مین بہ سبب حاصل ہونے قبضہ غاصب کے بعد مرجانے موصی کے بخلاف دین کے کہ اوسپر قبضہ مدیون کا حیات موصی مین ہوا تھا تو وہ کفایت نکریگا کذا فی القنیہ۔

(۲۱۲۲) موصی نے ایک شخص کے واسطے عمارت والی زمین کے وصیت کی اور موصی مرگیا سو ترکہ تقسیم ہوا اور موصی لہ اوس شہر مین ہے اور قسمت ترکہ بھی اوسکو معلوم ہے اور اوسنے طلب نہ کیا پھر چند سال کے بعد دعوی کیا تو مسموع ہوگا اور تاخیر سے دعوی باطل نہ ہوگا بشرطیکہ اوسنے وصیت کو رد نکر دیا ہو۔

(۲۱۲۳) ایک شخص کے واسطے وصیت کی ایک گھر کی سوا اوسنے گھر کو بعد مرجانے موصی کے قبل قبضہ کرنے کے بیچڈالا تو بیع جائز ہے کیونکہ وصیت کی چیز مین تصرف کرنا قبل قبضہ کے جائز ہے۔

(۲۱۲۴) موصی نے گھر خرید کیا پھر اوسکی ایک شخص کے واسطے وصیت کی سوا اوس گھر کو شفیع نے موصی لہ کے ہاتھ سے لیا تو ثمن لیا جاویگا اور اگر گھر غیر شخص کا ثابت ہوا تو موصی لہ مشتری کے وارثون سے کچھ نہ پاویگا کیونکہ استحقاق ملک غیر سے ظاہر ہوا کہ اوسنے غیر کے مال کی وصیت کی تھی اور حالانکہ وہ جائز نہین ہے

باب الوصی

یہ باب ہے وصی کے احکام مین

(۲۱۲۵) وصی وہ ہے جسکی طرف وصیت کیجاوے

(۲۱۲۶) زید کی طرف وصیت کی یعنی ایک شخص نے اوسکو وصی کیا اور اوسنے وصایت کو قبول کر لیا موصی کے نزدیک تو وصی ہونا صحیح ہو گیا پھر اگر رد کیا یعنی قبول نکیا انکار کیا وصی ہونے سے موصی کے نزدیک یعنی موصی کی دانست مین تو وصایت پھر گئی ثابت نہ ہوئی اور اگر موصی کی دانست مین وصی نے رد نہ کیا تو اوسکا رد کرنا صحیح نہین ہے تاکہ موصی وصی کے سبب سے فریب خوردہ نہ ہو۔

(۲۱۲۷) صحیح ہے خارج کرنا وصی کا وصایت سے اگرچہ وصی کی غیبت مین اخراج واقع ہوا ہو نزدیک امام اعظم کے بہ خلاف ابو یوسف کے اونکے نزدیک اخراج بلا علم وصی کے صحیح نہین ہے۔

(۲۱۲۸) اگر موصی الیہ یعنی وصی نے سکوت کیا پھر موصی مر گیا تو وصی کو رد کرنا اور قبول کرنا جائز ہے بدون قبول کرنیکے اور یہان فریب دینا بھی نہین ہے کیونکہ موصی نے خود فریب کھایا اسلیے کہ اوسنے دریافت نہ کر لیا کہ اوسنے وصایت قبول کی یا نہین

(۲۱۲۹) اگر وصی نے موصی کے ترکہ سے کوئی چیز بیع کی تو عقد وصیت لازم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے وصی ہونے کو نہ جانتا ہو کیونکہ وصی کو وصایت کا علم شرط نہین ہے اوسکے تصرف کے صحیح ہونے مین یہ خلاف وکیل کے اسواسطے کہ وکیل کو وکالت کا معلوم ہونا شرط ہے وقت وکالت کے۔

(۲۱۳۰) اگر وصی نے قبول وصایت سے سکوت کیا پھر رد کیا بعد موت موصی کے پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جب کہ

قاضی نے اوسکے رد کرنے کو نافذ کر دیا ہو تو اوسکے بعد قبول صحیح نہین ہے

(۲۱۳۱) اگر موصی نے وصی کیا صغیر کو یا غیر شخص کے غلام کو کافر کو یا فاسق کو تو قاضی اوسکو بدل ڈالے بجاے اونکے اور شخص کو وصی مقرر کرے واسطے اتمام حجت کے اور لفظ تبدیل کرنیکا صحت وصیت پر دلالت کرتا ہے یعنی اگر صغیر اور غلام اور کافر اور فاسق تصرف کرین قبل اخراج کے تو صحیح ہے کذا فی السراجیہ ۔

(۲۱۳۲) اگر صغیر بالغ ہو گیا یا غلام آزاد ہو گیا یا کافر مسلمان ہو گیا یا فاسق نے توبہ کی تو قاضی اونکو وصایا سے خارج نکرے بسبب زائل ہو جانے اوس مانع کے جو موجب تہا معزول کرنیکا مگر جب کہ وصی خائن ہو امین نہ ہو تو عزل درست ہے کذا فی المجتبی والاختیار ۔

(۲۱۳۳) وصی کیا اپنے غلام کو تو اگر موصی کے وارث صغیر ہین تو صحیح ہے جیسا اوسکا وصی کرنا اپنے مکاتب کو یا غیر کے مکاتب کو درست ہے پھر اگر مکاتب عدم اداے بدل کتابت کی وجہ سے مملوکیت کی طرف پھر اگیا تو اوسکا حکم غلام کی مانند ہے یعنی اگر وارث صغیر ہین تو درست ہے اور نہین تو درست نہین ہے اور صاحبین نے کہا غلام کا وصی کرنا مطلقا درست نہین ہے خواہ وارث صغیر ہون یا بالغ کذا فی الدرر ۔

(۲۱۳۴) جو وصی کہ فی الحقیقۃ وصایت کے قیام سے عاجز ہوا نہ فقط وصی کے اظہار سے تو قاضی اوسکے ساتھ اور وصی کو ملادے واسطے رعایت حق موصی اور وارثون کے اور اگر وصی بالکل

عاجز ہوا تو قاضی بجاے اوسکے اور شخص کو مقرر کرے۔
(۲۱۳۵) دو وصیون مین سے ایک وصی کا فعل باطل ہے جیسا دو متولیان وقف سے ایک کا فعل باطل ہے کذا فی الاشباہ و القنیہ اگرچہ میت کا وصی کرنا ہر وصی کو جدا جدا واقع ہوا ہو اور بعضون نے کہا ہر وصی اپنے فعل مین منفرد اور مستقل ہے ایسا ہی کہا ہے۔ ابو اللیث نے اور ہر وصی کا انفراد اور استقلال صحیح تر ہے اور اسی قول کو ہم لیتے ہین لیکن اول یعنی بطلان عمل احد الوصی کو صحیح کہا ہے مبسوط مین اور اسی پر یقین کیا ہے۔ دُرر اور رحمتی ثانی مین ہے کہ یہی بطلان کا قول قریب تر ہے طرف صواب کے بیان دونون قولون پر فتوی ہے اور قضا درست ہے کذا فی الطحطاوی

(۲۱۳۶) اگر قاضی کو حال وصی میت کا معلوم نہ ہوا اور کوئی وصی مقرر کر دے تو جب وصی میت کا آوے اور ارادہ وصیت مین داخل ہونیکا کرے تو درست ہے اور قاضی کے وصی سے وصی میت کا خارج نہ ہوگا۔

(۲۱۳۷) دو وصی ہون تو ایک وصی کا فعل باطل ہے مگر موصی کے کفن خریدنے مین اور اوسکی تجہیز اور اوسکے حقوق کی خصومت کرنے مین اور حاجات طفل کے خریدنے مین اور طفل کے واسطے ہبہ قبول کرنے مین غلام معین کے آزاد کرنے مین ودیعت معین کے پھیر دینے مین وصیت معین کے جاری کرنے مین مغصوب کے پھیر دینے مین شراء فاسد کی خریدی چیز کے پھیر دینے مین کیلی یا وزنی چیز کے قسمت کر دینے مین دین موصی کے طلب کرنے مین دین کے ادا کر دینے مین اوسکے حق کے تجسس سے عیب کیوجہ سے ثمن مبیع کے پھیر دینے مین اور اجارہ نفس یتیم اور میت کی طرف سے خیرات کی وصیت کو جاری کرنے مین معین فقیر یا مسکین کے لیے اوس چیز کے بیچنے مین جسکے تلف ہو جانیکا ڈر ہے اموال ضایعہ کے جمع کرنے مین احد الوصیین کا فعل باطل نہین ہے۔

(۲۱۳۸) اگر ایک وصی مر گیا سو اگر وصی میت نے وصی زندہ کو وصی کیا یا دوسرے شخص کو وصی کیا تو فقط اوسی کو ترکہ مین تصرف کرنا جائز ہے اسکی حاجت نہین کہ قاضی دوسرا وصی مقرر کرے حلبی نے کہا کہ وصی زندہ کا تنہا تصرف ترکہ مین اوسوقت

جائز ہوگا جب کہ وصی مردہ نے اوسکو وصی کر دیا ہو اور اگر اور کو وصی کیا ہوگا تو دونون کا مجتمع ہونا واجب ہوگا کذا فی الطحطاوی اور اگر وصی زندہ نے کسی کو وصیت نکی تو وصی زندہ کے ساتھ قاضی دوسرا وصی ملا دیگا۔

(۲۱۳۹) موصی نے وصیت کی دونون وصیون کے لیے کہ اوسکے ثلث مال کو دونون خیرات کرین جہان چاہین اور ایک وصی نے کہا کہ مین فلان شخص کو دونگا اور دوسرے نے کہا کہ مین فلان شخص کو دونگا تو کسیکو دینا جائز نہین کیونکہ ایک موضع مین دونون کا اتفاق نہ ہوا اور اگر وصی مر گیا قبل خیرات کرنیکے تو وصیت باطل ہوگئی کذا فی الطحطاوی۔

(۲۱۴۰) ایکمرد نے دوسرے کو وصی کیا اور اوسپر ایک شخص مشرف کیا تو وصی مال رکھنے مین اولی ہے مشرف کا اثر صرف یہ ہے کہ تصرف وصی کا بلا علم مشرف کے جائز نہین طحطاوی

(۲۱۴۱) وصی کا وصی دونون ترکون مین وصی ہے برخلاف شافعی خواہ وصی نے اپنے مال مین وصی کیا ہو یا نکیا ہو بہر حال دونو ترکون مین وصی ہے کذا فی الوقایہ

(۲۱۴۲) صحیح ہے تقسیم وصی کی موصی لہ کے ساتھ بالغ غائب وارثون یا صغیر وارثون کا نائب ہوکر اور اگر وارثون کا حصہ وصی کے پاس تلف ہوگیا تو وارثون کو موصی لہ پر رجوع کرنا جائز نہین بسبب صحیح ہوجانے قسمت کے اور وصی کو بدون اذن اوسکے موصی لہ کا نائب ہوکر وارثون کے ساتھ قسمت کرنا صحیح نہین خواہ وہ موصی لہ

غائب ہو یا حاضر اگرچہ وارث صغیر ہون اور موصی لہ کا حصہ اگر
وصی کے پاس ضایع ہوگیا تو باقی مال کی تہائی پھر لے کیونکہ موصی لہ
مثل شریک کے ہے اور اگر وارثون کے پاس مال ضایع ہوگیا تو انکی
حصہ کے موافق تہائی خواہ وارثون سے لے خواہ وصی سے اور
اگر بحکم قاضی قسمت ہوئی تو صحیح ہے اب رجوع نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی

(۲۱۴۳) قاضی کی قسمت کرنا اور حصہ موصی لہ کا لے رکھنا
صحیح ہے اگر موصی لہ غائب ہو اور حصہ موصی لہ کا قاضی یا اُسکے
امین کے ہاتھ مین تلف ہو تو اوسکو کچھ نہین ہے وصی اور قاضی
مین یہ فرق ہے کہ قاضی کو امور نافعہ مین غائب پر ولایت ثابت ہے
برخلاف وصی کے تو صحت قسمت قاضی کی کیلی اور وزنی چیزمین
ہے کسواسطے کہ قسمت کیلی اور وزنی مین افراز اور جدا کر دینا
ہے اسکے سوا اور مال مین قسمت قاضی صحیح نہین کیونکہ یہان
مبادلہ بمنزلہ بیع کے ہے اور غیر کے مال کی بیع جائز نہین

(۲۱۴۴) موصی نے وصیت کی حج کی اور مال حج کا تلف ہوگیا
وصی کے ہاتھ یا اوس شخص کے ہاتھ مین جسکو وصی نے دیا تھا تو
میت کی طرف سے حج کیا جاوے باقی تہائی مال سے برخلاف
صاحبین کے اور اگر میت نے اپنا کچھ مال حج کے واسطے جدا کر دیا
پھر وہ ضائع ہوگیا اوسکے مرجانے کے بعد تو میت کی طرف سے
حج کیا جاویگا باقی تہائی مال سے

(۲۱۴۵) وصی نے ترکہ سے غلام کو غیبت وارثان مین واسطے
اداے دین کے بیچا تو صحیح ہے اسواسطے کہ اوسکا حق مالیت سے

متعلق ہے نہ عین سے اور وصی ضمان دیگا اوس غلام کی بیع
مین جسکی بیع کی اوسکو وصیت ہوئی تھی اور وصی نے اوس کا
ثمن موصی کی طرف تصدق کر دیا پھر بعد صرف ثمن کے وہ غلام اوس
شخص کا مملوک ٹھہرا اور وصی جسقدر تاوان دے تمام متروکہ سے
پھیر لے اور بقول محمد کے ثلث متروکہ سے بھر لے اور اگر متروکہ
تلف ہو گیا یا کفایت نہین تو اب رجوع نہو گی۔ ملتقی مین ہے کہ وصی
اون صغیرون سے تاوان بھر لے جنپر اوسنے ثمن خیرات کیا کیونکہ
فائدہ تصدق اونکے واسطے ہے تو اوسکا نقصان بھی اونہین
پر پڑیگا مثلاً وصی نے مال صغیر کو بیچا اور وصی کے پاس ثمن اسکا
تلف ہو گیا پھر مال مبیع مستحق غیر نکلا تو صغیر بقدر اپنے حصہ کے
باقی وارثون سے بھر لیگا کیونکہ قسمت ٹوٹ گئی اوس مال کے
استحقاق سے جو صغیر کو پہونچا تھا۔

(۲۱۴۶) وصی کو صحیح ہے حوالہ قبول کرنا مال یتیم کا بشرطیکہ
یتیم کے حق مین بہتر ہو یعنی دوسرا محتال علیہ پہلے مدیون سے زیادہ
تر مالدار ہو کذا فی القنیہ۔

(۲۱۴۷) وصی کی بیع اور فروخت اجنبی سے بقدر تغابن
ہر دم صحیح ہے اور اگر بقدر عدم تغابن یعنی غبن فاحش سے
ہو تو صحیح نہین ہے کیونکہ وصی کی ولایت نظری (یعنی جسمین منفعت
یتیم ہو) ہے اور ایسی بیع فاسد ہو گی تو مشتری مبیع کا مالک ہو گا
بعد قبض کر لینے سے کذا فی العتابی اور اگر وصی نے خرید و فروخت
مال یتیم کی اپنی ذات سے کی تو اگر وہ قاضی کی طرف سے وصی

ہے تو مطلقاً جائز نہین خواہ غبن ہو یا نہ ہو کذا فی الطحطاوی اور اگر
وصی باپ کی طرف سے ہے تو جائز ہے بشرطیکہ صغیر کیواسطے ظاہر
منفعت ہو یعنی اپنا پندرہ درم کا مال صغیر سے دس درم کو بیع کرے
یا صغیر کا دس درم کا مال پندرہ درم کو خرید کرے اور بقول صاحبین
باپکے وصی کو بھی بیع مطلقاً جائز نہین خواہ منفعت ہو یا نہ ہو

(۲۱۴۸) باپ کو مال صغیر کا اپنی ذات سے بیع کرنا اوسوقت جائز
ہے جب کہ قیمت کی برابر اور جسقدر مین غبن واقع ہوتا ہے یعنی
غبن قلیل ہو اور نہین تو جائز نہین یہ تمام احکام مال منقول
کے ہین۔

(۲۱۴۹) وصی کفن مثل میت کے شمار مین زیادتی کرے تو بقدر
زیادت کے تاوان دیگا اور اگر کفن کی قیمت پر زیادتی کی تو اوسوقت
مین وصی قیمت کا تاوان دیگا جو اوسنے یتیم کے مال سے دیا۔
کذا فی الوالوالجیہ۔

(۲۱۵۰) وصی نے یتیم کو بعد بلوغ کے مال دیا اوسکے ہوشیار
ہونے سے پہلے اور وہ مال ضایع ہو گیا تو وصی تاوان دیگا یہ قول
ہے صاحبین کا امام کے نزدیک وصی پر ضمان نہین اگر یتیم
کو ۲۵ برس کے بعد دیا کیونکہ جب یتیم ۲۵ برس کا ہو گیا تو وصی کو
غیر عقار دینے کا اختیار ہے کذا فی الطحطاوی۔

(۲۱۵۱) وصی کو بیع مال منقول وارث بالغ غائب کی جائز ہے
اور ادائے دین کے واسطے بیع غیر منقول کے بھی جائز ہے یا
اوسکے تلف ہونے کا خوف ہو تو بھی بیع جائز ہے کذا ذکر غرمی

زادہ زیلعی اور دہستانی مین ہے کہ بقول صحیح بیع غیر منقول کی جائز نہین ہے کیونکہ اوسکا تلف کمتر ہے اگر میت پر دین مستغرق ہو تو وصی کو بیع کا اختیار ہے بالاجماع اور اگر دین میت کے سب ترکہ کو محیط نہین تو صاحبین کے نزدیک جسقدر دین ہوا وسقدر کی بیع جائز ہے اور امام کے نزدیک کل کی بیع جائز ہے کذا فی الطحطاوی

(۲۱۵۲) وصی کو صغیر کے غیر منقول کی بیع غیر شخص سے نہ اپنی ذات سے اوسکی دو ہی حیثیت پر صغیر کے خرچ کے واسطے اور دین میت کے ادا کرنے کے واسطے اور وصیت مرسلہ (یعنی مطلقہ مثلاً بلفظ ثلث مال یا چہارم مال) کے جاری ہونے کے لیے جسکا ادا بجز عقار کے اور کہین سے متصور نہین ہے اور اسواسطے کہ حاصلات عقار صرف سے زیادہ نہین ہے اور اوسکے ویران یا ناقص ہو جانے کے خوف سے یا اسوجہ سے کہ عقار ظالم سرکش کے ہاتھ مین ہے جائز ہے بشرطیکہ وصی پدر صغیر کا ہو کیونکہ ماں اور بھائی کا وصی عقار کی بیع کا مالک نہین ہر طرح اور کسی چیز کے خرید کا مالک نہین سواے طعام اور لباس صغیر کے اگر پدر صغیر بیع کرے اور لوگون کے نزدیک محمدہ اور پسندیدہ ہو یا خوبی اور بدی اوسکی کچھ ظاہر نہ ہو تو جائز ہے کذا فی صح ابن کمال۔

(۲۱۵۳) وصی مال یتیم سے اپنی ذات کیواسطے سوداگری نکرے اور اگر اپنی ذات کے واسطے سوداگری کی تو منفعت کو خیرات کردے اور اگر یتیم کیواسطے سوداگری کرے تو جائز

ہے کذا فی الدرر

(۲۱۵۴) وصی ثمن مثل سے کمتر مین کسی چیز کے بیع کا مالک نہین مگر ایک مسئلہ مین یعنی موصی نے اپنے غلام کی بیع کی وصیت کسی شخص معین سے اور وہ ثمن مثل پر راضی نہ ہوا تو اب وصی کو ثمن سے کم کر دینا درست ہے لیکن ثلث قیمت سے کم کرنا درست نہین کذا فی الطحطاوی۔

(۲۱۵۵) وصی نے وصیت میت کو اپنے ذاتی مال سے جاری کیا تو اسقدر مال ترکہ میت سے پھر لے ہر طرح اسی اطلاق پر فتوی ہے کذا فی الدرر یا صغیر کے واسطے لباس خرید کیا یا وہ چیز خرید کی جسکو صغیر پر خرچ کرتا ہے تو صغیر کے مال سے پھر لے بشرطیکہ اسپر گواہ کر لیا ہو کذا فی البزازیہ خلاصہ اور خانیہ مین ہے کہ وصی کو ثمن کا پھر لینا جائز ہے اگرچہ اوسنے گواہ نکر لیا ہو برخلاف ماں باپ کے کہ اونکو بلا اشہاد رجوع درست نہین یا وصی نے وہ دین میت کا جو اوسپر شرعا ثابت ہے ادا کیا یا اوسکو کفن دیا یا یتیم کا خراج یا عشر اپنے مال سے ادا کیا یا وارث بالغ نے صغیر کے واسطے طعام اور لباس خرید کیا یا میت کو کفن دیا یا اسکا دین ادا کیا اپنے مال سے تو ترکہ سے پھر لیگا

(۲۱۵۶) اگر وصی نے مال یتیم بیچا پھر زیادہ ثمن پر اسکی طلب ہوئی تو اگر سند مین واقف کار قاضی کو خبر دین کہ وصی نے مال یتیم کو برابر قیمت پر بیع کیا ہے تو قاضی زیادہ قیمت پر التفات نکرے اگر مزاعدہ یعنی نیلام گھر مین وہ مال زیادہ ثمن سے بیع ہوتا

بمقابلہ بازار کے تو قاضی وصی کی بیع کو نہ توڑے بلکہ رجوع کرے
واقفکار لوگون کی طرف پر جب متفق ہون دو شخص اونمین
کا قول لیا جاوے محمد کے نزدیک اور امام صاحب اور ابو یوسف
کے نزدیک ایک آدمی کا قول کفایت کرتا ہے

(۲۱۵۷) وصی کا قول جب کرنیکے دعوی مین بدون گواہون
کے مقبول ہے مگر تیرہ مسایلون مین مقبول نہین ہے اول
یہ کہ وصی نے دعوی کیا کہ مین نے موصی کا دین اپنے مال سے
ادا کیا اور یتیم اوسکی تکذیب کرتا ہے اور وصی کے پاس گواہ
نہین تو قول وصی کا مقبول نہ ہوگا یا دعوی کیا ادا ے دین میت
کا اپنے مال سے بعد ترکہ بیچنے کے اور اوسکے ثمن کے قبض سے
پہلے یا دعوی کیا کہ یتیم دوسرے کا مال ضایع کیا سو وصی نے
اوسکا تاوان دیا یعنی وصی نے یتیم سے کہا کہ تو نے اس مرد کا
مال طفلی مین اتنا تلف کیا تھا اور مین نے تیری طرف سے ادا کیا
تھا سو یتیم نے تکذیب کی تو یتیم کا قول مقبول ہوگا اور وصی
ضامن ہے سب کے نزدیک کذا فی الطحطاوی یا دعوی کیا وصی
نے کہ یتیم کو تجارت کا اذن دیا تھا سو یتیم پر لوگون کی دین
ثابت ہوگئی سو وصی نے اونکو ادا کیا یتیم کی طرف سے یا دعوی
کیا کہ اوسنے یتیم کی زمین کا خراج ادا کیا ایسے وقت مین کہ زمین
زراعت کے قابل نہین رہی (تو اگر زمین زراعت کے لایق ہو
خصومت کے دن تو وصی کا قول باتفاق قسم کے ساتھ مقبول
ہوگا بشرطیکہ وصی اور یتیم وقت موت موصی کے متفق ہون

کذا فی الطحطاوی یا دعوی کیا یتیم کے غلام گریختہ کے پکڑنیوالیکے
انعام دینے کا یہہ قول امام محمد کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
وصی کا قول مقبول ہے اور اگر وصی نے کسی شخص کو غلام کے
لانے پر بطور اجارہ کے مقرر کیا تو بالاتفاق وصی کا قول مقبول
ہے کذا فی الحموی والطحطاوی یا دعوی کیا یتیم کو غلام قاتل کے
فدیہ دینے کا۔ یا دعوی کیا یتیم کے محرم پر خرچ کرنیکا یا دعوی کیا
یتیم کے اون غلامون پر خرچ کرنیکا جو مر گئے عند محمد رحمۃ اللہ
خلافا لابی یوسف یا دعوی کیا یتیم پر اوسوقت خرچ کرنیکا جب کہ یتیم
کا مال حاضر نہ تھا اور اوسپر خرچ پر گواہ نکیے یا وصی نے تجارت
کی اور فائدہ حاصل کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے بطور مضاربت
کے تجارت کی تھی اور بوقت تجارت گواہ نہ کیے ہون یا دعوی
کیا کہ مین نے یتیم کا نکاح ایک عورت سے کر کے اوسکا مہر ادا کر دیا
اور حالانکہ وہ عورت زندہ نہین یا دعوی کیا یتیم پر اوس مال
کے خرچ کرنیکا جو وصی پر واجب الادا تھا قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ
مین یہہ ہے کہ جس چیز پر وصی مسلط ہو اوسمین اوسکی تصدیق
کیجائیگی اور جسپر مسلط و متعین نہ ہو اوسمین اوسکی تصدیق بلا
ادائے شہادت نہ ہوگی یا تصدیق بایمین ہوگی جب کہ ظاہر
حال اوسکا تکذیب نہ ہو کذا فی الحموی۔

(۲۱۵۸) اگر میت نے کوئی وصی مقرر نہ کیا ہو تو ان حالات
مین قاضی وصی مقرر کرے۔ جب کہ میت کا کسی پر دین ہو یا میت
پر کسیکا دین ہو۔ واسطے اجرائے وصیت کے یا باپ نے اپنے

طفل سے کوئی چیز خرید کی پھر اوسمین عیب پایا تو قاضی وصی کو مقرر کرے تاکہ باپ وہ عیبناک چیز پھیر دے جبکہ اوس صغیر کے اثبات حق کی حاجت ہو جسکا باپ بطریق غیبت منقطعہ غائب ہے کذا فی الاشباہ مگر ایسے وصی مقرر کرنے کا اختیار صرف اوس قاضی القضاۃ کو ہے جسکو منجانب سلطان ایسی اجازت ملی ہو۔

(۲۱۵۹) قاضی کا وصی مثل وصی میت کے ہے لیکن آٹھ باتون مین وصی قاضی کو جائز نہین کہ متروکہ سے اپنی ذات کیواسطے خرید کرے یا اوس شخص سے بیع کرے جسکے حق مین وصی کی گواہی مقبول نہین یا یہ کہ بلا دوسرے اذن قاضی کے قبضہ کرے یعنی اگر قاضی نے صغیر کی طرف سے واسطے خصومت کے وصی کیا تو وہ وصی اوس چیز پر قبضہ نکرے تاوقتیکہ قاضی دوسرا اذن ندے یا یہ کہ صغیر سے کوئی چاکری کرائی یا یہ کہ اپنی مدت کیوقت دوسرے کو وصی کرے اگر قاضی نے وصی کو کسی نوع مین مخصوص کردیا تو وہ مخصوص ہی رہیگا قاضی اپنے وصی مقرر کردہ کو بعض تصرفات سے روک سکتا ہے قاضی اپنے وصی کو معزول کرسکتا ہی اگرچہ متقی ہو بر خلاف وصی میت کے صور رہائے مذکورۃ الصدر مین کذا فی الاشباہ عن القنیہ

(۲۱۶۰) اگر وصی یتیم کا مال منقول یا غیر منقول کسی مفلس کے ہاتھ بیع کرے تو اوسمین تین دن کی مدت ٹھہراوے اگر خریدار تین دن مین ثمن حاضر کرے تو بہتر ورنہ بیع فسخ کرے۔

(۲۱۶۱) وصی نے یتیم کو بعد بالغ ہونے کے اوسکا مال حوالہ کیا اور یتیم نے اپنی ذات پر گواہ کر دیا کہ اوسکے باپ کے متروکہ سے وصی کے پاس کچھ باقی نہین رہا پھر یتیم نے دعوی کیا کہ فلان چیز وصی کے پاس میرے باپ کے متروکہ سے ہے اور گواہون سے اوسکا متروکہ ہونا ثابت کر دیا تو اوسکا دعوی مسموع ہوگا کیونکہ یہ انتہا و ابراء معلوم نہین نہ شخص معلوم ہے نہ مجہول ہے بلکہ فقط اقرار ہے جو ابراء کا مستلزم نہین۔

(۲۱۶۲) اگر وصی محتاج ہو تو جائز ہے کہ مدت سعی مین یتیم کے مال سے بقدر حاجت حسب دستور کھاوے پیوے اور سواری پر سوار ہو کذا فی العالمگیریہ

(۲۱۶۳) اگر یتیم اہل علم سے ہو تو وصی کو جائز ہے کہ تعلیم قرآن اور ادب مین صرف کرے اشباہ کہ ادب سے مراد علم ادبیہ یعنی صرف و نحو و علم فصاحت و بلاغت ہین)

(۲۱۶۴) وصی میت کو اجرت نہین ہے بنابر قول صحیح کے اور اگر قاضی نے وصی اجرت مثل پر مقرر کیا تو جائز ہے۔ کذا فی الاشباہ

(۲۱۶۵) وصی کی بیع عقار بطور بیع یا لوفاء مین مشائخ کا اختلاف ہے صاحب ہدایہ نے جائز رکھا ہے اسواسطے کہ اسمین ملک صغیر کا باقی رکھنا ہے باوجود دفع حاجت کے اور اسواسطے کہ غیر وصی کو تصرف کرنا ظالم سرکش کے خوف سے جائز ہے اسی قول پر فتوی ہے کذا فی شرح ملتقی۔

(۲۱۶۶) میت کے دین پر اقرار وصی کا جائز نہین کیونکہ اقرار مقر کے غیر پر حجت نہین ہے تو مقر لہ کو اوس کا لینا بدون گواہی کے درست نہین ہے اگر وصی مرگیا تو اوسپر ضمان لازم ہوگا۔ کذا فی الطحطاوی اسیطرح اقرار وصی کا نسبت کسی چیز کے ترکہ میت سے جائز نہین ہے کہ یہہ چیز فلان شخص کی ہے لیکن یہہ کہ اقرار کرنے والا میت کا وارث ہوگا تو اقرار فقط مقر کے حصہ مین صحیح ہوگا نہ باقی وارثون کے حصہ مین

(۲۱۶۷) اگر وصی نے چیز معین کا اقرار کیا دوسرے شخص کے واسطے پھر اوسی چیز کا دعوی کیا صغیر کے لیے تو بوجہ تناقض کے یہہ دعوی مسموع نہ ہوگا کذا فی الدرر۔ دادا کو واسطے اداے دین اور اجراے وصیتون کے بیع عقار واسباب کی جائز نہین ہے بخلاف وصی کے کہ اوسکو جائز ہے۔

(۲۱۶۸) دو وصیون کی گواہی وارث صغیر کے مال مین ہرطرح باطل ہے خواہ مال میراث سے ملا ہو یا ہبہ وغیرہ سے اور وارث بالغ کے حق مین گواہی وصیون کی میت کے مال مین باطل ہے۔

(۲۱۶۹) باپ کو جائز ہے کہ اپنے طفل کو عاریت دے۔ (بالاتفاق) نہ اوسکے مال کو بنا بر ذکر روایات کے۔ کذا فی المجتبی اور بروقت نہ ہونے وصی کے باپ مالک ہے اوس چیز کا جسکا وصی مالک ہوتا ہے اور دادا وصی کی برابر نہین ہے اور باپ مالک ہے اوس مال کے تقسیم کرنیکا جو مشترک

سے ہے مابین صغیر اور باپ کے بخلاف وصی کے کہ وہ اپنے اور
صغیر کے مشترک مال کی تقسیم نہیں کر سکتا لیکن منتقی میں امام سے روایت
ہے کہ اگر تقسیم سے یتیم کا نفع متصور ہو تو وصی تقسیم کر سکتا ہے کذا
فی الطحطاوی اور باپ اور دادا کو جائز ہے کہ ایک طفل کا مال دوسرے
طفل کے مال سے بیچیں بخلاف وصی کے کہ اگر وہ دو یتیموں کا
کا وصی ہو تو وہ بیع مذکورہ کا مالک نہیں اسواسطے کہ وہ دونوں یتیموں
کی خیر خواہی کے واسطے مامور ہے اور یہاں ایک یتیم کی خیر خواہی
دوسرے کے حق میں ضرر کرتی ہے اسیطرح اگر دو وصی ہوں
دو یتیموں کے تو بھی ایک کا مال دوسرے سے بیع کرنا درست
نہیں ہے۔

(۲۱۷۰) باپ یا دادا نے صغیر کا مال اجنبی کے ہاتھ بقدر
اوسکی مالیت اور قیمت کے بیچا تو جائز ہے بشرطیکہ احمق فاسد
الرائے نہ ہو اور اگر بدعقل ہو اور مال غیر منقولہ بیچا ہو تو جائز نہیں اور
مال منقول میں جواز اور عدم جواز کی دو روایتیں ہیں۔

(۲۱۷۱) باپ نے اپنے لڑکے کے واسطے کپڑا یا کھانا خرید کیا
اور گواہ کر لیا کہ اسقدر ثمن لڑکے کے مال سے بھر لوں گا تو اوسنا
پھیر لے اگر صغیر کا مال ہو اور اگر مال نہ ہو تو پھیرنا جائز نہیں
بسبب وجوب نفقہ کے اسوقت میں اگر صغیر کے واسطے غلام یا گھر
خرید کیا تو رجوع کرے خواہ اوسکا مال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ رجوع پر
گواہ کر لیے ہوں۔

(۲۱۷۲) ایک وارث نے تجہیز میت میں ترکہ سے بلا وصیت اور

بلا اذن وارثون کے خرچ کیا تو وہ میت کے مال سے محسوب ہوگا
اور متبرع نہ ہوگا اور اگر ماتم اور شمع وغیرہ کی خریدمین بلا وصیت
اور بلا اذن ورثہ وارثون کے صرف کیا تو اوسکے حصہ مین محسوب ہوگا
اور اگر مال سے صرف کیا تو وہ متبرع ہے کذا فی الطحطاوی۔ مختصراً

واللہ اعلم واستغفر اللہ الکریم

كتابُ الفرائض

یہ کتاب ہے فرائض کے مسائل کے بیان میں

(۲۱۷۳) فرائض جمع ہے فریضہ کی لغت میں بمعنی تقدیر اور قطع
اور بیان کے ہے اصطلاح شرع میں وہ ہے جو ثابت ہو دلیل یقینی سے
كذا في العالمگیریة عن الاختيار شرح المختار

(۲۱۷۴) موضوع علم فرائض کا ترکات ہیں اور غایت اسکی
ایصال حقوق ہے اہل استحقاق کو

(۲۱۷۵) ارکان فرائض کے تین ہیں وارث مورث موروث۔

(۲۱۷۶) شرائط بھی تین ہیں مورث کی موت وارث کی حیات
حقیقی ہو یا تقدیری مثلاً حمل

(۲۱۷۷) وہبانیہ میں ہے کہ ارث کے وقت میں علما کا اختلاف
ہے مشایخ عراق کے نزدیک آخر اجزاء حیات مورث سے وقت
ہے میراث کا اور مشایخ بلخ کے نزدیک وقت ارث بعد حیات کے
مورث کے ہے كذا في الطحطاوی۔

(۲۱۷۸) اول مال مردہ کا دینا چاہیے اس قسم کے دین میں جسے
علاقہ کسی شے معین سے ہو جیسے ایک چیز میت کی کسی شخص کے
پاس گرو ہے اور میت سوا اوس چیز کے اور کچھ نچھوڑے پس دین
مرتہن کا یعنی زر رہن کہ شے مرہون سے متعلق ہے اوپر تجہیز و
تکفین میت کے مقدم ہے اوس شے مرہون کو بیچ کے اول
زر رہن ادا کرینگے بعد ادسکے اگر کچھ باقی رہے اوس سے تجہیز و

تکفین ہو گی نہین اوسوقت وہ لوگ جنپر خرچ اسکا حالت حیات مین واجب تجہیز و تکفین کرین اور جو وہ بھی نہون تو بیت المال سے کفن دفن کیا جائیگا یا مثلاً کسی شخص نے ایک گھوڑا سو روپیہ کو مول لیا اور بسبب عدم ادائے قیمت کے بائع نے اوس گھوڑے کو اپنے قبضہ مین رکھا اور مشتری بے ادائے قیمت مرگیا اور کوئی چیز اوسنے سوائے اوس گھوڑے کے از قسم مال نہین چھوڑی تو اداکرنا زرثمن گھوڑیکا بائع کو کہ دین متعلق بشئے معین یعنی گھوڑے سے ہی مقدم ہی اوپر تجہیز و تکفین میت کے یعنی اوس گھوڑیکا بیچکے اول قیمت اسکی بائع کو ادا کرین اگر کچھہ بچے مثلاً وہ گھوڑا ایک سو دس روپیہ کو بکے تو وہ باقی تجہیز و تکفین مین صرف کیا جاوے اور اگر کچھہ نہ بچے مثلاً وہ گھوڑا پورے سو روپیہ کو بکے یا نوّے روپے کو بکے تو دونو صورت نہ ہونے اون لوگون کے جنپر نفقہ اوسکا واجب ہے خرچ کفن دفن میت کا بیت المال سے دلایا جاوے اور جسقدر دین ادا نہ ہوا اوسکا مواخذہ میت کے ذمہ رہا۔

(۳۱۷۹) بعد ادائے دین متعلق بعین کے صرف مال مردہ کا ہوسکی تجہیز و تکفین مین بےکمی و بیشی کے موافق عدد سنت کے اور قیمت اوسکی کے عدد سنت کفن مین مرد کے لیے تین کپڑے ہین قمیص جسے کفنی کہتے ہین اور ازار کہ ایک چادر ہوتی ہے بجاے تہ بند کے اور لفافہ جسے پوٹ کی چادر کہتے ہین اور عورت کے لیے پانچ کپڑے ہین تین مردون والی اور خمار یعنی اوڑھنی جسے سر پہ اور سر کے بالون پر دو حصہ کرکے سینہ پر ڈالی جاتی ہین اوڑھا دیتے ہین اور سینہ بند جس سے چھاتیان

عورت کی باندہ دی جاتی ہین۔ اور اگلی حیثیت سے مراد یہہ ہے کہ موت
سے پہلے اپنی حالتِ حیات مین میت جس حیثیت کے کپڑے پہناکرتا ہو
اوسی حیثیت کا اوسے کفن دیا جاوے اور اگر اوسکے پاس حالتِ حیات
مین تین طرح کے کپڑے ہون۔ ایک ایسے جنہین عیدین مین اور شادی
بیاہ مین پہنتا ہو۔ اور دوسرے ایسے جنہین دوستون آشناؤن کی
ملاقات کے وقت پہناکرتا ہو اور تیسرے ایسے کہ اپنے گھر مین پہنے رہتا
ہو تو دوسری قسم کا کفن دینا چاہیے اسلیے کہ وہ متوسط ہے کمی و
بیشی عدد مین یہہ کہ مرد کو تین کپڑے سے اور عورت کو پانچ کپڑے سے
کم یا زیادہ دین اور حیثیت مین یہہ کہ جس حیثیت کا کپڑا حالتِ حیات مین
پہنتا ہو اوس سے کم حیثیت کا یا زیادہ حیثیت کفن دین **ف** تجہیز کے
معنی سامان کرنا میت کے سامان کرنے مین غسل اور گورکنی اور دفن
بھی داخل ہے جس چیز مین ضرورت خرچ کی ہو مال میت مین سے
لیا جاوے اور یہہ خرچ دین غیر متعلق بعین پر مقدم ہے۔

(۶۱۰) بعد تجہیز و تکفین میت کے مال مردہ کا صرف کیا جاوے
اور دین مین کہ متعلق بہ شئے معین نہین اور جنکا مطالبہ ثابت ہے عباد
کی جہت سے (قید جہت عباد سے خارج ہو گیا مطالبہ جو حق تعالیٰ کی
طرف سے ہے مثلاً زکوۃ اور کفارہ وغیرہ کا دین) صحت کا دین مقدم ہے
مرض کے دین سے اگر مرض کے دین کا سبب معلوم نہ ہو صحت
کا دین وہ ہے جو گواہون سے یا اقرار حالت صحت میت سے ثابت
ہوا اور مرض کا وہ ہے جو میت کے اقرار سے ثابت ہو حالت مرض
مین یا جو مرض کی مانند ہے مثلاً قتال کے واسطے یا رجم اور قصاص

کے واسطے نکلنا اگر ترکہ بہ سبب قرضداروں کے قرض کو کفایت
نکرے تو اوسمین حصہ رسدی دین۔
(۱۸۱ ۳) بعد اداے دین کے جسقدر مال مردہ کا باقی رہے اسکی
تہائی موصی لہ کو دین موصی لہ وہ ہے جسکے لیے میت کہہ گیا ہو کہ بعد
موت میری اوسے اسقدر مال دیجیو اول اوسے ایک تہائی مال
تک دینا وارثون کے حق پر مقدم ہے پس اگر میت نے وصیت واسطے
اوسکے ایک تہائی مال کی یا اس سے کم کی تھی اوسقدر اوسے دینگے
اور اگر وصیت تہائی سے زیادہ کی ہو گی تو تہائی ہی دینگے زیادہ
نہ دینگے
(۱۸۲ ۳) بعد اداے دین اور وصیت کے دیا جاے مال مردہ
کا صاحب فرض کو اور وارثون کو جو نسب سے عصبہ ہین صاحب فرض
وہ وارث ہین جنکا حصہ مقرر ہے جیسے مان کہ اوسکے لیے درصورت
ہونے اولاد کے چھٹا حصہ مقرر ہے اور بغیر اولاد کے تہائی یا جورو
کہ اوسکے لیے چوتہائی بغیر اولاد کے اور آٹھوان حصہ ساتھ اولاد کی
مقرر ہے نسب سے عصبہ میت کے لیسے قرابت والے ہین جنکیلیے
حصہ مقرر نہین اگر اکیلے ہون تو کل مال اونہین پہونچے اور اگر ساتھ
اصحاب فرائض کے ہون تو جو ذوی الفروض سے بچے اونہین ملے
جیسے بیٹا بھائی بھتیجا؛
(۱۸۳ ۳) بعد عصبات نسبیہ کے مال مردہ کا دیا جاے آزاد کرنیوالیکو
کہ وہ سبب سے عصبہ ہے اور اوسے عصبہ سببی کہتے ہین
اسواسطے کہ عصوبت اوسکو بسبب آزاد کرنے کے حاصل ہوئی ہے

بسبب قرابت کے یعنی اگر میت اصل مین کسیکا غلام ہوا اور اوسکی
مولی نے اوسے آزاد کر دیا ہوا اور وہ کوئی اپنا عصبہ نسبی چھوڑے
تو اوسکا مال اس آزاد کرنے والے کو مرد ہو یا عورت بطور عصوبت
کے پہونچیگا اگر ساتھہ اصحاب فرائض کے ہو تو جو کچھہ بعد دینے صحاب
فرائض کے بچے اوسے ملے اور اگر اکیلا ہو تو کل مال اوسے پہونچے
ف معتق کو مولی العتاقہ بھی کہتے ہین

(۲۱۸۴) درصورت نہ ہونے آزاد کرنے والے کے مال دیا جائے
اوسکے عصبات کو جو مرد ہون اگر ایک شخص مرے اور کوئی اپنا
عصبہ نسبی چھوڑے اور آزاد کرنیوالا بھی نہ رہا ہو تو اوس آزاد
کرنے والے کے عصبہ مذکر کو وہ مال بطور عصوبت کے ملے گا۔
عصبہ مونث کو نہ ملیگا مثلاً اوس آزاد کرنے والے کے ایک بیٹا
ہے اور ایک بیٹی تو کل مال ابن کو ملیگا بنت کو کچھہ نہ ملیگا حالانکہ
وہ بھی ساتھہ ابن کے عصبہ ہے

(۲۱۸۵) جب کہ عصبات نسبی اور سببی کوئی نہون تب جو کچھہ مال
بعد دینے سہام ذوی الفروض کے بچے ذوی الفروض نسبیہ پر بطور
رد کے موافق حصہ اونکے تقسیم کرین ذوی الفروض بھی دو قسم ہین
نسبی جو علاقہ نسب رکھتے ہین جیسے مان باپ بیٹی بہن اور سببی
یعنی جورو اور مرد کہ مستحق حصہ فرض کے بسبب نکاح کے ہوئے ہین
قرابت نہین رکھتے سو رد اوپر ذوی الفروض نسبیہ کے ہوتا ہے
ذوی الفروض سببیہ یعنی زوج اور زوجہ پر نہین ہوتا بلکہ جو مال بعد
دینے فرض اونکے قابل رد ہو بیت المال مین رکھا جائے اور اگر بیت المال

خراب ہو جیسا اس زمانہ میں ہے تو زوجین پر رد کیا جاے چنانچہ
اشباہ وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے۔

(۲۱۸۹) درصورت نہ ہونے ذوی الفروض نسبی اور عصبات
کے مال مردہ کا دیا جاے ذو رحم کو اور درصورت نہ ہونے ذو رحم
کے مستحق میراث کا وہ شخص ہے کہ بسبب موالات کے مولا ہوا ہے
جسنے نیکی بدی کو اپنے ذمہ لیا ہے ذو رحم اوس قریب کو کہتے ہین
جو نہ ذی فرض ہوا ور نہ عصبہ جیسے نواسہ یا ماموں اگر زوج یا زوجہ
کے ساتھ ہو تو جو کچھ بعد دینے حصہ اون دونوں کے بچے ذو رحم
کو ملے اور اگر اکیلا ہو تو کل مال اوسے ملے اور صورت عقد موالات
کے یہہ ہے کہ ایک شخص مجہول النسب دوسرے شخص سے کہے کہ تو
میرا مولا ہے جب مین مرون تو میری میراث لیجیو اور اگر مین ایسا جرم
کرون جس سے دیت عاقلہ لازم آوے تو تو دیجیو اور دوسرا اسبات
کو قبول کر لے پس یہہ دوسرا مولی الموالاۃ کہلاتا ہے نیکی بدی اپنے
ذمہ لینے سے یہی مراد ہے کہ اوسنے میراث لینی اور اوسکے عوض
تاوان دینے کو قبول کر لیا ہے بموجب شرع شریف کے قتل خطا او
بعضے اور جرموں مین مجرم کے اقارب اور برادری والوں پر جو
اوسکے بہلے برے کے شریک ہون اور اوسکے مددگار رہتے ہون
تاوان دینا لازم آتا ہے اسے دیت عاقلہ اور عقل کہتے ہین سو جب کہ
مولی الموالات ملنے دوسرے شخص مجہول النسب کا تاوان اپنے
ذمہ لے لیا اور صورت وقوع اس قسم کے جنایت کے اوس نے
تاوان اوسکا اسے دینا پڑیگا اور حال وراثت مولی الموالاۃ کا مثل

دور نمبر ستمبر ہے کہ اکیلا مستحق کل مال کا ہے اور ساتھ زوج یا زوجہ کے مستحق اوس قدر کا ہے جو بعد فرضی حصہ اون دونون کے بچے

(۱۶۹ الف) بعد مولی الموالاۃ کے مستحق میراث وہ شخص ہے جسکے لیے میت نے اقرار کیا ہو نسب کا اسطرح پر کہ نسب میت سے نہ ہو بلکہ غیر کی طرف رجوع کرے اور وہ غیر اس نسب سے منکر ہوا اور میت مقر اپنی بات پر قایم رہے صورت اقرار نسب کی غیر پر یہہ ہے مثلاً میت نے کسی مجہول النسب کے لیے یہہ اقرار کیا ہو کہ یہہ میرا بھائی ہے کہ اس صورت مین نسب اوسکا میت کی باپ کیطرف رجوع کرتا ہے یا کہ یہہ میرا چچا ہے کہ اوسکا نسب میت کے دادا سے ہوتا ہے سو اس قسم کے شخص کے وارث ہونے مین اس مرتبہ مین دو شرطین ہین۔ ایک یہہ کہ جسکی طرف نسب رجوع کرتا ہے جیسے باپ یا دادا اوپر والی مثالون مین اس نسب سے منکر ہوا اور اوس شخص کو اپنا بیٹا نہ بتاوے اسواسطے کہ اگر وہ بھی اقرار کرلیگا تو یہہ شخص حقیقۃً بھائی یا چچا میت کا ٹھہر جائیگا اور اس مرتبہ مین وارث نہ ہوگا بلکہ بھائی اور چچا کے مرتبہ مین میراث پاویگا دوسرے یہہ کہ میت نے اپنے اقرار کے پھر انکار اوسکے بھائی یا چچا ہونے سے نہ کیا ہو اسواسطے کہ اگر وہ بعد اقرار کے منکر ہوگیا تو پھر اس شخص کو کچھ نہ پہونچیگا اور اقرار نسب کے غیر پر قید اس لیے ہے کہ اگر اقرار معتبر نسب کا میت نے اپنی ذات سے کیا مثلاً کہا کہ یہہ میرا بیٹا ہے تو وہ شخص سچ مچ کا بیٹا ٹھہر جائیگا اور اسکو بیٹے کے مرتبہ مین میراث ملیگی نہ اس مرتبہ مین۔

(۱۷۰ الف) جب کوئی اوپر والے اشخاص مین سے نہ ہو تو مال مرتد

سکتا ہو پہنچتا ہے اوس شخص کو جسے مردہ اپنا تمام مال دینے کو کہہ مرا ہو اور
جب وہ بھی نہ ہو تو سب مال پہونچے بیت المال کو بیت المال کہتے
ہین خزانہ بادشاہ اسلام کو جس مین مال خراج وغیرہ کا جمع ہوتا ہے اور اہل
استحقاق کو دیا جاتا ہے۔

(۲۱۸۹) منع کرنیوالا ارث سے قتل ناحق ہے کہ آدمی عاقل اور
بالغ کے ہاتھ سے واقع ہو یعنی اگر کوئی شخص اپنے مورث کو قتل
کرے تو اس قاتل کو مقتول کی میراث نملیگی اور اسمین تین شرطین
ہین اول یہہ کہ قتل ناحق ہو پس اگر کسی شخص نے اپنے مورث کو
بحکم حاکم حد مین یا قصاص مین قتل کیا یا وہ مورث اسپر بقصد قتل
حملہ آور ہوا تھا اپنی مدافعت مین اوسے قتل کیا ہو تو یہہ قاتل محروم
نہ ہوگا اسواسطے کہ اس سے قتل ناحق نہین واقع ہوا دوسرے یہہ کہ
قاتل مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو دیوانہ یا لڑکا نہ ہو پس اگر کسی دیوانہ
یا لڑکے کے ہاتھ سے اوسکا مورث مارا گیا تو وہ محروم نہ ہوگا۔
تیسرے یہہ کہ قتل اوسکے ہاتھ سے واقع ہوا ہو کہ اسے مباشرت
قتل کہتے ہین اور جو قتل بطور تسبب کے ہوا ہو یعنی ہاتھ سے قتل
نکرے لیکن ایسا کام کرے جس سے وہ شخص ہلاک ہو جاوے مثلاً
کنواں اوسکی راہ مین کھودے ایسی زمین مین کہ اس کھودنیوالے
کی ملک نہین اور وہ اس مین گر کر مرجاوے تو ایسی صورت مین قاتل
محروم نہین ہوتا۔

(۲۱۹۰) دوسرا مانع رقیت ہے یعنی وارث کا لونڈی غلام ہونا
اگر ایک شخص مرا اور بیٹا اوسکا کسیکا غلام ہے تو یہہ بیٹا اوسکا وارث

نہ ہوگا تیسرا مانع اختلاف دین ہے یعنی اگر وارث مورث کے دین مین اختلاف ہو ایک مومن ہو اور دوسرا کافر مثلاً باپ کافر ہے بیٹا مسلمان تو ان دونون مین توارث نہین اگر باپ مرے ابن کو اوسکی میراث نملیگی اور اگر بیٹا مرے باپ کو میراث نہ ملیگی چوتھا مانع اختلاف دار ہے کافرون مین اگر ایک کافر دار الاسلام مین ذمی یعنی بادشاہ اسلام کا مطیع ہوکے جزیہ دیکے رہتا ہو اور دوسرا کافر دار الحرب مین یعنی کافرون کے ملک مین رہتا ہو تو ان دونو مین توارث نہین یعنی ایک کو دوسرے کی میراث نملیگی۔

(۲۱۹) پانچوان مانع توارث کا نہ معلوم ہونا ترتیب موت کا ہے مثلاً ایک کشتی مین چند اقارب ایک ساتھ ڈوب گئے اور یہہ معلوم نہین کہ کسکی جان پہلے نکلی اورکسکی جان پیچھے یا ایک لڑائی مین چند شخص مارے گئے اور معلوم نہ ہوا کہ کون پہلے مارا گیا اور کون پیچھے تو اس قسم کی اموات آپسمین ایک دوسرے کی وارث نہین ہوتی ہر ایک کی میراث اوسکی اون وارثون کو ملیگی جو باقی رہے ہین مثلاً زید باپ اور عمرو بیٹا ایک لڑائی مین مارے گئے اور یہہ معلوم نہین کہ کون پہلے مرا اور کون پیچھے مرا اور زید کے خالد اور ولید بیٹے ہین اور عمرو کے حکم اور سالم اب زید کی میراث خالد اور ولید کو پہونچیگی اور عمرو کی میراث حکم اور سالم کو ان دونون کو میراث زید کی مین سے کچھہ نہ پہونچے گا اس سبب سے کہ اونکے باپ عمرو کو زید کے ترکہ مین سے کچھہ نہین پہونچا ہے کہ اوسکے مستحق یہہ دونو ہوتے

(۲۱۲) ایسا شخص جسمین کوئی مانع موانع ارث مین سے پایا جاتا ہے

مانع میراث اور وارثون کا نہین مثلاً بیٹا پوتے کا مانع ارث ہوتا ہے
بیٹے کے ہوتے پوتے کو کچھ نہین ملتا اور اگر بیٹا کافر ہو یا غلام
ہو تو وہ مانع پوتے کے وارث ہونیکا نہ ہوگا بلکہ پوتا وارث ہوگا
اور یہہ بیٹا کالعدم ہے یا اولاد کے ہوتے ہوئے جورو کو ثمن ملتا ہے
اولاد اوسکو ربع پانے سے روک دیتی ہے اگر اولاد میت کی بیٹا
یا بیٹی کسیکے غلام یا لونڈی ہون تو اوسکی جورو کو ربع ہی ملیگا ایسی
اولاد کے سبب سے اوسکا حصہ کم نہو جائیگا۔

(۲۱۹۳) جو شخص کہ محجوب ہو یعنی بسبب دوسرے وارث کی
اوسے میراث نملے یا حصہ اوسکا کم ہو جاوے تو وہ اور وارثون کا
حاجب ہو جاتا ہے حجب دو قسم ہے حجب نقصان اور حجب حرمان
حجب نقصان اوسے کہتے ہین کہ بسبب ہونے کسی وارث کے دوسرے
وارث کا حصہ کم ہو جاوے جیسے اولاد کے ہونے سے جورو کا حصہ
ربع سے کم ہو کے ثمن ہو جاتا ہے اور شوہر کا حصہ نصف سے کم ہو کے
ربع ہو جاتا ہے اور حجب حرمان اسے کہتے ہین کہ بسبب ایک وارث
کے دوسرے وارث کو کچھ نہ ملے جیسے مان کے ہوتے جدہ کو کچھ
نہین ملتا یا ابن کے ہوتے ابن الابن کو کچھ نہین ملتا سو جو شخص کہ
محجوب ہو بحجب حرمان یا بحجب نقصان وہ دوسرے وارث کا حاجب
ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص دو بھائی اور ماں باپ چھوڑے سو باپ کے
ہونے ہوے بھائی بالکل محجوب ہین اور اونہین نے مان کو ثلث
سے طرف سدس کے محجوب کر دیا یا ایک شخص مان اور بیٹا اور
جدہ چھوڑے سو مان ثلث سے بسبب بیٹے کے طرف سدس کے

محجوب ہے اور اوسنے جدہ کو محجوب کر دیا یا ایک شخص باپ اور دادی اور نانی کی مان چھوڑے سو دادی بسبب باپ کے بالکل محجوب ہے اور اوسنے نانی کی مان کو بہ نسبت اوسکے جدہ بعیدہ ہے محروم کر دیا۔

(۲۱۹۴) فرض یعنی حصہ مقرر واسطے وارثون کے چھ ہین دو نوع پر نوع اول نصف اور ربع اور ثمن نصف آدہے کو کہتے ہین اور ربع چوتھائی کو ثمن آٹھوین حصہ کو

(۲۱۹۵) نوع دوسرے ثلثان اور ثلث اور سدس ثلثان دو تہائیان ثلث ایک تہائی سدس چھٹا حصہ ان چھ فرض کی دو نوع ٹھہرانیکی یہہ وجہ ہے کہ تین پہلے ایک لگاؤ کے ہین اور تین پچھلے ایک لگاؤ کی نصف کے آدہا کرنے سے ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کے آدہا کرنے سے ثمن اور ثمن کے دونا کرنے سے ربع ربع کے دونا کرنے سے نصف اور ایسا ہی ثلثان اور ثلث اور سدس مین ہے۔

(۲۱۹۶) بارہ شخص مرد اور عورت مستحق ان حصون کے ہین ف ان بارہ مین چار مرد ہین باپ اور دادا اور بھائی اخیافی کہ ایک مان سے اور دوسرے باپ سے ہو اور شوہر اور آٹھ عورتین مان اور جدہ صحیحہ یعنی دادی یا نانی اور بیٹی اور پوتی اور بہن حقیقی کہ ایک ماباپ سے ہو اور بہن علاتی کہ ایک باپ اور دوسری مان سے ہو اور بہن اخیافی کہ ایک مان اور دوسرے باپ سے ہو اور جورو۔

(۲۱۹۷) باپ اور جو دوسرے ہو تو دادا اور بعد اوسکے پردادا اور

اسطرح جتنے اشخاص کہ بے وساطت مان کے اسکے آبا مین ہون سات
تر اولاد یعنی بیٹون پوتون کے اونہین چھٹا حصہ ملتا ہے دادا
اور پر دادا اور جو لوگ کہ یہہ شخص اونکی اولاد مین ہے اگر واسطہ
کسی مان کا درمیان نہو جد صحیح کہلاتے ہین اور اگر کسی مان کا واسطہ
درمیان ہو جیسے نانا کہ مان کا باپ ہے یا دادی کا باپ کہ بواسطہ
باپکی مان کے علاقہ رکھتا ہے جد فاسد کہلاتے ہین جد صحیح درصورت
نہونے باپ کے حکم باپ کا رکھتا ہے ۔

(۲۱۸) مانی بھی ملتا ہے باپ کو اور درصورت نہونے اوسکے
جد صحیح کو ساتھ اولاد مونث یعنی بیٹی یا پوتی کے یعنی اگر میت
کے بیٹا یا پوتا نہو اور بیٹی ہو یا پوتی یا پروتی اور باپ اوسکا
یا دادا یا اور کوئی جد صحیح موجود تو ان کو چھٹا حصہ بھی ملتا ہے بطور
فرض کے اور جو کچھ بعد دینے حصہ بیٹی کے اور ذوی الفروض
کے بچے وہ بھی ملتا ہے بطور تعصیب یعنی عصبہ ہونے کے پس
اسوقت مین اب اور جد ذی فرض بھی ہین اور عصبہ بھی ہین ۔

(۲۱۹) اب اور جد محض عصبہ ہوتے ہین درصورت نہونے
اولاد کے یعنی جب کہ نہ اولاد ذکور میت کی ہو اور نہ اولاد اناث
تو اوسوقت مین کچھ حصہ مقرر واسطہ باپ اور دادے کے
نہین بلکہ وہ دونون عصبہ ہوتے ہین اگر اکیلے ہون تو سب مال
اون کو ملے اور جو ساتھ اور ذوی الفروض کے ہون تو باقی
مال اون کو پہونچے

(۲۲۰) اولاد مان کی یعنی بھائی یا بہن اخیافی الہی میت کی جو

کلالہ ہو اسکیلئے کو اون مین سے چھٹا حصہ ہے اور ایک سے زیادہ کو
تہائی ہے اور عورت مرد اسبات مین برابر ہین کلالہ ایسے شخص کو کہتے
ہین جسکے والد اور ولد نہ ہو مطلب یہہ ہے کہ اگر ایک شخص مرے اور
باپ اور دادا نچھوڑے اور بیٹا پوتا یا بیٹی پوتی بھی نچھوڑے اور
اوسکے ایک بھائی یا بہن اخیافی ہو تو اوس بھائی یا بہن کو چھٹا
حصہ ملیگا اور اگر دو بھائی یا دو بہن ہون یا ایک بھائی اور ایک بہن
ہو یا دو سے زیادہ ہون سب بھائی یا سب بہن یا بھائی بہن ملے
ہوے تو ان سب کو ایک تہائی ملتی ہے اس ایک تہائی کو سب
برابر بانٹ لین عورت مرد اس جگہ برابر ہین بخلاف اور مواضع
کے فرائض ہین کہ مرد کو عورت سے دونا ملتا ہے۔

(۲۳۰۱) زوج یعنی شوہر کو نصف ملتا ہے بغیر اولاد کے اور ساتھ
اولاد کے ربع اور زوجات سب مستحق ہین نصف حصہ شوہر کے
مطلب یہہ ہے کہ اگر ایک عورت مرے اور اپنا شوہر چھوڑے اور
اولاد یعنی بیٹی بیٹا یا پوتی پوتا کوئی نچھوڑے تو اس شوہر کو
نصف ملتا ہے اور اگر اولاد بھی چھوڑے تو اسے ربع ملتا ہے اور
زوجہ کو بغیر اولاد کے ربع ملتا ہے اور ساتھ اولاد کے ثمن یعنی آٹھوان
حصہ اور جو کئی زوجہ ہون تو سب اسی ربع یا ثمن کو برابر باہم
بانٹ لین ساری زوجات کو اس ربع یا ثمن سے زیادہ استحقاق
نہین ہے۔

(۳۲۰۳) بیٹی اور بدرصورت نہ ہونے بیٹی کے جو اس سے نیچے
ہے جیسے پوتی اور جب پوتی نہ ہو تو پرپوتی ان کو نصف ملتا ہے

اگر ایک ہو اور دو ثلث ملتے ہین جو ایک سے زیادہ ہون۔

(۲۲۰۳) بیٹی اور پوتی عصبہ ہو جاتی ہین ساتھ بھائی اپنے کے کہ مرد کو حصہ دو عورت کی برابر ملتا ہے یعنی اگر ایک شخص بیٹا اور بیٹی یا پوتا اور پوتی دونون چھوڑے تو اوسوقت مین بیٹی پوتی ذوی الفروض مین سے نہین ہین اور اونکے لیے کچھ حصہ مقرر نہین اگر کوئی ذی فرض نہ ہو تو سب مال اور ساتھ ذی فرض کے باقی انھین ملے اسطرح کہ پسر کو دو حصہ اور بیٹی کو ایک یا ابن الابن کو دو حصہ اور پوتی کو ایک کتنی ہی بیٹیان یا پوتیان ہون۔

(۲۲۰۴) سدس پہونچتا ہے نیچے کے درجہ والیون کو ساتھ ایک اعلی درجہ والی کے یعنی اگر ایک بیٹی ہو اور اوسکے ساتھ ایک پوتی یا کئی پوتیان ہون تو نصف بیٹی کو ملے گا اور ایک سدس پوتیون کو اور جو ایک پوتی ہو اور اوسکے ساتھ ایک پردوتی ہو یا کئی پرپوتیان تو پوتی کو نصف ملیگا اور پرپوتیون کو سدس و علی ہذا القیاس۔

(۲۲۰۵) نیچے والیان محجوب ہوتی ہین ساتھ دو اعلی درجہ والیون کے یعنی دو بیٹیون کے ساتھ پوتی کو کچھ نہین ملتا اور دو پوتیون کے ساتھ پردوتی کو کچھ نہین ملتا مگر جو ساتھ ان نیچے والیون کے یا اون سے نیچے کوئی مرد ہو تو یہ سب مرد اور عورت عصبہ ہو جائینگی مثلاً ایک شخص دو بیٹیان اور ایک پوتی اور پوتا چھوڑے تو دونو بیٹیون کو دو ثلث پہونچین گے اور باقی اس پوتا اور پوتی پر

بطور عصوبت کے بٹ جاینگا مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک یا کوئی
شخص دو بیٹیان اور ایک پوتی اور ایک پروتی اور ایک پروتا چھوڑے
تو اس پروتہ کے سبب پروتی بھی عصبہ ہو گئی کہ اوسکے ساتھ والی
ہے اور پوتی بھی کہ اوس سے اعلی درجہ کی ہے پروتہ کو دو حصہ
اور پوتی اور پروتی کو ایک ایک حصہ بعد دینے دو ثلث بیٹیون
کے ملیگا یا کوئی شخص دو پوتیان چھوڑے اور ایک پروتی اور
پروتا تو بھی ثلثین پوتیون کو پہونچینگے باقی پروتہ پر للذکر مثل حظ
الانثین یعنی مرد کو دو عورت کی برابر بٹجاینگا اور اگر پروتا نہ ہوتا
تو بسبب دو پوتیون کے پروتی محروم ہوتی **ف** بنات کا حق
دو ثلث ہے اس سے زیادہ نہین جب دو ثلث بنات کو پہونچ
جاوین پھر کسیکو بنات مین سے جو رہگئی ہون کچھ نہین پہونچتا
اور دو ثلث پہونچنے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ دو ایک
درجہ کے منجملہ بنات کے پائی جاوین جیسے دو بیٹیان یا دو پوتیان
دوسرے یہہ کہ ایک اعلی درجہ والی کے ساتھہ اسفل والی ایک
یا کئی پائی جاوین مثلاً ایک بیٹی کے ساتھہ پوتی یا پوتیان ہون یا
ایک پوتی کے ساتھہ پروتی یا پروتیان ہون کہ اس صورت
مین اعلی درجہ والی کو نصف ملتا ہے اور اسفل والی کو سدس
اور نصف اور سدس ملکے دو ثلث ہو جاتے ہین پس اسکے
اور جو اسفل والیان ہون اون کو کچھہ نہین ملیگا مثلاً ایک بیٹی اور
پوتی کے ساتھہ پروتیان محروم ہین
اور ایک پوتی اور پروتی کے ساتھہ پوتیان ابن الابن

کی محروم ہین مگر ایسی صورت مین بھی اگر کوئی مذکر انکے ساتھ یا
ان سے نیچے پایا جاوے تو یہ سب جو محروم ہوئی ہین اوس مذکر
کے ساتھ ملکے عصبہ ہو جاینگی مثال مذکر کے ساتھ ہونیکی یہ ہے

مسئلہ ۱۸ زید

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	ابن ابن الابن
ہندہ	سلمی	سعیدہ	صالح

اس صورت مین ہندہ کو نصف اور سلمی کو سدس پہونچتا ہے اور سعیدہ
اور صالح پر باقی للذکر مثل حظ الانثیین بٹجاتا ہے اور اگر صالح نہوتا تو
سعیدہ محروم ہوتی اسواسطے کہ اوس سے اعلی درجہ والیون کو
دو ثلث پہونچ چکے ہین حق بنات مین سے کچھ نہین رہا اور مثال
مذکر کی اسفل مین ہونیکی یہ ہے ۔

مسئلہ ۱۳

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	ابن ابن ابن الابن
قطام	خدام	حمیدہ	مجیدہ	ولید

قطام کو نصف اور خدام کو سدس اور باقی حمیدہ اور مجیدہ اور ولید
کو للذکر مثل حظ الانثیین بٹجائیگا مجیدہ اوسکے ساتھ اور حمیدہ اس سے
اعلی مین ہے اور اگر یہ ولید نہوتا تو حمیدہ اور مجیدہ دونون
محروم ہوتین **ف** ابن کے ساتھ پوتیان علی الاطلاق محروم ہین

(۲۲۰۶) حقیقی بہن کہ ایک ماباپ سے ہو قایم مقام اور مانند
بیٹی کے ہے یعنی جب بیٹی نہو تو بہن حقیقی کا حال بیٹی کا سا ہے
ایک کو نصف ملتا ہے اور ایک سے زیادہ کو دو ثلث اور اپنے

بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہین اور بھائی بہن پر للذکر مثل حظ الانثیین بٹتا ہے

(۲۲۰۷) بہن علاتی کہ ایک باپ اور دوسری مان سے ہو بجاے پوتی کے ہے یعنی جو حکم پوتی کی میراث کا ساتھ بیٹی کے تھا وہی حکم میراث علاتی بہن کا ساتھ حقیقی کے ہے جیسے پوتی در وقت نہ ہونے بیٹی کے بجاے بیٹی کے ہو جاتی ہے اور ایک نصف اور زائد ثلثان اور ساتھ اپنے بھائی کے میراث بہ عصوبت پاتی ہین یہی حال علاتی بہنون کا بر وقت نہونے حقیقی بہن کے ہے اور جسطرح ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کو سدس ملتا ہے ایسے ہی ایک علاتی بہن کو ساتھ حقیقی بہن کے اور جسطرح دو بیٹیون کے ساتھ پوتیان بالکل محروم ہو جاتی ہین ایسے ہی دو حقیقی بہنون کے ساتھ علاتی بہنین بالکل محروم ہو جاتی ہین اور جسطرح محروم پوتیان بسبب ہونے مذکر کے ساتھ اونکے عصبہ ہو جاتی ہین اسیطرح باوصف ہونے دو بہنون حقیقی کے اگر ساتھ علاتی بہنون کے بھائی علاتی پایا جاے تو یہ بہنین بھی عصبہ ہو جاینگی **ف** پوتیون مین مذکر اسفل کا بھی عصبہ کر دیتا ہے یہان یہ بات نہین ہے پس اگر ایک شخص مرے اور دو بہنین حقیقی اور ایک بہن علاتی اور ایک بھتیجا چھوڑے تو دو ثلث حقیقی بہنون کو ملین گے اور باقی ابن الاخ کو اور علاتی بہن کو کچھ نملے گا **ف** یہ چار عورتین جو ذی فرض ہین یعنی بیٹی اور پوتی اور بہن حقیقی اور علاتی اپنے بھائیون کے ساتھ

عصبہ ہوتی ہین اور انھین عصبہ بغیرہ کہتے ہین اور سواے ان
چارون کی کسی عورت کا بھائی اوسے عصبہ نہین کرتا جیسے پھوپی
ساتھ چچا کے یا بنت العم ساتھ ابن عم کے یا بنت الاخ ساتھ
ابن آخ کے بلکہ ایسی صورتون مین مال سب مرد کو ملتا ہے اور
عورت محروم رہتی ہے اور اسی درجہ مین علاتی ساتھ اپنے
ابن آخ کے عصبہ نہین ہوجاتی اسواسطے کہ جب وہ اپنی حقیقی
بہن یعنی بھتیجی کو عصبہ نکرسکا تو اوسکو جو اوسکے درجہ مین نہین
کیسے عصبہ کرے **ف** ایک حقیقی بھائی کے ہوتے سب بھائی
یا بہن علاتی محروم ہوتے ہین۔

(۲۲۰۸) بہنون حقیقی کو اور وہ نہ ہون تو علاتی کو عصوبت
ہے ساتھ بیٹیون کے یا پوتیون کے جب کوئی شخص بیٹی ایک
یا زاید چھوڑے اور بہن ایک یا کئی چھوڑے تو بیٹیون کا فرض
دے کے باقی مال بہنون کو ملے **ف** حقیقی بہن جب عصبہ ہوجاے
تو اوسکے ساتھ بہن علاتی بھائی محروم ہوجاتا ہے اور جو عصبہ
نہ ہو تو محروم نہین ہوتا بلکہ وہ خود عصبہ ہوتا ہے۔

(۲۲۰۹) بہنین مطلقًا حقیقی ہون یا علاتی ساتھ اصول اور
فروع مذکر کے محروم ہوجاتی ہین اصول وہ لوگ ہین جنکی یہہ
شخص اولاد مین ہے جیسے مان اور باپ اور دادا اور دادی
اور پردادا اور پردادی فروع جو اوسکی اولاد مین ہین
جیسے بیٹا پوتا یا بیٹی پوتی مذکر کی قید اسلیے لگائی کہ اصول
مونث جیسے مان یا دادی یا نانی اور فروع مونث جیسے بیٹی

پوتی اسکے ساتھ بہنیں محروم نہیں ہوتی ہین ف اصول اور
فروع مذکر کی ساتھ بھائی بھی محروم ہوجاتی ہین ۱۲ ہدایہ
(۱۰۳۳) مان ساتھ اولاد کے یعنی بیٹیا بیٹی یا پوتا پوتی کے
اور دو کے بھائی بہنون مین سے سدس پاتی ہے اور جو اولاد نہو
اور نہ دو بھائی بہن ہون تو پورا ثلث پاتی ہے ف بھائی بہن
کسیطرح کے ہون عینی یا علاتی یا اخیافی اون مین سے جب دو
یا زیادہ پاے جاوین خواہ ایک قسم کے ہون مثلاً دونون عینی ہون
یا دو قسم کے مثلاً ایک عینی ہو اور ایک علاتی یا اخیافی خواہ دونو
بہن خواہ دونون بھائی یا ایک بھائی ایک بہن مان کو ثلث سے طرف سدس
کے محجوب کردیتی ہین
(۱۱۳۴) مان کو ملتا ہے ثلث اوسقدر کا جو باقی رہے حصہ
عورت کے سے اگر ہووے مان ساتھ باپ کے اور ایک کی
ان دونون مین سے یعنی اگر ایک مرد مرے اور اپنے ما باپ
اور جورو چھوڑے تو بعد دینے فرض جورو کے جو حصہ باقی رہیگا
اوسکی تہائی مان کو ملیگی کل مال کی نہ ملیگی اور اگر عورت مرے
اور اپنے ما باپ اور شوہر کو چھوڑے تو بعد دینے حصہ شوہر کے
جو بچے اوسکی تہائی مان کو ملیگی نہ کل مال کی یہی صورت یہ ہے
مسئلہ ۱۲

اب	ام	زوجہ
	۳	

۱۲ مین سے عورت کو حصہ چوتھائی یعنی ۳ نکال دیتے باقی
رہے ۹ اوسکی تہائی ۳ مان کو دی اور ۶ باپ کو پہونچی اور اگر

کل کی تہائی مان کو دیتے تو اوسی ۴ پہونچتے اور باپ کو دو
اور دو سرے صورت یہ ہے

مسئلہ

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

۶ مین سے نصف یعنی ۳ زوج کو پہونچے باقی رہے ۳ اوسکا
ثلث یعنی ایک مان کو دیا اور ۲ باپ کو پہونچے اور اگر کل کی
تہائی مان کو دیتے تو اوسے ۲ پہونچتے اور باپ کو ایک۔

(۲۲۱۲) جب مان نہو تو سب جدات کو چھٹا حصہ ملتا ہے ایک
ہون یا زیادہ اگر نسب اونکا بغیر علاقہ کسی نانا کے ہو۔ جدات
کی دو قسمین ہین صحیحہ اور فاسدہ صحیحہ اوسکو کہتے ہین جسکو
میت سے علاقہ بواسطہ کسی اب الام کے نہو اور فاسدہ وہ
جسے بواسطہ اب الام کے علاقہ ہو دادی یا نانی یا دادی کی
مان یا نانی کی مان سب صحیحہ ہین اور نانا کی مان یا دادی کے
باپ کی مان یا نانی کے باپ کی مان فاسدہ ہین اسواسطے کہ
اون سب مین اب الام کے سبب سے علاقہ ہے نانا خود اب
الام ہے دادی کا باپ اب ام الاب ہے اور نانی کا باپ اب
ام الام ہے جدات فاسدہ ذوی الارحام ہین اور جدات
صحیحہ کا یہ حال ہے کہ درصورت نہ ہونے مان کے اونہین
سدس ملتا ہے اگر اکیلی ہو تو کل سدس لے اور جو زیادہ ہون
تو اوسی سدس کو آپس مین بانٹ لین

(۲۲۱۳) جن جدات کو باپ کے سبب سے علاقہ ہے وہ

سب باپ کے ہوتے ہوے محروم ہو جاتی ہین پس دادی کو پر دادا کی مان کو اور علی ہذا القیاس سب جدات کو جنکی اولاد مین باپ میت کا ہے ساتھ باپ میت کے سمجھتے لگا البتہ مان کی طرف والیان جیسے نانی یا نانی کی مان باپ ساتھ کے محروم نہین ہوتی ہین

(۲۲۱۴) اور ساتھ جد کے محروم ہو جاتی ہین وہ جدہ جنین جد سبب ہے یعنی بواسطہ جد کے اوسے علاقہ ہو پس دادا کے ساتھ مین پر دادی ساقط ہو جائیگی اور اسیطرح اور سب جدات جنکی اولاد مین دادا ہے دادی ساقط نہ ہوگی اسواسطے کہ اوسکا اتصال میت سے بواسطہ باپ کے ہے نہ بواسطہ دادا کے اور پر دادا کے ساتھ مین اوسکی مان اور اوس سے اعلی درجہ والیان ساقط ہو جائینگی نہ پر دادی و علی ہذا القیاس۔

(۲۲۱۵) ساقط ہو جاتی ہین سب دور والیان بسبب ہر ایک قریب والی کے خواہ وہ قریب والی بعید والی کے ساتھ ہم سلسلہ ہون جیسے دادی اور پر دادی کہ دونون باپکی طرف کی ہین خواہ دوسرے سلسلہ کی جیسے نانی اور پر دادی کہ نانی مان کی طرف کی ہے اور پر دادی باپ کی طرف کی ہے چونکہ نانی اور دادی جدہ قریبہ ہین اونکے ہوتے ہوے پر دادی کو کچھ نہ ملیگا اور اسیطرح دادی کے ہوتے نانی کی مان کو اور باپ کی دادی کو کچھ نہ ملیگا۔ ایک جہت والی جدہ اور کئی جہت والی برابر ہین یعنی دونون سدس مین سے

بھائی بانٹ لین یہہ نہین کہ کئی جہت والی کو زیادہ ملے صورت
کئی جہت والی جدہ کی ساتھہ ایک جہت والی کے یہہ ہے مثلاً ہندہ
ایک عورت ہے اوسنے اپنے ابن الابن زید کا اپنی بنت
البنت سلمی سے نکاح کیا اور زید کی نانی صالحہ ہے اور زید کے
بیٹا ہوا سلمی سے عمرو لیس ہندہ اس عمرو کی دو جہت سے جدہ ہی
اسواسطے کہ اوسکے ام ام الام یعنی پرنانی بھی ہے اور ام اب الاب
یعنی پردادی بھی ہے اور صالحہ اوسکی ایک جہت سے جدہ ہے
کہ ام ام الاب ہے سو ان دونون کو ترکہ عمرو مین برابر ملیگا یہہ نہوگا
کہ ہندہ کو زیادہ دیوین اور صورت اس مثال کی واسطے سمجہانیکے
بطور شجرہ کے حاشیہ پر لکھی ہے

(۲۲۱۶) عصبہ وہ شخص ہے جو کہ لے لیوے جو کچھ باقی بچے
حصہ ذوی الفروض کا دیکے اور کل لیوے جو اکیلا ہووے چنانچہ یہہ
تعریف ہم فصل اول مین لکھہ چکے ہین۔ عصبہ کی چار قسمین ہین ایک
فروع یعنی جو لوگ اوسکی اولاد مین ہین دوسری اصول یعنی وہ لوگ جنکی
یہہ اولاد مین ہے تیسری فروع باپ کی یعنی وہ لوگ جو میت کے باپکی
اولاد مین ہین جیسے بھائی بھتیجے بھتیجون کی اولاد چوتھی فروع
جد کی یعنی وہ لوگ جو میت کے جد کی اولاد مین ہین جیسے چچا یا چچا کی
اولاد سو ان چار قسمون کے مذکر عصبہ ہین مونث عصبہ نہین مگر قسم اول
مین بیٹیان اور قسم سوم مین بہنین مذکر کی ساتھہ عصبہ ہوجاتی ہین
چنانچہ اسکا بیان احوال بنات اور اخوات مین ہوچکا ہے۔ ان چار
قسمون مین قریب تر بیٹا ہے پھر نیچے اوس سے جیسے پوتا یا پڑپوتا

یعنی فروع کو عصبات مین سب سے تقدیم ہے اونکے ہوتے
ہوے اصول عصبہ نہین ہونگے باپ یا دادا کو سدس بطور فرض ملیگا اونکے
ساتھ ملتا ہے نہ بطور عصوبت کے بعد فروع کے قریب تر اصول ہین
یعنی باپ اور اوس سے عالی دادا پر دادا وغیرہ۔ بعد اصول کے
قریب تر فروع الاب ہین جیسے بھائی بھتیجے اور پھر فروع الجد
جیسے میت کا چچا میت کے باپ کا چچا میت کی دادا کا چچا ان
سب مین قریب تر کو دیوین اوسکے بعد اور قریب تر کو

ف

عصبات کی توریث مین دو باتون پر لحاظ ہے ایک یہ کہ یہ چار
قسمین بہ ترتیب جو بیان کین ان مین سے مقدم قسم اوس کی کتنا ہی
بعید ہو موخر قسم والی پر اگرچہ قریب ہو مقدم ہے مثلاً قسم اول
مین سے پرپوتا ہو کہ میت سے دو واسطہ کر علاقہ رکھتا ہے قسم دوم
کی بلا واسطہ پر یا ایک واسطے والی پر بھی اوسے تقدیم ہے پس
اوسکے ہوتے ہوے باپ یا دادا کو عصوبت کچھ نملیگا یا مثلاً
قسم سوم مین بھائی کا پوتا ہو کہ کئی واسطے کر میت سے منتسب ہے
اور قسم چہارم مین سے چچا ہو کہ میت سے نسبت ابن ابن الاخ
کی قریب تر ہے تو ابن ابن الاخ ہی وارث ہے اور چچا محروم
ہے وعلی ہذا القیاس اور بھی مقدم قسم والیکو اگرچہ قرابت ضعیفہ
رکھتا ہو ترجیح ہے اوپر موخر قسم والے کے جسمین قرابت قویہ ہو
مثلاً بھائی علاتی کو ترجیح ہے عینی چچا پر حال آنکہ علاتی قرابت بہ نسبت
عینی کے ضعیف ہے پس علاتی بھائی کے ہوتے چچا کو کچھ نملیگا
دوسری یہ کہ ایک درجہ والون مین باعتبار شدت اتصال کے اوس

قوت قرابت کی ترجیح ہے پس ابن کے ہوتے ہوے ابن الابن
محروم ہے اور اب کے ہوتے ہوے جد محروم ہے اسواسطے کہ
ابن کو بہ نسبت ابن الابن کی اور اب کو بہ نسبت جد کے اتصال زیادہ
ہے اور حقیقی بھائی یا حقیقی چچا کے ساتھہ علاتی بھائی اور علاتی چچا
محروم ہین اسواسطے کہ حقیقی کی قرابت قوی ہے بہ نسبت علاتی کے

باب المخارج

یہہ باب ہے مخارج کی بیان مین

(۲۲۱۷) مخارج ہے جمع مخرج کی

(۲۲۱۸) مخرج اوس عدد کو کہتے ہین جس سے کوئی کسر یعنی حصہ
جیسے نصف یا ثلث یا ربع صحیح نکل سکے اور اوس سے کم ہو تو بغیر
ٹوٹے نہ نکلے حصہ کو کسر کہتے ہین۔ مخرج نصف کا دو ہے اور حصو انکا
ہمنام اونکا اگر مسئلہ مین ایک ہی حصہ ہو اور اگر ایک سے زیادہ
ہون ایک نوع کے تو مخرج ہمنام چھوٹے حصہ کا ہے مطلب یہہ ہی
کہ مخرج نصف کا یعنی ایسا عدد جس سے نصف صحیح نکلے اور اوس سے
کم سے بغیر ٹوٹے نہ نکلے دو ہے کہ نصف اوسکا ایک ہے اور دو
سے کم ایک ہے اوسکا نصف عدد صحیح نہین نکلتا بلکہ آدہا نکلتا ہی
اور مخرج باقی حصون کا جیسے ثلث ربع ثمن ہم نام ہے ثلث کا
ثلثہ یعنی ۳ ربع کا اربعہ یعنی ۴ ثمن کا ثمانیہ یعنی ۸ اگر نصف یا اور حصے
تنہا ہون ایک کے ساتھہ دوسرا نہ ہو تب یہہ قاعدہ مخرج کا ہے کہ
نصف کا ۲ ہے اور اوروں کا ہمنام پس اگر ایک شخص ساتھہ عصبہ
کے ایک بیٹی کو جو مستحق نصف ہے چھوڑے تو مسئلہ اوسکا دو سے

ہوگا اسطرح پر مسئلہ ۲ اور جو زوجہ بے اولاد کے
کہ مستحق ربع ہے چھوڑ جائے تو مسئلہ اوسکا ۴ سے ہوگا اسطرح پر
مسئلہ ۴ اور جو زوجہ ساتھ اولاد کے کہ مستحق ثمن ہے
چھوڑ جائے تو مسئلہ اوسکا آٹھ سے ہوگا اسطرح پر مسئلہ ۸ زوجہ ابن
اور اگر مسئلہ مین ایک حصے سے زیادہ ہون جیسے نصف اور ربع یا ربع
اور ثلث تو اوسکا یہ قاعدہ ہے کہ اگر وہ سب حصہ ایک نوع کے
ہین جیسے نصف اور ربع یا ربع اور ثمن کہ سب نوع اول کے ہین
یا ثلثان اور ثلث یا ثلث اور سدس کہ یہ سب نوع ثانی کے
ہین تو چھوٹے حصہ کا ہمنام مخرج ہے پس نصف اور ربع مین چار
مخرج ہین اور نصف اور ثمن مین آٹھ اور ثلث اور سدس مین چھ
پس اگر میت ساتھ عصبہ کے بیٹی اور شوہر چھوڑے کہ اس مین
نصف اور ربع یکجا ہے تو اوسکا مسئلہ اسطرح پر ہے مسئلہ ۴ زوج بنت اخ
اور اگر بیٹی اور جورو چھوڑے کہ اسمین ثمن اور نصف یکجا
ہے تو آٹھ سے ہوگا اسطرح پر مسئلہ ۸ زوجہ بنت اخ اور جو دو اخیافی
بھائی اور جدہ چھوڑے کہ ثلث اور سدس اکٹھا ہے تو اوسے اس
طرح پر مسئلہ ۶ جدہ اخ لام اخ لام

نصف اگر مجتمع ہو ساتھ کل نوع دوسرے کے یا ساتھ بعض کے
نوع دوسرے مین سے تو مسئلہ ۶ سے ہوگا صورت اجتماع نصف
کی ساتھ تمام نوع دوسرے کے یہ ہے کہ ایک عورت شوہر
اور دو بہین حقیقی اور دو بہنین اخیافی اور ماں چھوڑے شوہر
کو نصف پہونچتا ہے اور حقیقی بہنون کو ثلثان اور اخیافی بہنون

کو ثلث اور ماں کو سدس اور صورت اجتماع نصف کی ساتھہ
بعض نوع ثانی کی یہہ ہے کہ ایک بیٹی چھوڑے اور ماں چھوڑے
اسمین نصف اور سدس یکجا ہے یا ایک بہن عینی اور ماں چھوڑی
کہ اسمین نصف اور ثلث یکجا ہے یا شوہر اور دو بہنین عینی
چھوڑے کہ اسمین نصف اور ثلثان یکجا ہے۔

(۲۲۱۹) اگر عدد سہام کم ہوں اہل فرض سے جو تقسیم نہین
ہو سکتے اہل فرض پر تو اوس وقت مسئلہ مین عول کیا
جاوے (عول بفتح اول و سکون ثانی لغتًا بمعنی جور و غلبہ
و رفع و زیادت کے مستعمل ہے اور اصطلاحًا عول اوسے کہتے
ہین کہ مخرج کو بڑہالیوین ایسی جگہ پر جہاں سب حصہ دارون کو مخرج
سے نہ مل سکے) اسطرح پر کہ اوس سے سب حصہ دار پالیوین
پس عول ۶ کا ۱۰ تک آتا ہے طاق بھی ہوتا ہے یعنی ۷ اور ۹ اور
جفت بھی ہوتا ہے یعنی ۸ اور ۱۰ اور طریقہ عول کا یہہ ہے کہ
سب حصہ دارون کے حصون کو اوسکے مخرج سے لیکے یکجا کرین
جو عدد حاصل ہو وہی مخرج عول ہے پس مثال عول ۶ کی طرف
۷ کی یہہ ہے مسئلہ ۶ زوج کو نصف پہونچتا ہے اور دو
اخت کو ثلثان پس بسبب اختلاط نصف کے ساتھہ بعض نوع ثانی
کے مسئلہ ۶ سے ہوا اور نصف ۶ کا ۳ ہے اور ثلثان ۴ یہہ سب
۶ سے نہین بٹ سکتے ہین پس عول کیا ۳ اور ۴ کو جمع کیا ۷ ہوے
اسی ۷ کو مخرج ٹھہرایا اور صورت عول ۶ کی طرف ۸ کی یہہ ہے

مسئلہ ۶ عول ۸		
زوج	دو اخت	ام
۳	۴	۱

اور طرف ۹ کی یہہ ہے

مسئلہ ۶ عول ۹			
زوج	دو اخت عینی	دو اخت لام	
۳	۴	۲	

اور طرح ۱۰ کی یہہ ہے مسئلہ

(۲۲۲۰) ربع یکجا ہو ساتہہ کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کی تو اسکا مسئلہ ۱۲ سے ہے مثال اوسکی یہہ ہے مسئلہ ۱۲

عول ۱۲ کا طاق ۷ تک ہے یعنی عول ۱۲ کا جفت نہین آتا ہے طاق ہی آتا ہے ۱۳ آتا ہے اور ۱۵ آتا ہے اور ۱۷ آتا ہے ۱۴ اور ۱۶ نہین آتا مثال ۱۳ کی مسئلہ ۱۳ مثال ۱۵ کی مسئلہ ۱۵ مثال ۱۷ کی مسئلہ ۱۷ ف اس مثال مین اختلاط ربع کا ہے ساتہہ کل نوع ثانی کے اور باقی مثالون مین ساتہہ بعض نوع ثانی کے۔

(۲۲۲۱) ثمن ساتہہ نوع ثانی کے ہو تو مسئلہ ہوتا ہے ۲۴ سے مثال اوسکی یہہ ہے مسئلہ ۲۴

عول ۲۴ کا ۲۷ ہے ایک فقط مثال اوسکی یہہ ہے۔ مسئلہ ۲۷

(۲۲۲۲) ایک سا ہونا دو عدد کا تماثل ہے جیسے ۳ اور ۳۔ اور ۴۔ اور ۴ یعنی دو عدد اگر برابر ہون تو اون دونون مین نسبت تماثل ہے اور وہ دونون متماثلین کہلاتے ہین۔

(۲۲۲۳) شمار کرجانا کم عدد کا زیادہ کو تداخل ہے یعنی اگر نسبت تماثل نہو تو بالضرورت دونون عدد کم بیش ہون گے پھر اگر کم کو بیش مین سے چند بار نکالین اور بیش ختم ہو جاوے تو اسی تداخل کہتے ہین جیسے دو اور چھہ دو کو ۳ بار چھہ مین سے

سے نکالین ۲ فنا ہو جائیگا یا ۴ اور ۱۶ چار بار چار کو ۱۶ مین سی نکالین ۱۶ فنا ہو جاے اور یہ دو عدد متداخلین کہلاتے ہین ۔

(۲۲۲۴) اگر ایک عدد دوسرے کو فنا نہ کرے پھر دیکھین گے کہ واحد کے سوا کوئی اور اون دونون کو فنا نہین کرتا تو نسبت تباین ہے اور وہ دونون عدد متباینین کہلاتے ہین جیسے ۱۷ اور ۵ اور ۷ اور ۸ کہ ان دونون مین نہ ایک دوسرے کو فنا کرتا ہے نہ سوا واحد کے کوئی اور انہین فنا کرتا ہے ۔

(۲۲۲۵) اور نسبت درمیان دونون عدد کے توافق ہے اگر فنا کرے اون دونون کو کوئی عدد سوا زیادہ واحد سے جیسے ۱۶ اور ۹ کہ دو عدد کم بیس ہین اور ایک دوسرے کو فنا نہین کرتا اور سوا واحد کے ۳ ان دونون کو فنا کرتا ہے یا ۴ اور ۱۰ ا کہ ان دونون کو فنا کرتا ہے اس قسم کے دونون عدد کو متوافقین کہتے ہین ۔

(۲۲۲۶) توافق بنصف ہوتا ہے اگر عدد ثالث فنا کرنیوالا دو ہو اور توافق بہ ثلث اگر فنا کرنیوالا ۳ ہو یعنی عدد فنا کرنیوالا جس کسر کا مخرج ہو اوسی کسر مین توافق ہوتا ہے اور وہ کسر وفق کہلاتی ہے پس دو مخرج نصف کا ہے جن دو عدد و نکا مفنی دو ہو جیسے ۴ اور ۶ یا ۸ اور ۲۲ اون مین توافق بالنصف ہے اور نصف ہر ایک کا وفق ۴ اور ۶ مین دو باعتبار ۴ کی وفق ہے اور ۳ باعتبار ۶ کے اور ۳ مخرج ثلث کا ہے پس ۱۲ اور ۱۵ مین توافق بالثلث ہے ۱۲ مین ۴ وفق ہے اور ۱۵ مین ۵ اور ۴ مخرج ربع

کا سب ہے ۱۵ اور ۲۰ مین کہ مفنی اونکا ۶۰ ہے توافق بالربع ہے اور ۱۵ مین وفق ۳ ہے اور ۲۰ مین وفق ۵ و علی ہذا القیاس ۔

(۲۲۳۷) اگر وارثون کے ایک گروہ پر حصہ صحیح نہ بٹے بلکہ ٹوٹے تو لحاظ کرینگے کہ عدد حصہ مین اور عدد وارثون مین کیا نسبت ہے اگر توافق ہو جیسے ایک شخص مرے اور ایک جدہ اور ۶ بیٹیان اور ایک چچا چھوڑے تو مسئلہ ۶ سے ہے اور اوس مین سے جدہ کو ایک پہونچتا ہے اور ۶ بیٹیون کو ۴ پہونچتے ہین سو اُن پر ٹوٹتے ہین چار کو ۶ جگہ برابر بانٹین تو پورن پورن ہر ایک کو ملے صحیح عدد نہین ملتا اور ۴ اور ۶ مین توافق ہے پس عدد وارثون کی وفق کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین جو کچھ حاصل ہو اوس سے سب وارثون کو صحیح بٹجائیگا پس مثال مذکور مین ۶ اور ۴ مین توافق بالنصف ہے اور وفق اسکا ۳ ہے اوسے مخرج مسئلہ مین یعنی ۶ مین ضرب کیا ۱۸ حاصل ہوے اب ۱۸ سے سب وارثون کو صحیح ملجائیگا جدہ کو سدس کے تین پہونچینگے اور بیٹیون کو ثلثان کے ۱۲ ہر ایک بیٹی کو دو دو اور ۳ باقی عم کو ف عدد وارثون کو عدد رؤس کہتے ہین اور عدد حصہ کو سہام ۔

(۲۲۳۸) اگر عدد رؤس اور سہام مین تباین ہو تو کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین حاصل سے سب کو صحیح ملجائیگا مثال اوسکی یہ ہے

مسئلہ ۳

اصل مسئلہ ۶ سے ہے اب اور ام کو ایک ایک سدس کا پہونچتا

ہے اور ۵ بنت کو ثلثان کی ۴ جو پہونچتے ہین سو لوٹے ہین
اور ۵ اور ۴ مین تباین ہے لہذا ۵ کو اصل مسئلہ مین یعنی ۶ مین
ضرب کیا ۳۰ حاصل ہوے اوس مین سے پانچ پانچ سدس کی
اب اور ام کو پہونچے اور ثلثان کے ۲۰ پانچون بیٹیون پہ
چار چار بٹ گئے **ف** اگر درمیان عدد روس اور سہم کے
تداخل ہو تو اوسکی دو صورتین ہین ایک یہ ہے کہ عدد روس
کم ہون اور سہام زیادہ تو اس صورت مین حصہ صحیح بٹجائیگا کچھ
ضرورت ضرب کی نہ ہوگی جیسے اس مثال مین مسئلہ
دوسری یہ کہ سہام کم ہون اور عدد روس زیادہ ہون
تو اوسکا حکم توافق کا سا ہے یعنی وفق عدد روس کو اصل مسئلہ
مین ضرب کرینگے جیسے اس مثال مین مسئلہ ۱۲
سہام بنات کے ۴ ہین اور عدد روس یعنی ۸ سے نسبت تداخل رکھتے ہین
اور ۸ زیادہ ہین لہذا بموجب توافق کے وفق عدد روس
یعنی ۲ کو اصل مسئلہ یعنی ۶ مین ضرب کیا ۱۲ حاصل ہوے اوس سے
سب وارثون کو صحیح ملجاتا ہے چنانچہ عدد ہر وارث کے اوسکے ہر وارث
کے نیچے لکھے ہین یہان تک بیان تھا اسکا کہ ایک ہی گروہ پر وارثون
کے حصہ لوٹے اور اگر ایک گروہ سے زیادہ پر حصہ صحیح نہ بٹے
تو وہ سب جتنے فرقہ ہون اولا اون کے باہم عدد روس کی نسبت
کا لحاظ کرینگے کہ ایک فرقہ کو دوسرے سے کیا نسبت ہے۔
تماثل یا تداخل یا توافق یا تباین لیکن اس نسبت کے لحاظ کرنیمین
اور ایک دستور ہے کہ جس فرقہ کے سہام اور روس مین

توافق ہو اوسکے عدد روس کے وفق کو لیکے اوسکے ساتھ دوسرے کی نسبت ملاحظہ کرتے ہین اور جس فرقہ کے سہام اور روس مین تباین ہو تو کل عدد روس کی نسبت دوسرے کے ساتھ دیکھتے ہین مثلاً ۳ بیٹیان اور ۴ اونہین پوتے اور ۳ جدہ ہون اور ایک اونہین پوتے پس دونون کے سہام اور روس مین تباین ہے تو ان دونون فریق کے کل یعنی ۳ اور ۳ کو باہم لحاظ کرین گے کہ کیا نسبت رکھتے ہین اور اگر ۶ بیٹیان ہون اور اونہین چار پوتیان اور ۳ جدہ کو ایک تو باین سبب کہ ۶ اور ۴ مین توافق بالنصف ہے ۶ مین سے وفق اوسکا یعنی ۳ رہنے دینگے اور اوسکی نسبت ساتھ دوسرے فریق کے دیکھین گے اسی قاعدہ بیان مین مصنف کہتا ہے۔

(۲۲۲۹) جب حصہ ٹوٹے کئی وارثون کا تو وفق ہر گروہ کا یا کل ہر گروہ کا لحاظ کبھی ساتھ کل یا وفق دوسرے گروہ کے مطلب یہ ہے کہ فیمابین روس اور سہام کے توافق ہو تو اوسکے وفق کی نسبت کا اور تباین ہو تو کل روس کی نسبت کا ساتھ دوسرے فرقہ کے لحاظ کرین اور دوسرے فرقہ کا بھی یہی حال ہے کہ اگر اوسکے سہام اور روس مین تباین ہے تو اوسکی کل کا اعتبار ہے اور اگر توافق ہے تو وفق کا پھر اگر اون سب فرقون مین نسبت تماثل ہو تو ایک کو اون مین سے اصل مسئلہ مین ضرب کرین کہ حاصل سے سب کو صحیح حصہ ملجائیگا مثال

تماثل کی یہ ہے مسئلہ ۱۸

اصل مسئلہ ۶ سے ہے اوس مین ۴ جدہ ۲ اخوات ۳ عم سدس کا ایک ۴ جدہ کو
پہونچتا ہے اور اون پر منکسر ہے اور تباین رکھتا ہے لہذا کل
۳ کا اعتبار رہا اور ۲ اخت کو ثلثان کے ۴ چار پہونچتے ہین وہ
بھی منکسر ہین مگر نسبت توافق بالنصف رکھتے ہین لہذا ۶ مین
سے وفق اوسکا یعنی ۳ معتبر ہوا اور اوس سے نسبت ۳ پہلے
کی لحاظ کی تو تماثل معلوم ہوا اور ۳ عم کو ایک پہونچتا ہے وہ
بھی منکسر ہے اور نسبت تباین رکھتا ہے لہذا کل ۳ کا یہان بھی
اعتبار رہا پس تینون فرقہ وارثون کے عدد رؤس مین بموجب
قاعدہ کے نسبت جو ملحوظ ہوئی تماثل معلوم ہوا اب ان مین سے
ایک کو یعنی فقط ۳ کو اصل مسئلہ مین یعنی ۶ مین ضرب کیا ۱۸ حاصل
ہوے اوس مین سے ۳ تینون جدہ کو پہونچے اور ۱۲ اخوات ۳ تینون
اور ۳ تینون عم کو ہر ایک کو صحیح حصہ مل گیا اور مثال تداخل
کی یہ ہے مسئلہ ۱۸ اصل مسئلہ ۶ سے ہے ایک
جدات کا حصہ ہے اور ۴ اخوات کا اور ایک اعمام کا اور سب
کے سہام اور رؤس مین تباین ہے لہذا یہ سب رؤس کل
معتبر ہوے اور ان مین باہم نسبت تداخل ہے ۲ تو مین متداخل
ہین اور ۹ - ۱۸ مین پس ۱۸ کو کہ بڑا عدد ہے اصل مسئلہ یعنی ۶
مین ضرب کیا ۱۰۸ حاصل ہوے یہ ۱۰۸ سب پر صحیح بٹجاتے ہین
۱۸ جدات کو پہونچتے ہین ہر جدہ کو ۶ اور ۷۲ اخوات کو ہر اخت
کو ۸ اور ۱۸ اعمون کو ہر عم کو ایک مثال دوسری مسئلہ ۱۴۴

اس مسئلہ مین بھی بسبب ہونے تباین کے عدد رؤس اور سہام
مین کل عدد رؤس معتبر ہونگے اور اگرچہ ۳ اور ۴ مین تباین
ہے لیکن دونون ۱۲ مین متداخل ہین اسلئے ۱۲ کو اصل مسئلہ یعنی
۱۲ مین ضرب کیا ۱۴۴ حاصل ہوے اوس سے سب کو صحیح ملتا ہے

(۲۳۳) اگر عدد رؤس فرقون مین توافق ہو تو ایک
کے وفق کو دوسرے مین اور جو تباین ہو تو کل کو دوسرے
مین ضرب کرین اور جو حاصل ہو اوسکی نسبت کا تیسرے فرقہ
سے لحاظ کرین پھر اگر اس حاصل اور تیسرے مین نسبت توافق ہو
تو وفق کو اور جو تباین ہو تو کل کو تیسرے مین ضرب کرین اور
اسیطرح آخر تک کرین پھر اخیر کے حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب
کرین تو مخرج کل حاصل ہوگا اور ہر ایک فرقہ کے سہام مین ضرب کرین
تو اوس فرقہ کے سہام حاصل ہونگے مثال موافقت کی

مسئلہ ۲۴ اصل مسئلہ ۲۴ سے ہے اوس مین
سے ۳ زوجات کو اور ۱۶ بنات کو اور ۴ جدات کو اور ایک اعمام
کو پہونچتا ہے اور سوا بنات کے اورون کے سہام اور رؤس مین
مباینت ہے لہذا اون سب کے عدد رؤس کل معتبر ہوے اور
بنات کے رؤس اور سہام مین توافق بالنصف ہے لہذا ۱۸ مین
سے ۹ معتبر کیے اب ان سب مین نسبت ملحوظ کے ۴ عدد زوجات
اور ۶ عدد اعمام مین توافق بالنصف ہے ایک کے وفق مین یعنی
نصف کو دوسرے مین ضرب کیا ۱۲ حاصل ہوے اوسکی نسبت
اورون سے دیکھی اوس مین اور ۹ مین توافق بالثلث ہے اسکی

ثلث یعنی ۴ کو ۹ مین ضرب کیا ۳۶ ہوا اوسکی نسبت ۱۵ سے دیکھی
موافقت بالثلث پائی ایک کے ثلث کو دوسرے مین ضرب کیا ۱۸۰
ہوئے اسکو اصل مسئلہ یعنی ۲۴ مین ضرب کیا چار ہزار تین سو بیس حاصل
ہوئے اوس سے سب کو صحیح ملجاتا ہے زوجات کو اصل مسئلہ سے
تین ملے تھے اوسکو ۱۸۰ مین ضرب کیا ۵۴۰ ہوئے وہ زوجات
کے سہام ہین ہر ایک کو ۱۳۵ ملتے ہین اور بنات کو ۱۶ ملتے ہین
اونہین ۱۸۰ مین ضرب کیا ۲۸۸۰ حاصل ہوئے وہ سہام بنات کے
ہین ہر بنت کو ۱۹۲ پہونچتے ہین اور جدات کو اصل مسئلہ سے ۴ پہونچے
تھے اونہین ۱۸۰ مین ضرب کیا ۷۲۰ حاصل ہوئے وہ سہام جدات
کے ہین ہر ایک کو ۴۸ پہونچتے ہین اور اعمام کو اصل مسئلہ سے ایک
پہونچا تھا اوسے ۱۸۰ مین ضرب کیا ۱۸۰ حاصل ہوئے یہی اعمام
کے سہام ہین ہر ایک کو ۳۰ پہونچتے ہین مثال مباینت کی

مسئلہ ۔ اصل مسئلہ ۲۴ سے

زوجہ ۲ جدہ ۶ بنت ۱۰ عم ۷

ہے دونون زوجہ کو ۳ پہونچتے ہین اور ۶ جدہ کو ۴ اور ۱۰ بنت کو ۱۶
اور ۷ عم کو ایک سو سب غیر مستقیم ہین اور نہ ان مین سہام اور رؤس
زوجات اور اعمام کی مباینت ہے لہذا اونکے کل عدد رؤس کو
اعتبار کیا اور باقی کے عدد رؤس اور سہام مین موافقت بالنصف
ہے لہذا عدد رؤس جدات کے ۳ اعتبار کیے اور بنات کے ۵
اب ان مین یعنی ۲ اور ۳ اور ۵ اور ۷ مین نسبت لحاظ کی تباین
معلوم ہوا ۲ کو ۳ مین ضرب کیا ۶ ہوئے وہ ۵ سے متباین ہے
اسلیے ۶ کو ۵ مین ضرب کیا ۳۰ ہوئے وہ ۷ سے متباین ہے پس

۳۰ کو ۷ مین ضرب کیا ۲۱۰ حاصل ہوے اوسکو ۲۴ مین ضرب
کیا ۵۰۴۰ حاصل ہوے یہہ تصحیح کامل ہے مسئلہ کی اس سے ہر وارث
کو بے کسر پہونچتا ہے زوجین کو اصل مسئلہ سے ۳ پہونچتے تھے
اوسے ۲۱۰ مین ضرب کیا ۶۳۰ حاصل ہوے وہ اونکے سہام
ہین ہر زوجہ کو ۱۵۷۵ پہونچتے ہین اور جدات کو ۴ ملے تھے اونہین
۲۱۰ مین ضرب کیا ۸۴۰ ہوے ہر جدہ کو ۱۲۰ ملے بیٹیون کا حصہ
اصل مسئلہ سے ۱۶ تھا اوسے ۲۱۰ مین ضرب کیا ۳۳۶۰ ہوے
ہر بنت کو ۳۳۶ پہونچتے ہین اور اعمام کو ایک ملتا تھا اوسے ۲۱۰
مین ضرب کیا وہی حاصل ہوے ہر ایک کو ۳۰ پہونچتے ہین **ف** اکثر
اشخاص کو یہہ خلجان ہوتا ہے کہ توریث جدات مین دو سے زیادہ
کا اجتماع ممکن نہین اسواسطے کہ ساتھہ ام الاب اور ام الام کی سب
اون سے اعلی رتبہ کے ہونگے مثلاً ام ام الام ہو یا ام اب الاب ہو
اور دور والی ساتھہ نزدیک والی کے محجوب ہوتی ہے پھر مثالون
مین جو کہین ۶ جدہ کہین زیادہ لکھدیتے ہین یہہ کیسے ہو سکتا ہے
سو دفع اس خلجان کا یہہ ہے کہ جسقدر جدہ بعید ہو اوسیقدر اوسمین
کثرت ممکن ہے اول مرتبہ مین دو ہین ام الاب اور ام الام اور دوسرے
مرتبہ مین تین ام ام الام اور ام ام الاب اور ام اب الاب اور تیسرے
مرتبہ مین چار ام ام ام الام اور ام ام ام الاب اور ام ام اب الاب
اور ام اب اب الاب اور اسیطرح ہر مرتبہ مین بڑہتے جاتے ہین
عینی شرح کنز مین ایک قاعدہ واسطے نکالنے جدات کثیرہ ایک
مرتبہ کے خوب لکھا ہے وہ یہہ ہے کہ جسقدر جدات ایک مرتبہ کے منظور

ہون اوسقدر لفظ ام لکھہ جاے پھر آخر ام کی جگہ اب لکھے باقی ام
رہنے دے پھر آخر سے اوپر والے ام کی جگہ بھی لفظ اب لکھے اور
اسطرح اوپر کو اب بڑہاتا جاے یہانتک کہ فقط ایک ام اوپر کی رہجاے
باقی سب اب ہوجائین پس اوسقدر جدات ایک مرتبہ کے حاصل
ہوجاینگے مثلاً ۶ جدہ ایک مرتبہ کے دریافت کرنے منظور ہین پس ہم
نے لکھا اول ام ام ام ام ام + اور دوسرا ام ام ام ام اب + اور تیسرا ام ام
ام ام اب اب + اور چوتھا ام ام ام اب اب اب + اور پانچوان ام ام اب اب اب اب
اور ام اب اب اب اب اب۔ پس یہہ ۶ جدہ صحیحہ ہین ایک مرتبہ
کے اور سبب اسکا یہہ ہے کہ ام اب الام جدہ فاسدہ ہے پس ماں کی
جانب سے کسی مرتبہ مین ایک جدہ صحیحہ سے زیادہ ممکن نہین اور
باپ کی جانب سے باینوجہ کہ ہر اب کی ام الاب اور ام الام جدہ صحیحہ
ہے بقدر شروع العدد ہو سکتی ہین۔

(اصل ۲۲۳) جو نسبت سہام کی اصل مسئلہ سے طرف فرقہ کے
ہو اوسی نسبت پر حصہ ایک فرد کا اوس فرقہ مین سے ہے مثلاً
مثال تباین مین سے دو زوجہ کو اصل مسئلہ سے ۳ پہونچتے تھے
اور ۳ نسبت دو کی مثل و نصف ہے یعنی ڈیوڑہا سو مضروب
یعنی ۱۴۰ کا ڈیوڑہا حصہ ہر زوجہ کا ہے یعنی ۲۱۰ اور ۱۰ بنات کو ۱۶
پہونچتے ہین ۱۶ النسبت ۱۰ کی ایک مثل اور ۳ خمس ہے سو مضروب
یعنی ۱۴۰ کا ایک مثل اور ۳ خمس حصہ ہر بنت کا ہے یعنی ۲۲۴
اور ۶ جدہ کو ۴ پہونچتے ہین ۴ دو ثلث ہین ۶ کے اس نسبت سے
۱۴۰ مین سے دو ثلث یعنی ۱۴۰ ہر جدہ کو پہونچتے ہین اور ۷ عم کو

ایک چوتھائی حصہ ایک سہم ہے کا پس ہر عم کو ۲۱۰ سہم کے
یعنی ۳۰ سہم پہنچے ہین اور جو طریقہ قسمت کا بہت سہل ہے اور باعتبار
قواعد قسمت کے اوس سے مطلب جلد حاصل ہو جاتا ہے وہ یہہ
ہے کہ جو کچھ بعد ضرب کے سہام فریق کے ٹھہرین اوسکو عدد رؤس
فریق پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ ہر فرد کا ہے پس مثال
مذکور مین ۶۳۰ سہام زوجتین کو ۲ پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی
۳۱۵ ہر زوجہ کا حصہ ہے اور ۸۴۰ سہام جدات کو ۶ پر قسمت کیا
خارج قسمت یعنی ۱۴۰ ہر جدہ کا حصہ ہے اور ۳۳۶۰ سہام بنات
کو ۱۰ پر قسمت کیا ۳۳۶ حاصل ہوئے وہی ہر بنت کا حصہ ہے اور
۲۱۰ سہام اعمام کو ۷ پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی ۳۰ حصہ ہر عم کا ہے

(۴۲۳۳) جو کچھ بچ رہے ذوی الفروض سے درصورت
نہونے عصبات کے اونہی بطور رد کے لیوین ذوی الفروض
سوا شوہر اور زوجات کے اور اسکی دو صورتین ہین اول یہہ کہ زوجہ
یا شوہر ساتھہ ذوی الفروض کے ہون دوسری یہہ کہ فقط
ذوی الفروض ہون زوجہ یا شوہر اون کے ساتھہ نہون
اور یہہ دونون صورتین دو حال سے خالی نہین یا مستحق رد کے
ایک ہی صنف ہین یا کئی صنف پس مسائل رد کی چار صورتین ہوئین
جب کہ شوہر یا زوجہ ساتھہ اور ذوی الفروض کے ہون تو زوجہ
یا شوہر کو اونکے اقل مخرج فرض سے حصہ دیکے باقی اور
ذوی الفروض مستحق کو دیہ لیوین پھر اگر وہ جنس واحد ہون
تو باقی کو اونکے عدد رؤس پر برابر بانٹ دین مثال

ذو

مسئلہ ۴ — اصل مسئلہ ۱۲ سے تھا اسلیے کہ زوج مستحق
(زوج ۳ بنات)
ربع کا ہے اور بنات مستحق ثلثان کی اور ۱۲ انہین سے ۳ زوج
کو پہونچتے ہین اور ۸ بنات کو ایک بچ رہتا ہے لہذا قاعدہ رد
اسمین جاری کیا پس زوج کو اول اقل مخرج فرض اوسکے
سے کہ ۴ ہے ایک دیا اور ۳ باقی بنات کو دیدیے چونکہ اہل
رد وہی ایک صنف تھی ۳ اونکے عدد رؤس پر تقسیم ہوگئی
اور اگر مستحق رد کی کئی صنف ہون باقی کو اونکے سہام پر تقسیم
کرین سہام پر تقسیم کرنیسے یہ مراد ہے کہ ایسی صورت فرض
کرین جسمین فقط یہی صنفین ذوی الفروض کی جو یہان مستحق
رد ہین ہون اور اوسکی تصحیح مسئلہ کرکے اوسمین سے ہر صنف
کو حصہ دین جو حصے اوس تصحیح مین سے انہین پہونچتے ہین وہی
انکے سہام ہین مثال مسئلہ ۴ — اصل مسئلہ ۱۲
(زوجہ ۳ جدہ ۲ اختین لام)
سے تھا اوسمین سے ۳ زوجہ کو پہونچتے اور ۲ جدہ اور ۴
اختین لام کو اور ۳ بچ رہتے تھے لہذا قاعدہ رد جاری کیا پس زوجہ
کو اقل مخرج فرض اوسکے یعنی ۴ سے حصہ دیا باقی ۳ کو سہام
جدہ اور اختین لام پر کہ وہ بھی ۳ تھے تقسیم کردیا ۲ اختین لام کو
دیے اور ایک جدہ کو اور اونکے سہام اسلیے ۳ ہین کہ اگر کوئی
شخص فقط جدہ اور اختین لام کو ذوی الفروض چھوڑے مثلاً
مسئلہ ۳ — سوا ان کو یہی ۳ سہام پہونچتے
(جدہ ۱ اخت لام ۲)
(۴ ۳ ۲ ۲) اگر مسئلہ ردیہ مین زوجہ یا شوہر نہ ہون فقط
وہی اصحاب فرائض ہون جنپر رد ہوتا ہے تو مسئلہ اون کے

عدد رؤس سے ہوگا اگر ایک صنف ہون اور اونکے سہام ہے
اگر کسی ہون مثال اول کی مسئلہ اصل مسئلہ ۳ سے ہے
۲ ثلثان کے بنات کو پہونچتے ہین ایک بچر ہتا ہے لہذا قاعدہ
رد جاری کیا پس عدد رؤس بنات سے مسئلہ کرکے اون پر
بانٹ دیا مثال ثانی کی مسئلہ اصل مسئلہ ۶ سے ہے
ایک مان کو پہونچتا ہے اور ۴ دونون بیٹیون کو ایک بچ رہتا
لہذا قاعدہ رد جاری کیا پس جسقدر سہام اصل تصحیح مین سے انہین
پہونچتے تھے اوس سے مسئلہ کرکے اون پر تقسیم کیا
(۴۳۲۲) اگر مسائل رد مین انکسار ہو اور سہام وارثون
پر صحیح نہ بٹ سکین تو درست کرنا چاہیے موافق اون قاعدون
کے جو اوپر مذکور ہو چکے ہین پس اگر ایک ہی فرقہ پر انکسار ہو تو
درصورت تباین فیمابین رؤس اور سہام کے کل عدد رؤس
کو مخرج مسئلہ ردیہ مین ضرب کرینگے اور درصورت توافق وفق
رؤس کو اور اگر چند فرقون پر انکسار ہو تو درصورت تماثل
جمیع رؤس کے ایک کو رؤس مین سے مخرج مسئلہ مین ضرب
کرینگے اور درصورت تداخل اکثر کو اور درصورت توافق وفق
ایک کا دوسرے مین ضرب کرکے حاصل کو مخرج مین اور در
صورت تباین کل ایک کا دوسرے مین ضرب کرکے حاصل کو
مخرج مین ضرب کرینگے اوس سے سب وارثون کو سہام
صحیح منقسم ہو جائینگے پس جاننا چاہیے کہ جسصورت مین نہ زوجین
ہون اور ذوی الفروض ایک ہی صنف ہون وہان انکسار

نہ ہوگا اسواسطے کہ مسئلہ اوسصورت مین وارثون کے رؤس سے ہوتلہے جتنے آدمی ہون اون پر برابر بٹ جاتاہے پس انکسار ممکن نہین اور باقی سب صورتون مین انکسار ہوتاہے چند مثالین واسطے توضیح کی ذکر کی جاتی ہین مثال

مسئلہ ۱۲

زوج	۴ بنت
۴	۱۲

اس مثال مین بعد دینے فرض زوج کے اقل مخرج یعنی ۴ سے ۳ جو باقی رہے ۴ بنت پر منکسر ہین اور ۴ اور ۳ مین تباین ہے لہذا ۴ کو کہ عدد رؤس ہے مخرج مسئلہ مین ضرب کیا ۱۶ حاصل ہوے اوس سے مسئلہ صحیح ہوگیا ۴ زوج کو پہونچے اور ۱۲ بنات کو ہر بنت کو ۳ مثال دوسری

مسئلہ ۸

اس مثال مین جب زوج کو اقل مخرج فرض اوسکے سے ایک دیا ۳ باقی رہے اوسمین اور عدد رؤس بنات یعنی ۶ مین اگرچہ تداخل ہے لیکن باین وجہ کہ فصل تصحیح مین ہم بیان کرچکے ہین کہ تداخل نسیما بین رؤس و سہام کی جبکہ سہام کم ہون موافقت قرار پاتاہے لہذا یہان پر معتبر فیمابین ۳ سہام اور ۶ رؤس کی موافقت بالثلث ہے پس ۶ کے ثلث یعنی دو کو ۴ مین جو مخرج مسئلہ ہے ضرب کیا ۸ ہوے اوسمین سے ۲ زوج کو اور ۶ بنات کو پہونچتے ہین ہر بنت کو ایک مثال تیسری

مسئلہ ۱۶

۲ زوجہ	۴ بنت
۲	۱۴

اس مثال مین اقل مخرج فرض زوجہ یعنی ۸ مین سے ایک جو
دونون زوجہ کو پہونچتا ہے اون پر منکسر ہے اور ۷ باقی عدد روس
بنات پر منکسر ہین پس دو قسمین منکسر علیہم کی پائی گئین اعداد
دونون کے روس مین تماثل ہے لہذا ایک کو اون دونون
مین سے مخرج مسئلہ یعنی ۸ مین ضرب کیا ۱۶ ہوے اوس مین سے
۲ دونون زوجہ کو پہونچتے ہین ہر ایک کو ایک اور ۱۴ دونو بیٹیون
کو ہر ایک کو ۷ مثال چوتھی مسئلہ ۴۸

زوجہ ۱۲ جدات ۴ اخوات لام ۳۲

اس مثال مین جب کہ اقل مخرج فرض زوجہ یعنی ۴ مین سے
زوجہ کو ایک دیا ۳ باقی رہے اور اہل رد یعنی جدات اور اخوات
۳ سہام کے مستحق ہین ۲ کے اخوات اور ایک کے جدات اور ایک
جدات کا ۴ پر مستقیم نہین بلکہ تباین رکھتا ہے لہذا عدد روس
جدات کل معتبر ٹھہرے اور ۲ اخوات لام کے عدد روس یعنی
۶ سے توافق بالنصف رکھتے ہین لہذا اونکے عدد روس کا
نصف لے لیا یعنی ۳ اور ۴ اور ۳ مین نسبت تباین ہے پس
۴ کو ۳ مین ضرب کیا ۱۲ ہوے ۱۲ کو ۴ مین ضرب کیا ۴۸ ہوے
اوس سے سب کو صحیح پہنچتا ہے جیسا کہ زیر مدیث لکھا ہے
ف کبھی ایسی صورت واقع ہوتی ہے کہ باقی بعد دینے سہام
احد الزوجین کے سہام اہل رد پر مستقیم نہین ہوتا تب مجموع
سہام اہل رد کو مخرج فرض احد الزوجین مین ضرب کرنا چاہیے
اوس سے تصحیح سب فرقون پر ہو جاتی پھر اگر انکسار ہو تو موافق
قواعد مسئلہ صحة الصدر کے عمل کرنا چاہیے مثال

مسئلہ ۱۴۴۰

۲۸ زوجہ	۹ بنت	۶ جدہ
۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲

۸ مین سے ایک زوجات کو دیا جو باقی رہے وہ مسئلہ بنات اور جدات پر کہ ۵ ہے مستقیم نہین پس ۵ کو ۸ مین ضرب کیا ۴۰ ہوے اوسمین سے ۵ حق زوجات ہے اور ۳۵ باقی حق بنات و جدات کہ ۵ مسئلہ پر مستقیم ہے لیکن ۵ سہام زوجات اور ۴ اونکے عدد روس مین تباین ہے اور ۲۸ سہام بنات کے اونکے عدد روس یعنی ۹ سے اور ۷ سہام جدات اونکے عدد روس یعنی ۶ سے بہی متباین ہین پس لحاظ نسبت کا فیمابین ۴ اور ۹ اور ۶ کے کیا ۴ اور ۶ مین توافق بالنصف ہے لہذا ۳ کو ۴ مین ضرب کیا ۱۲ ہوے اوس مین اور ۹ مین توافق بالثلث ہے ۳ کو ۱۲ مین ضرب کیا ۳۶ ہوے ۳۶ کو ۴۰ مین ضرب کیا ۱۴۴۰ ہوے اوس سے ہر ایک کو صحیح ملجاتا ہے زوجات کو ۱۸۰ ہر زوجہ کو ۴۵ اور بنات کو ۱۰۰۸ ہر بنت کو ۱۱۲ اور جدات کو ۲۵۲ ہر جدہ کو ۴۲۔

باب توریث الارحام

یہ باب ہے توریث ذوی الارحام کے بیانمین

(۳۲۳۵) ذو رحم بمعنی صاحب قرابت ہے۔ شرعاً ذو رحم اوس قرابت کو کہتے ہین جو نہ ذی فرض ہو نہ عصبہ ہو تو یہ جانوون کے پیشتری قسم ٹھہری امام اور صاحبین انکی توریث کے قایل ہین امام مالک اور شافعی انکی نفی کرتے ہین

(۲۳۳۶) عصبہ کی مانند ذوی الارحام کے چار قسمین ہین مگر وجہ یہ ہے کہ
ذوی الارحام کو میراث بطور عصبات کے ملتی ہے یعنی اونکے
لیے کچھ حصہ مقرر نہین ہے بلکہ جسطرح عصبات کو درحالت انفراد
کل مال ملتا ہے اور ساتھہ ذوی الفروض کے باقی ایسے ہی ذوی الارحام
کو درحالت انفراد کل مال ملتا ہے اور ساتھہ زوجین کے مابقی سو
اونکی چار قسمین ہین - اول اولاد بیٹی اور پوتی کی یعنی فرع میت
جو ذوی الفروض یا عصبات نہین ہین جیسے نواسہ نواسی یا
پوتی کا بیٹا یا بیٹی قسم اول ذوی الارحام کے ہین - دوسری
قسم جدہ فاسدہ ہین اور اجداد فاسدین یعنی اصول میت جو ذوی
الفروض اور عصبات نہین ہین یہ دوسری قسم ہین ذوی الارحام
کی - تیسری قسم بھتیجیان ہین اور بہن کی اولاد یعنی فرع
ابوین میت کی جو عصبہ یا ذوی الفروض نہین ہین - چوتھی قسم
فرع جدین کی جو ذوی الفروض اور عصبات نہ ہون جیسے عمہ
یعنی پھوپھی یا ماموں یا خالہ یا عم لام یعنی باپ کا اخیافی بھائی
ع ترتیب ذوی الارحام مین مثل ترتیب عصبات کے ہے
کہ مقدم سب سے فرع میت ہین بعد اوسکے اصول بعد اوسکے
فرع ابوین بعد اوسکے فرع جد اور قسم اول کے ہوتے
دوسری قسم کو نہین پہونچتا اور دوسری کے ہوتے تیسری
کو نہین پہونچتا ہے وعلی ہذا القیاس ایک قسم مین قریب کے ہوتے
بعید کو نہین پہونچتا مثلاً نانا کے ہوتے ہوے پرنانا محروم ہے -
(۲۳۳۷) ہر درجہ مین ایک دوسرے پر ترجیح ہے باعتبار

قوت قرابت اور وصف اصل کے پس عمہ حقیقی کے ہونے عمہ علاتی محروم ہے اسواسطے کہ حقیقی کی قرابت بہ نسبت علاتی کے قوی ہے اور جس ذی رحم کا اصل وارث ہے اوسکے ساتھ غیر وارث کے علاقہ دار کو کچھ نملیگا مثلاً بنت بنت الابن کے ساتھ ابن بنت البنت محروم ہے حالانکہ دونون ایک درجہ مین ہین اسواسطے کہ اصل اول کے بنت الابن وارث یعنی ذی فرض ہے اور اصل دوسرے کی بنت البنت ذی رحم ہے یا مثلاً اب ام الام کے ساتھ اب اب الام محروم ہے اسواسطے کہ اول کو علاقہ میت سے بسبب ام الام ذی فرض کے ہے اور دوسرے کو بہ سبب اب الام ذی رحم کے یا مثلاً بنت ابن اخ کے ساتھ ابن بنت اخت کو کچھ نہین ملتا اسلیے کہ اول کو بواسطہ ابن اخ کے جو عصبہ ہے علاقہ ہے اور ثانی کو بواسطہ بنت اخت کے جو ذی رحم ہے یا مثلاً بنت عم علتی کے ساتھ ابن عمہ علتی محروم ہے اسلیے کہ اول ولد عصبہ ہے اور ثانی ولد ذی رحم **ف** صنف اول کے اگر ایک درجہ مین سب اولاد وارث کی ہون یا کوئی اولاد وارث کی نہون اور اصول مین اونکے کہین اختلاف بذکورت والونثت نہو تو بالاتفاق ترکہ موجودین پر باعتبار ابدان اونکے تقسیم کرینگے اور مذکر کو دو حصہ اور مونث کو ایک حصہ دینگے مثال

مسئلہ ۳

ابن بنت الابن	بنت بنت الابن
۲	۱

مثال ثانی

مسئلہ ۳

بنت بنت البنت	ابن بنت البنت

پہلی مثال مین دونون ولد وارث ہین اور دوسری مثال مین دونون ولد غیر وارث اور دونون کے اصول مین اختلاف بذکورت وانوثت نہین لہذا للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار موجودین کے تقسیم ہوئی اور اگر اصول مین بذکورت وانوثت اختلاف ہو جیسے کہ

مسئلہ

بنت ابن البنت	ابن بنت البنت
۱ عند ابی یوسف ۲ عند محمد	۲ عند ابی یوسف ۱ عند محمد

کہ دونون غیر وارث کی اولاد ایک درجہ مین ہین اور ایک کی اصل مذکر ہے یعنی ابن البنت اور دوسرے کی اصل موٴنث یعنی بنت البنت پس ایسی صورت مین امام ابو یوسف باعتبار ابدان فروع کے تقسیم کرتے ہین اور اونکے نزدیک مثال مذکور مین مسئلہ ۳ سے ہو کر بنت ابن البنت کو ایک حصہ اور ابن بنت البنت کو دو حصہ پہونچین گے اور امام محمد جس جگہ پر اصول مین اختلاف واقع ہوا ہے وہان پر مسئلہ کی تصحیح کرکے اصول پر موافق اونکے ابدان کے تقسیم کرکے حصہ اون کا اون کی اولاد کو دیتے ہین پس مثال مذکور مین بنت ابن البنت کو دو حصہ پہونچین گے اور ابن بنت البنت کو ایک حصہ بایتوجہ کہ مرتبہ ابن البنت اور بنت البنت مین جو تقسیم کی تو ابن البنت کو دو حصہ پہونچے اور بنت البنت کو ایک وہی اونکی اولاد کو دیدیا ف امام محمد جب محل اختلاف اصول بذکورت وانوثت مین تقسیم کرتے ہین ہر اصل مین اوسکے عدد فروع کا لحاظ کرکے تقسیم کرتے ہین اور ہر اوسکو اوسی عدد کے موافق قرار دیکے حصہ دیتے ہین پھر اوس حصہ کو اوسکے فروع کو پہونچاتے ہین

مسئلہ	ابی یوسف	مسئلہ محمد
مثال مس		

بنت ابن البنت ٢ بنت بنت البنت

١ ابویوسف ٢ محمد ٣ عندہما

امام ابویوسف کے نزدیک اس مثال مین مسئلہ ٣ سے ہوگا اور
ہر بنت کو ایک ایک پہونچ جائیگا اور امام محمد کے نزدیک مسئلہ
٤ سے ہوکر ١ بنت ابن البنت کو پہونچینگے اور دو دونون
بنت بنت البنت کو اس سبب سے کہ اونکے اصول مین مذکورت
وانوثت اختلاف ہے یعنی بطن ثانی مین اور جب وہان پہ تقسیم
کی اور عدد فروع کا لحاظ کیا بنت البنت بمنزلہ ٢ بنت کے قرار
پائی اور ابن البنت بمنزلہ ایک ابن کے پس ٤ سے مسئلہ کرکے
دو ابن کو دیئے اور دو بنت کو پھر دو ابن والے اوسکی بنت
کو پہونچے اور ٢ بنت والے اوسکی دونون بیٹیون کو **ف**
اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ جمیع مسائل ذوی الارحام مین
فتوی امام محمد کے قول پر ہے اور وہی روایت مشہور ہے
امام ابی حنیفہ صاحب سے بھی لیکن عنہ الیض شریفی مین بعض
علماسے نقل کیا ہے کہ مشایخ بخارا نے قول امام ابی یوسف
کا اختیار کیا ہے کہ وہ آسان ہے اور اوسکے موافق مسئلہ لکھنا
سہل ہے اور اسی سبب سے یہان اس کتاب مین قول امام
ابویوسف کا بھی لکھدیا ورنہ ہر جگہ پر محل خلاف مین فقط قول
مفتی بہ لکھا ہے **ف** اگر ایک ذی رحم دو جہت سے استحقاق

میراث رکھتا ہو تو دونون جہت سے اوسے میراث ملیگی بخلاف جدات کے کہ ایک جہت والے اور دو جہت والے برابر ہین پس امام ابو یوسف مطلقاً ابدان فروع مین دونون جہت کا اعتبار کر کے تقسیم کرتے ہین اور امام محمد اپنے قاعدہ کے موافق محل اختلاف اصول مذکورت والقوثت مین تقسیم کر کے اون کی اولاد کو باعتبار جہات کے حصہ دیتے ہین مثال۔

مسئلہ عند ابی یوسف ۴ عند محمد

بنت بنت البنت کہ وہ بنت ابن البنت بھی ہے — ابن بنت البنت

۱ عند ابی یوسف ۳ عند محمد — ۱ عند ابی یوسف ۱ عند محمد

اس مثال مین امام ابو یوسف کے نزدیک مسئلہ ۴ سے ہوگا اور ۳ ابن بنت البنت کو اور ایک بنت بنت البنت کو پہونچیگا اس واسطے کہ یہہ ایک بنت بنت البنت بمنزلہ ۲ کے ہے گویا ایک بنت بنت البنت ہے اور ایک بنت ابن البنت پس جب کہ باعتبار ابدان فروع کے للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے مسئلہ ۴ سے ہوا ابن بنت البنت کو حصہ پہونچے اور بنت بنت البنت کو دو باعتبار ہر قرابت کے ایک ایک پھر بانیوجہ کہ مستحق دو دو حصہ کا ایا ایک شخص ہے اختصار کے لیے مسئلہ ۲ سے کر لیا اور نزدیک امام محمد کے مسئلہ ۴ سے ہوگا ۳ اوس بنت بنت البنت کو پہونچینگے جو بنت ابن البنت بھی ہے اور ایک ابن بنت البنت کو اس سبب سے کہ اونکے مذہب کے موافق اول تقسیم محل اختلاف ہوا

مذکور ت والاناث ہین ہوئی وہان ایک ابن البنت ہے اور ۲
بنت البنت ابن البنت کو دو حصہ پہونچے اور دونون بنت البنت
کو ایک ایک حصہ ملا پھر وہ دو حصہ ابن البنت کے اور ایک بنت
البنت کا اوسکو پہونچا جو دونون کی بیٹی ہے پس اوسے ۳ ملے
اور ایک بنت البنت کا حصہ اوسکے ابن کو پہونچا شرح اس مثال کی
بطور شجرہ کے یہہ ہے

زید
بنت صالحہ — بنت فضیحہ — بنت سلمی
بنت سعیدہ — ابن عمر — بنت حمیدہ
ابن شریف — بنت مجیدہ
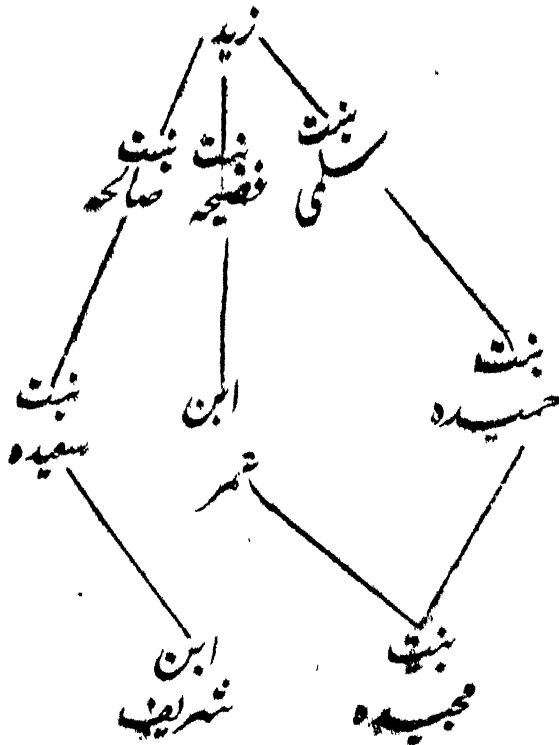
مجیدہ زید کی ابن البنت کی بھی بنت ہے اور بنت البنت کی
اور شریف فقط بنت البنت کا بیٹا ہے بوقت مرنے زید کے
مجیدہ اور شریف پر موافق تفصیل سابق الذکر کے تقسیم ہوگی
ف صنف دوم یعنی اجداد فاسدین اور جدات فاسدہ مین

اگر کچھ مان کی جانب کے ہین اور کچھ باپ کی جانب کے تو باپ
کی جانب والون کو دو حصے اور مان کی جانب والون کو ایک
حصہ ملیگا مثال مسئلہ ۳

ام اب ام الاب — ام اب ام الام

اور اگر سب مان کی طرف کے ہون یا سب باپ کی طرف کے
ہون تو امام ابو یوسف کے نزدیک قسمت ابدان موجودین پر
ہے مطلقاً للذکر مثل حظ الانثیین اور امام محمد کے نزدیک
بھی اسیطرح اگر انکے اصول مین ذکورت و انوثت اختلاف
نہوا اور جو اختلاف ہو تو اول محل خلاف پر تقسیم کرکے اونکا
حصہ اونکے علاقہ دارون پر تقسیم کرین جیسا کہ صنف اول مین
معلوم ہو چکا مثال۔

مسئلہ ۱ ابی یوسف ۳ عند محمد

مسـ

اب ام اب الام	اب اب اب الام
۱ عندہما	۱ ابو یوسف ۲ محمد

امام ابو یوسف کے نزدیک یہان مسئلہ دو سے ہو کر یک
ایک حصہ دونون کو پہونچ جائیگا اور امام محمد کے نزدیک مسئلہ
سہ سے ہوگا ۲ اب اب اب الام کو ملینگے اور ایک اب ام اب
الام کو ف تیسری صنف یعنی بھتیجیان اور بھانجے
بھانجیان اور اخیافی بھائی یا بہن کی اولاد کا حکم بھی مثل
صنف اول کے ہے اور امام ابو یوسف اگر دو شخص اولاد
ام کے فروع مین سے ہون اون پر للذکر مثل حظ الانثیین

تفضیل کرتے ہین اور امام محمد دونون کو برابر دیتے ہین اور
کہتے ہین کہ مان کی اولاد مین مذکر کو مونث پر فضیلت نہین مثال
مسئلہ ۳ عند ابی یوسف و ۲ عند محمد

ابن الاخت لام	بنت الاخت لام
۲ ابو یوسف ا محمد	ا عندہما

اس صنف مین بھی اولاد وارث کو اوپر اولاد غیر وارث کے
ترجیح ہے پس اگر ایک اولاد عصبہ کی ہو اور دوسرا اولاد
ذوی رحم کی جیسے بنت ابن الاخ اور ابن بنت الاخ تو اولاد ذوی
سب کو ملیگا چنانچہ اوپر اسبات کی طرف اشارہ ہو چکا ہے
اور اگر کوئی اولاد عصبہ کی نہ ہو جیسے بنت بنت الاخ اور
ابن بنت الاخ یا سب اولاد عصبہ کی ہون جیسے دو بنت ابن الاخ یا بعض
اولاد عصبہ کی ہون اور بعض اولاد اصحاب فرائض کی جیسے
بنت اخ عینی اور بنت اخ لام تو امام ابو یوسف کے نزدیک
باعتبار قوت قرابت کے ترجیح ہے پس اولاد عینی کے ساتھ
اولاد علاتی اور اخیافی کی اونکے نزدیک محروم ہے اور
اسیطرح اولاد علاتی کے ساتھ اولاد اخیافی کی محروم ہے
اور امام محمد موافق اپنے قاعدہ کے تقسیم اوپر اصول کے باعتبار
عدد فروع کے کرتے ہین اور ہر ایک کا حصہ اوسکے
فروع کو پہونچاتے ہین مثال ۔ ابو یوسف ۲ عند محمد

بنت اخ عینی	ا بنت اخ لام

اس صورت مین امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال بنت اخ عینی

کو پہونچیگا اور دونون بنت اخ لام محروم ہونگی اور امام محمد
کے نزدیک اول تقسیم اوپر اخ عینی اور اخت لام کے اسطرح پر
کرینگے کہ اخت لام کو باعتبار عدد اوسکی فروع کے دو ٹھہراینگے
پس گویا میت نے ایک اخ عینی اور دو اخت لام چھوڑین
اور ایسی صورت مین ثلث اختین لام کو پہونچتا ہے اور باقی
اخ عینی کو پس بنت اخ عینی کو ثلثان پہونچینگے جو اون کی
اصل کو پہونچے تھے اور بنتین اخت لام کو ثلث پہونچیگا جو
اونکی اصل کا حصہ تھا اور اصل مسئلہ ۳ سے ہوگا اور بسبب
انکسار واحد کے اوپر بنتین اخت لام کے ۹ سے تصحیح ہوگی ف
صنف رابع کے احکام بھی مثل صنف اول کے ہین اور وہ اگر
فقط مان کی طرف کے ہون یا فقط باپ کی طرف کے تو اونپر
للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی جیسے عم لام اور عمہ لام کہ
یہہ دونون باپ کی جانب کے ہین یا ماموں اور خالہ کہ یہہ دونون
مان کی طرف کے ہین اور اگر کچھہ مان کی طرف کے ہون اور کچھہ
باپ کی طرف کے تو دو ثلث باپ کی طرف والون کو پہونچینگے اور
ایک ثلث مان کی طرف والون کو مثال۔

مسئلہ

ف قوت قرابت ایک جانب والے مین باعث حرمان دوسری جانب کے ضعیف کا نہین پس خالہ عینی کے ساتھہ عمہ علاتی محروم نہ ہوگی بلکہ دو ثلث پاویگی اور خالہ عینی کو ایک ثلث ملیگا البتہ ایک جانب مین قوت قرابت باعث حرمان ضعیف کا

اوسی جانب مین ہے پس خالہ عینی کے ساتھ خالہ علاتی یا عمہ عینی کیساتھ
عمہ علاتی محروم ہے اور اسیطرح ایک جانب کا ولد وارث باعث حرمان دوسری
جانب کے ولد ذی رحم کا نہین پس بنت عم کیساتھ مین کہ وہ ولد عصبہ ہے
بنت خال کہ ولد ذی رحم ہے محروم نہوگی اور بنت عم کو بلحاظ قرابت اب
کے دو ثلث اور بنت خال کو بلحاظ قرابت عم کے ایک ثلث
پہونچیگا **ف** اولاد اعمام اور عمات مین اگر دو ایک درجہ کے
ہون اور ایک ولد عصبہ ہو مگر قرابت ضعیف رکھتا ہو اور دوسرا
ولد ذی رحم ہو اور قرابت قویہ رکھتا ہو جیسے ابن عمۂ عینی اور
بنت عم لاب ایسی صورت مین موافق ظاہر الروایت کی ترجیح
باعتبار قوت قرابت کے ہے اور ولد عصبہ ہونے کو اعتبار نہین۔
پس سب مال ابن عمہ عینی کو پہونچیگا اور بنت عم لاب محروم رہیگی
(۲۲۳۸) تخارج اُسے کہتے ہین کہ کوئی وارث اپنے حصہ
کے بدلے کچھہ لیکے تقسیم سے علیحدہ ہو جاوے۔ اگر صلح کرے کوئی
وارث کسی چیز پر تو تصحیح مین سے اوسکے حصہ کو نکالنا چاہیے
مطلب یہہ ہے کہ اگر کوئی وارث اس طرح پر ساتھہ اور وارثون
کے مصالحہ کرے کہ مجھے فلانی چیز دے دو یا اوتنے روپے
دیدو تو مجھے اپنے حصہ سے کچھہ کام نہین مین نے اپنا حصہ بدلے اُس
چیز یا روپیون کے چھوڑا تو ایسی صورت مین وہ چیز خاص یا اُس
قدر روپیہ اوسی ترکہ مین سے دیدینا چاہیے اور تصحیح مسئلہ میت
کی بشمول اوسکے کرکے اوسمین سے اوسکے حصہ کو نکالڈالین
اور باقی ترکہ کو بلحاظ سہام پر تقسیم کرین مثال۔

مسئلہ ۱۲

عم	ام	زوجہ
۵	۴	۳

زوجہ نے اسطرحپر صلح کی کہ منجملہ متروکات شوہر کے ایک جوڑی کڑون کی اوسنے لے لی اور اپنے حصہ سے درگذرے پس مسئلہ کو تصحیح کرکے تصحیح یعنی ۱۲ امین سے ۳ جو حصہ زوجہ تھے ۔ نکال ڈالے باقی رہے ۹ بعد نکال ڈالنے جوڑی کڑون کے جسقدر ترکہ میت کا ہے اوسکے ۹ حصہ کرکے ۴ مان کو دینگے اور ۵ عم کو۔

(۲۲۳۹) مناسخہ اسے کہتے ہین کہ کوئی وارث قبل تقسیم ترکہ کے مرجاے اور حصہ اوسکا اوسکے وارثون کی طرف منتقل ہو سو ایسے وارث کے ورثہ اگر وہی ہون جو میت اول کے وارث تھے اور طریقہ تقسیم اسکے مرجانے سے متغیر نہ ہو مثلاً

مسئلہ ۴

بنت	بنت	ابن	ابن
ہندہ	سلمی	بکر	کان لم یکن عمرو

اور عمرو قبل تقسیم ترکہ کے مرگیا اور اوسنے سوا بکر اخ اور سلمی اور ہندہ اختین کے کوئی وارث نہ چھوڑا اور جس طرح زید کی میراث سب ورثہ پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوتی تھی ایسے ہی اسکی میراث بٹتی ہے تو ایسی صورت مین اس وارث کے نام کے نیچے لفظ کان لم یکن لکھدینگے اور میت اول کے مسئلہ کی تصحیح بغیر شمول اسکے کرینگے جیساکہ اس مثال مین کیا ہے اور اگر تقسیم مین تغیر ہوتا ہو جیسے میت

اول ایک ابن ایک زوجہ سے اور ۳ بنت دوسری زوجہ سے چھوڑے اور ان بنات مین سے کوئی مرجاوے تو میت اول کی میراث للذکر مثل حظ الانثیین بٹی تھی اور اوسکی میراث اس طرح نہ بٹے گی بلکہ اسکی دواخت عینی کو ثلثان پہونچینگے اور اخ لاب کو باقی سو اسکا حکم ایسا ہی ہے جیسے کہ وارث متوفی سوا ورثۂ میت اول کے اور وارث چھوڑے اور تفصیل اس حکم کی یہہ ہے

(۱۳۴۲) اگر کوئی وارث مرجاوے اور ہنوز ترکہ تقسیم نہ ہوا ہو تو مسئلہ اوسکا اوسکے وارثون کے موافق نکالنا چاہیے بعد اوسکے دیکھین کہ جو کچھ حصہ اوسی اوپر والی میت سے ملا ہے اس مسئلہ پر مستقیم ہے اور صحیح تقسیم ہوجاتا ہے یا نہین اگر صحیح تقسیم ہوجاوے تو بہتر ہے کچھ اور عمل کی احتیاج نہین مثال۔

عمرو فی یدہ ۳	مسئلہ ۳	زید	مسئلہ ۴
بنت	ابن	عمرو	زوجہ
			ہندہ
۱	۲	۲	۱

عمرو کہ ایک وارث زید کا تھا قبل تقسیم ترکہ کے مرگیا اور اوس نے ایک ابن اور ایک بنت وارث چھوڑی موافق ان وارثون کے اوسکی تصحیح مسئلہ سو سے ہوئی اور میت اعلی یعنی زید کی تصحیح مین سے بھی ۳ سہم اسکے ہاتھ مین ہے سو اب یہان کچھ اور عمل کی احتیاج نہین اور ان ۳ کو اس تصحیح کے موافق تقسیم کردینگے ۲ ابن کو دینگے اور ایک بنت کو

ف جو کچھ وارث کو اوپر کی میت سے ایک بطن یا کئی بطنون
مین ملا ہو اوسے ما فی الید کہتے ہین - اور جو ما فی الید اس وارث
کا اس مسئلہ پر صحیح تقسیم نہ ہو سکے تو دو حال سے خالی نہین یا ما فی
الیدین اور اس تصحیح مسئلہ مین موافقت ہوگی یا مباینت اگر موافقت
ہو تو وفق مسئلہ کو اور جو مباینت ہو تو کل مسئلہ کو میت اعلی کے
مسئلہ مین ضرب کرین اور نیز سب اوپر والے وارثون کے
سہام مین ضرب کرین - سوا میت کے یعنی منجملہ وارثان میت اعلے
کے میت ہذا کے سہام مین کل مسئلہ یا وفق مسئلہ کے ضرب نہوگی
اور میت ہذا کے سب سہام یعنی کل ما فی الید کو اوسکے وارثون
کے سہام مین ضرب کرین درصورت تباین اور وفق ما فی الید کو
اوسکے وارثون کے سہام مین ضرب کرین درصورت توافق
حاصل حصہ ہر وارث کا ہوگا اوس تصحیح مسئلہ اعلی مین سے
جواب بعد ضرب کے قرار پائی ہے مثال -

مسئلہ ۸ / ۲۴ / ۷۲

زید

زوجہ ہندہ	ابن خالد من بطن ہندہ	ابن بکر من بطن صبیہ	ابن ولید من بطنها ایضا	بنت سلمی من بطنها ایضا
۱ / ۳ / ۹	۲ / ۶ / ۱۸	۳	۲ / ۶	۱ / ۳ / ۹

مسئلہ ۳ تباین بکر ... بعدہ ۲

اخ عینی	اخت عینی
ولید	سلمی
۲ / ۱	

مسئلہ ۳ بالنصف ولید نعیدہ ۱۰ ۱/۱۰

بنت حمیدہ	بنت سعید	بنت مجیدہ	بنت صالحہ	اخت ع سلمی
۵/۱	۵/۱	۵/۱	۵/۱	۲/۱۰

المبلغ ۲۳

الاحیاء

ہندہ	خالد	سلمی	حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ زید میت اعلی ہے اوسنے ایک زوجہ ہندہ اور خالد ایک بطن ہندہ سے اور ولید و بکر دو ابن اور سلمی ایک بنت بطن اور زوجہ سے جسکا نام جیبہ تھا چھوڑے پس مسئلہ اوسکا ۸ سے ہوا ایک ہندہ کو ملا اور ۲ اولاد پر دو دو بیٹوں کو اور ایک بیٹی کو منقسم ہوگئے بعد اوسکے بکر قبل تقسیم ترکہ کے مرگیا اور اوسنے ولید اخ عینی اور سلمی اخت عینی کو وارث چھوڑا سو مسئلہ اوسکا ۳ سے ہوا ایک سلمی کو پہونچا اور ۲ ولید کو پہونچے اور اوسکے ہاتھ مین میت اعلی سے ۲ تھے اوسمین اور اس مسئلہ یعنی ۳ مین مباینت ہے پس ۳ کو مسئلہ اولی یعنی ۸ مین ضرب کیا ۲۴ ہوئے اور اسیطرح ہندہ اور خالد اور ولید اور سلمی کے سہام مین ۳ کو ضرب کیا ہندہ اور سلمی کے ایک ایک کے تین تین اور خالد اور ولید کے دو دو کے چھ چھ ہوگئے اور اون

میت کے وارثون کے سہام مین ۲ کو ضرب کیا پس سلمی کے ۲ ہوگئے
اور ولید کے ۴ بعد اسکے ولید مرا اور اوسنے ۴ بنت چھوڑین حمیدہ
سعیدہ مجیدہ صالحہ اور سلمی اخت علتی اور مسئلہ اوسکا ۶ سے ہوتا
ہے ایک ایک حمیدہ وغیرہ چارون بنت کو اور ۲ سلمی کو پہونچتے
ہین اور اوسکے پاس تقسیم سابق سے ۱۰ ہین ۶ بطن اول سے لئے
پاتے تھے اور ۴ بطن دوم سے اور ۱۰ ہین اور ۶ مین توافق بالنصف
ہے پس وفق ۱۰ یعنی ۴ کو مسئلہ اولی اور جمیع سہام وارثان مابقی
میت ہذا مین ضرب کیا پس مسئلہ اولی کہ ۲۴ تھا ۷ ہوگیا اور ہندہ
کے ۳ کے ۹ ہوگئے اور خالد کے ۶ کے ۱۸ ہوگئے اور سلمی کے ۳ کے
۹ اور بطن ثانی مین سلمی کے ۲ کے ۶ ہوگئے اور میت ہذا کی وارثون
کے سہام مین وفق مافی الید یعنی ۵ کو ضرب کیا پس ایک ایک حمیدہ
وغیرہ بنات کے پانچ پانچ ہوگئے اور ۲ سلمی کے ۱۰ پس تقسیم تمام
ہوچکی اور ہندہ اور خالد اور سلمی اور حمیدہ سعیدہ مجیدہ صالحہ
جو زندہ ہین اون کو اوسیقدر جو اونکے زیر تام مدالاحیاء کے
نیچے لکھدیا ہے پہونچتا ہے **ف** طریقہ لکھنے فرائض کا یہ ہے کہ
میت کی مد کھینچ کے اوسکے اوپر چھین نام میت کا لکھتے ہین اور
نیچے اوسکے وارثون کو لکھ کے نیچے ہر ایک کے نام لکھتے ہین
اور ذوی الفروض کو مقدم لکھتے ہین اور بعد اوسکے عصبات کو
اسواسطے کہ پہلے ذوی الفروض کو دیکے جو بچے سو عصبات کو پہونچتا
ہے اور ذوی الفروض مین زوجین کو مقدم لکھتے ہین اسواسطے
کہ صورت رد مین اونہین پہلے دیکے باقی مین رد ہوتا ہے اور

لفظ مسئلہ کا سرے پر مدمیت کے لکھکے اوسپر عدد لکھتے
ہین اور نیچے ہر وارث کے عدد سہام کا تحریر کرتے ہین اور
قریب منتہای مدمیت کے لفظ فی یدہ لکھکے بعد اوسکے عدد
مافی الید لکھہ دیتے ہین اور اگر مافی الید او رمسئلہ مین تباین ہو
تو لفظ تباین اور اگر توافق ہو تو لفظ بالنصف یا بالربع یا بالثلث
وغیرہ نسبتاً بین لفظ مسئلہ اور نام میت کے مرقوم کرتے ہین
اور جب ضرب سے تغیر ہوتی ہے ایک لکیر عدد مسئلہ کے اوپر
اور عدد سہام وارث کے نیچے کھینچ کے عدد حاصل کو لکھدیتے
ہین اور جو شخص اون وارثون مین مرے اوسکے نیچے ایک لکیر
بصورت قوس کے کر دیتے ہین اور بعد اوسکے سہام کی ضرب
نہین ہوتی اور بعد تمام ہونے بطون کے مدالاحیاء کی کھینچ
کے اوسکے نیچے نام اون اشخاص کے جنکے مرنیکا ذکر نہوا ہو لکھہ
کے جو کچھہ ہر ایک کو جمیع بطون سے ملا ہو جمع کرکے نیچے اوسکے
نام کے لکھہ دیتے ہین بعد اوسکے جمیع ارقام زیر الاحیاء کو جمع
کرکے المبلغ کی مد اوپر مدالاحیاء کے کھینچ کے اوسکے نیچے تحریر
کرتے ہین اگر عدد زیر مبلغ اور مسئلہ میت اعلی مطابق ہون تو
فرائض صحیح ہی نہین تو غلط ہے غور کرکے غلطی نکال ڈالے
اس کتاب مین واسطے تعلیم طریقہ تحریر فرائض کی مثال اسی
وضع پر لکھی گئی ہے اگر مسئلہ اور مافی الید مین تداخل ہو پس
اگر مسئلہ کثیر ہو تو اوسکا حکم موافقت کا سا ہے اور اگر مافی الید
کثیر ہو تو صورت استقامت کی ہے اوس مسئلہ پر وہ صحیح ہوگا اوسکا مثال۔

مسئلہ ۱ | ۳
زوجہ | سبندہ
مسئلہ ۲ | عمرو | ۳۵
ام | اخ لام | اخت لاب
سلمی | بکر | سعدی
مسئلہ ۴ | خالد | ۵
ابن | سعید
ولید | ۲
الاحیاء | المبلغ ۸

سبندہ	سلمی	بکر	ولید	سعید
۲	۱	۱	۲	۲

عمرو کے مافی الید یعنی ۳ سے مسئلہ اوسکا یعنی ۶ کثیر ہے لہذا حکم موافقت جاری کیا اور وفق ۶ یعنی ۲ کو مسئلہ میت اعلی اور اوسکے وارثون کے سہام مین ضرب کیا پس مسئلہ میت اعلی ۶ ہوگیا اور سبندہ کے سہام ۲ اور سہام وارثان عمرو کو وفق ۳ یعنی ایک مین ضرب کیا پس چوتھے وہی رہے اور باقی مافی الید خالد کا یعنی ۴ اوسکے مسئلہ یعنی ۲ سے کثیر ہے لہذا اوسکے وارثون پر صحیح بٹ گیا

(۱۲۲۴) درمیان مال اور تصحیح مسئلہ کی نسبت لحاظ کرنا چاہیے

کو مباینت ہے یا موافقت اگر مباینت ہو تو کل مال مین اور جو موافقت ہو تو وفق مال مین فریق کے حصہ کو ضرب کرین اگر حصہ فریق کا دریافت کرنا منظور ہو اور فرد کے حصہ کو ضرب کرین اگر حصہ فرد کا دریافت کرنا منظور ہو حاصل ضرب کو در صورت تباین کل تصحیح پر اور در صورت توافق وفق تصحیح پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ دونون کا ہے یعنی حصہ فریق کا ہے مال مین سے اگر فریق کے حصہ کو ضرب کیا اور حصہ فرد کا ہے اگر حصہ فرد کو ضرب کیا اور جو مال مین کسر ہو تو مال اور تصحیح دونون کو کسر کر لین مطلب یہ ہے کہ جو کچھ مال میت نے چھوڑا ہو از قسم دراہم یا دنانیر یا اور مال کہ حساب اوسکا بھی باعتبار قیمت اوسکی دراہم اور دنانیر سے ہوتا ہے فیما بین عدد اس مال کی اور عدد تصحیح مسئلہ میت کے اگر مباینت ہو اور حصہ ایک فریق کا منجملہ وارثان میت کے دریافت کرنا منظور ہو مثلاً بنات کا یا اعمام کا تو حصہ فریق کو کل عدد مال مین ضرب کرین اور حاصل کو کل عدد تصحیح پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ اوس فریق کا ہوگا اور اگر حصہ ایک فرد کا دریافت کرنا منظور ہو مثلاً ایک بنت کا یا ایک عم کا تو روس فرد کے حصہ کو کل مال مین ضرب کرین اور حاصل ضرب کو کل تصحیح پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ اوس فرد کا ہوگا مثال۔

مسئلہ ۳ زید ترکہ ۷ دینار

بنت ۲	عم ۲
۲	۲

سے تصحیح اور مال مین مباینت ہے اور منظور دریافت کرنا حصہ
ایک فریق کا مثلاً بنتین کا ہے پس اوسکے حصہ یعنی ۴ کو کل مال
یعنی ۷ مین ضرب کیا ۲۸ ہوئی اوسکو کل تصحیح یعنی ۶ پر قسمت
کیا خارج قسمت ۴ اور دو ثلث ہے وہی حصہ ہے بنتین کا مال
سے یعنی ۷ دینار مین سے بنتین کو ۴ دینار اور دو ثلث دینار
پہونچتے ہین اور اگر دونون عم کا حصہ دریافت کرنا منظور
ہو ۲ کو ۷ مین ضرب کرین پھر حاصل یعنی ۱۴ کو ۶ پر قسمت کرین
خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک ثلث حصہ عمین کا ہے اور اگر حصہ
ایک فرد کا مثلاً ایک بنت کا دریافت کرنا منظور ہو تو ۲ کو کہ اوسکا
حصہ ہے ۷ مین ضرب کرکے حاصل یعنی ۱۴ کو ۶ پر قسمت کرین
پس خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک ثلث دینار حصہ اوسکا ہے وعلی
ہذا القیاس اور اگر فیمابین عدد مال اور عدد تصحیح کی صورت توافق
ہو اور حصہ ایک فریق دریافت کرنا منظور ہو تو اوس فریق
کے حصہ کو وفق مال مین ضرب کرین اور حاصل کو وفق تصحیح پر
قسمت کرین خارج قسمت حصہ اوس فریق کا ہوگا اور اگر حصہ
ایک فرد کا دریافت کرنا منظور ہو تو اوس فرد کے حصہ کو وفق
مال مین ضرب کرکے حاصل کو وفق تصحیح پر قسمت کرین خارج
قسمت حصہ اوس فرد کا ہوگا مثال وہی اوپر والی مثال ہے
جب کہ ترکہ ۱۰ دینار ہو پس تصحیح اور مال مین توافق بالنصف
ہے پس اگر حصہ بنتین کا دریافت کرنا منظور ہو ۴ کو ۵ مین کہ
۱۰ کا وفق ہے ضرب کرین اور حاصل یعنی ۲۰ کو ۳ پر قسمت کرین

خارج قسمت یعنی ۲ اور دو ثلث دینار حصہ بنتین
مین سے اور اسی قیاس پر حصہ عمین کا پایا جس بشر دکھا چاہین
نکال لین اور اگر مال مین کسر ہو تو مال اور تصحیح کو بھی کسر
کر لین یعنی جو کسر ترکہ مین ہو اوسی کسر کی جنس سے عدد تصحیح
ترکہ کا اور بھی عدد تصحیح کو کر لین اور اس کسر کر لینے
سے جو عدد دونون مین حاصل ہو اون دونون مین باہم نسبت
لحاظ کر کے عمل کرین ف عدد تصحیح کو از جنس کسر کر لینا اسی
اصطلاح حساب مین تجنیس کہتے ہین اور اس سے جو حاصل
ہوا اوسے مجنس کہتے ہین اور طریقہ تجنیس کا یہ ہے کہ جس عدد
صحیح کا از جنس کسر کرنا منظور ہوا ہے اوس کسر کے مخرج
مین ضرب کرین پس اگر اس عدد صحیح کے ساتھ کوئی کسر
نہین تو فقط یہی حاصل ضرب مجنس اوسکا ہے اور اگر کوئی
کسر ہے تو اس حاصل ضرب پر عدد کسر کو بڑہا لین مثلاً مثال مذکور
مین اگر ترکہ ساڑہے ۶ دینار ہو تو مجنس تصحیح کا ۱۲ ہوگا اور مجنس ترکہ
کا ۱۳ اسواسطے کہ کسر یہان پر نصف ہے جب اوسکے مخرج
یعنی ۲ مین ۶ کو ضرب کیا ۱۲ ہوئی اور تصحیح مین ۶ کے ساتھ کوئی
کسر نہین پس یہی ۱۲ اوسکا مجنس ہے اور عدد ترکہ بھی ۶ ہے
اوس سے بھی ۱۲ حاصل ہوئی لیکن اوسکے ساتھ کسر ہے یعنی
ایک نصف لہذا عدد کسر کو کہ ایک نصف تھا اوس پر بڑہایا ۱۳
ہوے پھر نسبت کو مابین ۱۲ اور ۱۳ کے لحاظ کیا تباین پایا پس
واسطہ دریافت کرنے حصہ عمین کے ۲ کو ۱۳ مین ضرب کرینگے

اور حاصل یعنی ۲۶ کو ۱۲ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک سدس حصہ عمین کا ہے اور واسطے دریافت کرنے حصہ بنتین کے ۴ کو ۱۳ مین ضرب کرین گے اور حاصل یعنی ۵۲ کو ۱۲ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی ۴ اور ایک ثلث حصہ بنتین کا ہے اور اسیطرح حصہ ہر فرد کا بھی نکال لین اور اگر ترکہ ۱۰ دینار اور دو ثلث ہو تو مجنس ترکہ کا ۳۲ ہو گا اور مجنس تصحیح کا ۱۸ اور ان دونون مین موافقت بالنصف ہے پس واسطہ دریافت کرنے حصہ عمین کے ۲ کو وفق ۳۲ یعنی ۱۶ مین ضرب کرین کے پھر حاصل یعنی ۳۲ کو وفق ۱۸ یعنی ۹ پر قسمت کرین گے خارج قسمت یعنی ۳ اور ایک ثلث اور دو تسع حصہ عمین کا ہے اور واسطہ دریافت کرنے حصہ بنتین کے ۴ کو ۱۶ مین ضرب کرین اور حاصل یعنی ۶۴ کو ۹ پر قسمت کرین خارج قسمت یعنی ۷ دینار اور ایک تسع دینار حصہ بنتین کا ہے اور اسیطرح حصہ ہر فرد کا نکال لین

(۳۴۲۲) قرض اور قرض دہندہ مانند حصہ اور وارث کے ہین اور مانند تصحیح کے مجموعہ بہت سے قرضون کا یعنی اگر ایک شخص مرے اور ترکہ اتنا نچھوڑے کہ سب قرضخواہون کا قرض اوس سے وصول ہو سکے تو ہر قرضخواہ بمنزلہ ایک وارث کے قرار دیا جاے اور قرض بمنزلہ سہم وارث کے اور مجموعہ سب قرضون کا بمنزلہ تصحیح مسئلہ کے پھر نسبت درمیان اس مجموعہ کی اور مال متروکہ کے لحاظ کرین اگر

مباینت ہو تو ہر مقرض کے قرض کو کل مال مین ضرب کرین پھر مجموع دیون کے عدد پر قسمت کرین اور اگر موافقت ہو تو وفق مال مین ضرب کر کے وفق مجموع الدیون پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ رسدی اوس مقرض کا ہے اوس مال مین سے مثال

ترکہ دینار	زید	مجموع الدیون ۹
بکر مقرض	خالد مقرض	عمرو مقرض
۲ دینار	۴ دینار	۳ دینار

۷ مین اور ۹ مین مباینت ہے لہذا واسطے دریافت حصہ رسدی عمرو کے ۳ کو ۷ مین ضرب کرینگے اور ۲۱ کو ۹ پر قسمت کرینگے پس خارج قسمت یعنی ۲ اور ایک ثلث دینار حصہ رسدی عمرو کا نکلیگا اور جب چار کو ۷ مین ضرب کر کے حاصل یعنی ۲۸ کو ۹ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی ۳ اور ایک تسع دینار حصہ رسدی خالد کا نکلیگا اور جب ۲ کو ۷ مین ضرب کر کے ۱۴ کو ۹ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی ایک اور ایک ثلث اور دو تسع دینار حصہ رسدی بکر کا نکلیگا اور اسی مثال مین اگر مال ۶ دینار ہو تو تصحیح یعنی ۹ کے ساتھ مال کو نسبت موافقت بالثلث ہے تو ہر قرض کو ۲ مین کہ وفق مال ہے ضرب کرینگے اور حاصل کو ۳ پر کہ وفق مجموع الدیون ہے قسمت کرینگے خارج قسمت حصہ رسدی ہوگا پس حصہ رسدی عمرو کا ۲ دینار اور خالد کا دو اور دو ثلث دینار اور بکر کا ایک اور ایک ثلث دینار نکلیگا

(۳۳۲۳) خنثی اوسے کہتے ہین جو عضو مردی اور عضو زنی دونون رکھتا ہو یا دونون مین سے ایک بھی نہ رکھتا ہو پھر اگر کسی طرح پر جانب مردی یا زنی غالب ہوجاے مثلاً آلہ مردی سے پیشاب کرے اور آلہ زنی سے نکرے یا بالعکس یا مردون کی طرح وطی کرے یا عورتون کی طرح وطی کراوے یا کسی اور طرح سے تو جس جانب کا غلبہ پایا جاوے وہی ٹھہریگا اور اگر کوئی جانب غالب نہ ہو مثلاً دونون عضو سے پیشاب کرے یا کوئی عضو نرکھتا ہوا اور پیشاب کی جگہ ایک سوراخ ہو کہ کسی عضو کی ہیئت پر نہین تو وہ خنثی مشکل ہے - خنثی کو اگر مشکل ہو وہ قرار دینگے جو صورت نقصان کی ہو یعنی اگر مرد ٹھہرانے سے اوسے کم ملے یا کچھ نہ ملے تو اوسے مرد ٹھہرا ئینگے اور جو عورت ٹھہرانے سے اوسے کم ملے یا کچھ نملے تو اوسے عورت ٹھہرا ئینگے اور اگر مشکل نہو تو برابر ہے سبھون کے اگر غلبہ جانب مردی کا ہے سب مردون کی برابر اوسے میراث ملیگی اور اگر غلبہ جانب زنی کا ہے تو سب عورتون کی برابر مثال اوسکی کہ عورت ٹھہرانے سے خنثی کو کم ملے مسئلہ

یہان خنثی کو بنت ٹھہرا ئینگے مثال اوسکی کہ عورت قرار دینے سے خنثی کو کچھ نملے مسئلہ

یہان اگر خنثی کو مذکر ٹھہراوین وہ بھی ایک ابن عم ہوا اور اسکو مثل ابن عم اول کی میراث ملے اور جو مونث ٹھہراوین وہ بنت عم ہوا اور بنت عم ذوی الارحام سے ہے اوسے ساتھ ابن عم کے

کہ عصبہ سے کچھ نہین ملتا پس خنثی کو یہان مونث قرار دینگے۔
مثال اسکی کہ مذکر ٹھہرانے سے خنثی کو کم ملے۔
مسئلہ

زوج	ام	اخت لام	خنثی لاب
۳	۱	۱	۱

یہان خنثی کو مذکر قرار دیا پس وہ اخ لاب عصبہ ہوا اور اوسے ایک جو اصحاب فرائض سے بچرہا تھا سو بچا اور اگر اوسے مونث قرار دین وہ اخت لاب ذی فرض قرار پاوے مستحق نصف کی اور مسئلہ ۶ کی طرف عول کرے اور اوسمین سے ۳ اوسے پہونچین پس یہان مذکر ٹھہرانے مین خنثی کا نقصان ہے لہذا وہ مذکر قرار پایا مثال اسکی کہ مذکر ٹھہرانے سے خنثی کو کچھ نملے
مسئلہ

زوج	اخت عینی	خنثی لاب
۳	۳	م

اس مسئلہ مین اگر خنثی کو عورت قرار دین وہ اخت لاب ذی فرض ہو گی سدس پاوے اور مسئلہ ے سے بطور عول کے ہو جاے اور جو مذکر قرار دین تو وہ اخ لاب عصبہ ہوا اور ذوی الفروض سے جب کچھ نہ بچے عصبہ محروم رہتا ہے اسکے لیے عول نہین ہوتا لہذا خنثی یہان مذکر ٹھہرا
(۲۲۴۴) حصہ حمل کے واسطے رکھہ چھوڑین جو زیادہ ہو اگر مرد کا حصہ زیادہ ہو تو بقدر حصہ مرد کے اور اگر عورت کا حصہ

زیادہ ہو تو بقدر حصہ عورت کے مثال مرد کے زیادہ ہونے کی۔

مسئلہ ۲

ابن	حمل
۱	۱

یہان اگر حمل کو مذکر ٹھہراوین تو واسطے نصف ترکہ ملے اور اگر مونث ٹھہراوین تو ثلث لہذا وہ حصہ یعنی نصف ترکہ رکھ چھوڑینگے مثال عورت کے حصہ زیادہ ہونے کی۔

مسئلہ ۸

زوج	ام	اخت لام	حمل از اب
۳	۱	۱	۳

یہان حمل کو اگر مونث ٹھہراوین تو وہ اخت لاب ہو اصحاب فرائض مین مستحق نصف کی اور مسئلہ ۸ سے ہوا اور اگر مذکر ٹھہراوین اخ لاب ہو عصبہ مستحق باقی کا اصحاب فرائض سے یعنی ایک کا مین سے پس مونث کا حصہ رکھ چھوڑینگے یعنی ۸ سے مسئلہ کرکے اومین سے ۳ رکھ چھوڑینگے۔ لیکن ضامن لے لینا چاہیے اس بات کے لیے کہ اگر حمل ایک سے زیادہ متولد ہو مثلاً دو ابن پیدا ہون یا دو بنت تو استحقاق اون کا اوسقدر سے جو رکھ چھوڑا گیا ہے زیادہ ہوگا پس ضامن کفیل ہو اس امر کا کہ جسقدر اور استحقاق حمل کا ہوگا وارثون سے مین واپس کرا دونگا۔ اگر مستحق اوس حصہ کا پیدا ہو تو بہتر ہے اپنا حصہ لے لے اور اگر وہ نہ پیدا ہو بلکہ کم والا پیدا ہو مثلاً حصہ ابن کا رکھا گیا تھا اور بنت

پیدا ہوئی تو حصہ وراثت کا حق ہے اوسے دیکے باقی وارثون
پر موافق اونکے حصص کے دیدین اور اسیطرح اگر ایسا شخص پیدا ہو
کہ اوسے کچھہ نہ ملتا ہو مثلاً ابن الاخ کے لیے رکھہ چھوڑا تھا اور بنت
الاخ پیدا ہوئی اس مثال مین -

مسئلہ

زوجہ	ابن الاخ	حمل ابن اخ
۴	۳	۳

پس یہ کل حصہ وارثون پر منقسم ہو جاوے گا اور اس مولود کو کچھہ
نہ ملے گا۔

(۳۳۴۵) حمل جو میت سے ہو اگر اکثر مدت تک پیدا ہو تو وارث
ہے اوس میت کی اوسے میراث ملے گی اور وہ مورث ہے یعنی
اگر بعد پیدا ہونے کے مرجاوے تو اوس سے اور لوگون کو باعتبار
اسی قرابت کے میراث ملیگی اور جو اکثر مدت سے زیادہ پر پیدا
ہو تو نہ وارث ہوگا اوس میت کا اور نہ اس قرابت سے مورث
ہوگا ف اکثر مدت حمل کی دو برس ہے اگر دو برس تک بعد موت
ایک شخص کے اوسکی زوجہ سے لڑکا پیدا ہو تو اوسکا نسب اوس میت
سے ثابت ہوگا یعنی وہ اوس میت کا بیٹا قرار پاویگا پس اوسکو
اوس میت سے میراث ملیگی اور باعتبار اس قرابت کے اورونکو
اوس سے میراث ملیگی اور جو بعد زیادہ مدت کے دو برس سے
پیدا ہو تو اوسکا نسب اوس میت سے ثابت نہ ہوگا نہ اوسے میت
سے میراث ملیگی اور نہ اوس سے باعتبار اس قرابت کے کسی اور کو

میراث ملیگی۔

(۲۲۴۶) حمل غیر میت کا جو اقل مدت حمل پر پیدا ہو میراث پاوے نہ جو اقل سے زیادہ پر پیدا ہوا اقل مدت حمل کی ۶ مہینے ہین پس اگر ایک شخص مرے اور اوسکے بھائی کی زوجہ حاملہ ہو اور مستحق اوسکی میراث کی اولاد اخ ہون اگر چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے اندر بعد مرنے اس شخص کے وضع حمل ہو تو وہ اس میت سے میراث پاویگا اور جو چھ مہینے سے زیادہ پر پیدا ہو تو اوسے اس میت سے میراث نملیگی

(۲۲۴۷) لڑکا اگر پیر اور ناف یا سر اور سینہ تک زندہ پیدا ہو اور مرگیا تو وارث ہے ف لڑکا یا سیدھا پیدا ہوتا ہے کہ پہلی اوسکا سر نکلتا ہے پھر باقی بدن یا اولٹا پیدا ہوتا ہے پہلے پاؤن نکلتے ہین پھر باقی بدن پس اگر پیدا ہوتے ہین لڑکا مرگیا تو اوسکا یہ حکم ہے کہ اگر سیدھا پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا اور اگر اولٹا پیدا ہوا اور ناف نکلنے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا اور اگر پہلی صورت مین فقط سر نکلنے ہی تک زندہ تھا اور سینہ نکلنے سے پہلے مرگیا اور دوسری صورت مین پاؤن نکلنے تک زندہ تھا ناف نکلنے سے پہلے مرگیا تو وارث نہ ہوگا ف اوسکے وارث قرار دینے پر یہ اثر مترتب ہے کہ جو حصہ اوسکے لیے موقوف ہوگا اوسے پہونچ کر اوسکا متروکہ ٹھہر اوسکے وارثون پر تقسیم ہوگا اور جب وارث نہ ٹھہریگا تو وہ حصہ موقوف اگلی میت کے وارثون پر مسترد ہو جائیگا اور باعتبار سہام اون کے

اوس میت سے اوپر منقسم ہو جاتیگا۔

(۲۲۷۸) مفقود اوسے کہتے ہین جو گھر سے چلا جاے اور اوسکے جینے مرنے کی کچھ خبر نہ معلوم ہو۔

(۲۲۷۹) مال مفقود کا معطل رہے نوہ برس تک اوسکی پیدائش سے یعنی جو شخص مفقود ہو گیا ہو جب تک اوسکے پیدا ہونے سے نوہ برس نگذرین اوسکا مال رکھا رہے تقسیم نہو پس اگر ۴۰ برس کی عمر مین مفقود ہوا ۵۰ برس اور اوسکا مال رکھا رہے اور اگر ۳۰ برس کی عمر مین مفقود ہوا ۶۰ برس اور اوسکا مال رکھا رہے وعلی ہذا القیاس۔ ایسے ہی حصہ اوسکا غیر سے معطل رہے یعنی جب تک نوہ برس مفقود کی ولادت سے نگذرین جو کچھ اوسکو کسی مورث سے کہ ایام غیبت اوسکے مین مرے حصہ پہونچے وہ بھی معطل رکھا رہے۔ یعنی مفقود نوہ برس تک اپنے مال مین حکم زندہ کا رکھتا ہے اور نسبت حصہ کی جو اوسکے لیے غیر کی میراث مین سے معطل رکھا جاے حکم مردے کا رکھتا ہے۔ پس مال اوسکا ہر حال کے وارث کو اور حصہ پھر جاے اوپر والے وارث کو یعنی جب کہ نوہ برس گذر جاے مین حکم موت مفقود کا کیا جاے اب میراث اوسکی اون وارثون کو ملیگی جو حال مین موجود ہین اور جو اس سے پہلے مرگئے اون کو میراث نملے گی۔ اسواسطے کہ یہ مفقودی کے نوہ برس تک مفقود کی ولادت سے اوسے حکم زندہ کا ہے اپنے مال مین پس جو لوگ کہ اس عرصہ مین مرے گویا اوسکی حیات مین مرے اور جو حصہ اوسکیواسطے

کسی مورث سے معطل رکھا گیا وہ واپس ہوجاے گا اوسی مورث
کے وارثون پر مفقود کے وارثون کو اوس مین سے کچھ نملیگا
اسواسطے کہ اوس حصہ کی نسبت مفقود کو ایام غیبت مین حکم
مردے کا ہے پس گویا کہ وہ مورث بحالت موت مفقود کے مرا

(۲۲۵۰) مرتد یعنی وہ کہ دین اسلام سے پھر گیا ہو کسی کا وارث
نہین ہوتا نہ مسلمان کا نہ دوسرے مرتد کا نہ کافر کا مگر یہہ کہ ایک
ملک کے سب لوگ مرتد ہوجائین تو وہ آپس مین ایکدوسرے
کے وارث ہونگے ملک سے مراد یہہ ہے کہ ایک بستی یا ایک پرگنہ
یا ایک ضلع کے سب لوگ مرتد ہوجاوین

(۲۲۵۱) مال عورت مرتدہ کا مطلقًا اور مال مرد مرتد کا جو اوسنے
حاصل کیا ہو حالت اسلام مین اوسکے ورثہ مسلمین کو پہونچیگا اور
جو ایسا نہ ہو یعنی مال مرتد کا جو اوسنے حالت ارتداد مین حاصل
کیا ہو حق ہے عوام مسلمین کا یعنی بیت المال مین رکھا جاے اور
مصالح مسلمین مین صرف ہو ف مرتد جب دار الاسلام سے
چلا جاے اور دار الحرب مین جا رہے اور قاضی حکم کرے اس
بات کا کہ وہ دار الحرب مین جا ملا یہان سے بے علاقہ ہو گیا پس
گویا کہ وہ مر گیا اوسوقت سب احکام موت کے جاری ہوجاین گے
اور اوسکا مال اوسکے ورثہ مسلمین کو حسب شرح صدر پہونچیگا۔
مرتدہ کے شوہر کو میراث اوسکے مال مین نہین ملتی اسواسطے
کہ بمجرد ارتداد کے وہ اپنے شوہر سے باین ہوگئی اوسکی زوجہ
نرہی پس بوقت موت یا لحوق بدار الحرب وہ اوسکا زوج نہین

کو میراث پاوے۔

(۲۲۵۲م) جن مسلمانون کو کہ کفار دار الحرب کو اسیر کر کے لیجا دین اور پھر اون کا حال کچھ معلوم نہو حکم اون کا مثل مفقود کے ہے اور اگر حال معلوم ہو تو مثل سب مسلمانون کے ہے۔

کتاب الجنایات

یہ کتاب ہے مسائل جنایات مین

(۲۲۵۳م) جنایت لغت عرب مین نام ہے برے کام کرنیکا اور اصطلاح شرع مین نام ہے اوس فعل حرام کا جو جان یا مال مین واقع ہو۔ اس تعریف مین چوری قتل غصب اور دوسرے جرم بدنی و مالی داخل ہین لیکن فقہا نے اپنی اصطلاح مین جنایت خاص کر لی ہے اوس فعل ممنوع کے ساتھہ جو جان اور اطراف یعنی ہاتھہ پاؤن ناک کان آنکھہ مین واقع ہو اور غصب اور سرقہ وغیرہ خاص کیا ہے اوس فعل حرام کے ساتھہ جو مال مین واقع ہو۔

(۲۲۵۴م) جنایت علی النفس کو قتل اور جنایت علی الاطراف کو قطع کہتے ہین۔

(۲۲۵۵م) قتل عبارت ہے اوس فعل سے جو عبد کی طرف مضاف ہو اور اوسکے سبب سے دوسرے کی زندگی زائل ہو جاوے زوال حیات بلا فعل عبد مسمی بموت ہے کذا فی الزیلعی والشمنی۔

(۲۲۵۶م) وہ قتل جس سے قصاص اور دیت اور کفارہ اور گناہ اور حرمان ارث متعلق ہے پانچ قسم کا ہے قتل عمد شبہ عمد

خطائے جاری مجرا لی خطا قتل بالسبب ورنہ اقسام قتل کے بہت ہیں چنانچہ سنگسار کرنا زانی کا اور سولی دینا قطع الطریق کا اور قتل مرتد یا ڈکیت کا۔

(۴۲۵۷) قتل عمد وہ ہے کہ آدمی کے مارنیکا قصد کیا جاے بواسطے کسی ہتیار کے جو اوسکے اجزاے بدن کو پھاڑ ڈالے اور وہ ضرب آدمی کے بدن مین کسی جگہ لگے (چنانچہ آلات جنگ اور بھاری وزنی چیز لوہے کی کذا فی الجوہرہ) یا بواسطے کسی نوکدار بارہ والی چیز کے فعل قتل مین (چنانچہ تیز لکڑی بانس نرقل کا تیز چھلکا شیشہ پتھر سولی کذا فی البرہان) یا بواسطے آگ کے کیونکہ آگ بہی جسم پہاڑ دیتی ہے اور عمل ذبح کرتی ہے بشرطیکہ قاتل عاقل بالغ ہو۔ خلاصہ قتل عمد وہ ہے جسمین بقصد ضرب ہو سلاح یا جاری مجرا لی سلاح سے تفریق اجزا مین کذا فی الدر المنون عند ابی حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ خلافاً للصاحبین و ائمہ الثلثہ کہ اونکے نزدیک کسی شخص کو قصداً اوس چیز سے مارنا جسکی ضرب اوٹھانیکی بدن انسان کو طاقت نہ ہو (چنانچہ ایک بڑی لکڑی سے کسی کو مارنا) قتل عمد ہے بخلاف امام کے کہ اونکے نزدیک شبہ عمد ہے اور موجب قتل عمد کا عین قصاص ہے بلا لزوم قال یعنی قتل عمد مین قصاص واجب ہے بشرطیکہ قاتل اور مقتول مین قصاص تلجانیکا شبہہ نہ ہو مثلاً ولادت یا مالک یا اذن مقتول واسطے قتل کے خلافاً للشافعی اونکے نزدیک قصاص غیر متعین ہے بلکہ وارث مقتول مختار ہے قصاص

اور خون بہا لینے مین لیکن ورثا مقتول کو جائز ہے کہ قصاص معاف کر دین یا بعوض قصاص کے مال پر صلح کر لین خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت جنس دیت سے ہو یا نہ ہو حال ہو یا موجل کذا فی الجوہرہ - اور حرمان ہے ارث مقتول سے

(۲۲۵۸) ایک شخص نے تنور گرم کیا اور کسی آدمی کو اوسمین گرا دیا یا ایسی جلتی آگ مین ڈالدیا جسمین سے وہ نکل نہین سکتا تو قاتل پر قصاص ہے خواہ وہ شخص اوسی روز مرجاے یا مرتے دم تک صاحب فراش رہے لیکن اگر چلتا پھرتا رہیگا اور پھر مر جائیگا تو قصاص ساقط ہو جائیگا کذا فی النہر الفقار لیکن مجتبی مین ہے کہ اگر تنور گرم ہوا اور اوسمین آگ موجود نہ ہو اور کوئی ڈالدیا جاوے اور مر جاوے تو بھی قصاص واجب ہے

(۲۲۵۹) قتل شبہ عمد وہ ہے جسمین بعمد ضرب ہو اور اوس چیز سلاح نہ ہو اور نہ قایم مقام سلاح ہو خواہ ہلاکت اوسی سے غالب الوقوع ہو (جیسے سنگ عظیم یا لہ مدسل دھولی کا) یا نہ ہو (جیسے لٹھیا) اور موجب شبہ عمد کا گناہ اور کفارہ ہے اور دیت مغلظہ مددگاران و برداران قاتل پر اور حرمان ہے ارث مقتول سے اور شبہ عمد مین قصاص واجب نہین ہے مگر جبکہ قاتل سے قتل شبہ عمد چند مرتبہ واقع ہوا ہو تو حاکم مسلمان کو بطریق سیاست اوسکا قتل کرنا جائز ہے کذا فی الاختیار لیکن شبہ عمد سواے جان کے اطراف یعنی ہاتھ یا کان وغیرہ مین عمد ہے اور قصاص کا موجب ہے یعنی ہلاک

نفس با ختلاف آلہ مختلف ہوتا ہے اور ماوراے نفس مختلف
نہین ہوتا مثلاً عصاے کبیر قتل نفس کا آلہ نہین ہے لیکن ہاتھ
یا کان توڑنیکا البتہ آلہ ہے تو اگر عصا وغیرہ سے ہاتھ یا کان
تلف ہوگا تو اوسمین کفارہ اور دیت نہین بلکہ قصاص واجب ہے
یعنی فاعل کا بھی ہاتھ یا کان توڑا جاویگا (دیت مغلظہ عبارت
ہے سو اونٹ کے دینے سے جنمین سے ۲۵ یکسالہ اور ۲۵ دو
سالہ اور ۲۵ سہ سالہ اور ۲۵ چہار سالہ ہون)

(۲۲۶۰) قتل خطا وہ ہے جسمین بوجہ چوک اور غلطی کے قتل
ہو اسکی دو قسمین ہین ایک یہہ کہ فاعل کے گمان مین خطا اور
چوک ہو مثلاً فاعل نے تیر مارا ایک شخص کو شکار یا کافر حربی
یا مرتد جانکر اور ناگہان وہ آدمی یا مسلمان نکلا دوسرے یہہ
کہ خطا نفس فعل مین واقع ہو مثلاً تیر مارا نشانہ یا شکار کو اور وہ
کسی آدمی کے لگ گیا یا کسی نشانہ پر یا اوسپر لگ کر پلٹکے یا ٹپکر کسی
آدمی کے لگ گیا یا ارادہ کیا ایک شخص کے ہاتھ پر مارنیکا اور دوسرے
کی گردن مین جا لگا اگر شخص اول کی گردن پر لگیگا تو قتل عمد ہوگا یا ارادہ
کیا ایک شخص کے مارنیکا اور وہ دیوار مین لگا اور دیوار سے پلٹکر دوسرے
آدمی کے جا لگا یا ایک شخص کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ پڑی
اور اوسکے صدمہ سے کوئی مر گیا۔ یا ارادہ کیا آہو کے مارنیکا اور وہ
دوسرے کے جا لگا

(۲۲۶۱) موجب قتل خطا کا کفارہ اور گناہ کم از گناہ قتل عمد
ہے اور دیت ہے مددگاران قاتل پر اور حرمان ہے ارث

مقتول سے

(۲۲۶۲) قتل جاری مجرائی خطا وہ ہے جو درحقیقت خطا نہو بلکہ بمنزلہ خطا کے ہو مثلاً کوئی شخص بلند چبوترہ یا بلند تخت یا چھت کے کنارے پر سوتا ہے سو کروٹ بدلتے مین اوپر سے گر پڑا اور نیچے کا آدمی دیکر مر گیا تو نایم مثل خاطی کے معذور ہے تو یہ قتل خطا نہین بلکہ بمنزلہ خطا کے ہے یا ایک شخص جانور پر سوار تھا سو جانور نے دوسرے آدمی کو کچلکر مار ڈالا اور موجب اسکا بھی کفارہ۔ اور گناہ اور حرمان ارث مقتول اور دیت ہے مددگاران فاعل پر

(۲۲۶۳) قتل بالسبب وہ ہے کہ فاعل ایسے اسبابکا باعث ہو جس سے اور لوگ قتل ہو جائین مثلاً کوئی شخص کنوان کھودے یا لٹھا یا اینٹ پتھر ملک غیر مین بلا اذن حاکم ڈالدے اور اسمین کوئی گر کر یا اون سے ٹکر کھا کر مر جاوے۔ جو شخص جان بوجھکر کنوئین مین گر پڑا تو کھدوانے والا قاتل نہوگا اور موجب قتل بالسبب صرف دیت ہے مددگاران فاعل پر نہ حرمان ارث مقتول سے۔

(۲۲۶۴) ہر انسان محفوظ الدم دائمی کے عمد سے خود اور خود بالتحریک قاتل کو قتل کرنا بدلے مقتول کے) یعنی قصاص واجب ہے یعنی جو مقتول کہ نظر بقاتل دائماً محفوظ الدم ہے اوسکی خونریزی قاتل کو کبھی مباح نہین بلکہ اوسکے قتل عمد سے قصاص (قصاص یہہ کہ فاعل کے ساتھ وہ فعل کیا جاوے جو اوسنے مقتول کیساتھ

کیا خواہ وہ فعل قتل ہو یا قطع عضو یا ضرب یا جراحت) واجب ہے (مراد محفوظ الدم سے یہ ہے کہ بنظر اوسکے قاتل کے خون اوسکا محفوظ ہے) محفوظ الدم کی قید سے مباح الدم سے احتراز ہوا جیسے زانی محصن اور حربی اور مرتد اور دوام کی قید سے مستامن سے احتراز ہوا یعنی اوسکا خون تا قیام دار الاسلام محفوظ ہے نہ ہمیشہ پس ظاہر ہوا کہ وہ انسان محفوظ الدم مسلمان اور ذمی ہیں کہ جو اون کو عمداً قتل کریگا وہ اوسکے بدلے مقتول ہوگا بشرطیکہ قاتل عاقل بالغ ہو کیونکہ صغیر اور مجنون کے واسطے عمد نہیں۔

(۲۲۶۵) قاتل پر حکم قصاص ہوا پھر وہ قبل سپردگی وارثان مقتول کے دیوانہ ہو گیا تو قصاص بدلکر دیت ہو جائیگا اور اگر بعد سپردگی کے دیوانہ ہوا تو قصاص ساقط نہ ہوگا۔ کذا فی البزازیہ و المنح۔

(۲۲۶۶) قتل کیا اوس قاتل نے جو کبھی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کبھی اوسکو افاقہ ہو جاتا ہے تو حالت افاقہ میں قتل کیا جاویگا لیکن اگر بعد قتل کے مجنون دوامی ہو جاوے تو قتل نہ کیا جاویگا اور استحساناً اوسکے مال سے دیت واجب ہوگی کذا فی العالمگیریہ

(۲۲۶۷) کسی نے وقف کے غلام کو قتل کیا تو اوس میں قصاص نہیں بمصلحت مراعات وقف بلکہ قاتل سے اوسکی قیمت لیجاوے اور دوسرا غلام وقف کے واسطے خرید

کیا جاوے۔

(۲۲۶۸) قتل کیا جاتا ہے آزاد بدلے آزاد اور عورت اور غلام کے بجز غلام وقف کے خلافاً للشافعی (کہ اونکے نزدیک بدلے غلام کے قتل نہ ہوگا بلکہ اوسکی قیمت عاید ہوگی) اور ہوشیار بدلے دیوانہ کے اور بالغ بدلے صغیر کے اور صحیح البدن آنکھ والا بدلے اندھے طویل المرض ناقص الاطراف یعنی لولے لنگڑے کے اور فروع بدلے اپنے اصول کے اگرچہ اصل بعید ہو بالعکس اسکے (لیکن امام مالک کے نزدیک اگر باپ قصداً قتل کریگا تو قتل کیا جاویگا) تو اگر بیٹا اپنے باپ یا دادا دادی یا پردادا پردادی یا ماں یا نانا نانی یا پرنانا پرنانی کو عمداً قتل کریگا تو قتل کیا جاویگا اگر باپ یا دادا دادی پردادا پردادی ماں نانا نانی وغیرہ قتل کرینگے تو قصاص واجب نہ ہوگا بلکہ دیت واجب ہوگی اور اصول وفروع کی قصاص میں جان اور اطراف دونوں برابر ہیں یعنی فروع پر قصاص اطراف میں بھی ہوگا نہ اصول پر ولہذا ولد کو جائز نہیں اپنے باپ کو قتل کرنا اگرچہ اوسکو صف کفار میں یا مرتد پاوے یا زانی محصن دیکھے کذا فی الهدایہ

(۲۲۶۹) قاتل نے اپنے داماد کو عمداً قتل کیا اور حالانکہ قاتل کی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہے تو قصاص ساقط ہوگا کیونکہ خانیہ میں ہے کہ اگر مقتول کے وارثوں میں قاتل کا فرزند ہو یا فرزند کا فرزند ہو تو قصاص باطل ہے

اور دیت واجب ہے چنانچہ یہان بھی مقتول کے وارثون مین سے قاتل کی بیٹی ہے لہذا قصاص ساقط کذا فی الطحطاوی
(۲۲۶۰) اگر چہ اپنے ذاتی غلام کو اگرچہ مکاتب ہو یا مدبر ہو یا اپنے فرزند کے غلام کو قتل کرے تو قصاص ساقط ہے بدلیل اجماع کذا فی العینی لیکن اگر غلام نے اپنے آقا کو قتل کیا تو اسمین امام اور صاحبین سے کچھ روایت نہین لیکن ابو جعفر حنفی فقیہ نے کہا کہ غلام مذکور قتل کیا جاویگا مالک پر اسوجہ سے قصاص نہین کہ غلام اوسکا مال ہے اور انسان پر اپنے مال کے تلف کرنے سے کچھ واجب نہین لیکن قاضیخان مین ہے کہ حاکم مالک کو تعزیر دے جوہرہ مین ہے کہ مالک پر کفارہ واجب ہے کذا فی الطحطاوی
(۲۲۷۱) قصاص نہین باپ یا مالک یا مخطی یا صغیر یا مجنون کے شریک قتل پر یعنی شخص اجنبی باپ کا شریک ہوا اوسکے فرزند کے قتل مین یا مالک کا شریک ہوا اوسکے غلام کے قتل مین یا عامد شریک ہوا قاتل مخطی یا مجنون یا صغیر کا تو شریک پر بھی قصاص واجب نہین مثل والد اور مولے اور مخطی اور صغیر اور مجنون کے اسواسطے کہ قصاص عدم قسمت پذیر ہے نزدیک ہم حنفیون کے بخلاف امام شافعی کے کذا فی البرہان
(۲۲۷۲) اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو جو مشترک ہے قتل کیا تو قاتل پر قصاص نہین بوجہ عدم تجزی قصاص کے یعنی جب بعض قصاص ساقط ہوا ملک بعض کے سبب تو کل ساقط ہوا عدم

تجنیس کی وجہ سے تو قاتل دوسرے شریک کو اوسکے حصہ کی قیمت ادا کر دے۔

(۳ ۲۲۷) اگر کوئی شخص غلام مرہون کو قتل کرے تو اوسکے قاتل پر تا اجتماع عاقدین یعنی راہن و مرتہن کے قصاص واجب نہین اسواسطے کہ مرتہن مالک نہین جو قصاص کا مالک ہو اور اگر راہن قصاص لینے پر مستقل ہو تو مرتہن کا حق باطل ہوتا ہے لہذا وجوب قصاص عبد مرہون مین اجتماع عاقدین شرط ہے تا حق مرتہن اوسکی رضامندی سے ساقط ہو جاوے بلکہ امام محمد کے نزدیک عبد مرہون کے قتل مین مطلقاً قصاص نہین اگرچہ عاقدین موجود ہون کذا فی الجوہرہ تو بموجب مذہب امام محمد کے قیمت مقتول قاتل سے لیکر مرتہن کے پاس مرہون رہیگی کذا فی الدرر نقلاً عن الکافی و المنح و الطحطاوی اگر راہن اور مرتہن قصاص اور قیمت لینے مین اختلاف کرین تو دونون کے واسطے قیمت دلائی جاویگی اور وہ قیمت بجاے عبد مرتہن کے پاس مرہون رہیگی بالاجماع۔

(۴ ۲۲۷) اگر کسی نے غلام اجارہ کو قتل کیا تو قصاص لینی کا حق مالک کا ہے نہ مستاجر کا۔

(۵ ۲۲۷) اگر مسلمان اور کفار لڑائی مین رلمل جاوین اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو مارڈالے تو اوسپر قصاص نہین بلکہ کفارہ اور دیت ہے اور اگر رلمل نہ گئے بلکہ مسلمان صف کفار مین ملگیا تو اوسکے قتل سے نہ قصاص ہے

نہ کیا جاوے تو درست ہے ۔

(دفعہ ۳۴۳) قصاص بجز تلوار کے اور کسی چیز سے نہ لیا جاوے اگرچہ قاتل نے کسی اور ہتھیار سے مارا ہو کذا فی العینی عن الہدایہ کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ لا قود الا بالسیف ۔ بر خلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک اوسیطرح قاتل کا قتال ضرور ہے جسطرح اوسنے مقتول کو مارا ۔ ہدایہ مین ہے کہ جو قصاص لینے کا مالک ہے وہ تلوار سے قصاص لے تو اگر وہ قاتل کو کنوین مین ڈالیگا یا اوسکو پتھر سے قتل کریگا یا اور کسیطرح ہلاک کریگا تو وہ شخص تعزیر دیا جاویگا ۔

(دفعہ ۳۴۴) اگر کسی شخص کا فرزند ناقص العقل ہو تو اوسکے قتل پدر اور اوسکے قرابتدار کے قتل کے بدلے اوسکے باپ کو واسطے اوس قاتل سے قصاص لینا واسطے تشفی صدر اور تسکین دل کے جائز ہے اور جب کہ باپ اوسکا قصاص کا مالک ہوا تو صلح کرنیکا بطریق اولی مالک ہوگا لیکن معاف کرنیکا اوسکو اختیار نہین اسواسطے کہ مفت معاف کرنا فرزند مدہوش کے حق کو باطل کرتا ہے اور باپ ابطال حق فرزند کا مالک نہین اور صلح مین بھی شرط ہے کہ صلح مقدار دیت یا اوس سے زیادہ پر ہو اگر کم از دیت پر واقع ہوگی تو صحیح نہ ہوگی اور پوری دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ یہی بہتر اور نافع تر ہے مدہوش کے حق مین اگر کوئی شخص مارا گیا اور اوسکا کوئی وارث نہین تو قاضی باپ کی مانند ہے جمیع احکام مذکورہ مین ہذا قول الاصح

اور وصی مدہوش اور برادر صغیر اور وصی فقط صلح کر سکتے
ہین نہ قصاص وعفو لیکن وصی مدہوش اطراف کا قصاص بطور
استحسان لیسکتا ہے برادر اور وصی کی صلح مین بھی شرط ہے
کہ مقدار دیت سے کم پر صلح نہو

(۲۲۷۸) اگر کسی مقتول کے کچھ وارث عاقل بالغ ہون اور
بعض نابالغ تو بالغ وارث قبل بلوغ نابالغان قصاص لیسکتے ہین
برخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک قصاص نہ ہوگا تاوقتیکہ
نابالغ جوان نہ ہو جائین مگر جب کہ مقتول کا ولی بیٹا نہ ہو ولی صغیر
کا تو کبیر تا بلوغ صغیر باتفاق امام اور صاحبین کے قصاص کا مالک
نہین کذا فی الزیلعی مثلاً کسی شخص کی اولاد صغیر ہو زوجہ اول
سے اور زوجہ ثانیہ ہو تو زوجہ ثانیہ تا بلوغ فرزندان مقتول قصاص
نہین لے سکتی

(۲۲۷۹) اگر قاتل کو کوئی شخص قتل کرے جو اجنبی ہو مقتول
سے تو اس شخص یعنی قاتل کے قاتل پر قتل عمد مین قصاص واجب
ہے یعنی قاتل کا قاتل بھی قتل کیا جاویگا اسواسطے کہ قاتل اول
معصوم الدم ہے بنظر اپنے قاتل کے اور قتل خطا مین دیت قتل
بددگاران قاتل ثانی پر واجب ہوگی اور اگر وارث مقتول نے بعد
قتل کرنے اجنبی کے کہا کہ مین نے اوس اجنبی کو قاتل کے قتل
کرنیکا امر کیا تھا اور اوسکے پاس گواہ نہین تو وارث کے قول کی
تصدیق نہوگی اور اجنبی قاتل قتل کیا جاویگا اور ورنا مقتول
اول کا حق ساقط ہوگیا اور اگر کوئی وارث مقتول قتل کرے تو شبہ

کچھہ ضمان نہین نہ قاتل کے واسطے نہ ورثا مقتول کے واسطے اگرچہ صغیر ہون کذا فی الزیلعی۔

(۲۲۸۰) وارث مقتول کو جائز ہے کہ قاتل کو بذات خود قتل کرے یا غیر کو امر کرکے قتل کراوے استیفا قصاص ہر صورت ہوگا کذا فی البزازیہ لیکن اگر قاتل ثانی دعوی کرے کہ مجکو وارث مقتول نے امر کیا اور موافق اوسکے امر کے مین نے قتل کیا اور وارث مقتول بہی تصدیق کرے تو بہہ امر بدون شہادت کے ثابت نہوگا یعنی اگر اس امر کے گواہ نہ ہونگے تو قاتل ثانی مارا جاویگا بخلاف اوسکے کہ جیسے دوسرے کی ملک مین کنوان کہودا اور دوسرے کو ئی گرکر مرگیا اور صاحب خانہ نے کہا کہ مین نے کنوان کہودنے کا امر کیا تہا تو صاحب خانہ کی بدون شہادت کے تصدیق ہوگی اور کنوان کہودنے والے پر دیت واجب نہوگی اسواسطے کہ صاحب خانہ استیناف اور ابتداء حفر کا فی الحال مالک ہے اور صورت اول مین ابتداءا امر بالقتل فی الحال متصور نہین بسبب فوت ہونے محل قتل کے۔

(۲۲۸۱) قاعدہ تصدیق اور عدم تصدیق کا یہہ ہے کہ جو شخص ایک چیز حکایت کرے مثلاً یون کہے کہ مین نے زوجہ مطلقہ سے رجعت کرلی تو اگر وہ شخص بالفعل استیناف اور ابتداء رجعت کا مالک ہے اسطرحپر کہ ہنوز عدت طلاق باقی ہے تو اوسکی تصدیق بلا شہادت ہوگی اور اگر ابتداء رجعت کا فی الحال اسوجہ سے مالک نہین کہ بعد انقضاء عدت کے رجعت کا دعوی کیا تو اب اوسکی بدون شہادت کے تصدیق نہوگی کذا فی الطحطاوی

(۳۲۶۲) خون کے دو وارث ہین اونمین سے ایک وارث نے قصاص عفو کردیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کیا اگر وارث قاتل یہ جانتا ہے کہ بعض ورثہ کا معاف کرنا حق قصاص یا حق وارث ثانی کو ساقط کردیتا ہے تو وارث قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر نہین جانتا تو قصاص نہ لیا جاویگا بلکہ اوسکے مال مین دیت واجب ہوگی برخلاف اوس صورت کے کہ ایک شخص نے دوسرے کو پکڑا کر وہ عمداً قتل کیا جاوے تو مقتول کے وارث نے پکڑنے والیکو قتل کیا تو وارث قاتل پر قصاص واجب ہوگا

(۳۲۶۳) ایک شخص نے ایک آدمی کو زخمی کیا اور زخمی مرگیا تو مقتول کے وارثون نے گواہ گذرانے کہ وہ زخم کے سبب سے مرا اور ضارب نے گواہون سے ثابت کیا کہ اوسکا زخم اچھا ہوگیا تھا اور بعد مدت کے مرا تو وارث مقتول کے گواہ اولی بالقبول ہین کذا فی معین الحکام عن الحاوی برخلاف اسکے کہ ورثہ مقتول نے اسپر گواہ قایم کیے کہ مقتول کو زید نے زخمی اور قتل کیا اور زید نے اسپر گواہ قایم کیے کہ مقتول نے خود کہا تھا کہ زید نے مجھکو زخمی نہین کیا اور نہ مجھکو مارا تو زید کے گواہ اولی بالقبول ہین کذا فی المشتمل عن مجمع الفتاوی کیونکہ زید کے گواہ صاحب حق کے قول پر قایم ہین نہ نفی پر —

(۳۲۶۴) مجروح نے کہا کہ مجھکو فلانے شخص نے زخمی نہین کیا پھر زخمی مرگیا تو اوسکے وارثون کو زخم لگانیوالے پر مطلقاً دعوی نہین پہونچتا خواہ اوسکا زخم معلوم ہو یا نہ ہو اور دوسرا

قول یہہ ہے کہ اگر زخم قاضی اور لوگون کو معلوم ہو تو دعوی وارثون
کا مقبول ہے کذا فی القنیہ۔

(۲۲۸۵) زخمی نے کہا کہ مجکو فلانے شخص نے قتل کیا اور وہ مرگیا
اوسکے وارثون نے دوسرے شخص پر گواہ قایم کئے کہ دوسرے
نے مارا ہے تو گواہ مسموع نہ ہونگے اسواسطے کہ یہہ حق تھا میت کا
اور وہ گواہون کو یا وارث اور گواہ دونون کو جھوٹا کر گیا کذا
فی الوہبانیہ۔

(۲۲۸۶) مجروح نے کہا کہ مجھکو فلانے شخص نے زخمی کیا اور
وہ مرگیا اور اوسکے بیٹے نے دوسرے بیٹے پر گواہ قایم کئے کہ
اوسنے ازراہ خطا اوسکو زخمی کیا تھا تو یہہ گواہی مقبول ہوگی
بہ سبب قایم ہونے اس گواہی کے اوسکی میراث کی مجروحیت پر

(۲۲۸۷) ایک شخص نے دوسرے کو زہر پلایا اور وہ مرگیا
تو اگر اوسنے بجبر پلایا تھا تو اوسکے مددگارون پر دیت واجب
ہوگی اور اگر اوسکے سامنے کردیا اور اوسنے خود کہا یا پی لیا
تو دینے والے پر نہ قصاص ہے نہ دیت بلکہ محبوس ہوگا اور
تعزیر دیجایگی اگرچہ پینے والے کو زہر کا حال معلوم نہ ہو کذا
فی الخانیہ۔

(۲۲۸۸) فتاوی قاضی خان مین ہے کہ اگر قتل لوہے یا مشابہ
لوہے سے واقع ہو تو قصاص ہے اگرچہ زخم نہوا ہو اور جھطاوی
کی روایت عن الامام یہہ ہے کہ بدون زخم کے قصاص واجب نہین
ہے اور یہی اصح ہے کذا فی الخلاصہ اور شرح وہبانیہ مین ہے کہ جس

چہیزسے ذبح کرسکتے ہین اگر اوس سے قتل کیا جاے تو قصاص ہو ورنہ نہین اور برہان مین ہے کہ جو چیز لوہے کی نوکدار نہ ہوا وسمین دو روایتین ہین ایک یہہ کہ قصاص واجب ہے دوسری یہہ کہ واجب نہین تو بموجب ظاہر الروایہ قاضی خان کے اور قول طحطاوی اور برہان کے بندوق سے قتل کرنے مین قصاص ہے کیونکہ گولی لوہے کی جنس سے ہے اور بدن کو زخمی کر دیتی ہے لیکن بموجب روایت شرح وہبانیہ کے قصاص نہوگا کیونکہ بندوق آلہ ذبح نہین ہے،

(۹۲۲۸) ایک شخص نے دوسرے کو اوس تلوار سے مارا جو اپنے میان کے اندر ہے سو تلوار نے میان کو کاٹا اور اسکو قتل کیا تو اس قتل مین امام کے نزدیک قاتل پر قصاص نہین کیونکہ قاتل نے زخم کرنیوالے ہتیار سے اوسکو نہین مارا بلکہ دیت واجب ہوگی،

(۹۲۲۹) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کو پانی مین ڈبو دیا تو نزدیک امام اعظم کے اوسپر قصاص نہین بخلاف صاحبین اور امام شافعی کے اور قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو پانی مین ڈبو دے تو اگر پانی کم ہے کہ جس سے غالباً آدمی نہین مرتا اور تیر کر نکلجانے سے غالباً نجات ممکن ہے تو یہہ بالاتفاق قتل شبہ عمد ہے اور قصاص نہ ہوگا اور اگر پانی زیادہ ہو اور ڈوبنے والے کے ہاتھ پاؤن بستہ نہ ہون اور تیر اک بھی ہو اور تیر کر نکلجانا ممکن ہو تو بھی بالاتفاق شبہ عمد ہے لیکن اگر پانی اسقدر کثرت سے ہو کہ تیر کر بھی اوس سے نکلنا ممکن نہو تو

شبہ عمد ہے نزدیک امام کے اور قصاص نہین اور عمد ہے نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے اور قصاص واجب ہے کذا فی العالمگیریہ عن المحیط۔ اور اگر ہاتھ پاؤن باندہے اور دریا مین ڈالدیا سو وہ تہ نشین ہوگیا اور ڈوبکر فورًا مرگیا تو باندہنے والے اور گرانے والے کے برادرون پر امام اعظم کے نزدیک دیت ہے اور اگر وہ شخص ساعت بھر تیرا اور پھر ڈوب گیا تو دیت نہین اسواسطے کہ وہ اپنی عاجزی سے ڈوبا اور صورت اول مین شخص پانی مین گرا دینے سے ڈوبا۔ اگر گلا دابکر مارنیکی کسیکو عادت ہو تو اوسکو سیاستہً قتل کرنا چاہیے کذا فی المجتبیٰ۔ تو معلوم ہوا کہ حاکم کو ٹھگون کا ازراہ سیاست قتل کرنا درست ہے کیونکہ اونکو پھانسی سے مارنیکی عادت ہے اور یہی اونکا پیشہ ہے

(۲۲۹۱) اگر ایک شخص کو کوٹھری مین بند کردیا اور وہ بوجہ گرسنگی کے مرگیا تو امام کے نزدیک قاتل پر کچھ تاوان لازم نہین بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک دیت واجب ہے اور قاضی خان مین امام محمد سے منقول ہے کہ اوسپر عقاب بھی کرنا چاہیے۔

(۲۲۹۲) اگر کسی شخص کو زندہ دفن کردیا اور وہ مرگیا تو امام محمد کے نزدیک اوسپر قصاص واجب ہے برخلاف قتل کرنے مقتول کے علی الاتصال کوڑا مارنیسے

(۲۲۹۳) اگر کسیکے ہاتھ پاؤن باندہکر شیر یا کسی اور درندے کے سامنے ڈالدیا اور اوسنے اوسکو قتل کیا یا کسی کو کوٹھری مین

دوسرے یا سانپ یا بچھو کے ساتھ بند کرکے آدمی کو بھی اوس مین
بند کردیا اندر اوسنے اوسکو قتل کیا تو اسمین قصاص اور دیت
نہین بلکہ باندہنے والے کو حبس دوام کی سزا دیجائیگی اور امام
سے ایک روایت یہہ ہے کہ باندہنے والے پر دیت ہے اور اگر
صغیر کے ساتھ یہہ خبر ہوگا تو دیت ہے کذا فی عالمگیریہ والمجتبی
اور اگر کسی کے ہاتھہ پاؤن باندھکر دہوپ یا سردی مین ڈالدیا
حتی کہ وہ مر گیا تو قاتل کے مددگار ون پر دیت ہے کذا فی العالمگیریہ

(۲۲۹۴) ایک نے دوسرے کی گردن کاٹی اور نرخرے
مین سے کچھہ باقی رہگیا اور روح بھی باقی ہے سو دوسرے
آدمی نے اوسکو بالکل الگ کردیا کہ روح فنا ہوگئی تو اسصورت
مین قاتل ثانی پر قصاص نہین اسواسطے کہ وہ مقتول درحکم
میت ہے تو اگر مقتول مذکور کا بیٹا اس حالت نیم جان مین
مرگیا تو مقتول کا پوتا اپنے باپ کا وارث ہوگا مقتول اپنے
فرزند کا وارث نہ ہوگا کذا فی الطحاوی عن الذخیرہ لیکن اگر کسی
کو حالت نزع مین قتل کیا تو قاتل اوسکے بدلے قتل ہوگا لیکن
جبکہ یہہ معلوم ہوجاوے کہ وہ شخص اس حالت نزع سے زندہ
نرہیگا کذا فی الخانیہ لیکن خلاصہ مین ہے کہ اگرچہ یہہ بھی معلوم
ہوجاوے کہ زندہ نہ رہیگا تو بھی قتل کیا جاویگا کذا فی العالمگیریہ

(۲۲۹۵) ایکنے دوسرے کا پیٹ لوہے سے پھاڑا اور
دوسرے نے اوسکی گردن کاٹی تو اگر بعد پیٹ پھاڑنے کے
اوسکا زندہ رہنا متوہم ہو تو گردن کاٹنے والا قتل کیا جاوے

اور پیٹ پھاڑنیوالے پر ثلث دیت ہے پھر اگر ایک شق دوسری
جانب تک نافذ ہو گئی ہو اور اگر دوسری جانب تک شق ہو گئی
ہو تو دو ثلث دیت واجب ہو گی اور اگر اسکی زندگی متوہم
ہو تو پیٹ پھاڑنیوالا قتل کیا جاوے اور گردن کاٹنے والا
تعزیر دیا جاوے قاطع گردن اور پیٹ پھاڑنیوالے پر قصاص
بقتل عمد ہے و بصورت خطا دیت ہے کذا فی البزازیہ والعالمگیریہ
(۲۲۹۶) ایک نے دوسرے کو عمداً زخمی کیا اور وہ صاحب
فراش ہو کر مر گیا تو زخمی کرنیوالے سے قصاص لیا جاویگا
لیکن اگر کوئی اور زخمی کو قتل کر ڈالے یا زخمی کو افاقہ ہو جاوے
اور چلنے پھرنے لگے اور مر جاوے تو زخم لگانیوالے سے قصاص
ساقط ہو جاویگا۔
(۲۲۹۷) ایک شخص اپنے ذاتی فعل اور کسی دوسرے کے
فعل اور شیر اور سانپ کے فعل سے مر گیا تو یہہ دوسرا شخص
ثلث اپنے مال سے دیت دے اگر عمداً قتل ہوا اور اگر عمداً
نہ ہو تو برادری مددگار ثلث دیت ادا کریں مثلاً ایک شخص نے اپنے
سر میں زخم لگایا اور دوسرے مرد نے بھی اوسکے سر میں
زخم لگایا اور شیر اور سانپ نے بھی اوسکو کاٹا اور وہ مر گیا
تو مرد اجنبی پر ثلث دیت واجب ہو گی کذا فی العالمگیریہ عن
الکافی لیکن اگر مقتول مجنون یا صغیر ہو گا تو مرد اجنبی پر نصف
دیت واجب ہو کذا فی الطحطاوی۔
(۲۲۹۸) اگر کوئی شخص مسلمانوں پر میان سے تلوار نکالے

یعنی قصد قتل کرے سو اوسکا قتل فی الحال واجب ہے کما
اشار الیہ ابن الکمال اور قاتل پر نہ قصاص ہے نہ دیت نہ تعزیر
بر خلاف جمل صائل کے قتل کے یعنی اگر اونٹ آدمی پر حملہ کرے
اور وہ اوسکو مار ڈالے تو ہر چند کہ اوسکے قتل مین گناہ نہین
لیکن قاتل پر اوسکی قیمت دینا واجب ہو گی
(۲۲۹۹) اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر لوہے کا ہتیار مارنے
کے واسطے رات یا دن مین شہر یا جنگل مین نکالے اور اوسنے
یا رات کو شہر مین یا دن یا رات کو جنگل مین لاٹھی اوٹھاوے اور وہ
شخص جسپر ہتیار یا لاٹھی اوٹھائی گئی اور اوٹھانیوالے کو مار
ڈالے تو اوسپر نہ قصاص ہے نہ دیت نہ تعزیر کیونکہ ہتیار فوراً بدن
مین گھس جاتا ہے استمداد کی مہلت نہین دیتا اسیطرح لاٹھی اگرچہ
بدن مین گھس نہین جاتی لیکن شہر مین رات کو اور دن یا رات
مین جنگل مین مظلوم کی مددگاری منقطع ہے کذا فی صدر الشریعہ
والطحطاوی ۔ اگر تلوار وغیرہ کھینچنے والا مجنون یا صغیر ہے تو
قاتل کے مال مین دیت واجب ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک
کچھہ نہین اسواسطے کہ یہہ قتل واسطے دفع شر کے ہے اور ہماری
دلیل یہہ ہے کہ مجنون اور صغیر کا فعل متصف بحرمت نہین لہذا
بغاوت ثابت نہ ہوئی اور جب بغاوت نہ ہوئی تو اون کے خون
کی عصمت ساقط نہ ہو گی دفع شر نے اون کا خون مباح کر دیا او
قصاص بہ سبب دفع شر کے ساقط ہوا تو خون بہا واجب ہوا
کذا فی الزیلعی ۔

(۱۰۳۴) اگر ایک شخص کو تلوار کھینچنے والے نے مارا پھر پلٹا اور باز رہا اسطرحپر کہ دوسری بار مارنیکا قصد نہین کیا اور اوس شخص نے جسکے ایک تلوار لگی تھی یا کسی اور شخص نے قتل کیا تو قاتل قتل کیا جاویگا اسواسطے کہ تلوار کھینچنے والیکے خونکی عصمت پلٹنے سے ثابت ہوگئی۔

(۱۰۳۵) اگر کسی شخص کے گھر مین کوئی غیر شخص داخل ہوکر اوسکا مال چوراکر نکالے اور صاحب خانہ اوسکا پیچھا کرے اور مارڈالے تو اوسپر کچھ نہین نہ قصاص نہ دیت نہ تعزیر نہ گناہ بدلیل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ مقاتلہ کر اپنے مال کے آس پاس بشرطیکہ صاحب مال کے نزدیک سوائے قتل کے اوسکا مال نہین بچ سکتا ورنہ قاتل سے قصاص لیا جاویگا مانند مغصوب منہ کے (جسکا مال چھینا گیا) کہ اگر وہ غاصب کو قتل کریگا تو قتل کیا جاویگا کیونکہ وہ اوسکے دفع پر قادر ہے مسلمانون اور حاکم سے فریاد کرکے اور اگر مسلمین اور قاضی غاصب کے دفع پر قادر نہ ہون تو ظاہر اقتل غاصب جائز ہے کذا فی الطحطاوی اسیطرح اگر مال لیجانیوالے سے پہلے اوسوقت قتل کرے جبکہ وہ مال لیجانیکا قصد کرتا ہو اور اوسکے دفع کرنے پر بجز مارڈالنے کے قدرت نرکھتا ہو تو بھی کچھ نہین کذا فی صدر الشریعہ فتاوی صغرے مین ہے کہ سارق مال لینے کا قصد کرے اور مال دس درم یا زیادہ کا ہے تو سارق کو قتل کرے ورنہ اوسکا مقابلہ کرے اور قتل نکرے لیکن نہر الفایق مین ہے کہ انسان کو اپنے

مال پر قتل کرنا درست ہے اگرچہ مال بقدر نصاب نہووے بدلیل
اس حدیث کے کہ مَن قُتِلَ دُونَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ یعنی جو اپنے مال
کے درپے پر مارا جاوے وہ شہید ہے کذا فی الطحطاوی عن
ابی السعود۔

(۳۰۴۳) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجکو قتل کرو
اوسنے موافق اوسکے کہنے کے تلوار سے قتل کیا تو قصاص نہین
بلکہ قاتل کے مال مین دیت واجب ہے بقول صحیح کیونکہ اباحت جان
مین جاری نہین ہوتی اور قصاص بشبہہ اذن مقتول کے ساقط ہوگیا
یعنی ہرچند کہ حقیقت مین اذن مقتول کا صحیح نہین لیکن شبہ اباحت
کا پیدا ہوگیا اور قصاص مین شبہہ در حکم حقیقت ہے اور قول
ضعیف یہہ ہے کہ دیت بھی واجب نہین اسیطرح اگر کسی نے کہا کہ
میرے بھائی یا فرزند یا باپ کو قتل کر اور اوسنے موافق اوسکے
کہنے کے قتل کیا تو قاتل پر بدلیل استحسان دیت لازم ہوگی کذا
فی البزازیہ الا غایہ طحطاوی نے کہا کہ دیت اوسوقت واجب
ہوگی جب کہ آمر مقتولین کے خون کا وارث ہو۔ لیکن اگر فرزند
صغیر ہوگا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا کذا فی البزازیہ عن الواقعات
صدر نے کہا یہی حکم ہے برادر صغیر کا اور اگر کہا کہ مین نے اپنا خون
تیرے ہاتھ ایک پیسے یا ہزار کو بیچا سوا وسنے اوسکو قتل کیا تو قصاص
لیا جاویگا کیونکہ یہہ قتل کا اذن نہین ہے یا کہا کہ میرے باپ کا ہاتھ
کاٹ سوا وسنے اوسکا ہاتھ کاٹ لیا تو قصاص لیا جاویگا نہ دیت
اور اگر کہا میرے فرزند کا سر پھوڑ ڈال سو اوسنے اوسکا سر پھوڑا

تو اوسپر کچھ نہین اگر مر جاویگا تو دیت لازم ہوگی اگر مولی نے کہا
کہ میرے غلام کو قتل کر یا اوسکا ہاتھ کاٹ ڈال سو اوسنے اوسکو قتل
کیا یا ہاتھ کاٹا تو اوسپر بالاتفاق تاوان نہین کیونکہ غلام اموال مین
داخل ہے اور مال مین ابتذال جاری ہے لیکن امر و مامور دونون
گناہگار ہونگے کذا فی المحیط اگر کہا کہ میرا ہاتھ یا پاؤن کاٹ ڈال
اور اوسنے کاٹ ڈالا تو اگر قطع جان تک پہونچ جاوے اور وہ مر
جاوے تو ضمان نہین اسواسطے کہ اطراف مثل اموال کے ہین تو ان
مین امر کرنا بھی صحیح ہوگا

لیکن اگر کہا کہ ہاتھ کاٹ اس شرط پر کہ تو مجھکو یہ کپڑا
یا یہ دراہم دے اور اوسنے قتل کیا تو ہاتھ کا خون بہا واجب ہوگا
نہ قصاص اور شرط واسطے ثوب یا دراہم باطل ہوگی کذا فی البزازیہ

(۳۰۳۳م) معاف کرنا قاتل کا افضل اور بہتر ہے مال پر صلح
کرنے سے اور صلح کرنا بہتر ہے قصاص سے اور یہی حکم ہے عفو
مجروح کا۔

(۳۰۳۴م) ایک شخص نے دوسرے کے گھر مین دروازہ کے
اندر سے جھانکا اور صاحب خانہ نے اوسکی آنکھ پھوڑ دی تو صاحب
خانہ پر ضمان نہین بشرطیکہ جھانکنے والیکا دفع کرنا بدون آنکھ پھوڑنے
کے ممکن نہ ہو اور اگر بدون اسکے ہٹ سکتا ہو تو اوسپر تاوان
لازم ہوگا بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک دونون صورتون
مین تاوان نہین اور اگر اوس شخص نے اپنا سر اندر کر دیا اور
صاحب خانہ نے اوسکو پتھر سے مارا اور اوسکی آنکھ کو پھوڑ دیا

تو صاحب ثانیہ پر باتفاق امام اعظم امام شافعی ضمان نہین کذا فی طحطاوی عن القنیہ عن کنز الرؤس

(۴۳۰۴) ایک شخص کے عمداً تیر مارا اسواوسکے بدن سے پار ہوکر دوسرے کے جا لگا سو دونون مر گئے تو پہلے مرد کیواسطے قصاص لیا جاویگا اسلیے کہ وہ قتل عمد ہے اور دوسرے مرد کے واسطے قاتل کے برادرون پر دیت واجب ہوگی کیونکہ وہ قتل خطا ہے ہرچند کہ یہ فعل واحد ہے لیکن تعدد اثر سے متعدد ہوگیا کذا فی الزیلعی

(۴۳۰۵) ایک شخص کے اوپر سانپ گرپڑا اسواوسنے اپنے اوپر سے پھینکا اور وہ دوسرے شخص پر جا پڑا پھر دوسرے نے اپنے اوپر سے پھینکا اور تیسرے پر جا پڑا اور اوسنے تیسرے کے کاٹ کھایا اور وہ مرگیا تو شخص اول پر ضمان نہ ہوگا اور شخص ثانی پر اوسوقت دیت واجب ہوگی جب کہ سانپ نے اوسپر گرتے ہی کاٹ کھایا ہو اور اگر سانپ نے فوراً انہین کاٹا تو اس دوسرے پر بھی ضمان نہ ہوگا اسواسطے کہ فوراً کاٹنے سے دافع سبب ٹھہرا موت کا لہذا اوسپر خونبہا واجب ہوا اور اگر مہلت سے کاٹا تو دافع سبب نرہا اسیطرح اگر کسی نے راہ مین سانپ یا بچھو ڈالا اور اوسنے ایک مرد کو کاٹا اور وہ مرگیا تو ڈالنے والے پر دیت لازم ہوگی مگر جب کہ سانپ ڈالنے کی جگہہ سے ہٹگیا پھر اوسنے کاٹا تو اوسپر کچھہ ضمان لازم نہوگا طحطاوی نے کہا کہ اگر فوراً کاٹیگا تو ضمان ہے اور اگر ڈالنے کے بعد ایک ساعت ٹھہر کر کاٹیگا

تو اوسپر کچھ ضمان نہوگا

(۲۳۰۶م) ایک شخص نے راہ مین تلوار ڈالدی سو اوس سے ایک آدمی ٹھوکر کھاکر گر پڑا اور مر گیا اور تلوار اوسکے گرنے سے ٹوٹ گئی تو اوسکا خون بہا تلوار کے مالک پر ہے اور تلوار کی قیمت گرنیوالے پر ہے۔

(۲۳۰۷م) ایک شخص اپنے گھر مین داخل ہوا سو ایک مرد کو اپنی زوجہ یا اپنی لونڈی کے ساتھ دیکھا اور مار ڈالا تو اوسپر کچھ نہین نہ کفارہ نہ دیت نہ قصاص اور طرطوسی نے کہا کہ احصان شرط حلت قتل ہے چنانچہ قاضی خان نے اسکو مصرح بیان کیا ہے کیونکہ زنا موجب قتل نہین بدون احصان کے لیکن حموی مین زاہدی سے منقول ہے کہ اصل یہہ ہے کہ جو شخص مسلمان کو زنا کرتے دیکھے تو اوسکو قتل کرنا حلال ہے اور قتل سے اسوجہ سے باز رہنا چاہیے کہ حاکم وغیرہ سچا نہ جانینگے کہ اسنے زنا کرتے دیکھکر قتل کیا ہے اور منح الغفار مین خانیہ سے منقول ہے کہ حلت قتل اوسوقت ہے جب کہ شور کرنے سے زانی نہ بھاگے اور زنا سے باز نرہے کذا فی الطحطاوی

(۲۳۰۸م) ایک شخص نے صغیر ماذون سے کہا کہ میرا گھوڑا باندھ دے سو اوسنے اوسکے باندھنے کا ارادہ کیا سو گھوڑے نے اسکو پاؤن سے کچلا اور وہ مر گیا تو اوسکا خون بہا امر کرنیوالے کے برادران اور مددگارون پر ہے اسیطرح صغیر کو لاٹھی یا ہتیار اٹھانے کو دیا یا کسی چیز کے اوٹھانیکا امر کیا یا لکڑی چیرنے کو کہا یا مثل اسکے کہا اور یہہ امر بلا اذن ولی صغیر کے کیا اور وہ لڑکا مرگیا مثلاً تلوار اوسکے

ہاتھ سے گر پڑی یا کلہاڑی الگ گری یا لکڑی اوسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گیا اور
اوسکی دیت واجب ہوگی لیکن اگر اوسنے قصداً اوسے پھینکا یا کسی
دوسرے پر مارا کیا تو واقع ہوگیا پر ضمان نہین کذا فی المحیط الحاوی
من تاتارخانیہ ملخصاً

(۹۰۳۴) ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اور پھر اوسکو
مار ڈالا تو دونون امر یعنی قتل اور قطع مین پکڑا جاویگا اور دونون
فعل کا بدلا اوس سے لیا جاویگا اگرچہ دونون فعل عمد ہون یا خطا
یا ایک عمد ہو اور دوسرا خطا خواہ درمیان دونون فعلون کے
صحت واقع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو لیکن اگر دو خطاؤن مین صحت
واقع نہ ہوئی ہو تو تداخل ہوجائیگا اور ایک ہی دیت واجب ہوگی
تو اگر قطع اور قتل دونون عمد ہون اور قطع کے بعد صحت ہوگئی ہو
تو اول قطع کا قصاص لیا جاویگا پھر قتل کا اور اگر درمیان مین
صحت واقع نہ ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہے کہ بعد قطع کی
قصاص ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہوگا نہ قطع اور اگر
قتل اور قطع دونون خطا ہون تو اگر درمیان مین صحت ہوئی ہو تو
قطع اور قتل دونون کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع
کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر درمیان مین صحت نہوئی تو فقط
قتل کی دیت کفایت کرتی ہے اور اگر قطع عمد ہے اور قتل خطا ہے
خواہ درمیان مین صحت ہوئی ہو یا نہ ہو تو ہاتھ کا قصاص واجب
ہوگا یعنی قاطع کا ہاتھ بھی کاٹا جاویگا اور قتل کی دیت واجب ہوگی
اور اگر قطع خطا ہے اور قتل عمد ہے خواہ صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو

قطع کی دیت اور قتل کا قصاص لیا جائیگا کذا فی شرح الوقایہ

(۱۰۲۳۲) ایک نے دوسرے کو ایسا زخمی کیا کہ وہ کمانے سے عاجز ہو گیا تو زخم لگانیوالے پر تا صحت اوسکا نان و نفقہ اور علاج کرانا واجب ہے کذا فی جواہر الفتاوی والطحطاوی

(۱۱۲۳۳) ایک شخص کا ہاتھ یا پاؤں قطع کیا گیا اور اوسنے اوس قطع یا جراحت کو معاف کر دیا اور بعد معاف کرنیکے اوسی زخم کے صدمہ سے مر گیا تو قاطع پر دیت واجب ہوگی (قطع عمد ہو یا خطا) برخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک عفو قطع سے عفو نفس بھی ہو گیا اور اگر عفو کر دیا جنایت یا قطع سے اور اوس موت سے جو قطع سے پیدا ہو تو بعد موت کے بھی قاتل پر کچھ ضمان نہوگا اسواسطے کہ جنایت اسم جنس ہے جو شامل ہے قتل کو اور زخم کو موت تک سرایت کرے یا نکرے تو اگر جنایت از راہ خطا ہے تو مقتول کے تہائی مال سے معتبر ہوگی یعنی اگر مقتول کا ثلث مال خون بہا کی برابر یا زیادہ ہے تو قاتل پر کچھ نہیں ہے اور اگر ثلث مال خونبہا کی گنجایش نرکھتا ہو تو جسقدر مال ثلث مال میں ملکر دیت کی برابر ہو اوسقدر قاطع کے مددگاروں پر واجب ہوگا اسواسطے کہ دیت مال ہے اور مقتول کے وارثوں کا حق اوس سے متعلق ہے تو مقتول کا عفو کرنا وصیت ٹھہرا لہذا ثلث مال سے صحیح ہے۔ برخلاف قتل عمد کے کہ اوسکا موجب قصاص ہے اور قصاص مال نہیں ہے لہذا وارثوں کا حق بھی اوس سے متعلق نہیں

(۱۲۲۳۴) قاعدہ کلیہ ضمان اور عدم ضمان کا یہ ہے کہ فعل

واجب مقید بوصف سلامت نہین ہوتا اور فعل مباح مقید بسلامت ہے یعنی چونکہ حاکم پر قصاص لینا اور حجام اور ختان اور فصاد پر پچھنے لگانا اور ختنہ کرنا اور فصد کھولنا بسبب عقد اجارہ کی واجب ہے تو درصورت ضرر کے اوپر کچھ تاوان نہین ہے مثلاً منجملہ فعل واجب کے مارنا ہے باپ یا وصی یا معلم کا صغیر کو باذن باپ کے واسطے تعلیم دین کے تو اگر صغیر مرجاوے تو انپر کچھ ضمان نہین ہے بشرطیکہ ضرب حسب عادت ورواج ہو باعتبار کمیت اور کیفیت اور محل کے ورنہ ضمان ہوگا تو اگر منہ پر یا آلات تناسل پر ضرب واقع ہو اور صغیر مرجاے تو بالاتفاق ضارب پر ضمان واجب ہے اگرچہ ایک ہی کوڑا یا چھڑی ماری ہو کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود عن تلخیص الکبری اور منجملہ فعل مباح کے مارنا ہے باپ یا ماں کا صغیر کو اور زوج کا زوجہ کو اور وصی کا یتیم کو واسطے تادیب کے کذا فی المجتبیٰ۔

باب الشہادۃ فی القتل

یہ باب ہی قتل کی گواہی اور حالت قتل کے معتبر ہونے مین

(۳۳۴) نزدیک امام کے ثبوت وارثون کے واسطے ابتدائً ہوتا ہے بطریق خلافت کے اور صاحبین کے نزدیک بطریق وراثت کے۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کے وارث مالک ہین بطریق وراثت کے وہان ایک وارث مخاصم ہوتا ہے باقی وارثون کی جانب سے اور خصومت مین تمام وارثون کا قایمقام ہوتا ہے اور جس چیز کے وارث مالک ہوتے ہین سواے طریق وراثت کے وہان ایک

وارث مخاصم نہین ہوتا باقی وارثون کی طرف سے مثال ارث ایک وارث نے متروکہ سے کسی چیز کا دعوی کیا اور گواہ لایا تو سب وارثون کا حق ثابت ہو گیا تو باقی وارثون کو تجدید دعوے اور گواہ لانے کی حاجت نہین۔ یا کسی شخص نے ایک وارث پر متروکہ مین سے کسی چیز کا دعوی کیا اور گواہ لایا تو وہ دعوی سب وارثون پر ثابت ہو گیا ہر شخص پر دعوی کرنے کی حاجت نہین مثال سوائے ارث ایک بھائی نے گواہ قتل عمد اپنے باپ کے دوسرے بھائی کی غیبت مین واسطے قصاص لینے کے قایم کیے تو قصاص لیا جاوے یا کہ قید رکھا جاوے تا حاضری برادر غائب کی بالاتفاق امام صاحب کے نزدیک بوجہ ثبوت نے قایمقام کے اور صاحبین کے نزدیک احتمال عفو قصاص غائب سے امام صاحب کے نزدیک غائب حاضر ہو کر اعادہ حجت کرے دو لوقتل کرین صاحبین کے نزدیک اعادہ حجت نہین ہے اور قتل خطا مین بالاتفاق اعادہ حجت نہین کیونکہ قتل خطا کا موجب مال ہے اور مال مین ثبوت ملک بطریق میراث ہوتا ہے۔

(۲۳۱۴) اگر قاتل غائب کے عفو کر دینے پر گواہ لایا تو بوجہ اسکے کہ قصاص ساقط ہو کر منقلب بمال ہو گیا تو وارث حاضر جانب غائب سے مخاصم ہو گا اگر غائب پر تبعًا حکم ہو گیا اور غائب حاضر ہو کر عفو کا منکر ہو اور گواہ غائب ہون یا مر گئے ہون تو نصف دیت اوسکا حق ہو گا کذا فی الطحطاوی یہ ہی حکم ہے جبکہ دو مالکون کا غلام عمدًا یا خطائً قتل ہوا ہو۔

(۲۳۱۵) قصاص کے دو وارثون نے اپنے تیسرے بھائی کے عفو کرنے کی خبر دی تو یہ خبر عفو قصاص ہے کیونکہ ایک وارث کے عفو سے قصاص قایم نہین رہتا اس مسئلہ کی چار صورتین ہین۔ اول یہ ہے کہ اگر قاتل اور تیسرے شریک بھائی نے دونو مخبر وارثون کی تصدیق کی تو تیسرے شریک کو دیت مین سے کچھ حصہ نہین اور دونون مخبر بھائیون کے واسطے دو تہائیان دیت کی ہین دوسری یہ کہ قاتل اور تیسرے بھائی نے دونو کی تکذیب کی تو دونون مخبر بھائیون کا کچھ حصہ نہین اور تیسرے کی تہائی دیت ہے۔ تیسری یہ کہ دونون مخبر بھائیون کی تصدیق صرف قاتل نے کی تو تینون کیواسطے تہائی دیت ہے۔

چوتھی یہ کہ مخبر دونون بھائیون کی فقط تیسرے بھائی نے تصدیق کی تو تیسرے بھائی کو تہائی دیت ہے اسوجہ سے کہ بوجہ تکذیب قاتل کے اوسکا اقرار مردود ہوگیا۔

(۲۳۱۶) اگر دو گواہون نے کہا کہ اوسنے زخمی کرنیوالی چیز سے مارا اور وہ ہمیشہ بستر پر پڑا رہا یہانتک کہ مرگیا تو زخم لگانیوالی چیز سے قصاص لیا جاویگا کیونکہ حکم مضاف ہوتا ہی سبب سابق کی طرف اگر قتل کے گواہ اختلاف کرین زمان قتل یا مکان قتل یا آلہ قتل مین یا ایک کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مین نہین جانتا کس چیز سے مارا یا ایک بھائی قتل کی گواہی دی اور دوسرا اقرار قاتل کی تو یہ شہادت باطل ہے اسیطرح باطل ہوگی اگر شہادت کی نصاب تحقیق ہر واحد مین پوری ہون

بوجہ عدم اولویت اور ترجیح ایک کے دوسرے پر اور اگر ایک شق مین دو شاہد ہین اور دوسری طرف ایک تو دو شاہدون کی گواہی مقبول ہوگی

(۱۷۳۲) اگر دو گواہون نے قتل کی گواہی دی اور آلہ قتل کو کہا ہمین معلوم نہین تو دیت ہوگی قاتل کے مال مین استحساناً

(۱۸۳۲) دو مردون مین سے ہر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اوسکو قتل کیا اور مقتول کے وارث نے کہا کہ تم دونون نے ہکو قتل کیا تو وارث کو دونون کا قتل کرنا جائز ہے بوجہ اون کے اقرار کے اور اگر وارث نے کہا کہ تم سچے ہو اپنے اقرار مین تو ایک کا بھی قتل جائز نہین کیونکہ وارث کی تصدیق ہر مقر کے تنہا قتل کرنے کا اقرار ہے۔

(۱۹۳۲) ایک مرد نے اقرار کیا کہ مین نے قتل کیا اور گواہ قایم ہوے اسپر کہ دوسرے شخص نے اوسکو قتل کیا اور وارث نے کہا کہ دونون نے قتل کیا تو وارث کو مقر کا قتل کرنا جائز ہے کیونکہ قول یا لاشتراک وارث سے تکذیب شاہدون کی ہوگی

(۲۰۳۲) وارث نے دو اقرار کرنیوالون مین سے ایک مقر سے کہا کہ تو سچا ہے تو ہی نے تنہا اوسکو قتل کیا ہے تو وارث کو اوس مقر کا قتل کرنا جائز ہے ایسا ہی حال قول ولی کا ہے قتل عمد کی مانند ہر ایک امر مین حکم قتل خطا کا ہے بوجوب دیت مین۔

(۲۱۳۲) قتل عمد یا قتل خطا پر دو مردون نے گواہی دی اور قصاص یا دیت کا حکم ہوگیا پھر مشہود علیہ زندہ آیا تو قاتل کے وارث

قتل عمد مین اور مدعی کا قتل خطا مین ثابت کرین کہ وارث مقتول مفروض
سے دیت کا ضمان لین یا گواہون سے تاوان لین قتل خطا مین بالاتفاق
گواہ رجوع تاوان کرین وارث مقتول مفروض پر اور قتل عمد مین
نزدیک امام صاحب کے رجوع نکرین نزدیک صاحبین کے رجوع
کرین کذا فی الطحطاوی اور اگر گواہون نے قاتل کے اقرار پر گواہی
دی ہو تو گواہون پر کسیطرح تاوان نہین لیکن وارث مقتول
مفروض پر ہر طرح دیت ضمان ہوگی طحطاوی

(۲۳۲۲) حلال ہونے اور ضمان لازم ہونے مین تیراندازی
کی حالت معتبر ہے نہ تیر کے لگنے کی حالت

کتاب الحجر

یہ کتاب ہے حجر کے بیان مین

(۲۳۲۳) حجر لغت مین بمعنی منع ہے مطلقاً اور شرع مین منع
کرنا ہے ایسے تصرف قولی کے لزوم سے جسمین ضرر ہو کیونکہ فعل
نافع صغیر مثل قبول ہبہ اور اسلام کے مانند بالغ کے ہے بسبب
حجر طفلی ومجنونیت قوی یعنی دیوانگی اور مملوکیت ہے

(۲۳۲۴) جو عقد محجور کا مشتمل ہو اوپر نفع اور ضرر کے اور
عاقد سمجھتا ہو کہ بیع سے ملکیت بائع جاتی رہتی ہے اور خرید
ملک مشتری کو کھینچ لاتی ہے تو عاقد کا ولی (یعنی قاضی اور باپ
اور دادا اور وصی اور معلی) چاہے عقد جائز رکھے چاہے فسخ
کردے بہ حالت نہ ماننے باپ کے اذن قاضی صحیح ہے
کذا فی الطحطاوی

اگر محجور عقد کو نہ سمجھتا ہو تو باطل ہے۔

(۲۳۵) صغیر پر سبب تلف کرنے کے تاوان اور قتل کرنے مین دیت اوسکی برادری پر مگر جا مسئلون مین تلف پر تاوان نہین جو اوسنے قرض لیا جو اوسکے پاس ودیعت رکھی گئی جو اوسکے واسطے عاریت لی گئی۔ جو اوسکے ہاتھ بیع کی گئی۔ لیکن اگر یہہ امور باذن ولی ہوی تو تاوان لازم ہوگا کذا فی الاشباہ

(۲۳۶) ایک صغیر مال دوسریکا بدون اذن مالک کے دوسرے صغیر کو دیدے تو اوسکے تلف مین مالک جس سے چاہے تاوان لے۔

(۲۳۷) نزدیک صاحبین کے حجر کیا جاوے آزاد بالغ پر بسبب سفاہت اور غفلت کے اسی پر فتوی ہے اور اختلاف صاحبین اور امام صاحب کا اون تصرفات مین ہے جنمین فسخ کا احتمال ہو یعنی ہزل اور بیہودگی باطل کردیتی ہو مثل بیع شرا اوغیرہ مین نکاح وطلاق وغیرہ مین۔

(۲۳۸) صغیر بالغ ہو حالت غیر رشد مین یعنی نفع نقصان نسمجھتا ہو تو اوسکا مال ۲۵ برس کی عمر کے بعد دیدیا جاویگا بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک اخیر تک دنیا جائز نہین۔

(۲۳۹) بلوغ صغیر کا انزال ہے یعنی احتلام اور عورت کا حاملہ کردنیا۔ اور بلوغ صغیرہ کا احتلام اور حیض اور حاملہ ہونا ہے۔ کذا فی الطحطاوی۔ اور اگر امور مذکور سے کوئی نپایا جاوے تو حکم بلوغ صغیر اور صغیرہ کا بقول صاحبین ورروایت امام صاحب

پورے پندرہ برس کی عمر ہے۔ اسی پر فتوی ہے۔ اور نزدیک امام صاحب کے عمر بلوغ صغیر کی ۱۸ سال اور صغیرہ کی ۱۷ سال ہے

(۲۳۳۰) کمتر مدت بلوغ صغیر کی بارہ برس اور صغیرہ کی نو برس ہیں۔ کذا فی الطحطاوی۔

(۲۳۳۱) صغیر اور صغیرہ وقت قریب البلوغ کے اقرار بلوغ کریں تو اون کی تصدیق ہوگی ظاہر حال پر اور بعد اقرار کے انکار مقبول نہوگا بصورت احتمال رکھنے اوسکی حالت کے

تمت بالخیر

فہرست صحتنامہ کتاب زبدۃ الاوطار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۴	نہین	چاہیے	۳۳	۱	ہی	ہی لو
۶	۱۵	گو	•	؍؍	۵	مخمل	محمل
؍؍	۱۷	متعلق	مطلق	؍؍	۱۹	معلوم ہی تقضا	معلوم ہی توقضا
۱۳	۱	دوسے	دوسرے کے	۳۴	۱۶	کیا لوا وسنے	کیا اور اوسنے
۱۴	۴	سوتیلے	یا سوتیلے	۳۵	۸	اور نہین	ورنہ نہین
؍؍	۱۷	حال	حلال	۳۶	۴	کفایت	کفاءت
؍؍	۲۱	حال	حلال	؍؍	۵	؍؍	؍؍
۱۷	۱۳	وقت نہوگی	شہوت نہوگی	۴۷	۱۷	ہونگے زوج	ہونگے زوجہ
؍؍	۱۹	نظر کرنیسے	نظر کرنے مین	۴۹	۲	غیر کفو	غیر کفو سے یا نقصان
۱۸	۵	معنی	یعنی	؍؍	۱۹	رد بریا	رد بردیا
؍؍	۱۸	نہین	لیکن	۵۰	۵	آتا	کرتا
۲۱	۱۵	مرد نے کہا	مرد سے کہا گیا	۵۱	۱۴	نکاح ہوسکے	نکاح کے
؍؍	؍؍	سے کیا کیا	سے کیا	۵۴	۱۷	وہ ہی وہ ہے	وہ ہے
؍؍	۱۶	بیٹی سے	ہنسی سے	۵۷	۱۲	چپ	چھپ
۲۲	۸	دایہ	دایہ پر	۵۸	۱۲	امر کے	امر کرے
؍؍	۲۱	عقد صحیح	عقد صحیح مین	۶۳	۱۶	مالکداری	مالداری
۲۴	۹	جبتک کہ حلت	جبتک کہ ایک کی حلت	۶۴	۱۳	سے نہ	سے ہو نہ
۲۷	۱۹	ہی جو صاحب	ہم صاحب	۶۵	۱۵	بلکہ باطل	بلکہ ایجاب باطل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦٩	١٠	سوکی	سونی کی	٩٠	١١	[illegible]	[illegible]
״	١٢	سے	شی	٩١	١٢	[illegible]	
״	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٩٤	١٨	استرار	اخراج
٧٦	٢٠	[illegible]	[illegible]	״	٢٠	نسبب	بسبب
			سوکیل	٨٥	٩	مجہول	اگرمجہول
״	١٣	یعنی ہولیا	یعنی معین ہوگیا	٨٨	٣	اوراب	اورادب
״	״	داخل ہوگا	داخل نہ ہوگا	٩٣	١٣	مہرمثل سکے	مہرمثل
״	١٩	سے جائز	نے اور جائز	٩٦	٢	مین کیا جاوے	مین عمل کیا جاویگا
״	٢١	توڑکا	توڑتے کا	١٠٠	١٦	اہل صلاح	اہل اسلام
٧٣	١٥	کیا نام	کا نام	١٠٥	١٦	اونہین	اونخین
٧٠	١٨	قبضہ کرکے	قبضہ کرنیکے	١٠٦	٣	جنبی	صبی
٧١	١٩	نفس	نص	״	٨	روجتہ	روضتہ
٧٢	٨	کیاخت	لیاقت	״	١٠	کتاب ہو	کتابی ہوی
״	٩	دولون لو	دولون کی لو	١٠٨	١١	دمی ہو	ذمی ہوکر
״	١٦	پیان	بیان	״	١٤	کہ مرتد	کہ جب مرتد
٧٣	٥	مہرمثل	مہرمثل کو	١١٢	٣	ہبہ چکی	مرچکی
٧٤	١٣	ادباحد	ادہا مہر	١١٣	١٢	شرع	شرع مین
״	١٨	شوہرسے	شوہرنے	١١٩	٢	کی	کی بیٹی
״	٢٠	کے طلاق	کے یا طلاق	١٢٣	١	صغیرہ	صغیر
٧٧	١١	نماز متعلق	نماز فرض	١٢٤	٨	شرح	شرع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]	״	״	مذکور سے	مذکور کو
״	[illegible]	حق	[illegible]	״	״		[illegible]
״	[illegible]	ہو گی	ہو گئی				[illegible]
۱۲۷	۱۳	ٹوٹ گیا ہین	ٹوٹ گیا بسبب				[illegible]
		الاختین کے	جمع بین الاختین کے	۱۴۵	۸	مرے مال	سے میرے مال
		کیونکہ بسبب	کیونکہ	״	۱۲	واقع ہونگی دو طلاق	واقع ہونگی تین
		جمع					طلاق
۱۲۹	۵	خصی ہو یا تشکا	خصی ہو یا عنین	״	۱۳	تین طلاق	دو طلاق
۱۳۵	۱۸	صرف	حرمت	۱۵۰	۳	ضرب کی	ضرب عدد کی
۱۳۶	۹	سکو	سکونگے کا				نیت ہو
۱۳۹	۴	مغمی	مغمی علیہ	״	״	اجزا زیادہ اگر	اجزا زیادہ ہونگے
۱۴۳	۱	صورتون	صورت				ہین نہ افراد اگر
״	۴	نہ قضا مین	تو طلاق واقع	״	۱۰	عول	طول
		نہ دیانت مین	ہو گی اور اگر مخصوص	۱۵۳	۱۶	مخالف کے	مخالف ہے
			یا خطاب	۱۵۷	۴	جبکہ	مادام جبکہ
״	۵	ہو تب طلاق	نہ ہو تب طلاق	״	۵	جبتک کے طلاق نہ دون	جبتک کہ طلاق
		ہو گی اور اگر	واقع نہ ہو گی				یا تا وقتیکہ [illegible]
۱۴۵	۱۶	مجھے	مجھپر				طلاق نہ دون
۱۴۸	۱۸	ہوتا ہے	ہوتا ہے اول کا	۱۵۷	۱۴	غلام	عدم
״	۹	نے سر	نے	۱۵۸	۱	تعلیق	تطلیق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۴	۱۲	بیچ گھر مین	بیچ قبل گھر مین
؍؍	۲۱	بکے	کے
۱۶۷	۴	تصدیق	تصدیق نیت
؍؍	۸	؍؍	؍؍
۱۷۳	۱۳	طلاق کر	طلاق کے
۱۷۴	۱۸	شوال	شوال پر
۱۷۵	۸	رجب کے	رجب کے بعد
؍؍	؍؍	شعبان کے	شعبان کے بعد
۱۷۸	۵	لگا لی	لگا لی
۱۸۰	۹	زوج	زوجہ
۱۹۰	۱	طلاق بدلے	طلاق واقع ہوگی بدلے
؍؍	۶	ہے تو	ہے یعنی طلاق ہے تو
؍؍	۱۲	عورت	عدت
۲۲۴	۱۲	طلقات	طلاق
۲۲۴	۷	انشاء اللہ	انشاء اللہ تو ان سب صورتون مین استثناء صحیح ہے خاتمہ
۲۲۸	۱۸	فتوی دیا	•

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۸	۴	مرض مین جھنا	مرض مین اور شہر وا صحت
۲۷۷	۱۹	نکاح کے	نکاح سے
۲۷۹	۵	خلاصہ عبارت	خلاصہ کی عبارت
؍؍	۲	کہ مدت مہر کہ	کہ مدت ساقط ہو چکی بہ سبب طلاق کے حاشیہ المدنی صغیر غیبہ مین ہے کہ
۲۸۰	۱۳	رجعت ثابت	•
؍؍	۱۴	ہوگی	•
۲۸۲	۱۴	ارا قل	بعد اقل
۲۹۳	۱۹	کے لطیف	کے حیل لطیف
۲۹۴	۱۳	ثانی یہ	ثانی سے یہ
۲۹۵		عدت کی	عدت
۳۰۴	۱۸	گذر گی تھی	گذرنیکے
۳۰۵	۱۱	بغیر وطی	بعد وطی
۳۰۸	۴	کے اور باطل	کے (لغو باطل
؍؍	؍؍	پڑنیکے سبب	پڑنیکے) سبب
؍؍	۲۱	نہین ہو کے	نہین ہو سکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۷	۹	،	حسب مقررات بالا	״	۱۱	یا	اور موت یا
۳۱۹	۱۱	کے عورت	کے عوض عورت	״	۱۲	یا دونون جگہ مین	طلاق جنگل مین
۳۳۳	۲۱	باپ	باپ نے			فرقی سے کم ہون	ہو تو مختار ہے شہر
۳۴۱	۱۵	زوال نہین	زوال پذیر نہین				کے لوٹنے اور
۳۴۹	۳	نہوگا	ہوگا				مکان مقصود کے
۳۵۰	۸	اونکا	غلام کا				جانا نہین
۳۵۱	۳	صحیح	غیر صحیح	״	۱۴	اور جائز ہے	محرم ہو یا نہو اگر
۳۶۴	۱۴	رجعت	رحمت	״	۵	تو مکان مقصود	اور طلاق واقع
״	״	غیبت و الیسی	غیبت سے			کو چلی جاوے	ہو شہر یا جنگل مین
۳۶۵	۱۳	نہین اگر نطفہ	اور اگر نطفہ	۴۳۵	۱۲	یہ دونون	وہ
۳۷۹	۲	زنا	زنان	۴۳۹	۲۰	انکار کیا	انکار کیا یا زوج
۳۸۱	۱۵	ہوا	نہ ہوا				نے بلایا کہ سفر مین
۳۸۷	۱۴	ہوگا	نہ ہوگا				ساتھ لیجاوے
۳۹۸	۱۲	مطوہ	موطوہ				اور اوسے جانی
۴۰۰	۱۴	جاوے	جاعت اور نہ				سے انکار کیا
			نے معتدہ لینے	۴۴۲	۸	احتیاط	احتیاج
			حکم سے موافق	۴۴۴	۲۱	نہ دلاوے	ٹھہرادے
			نص قرآنی کی	۴۴۷	۹	زوج	زوجہ
۴۰۲	۹	جنگل	شہر یا جنگل	۴۴۰	۲	نہ ہو جاوے	ہو جاوے
״	۹	عورت	عورتکو واجب ہے کر	۴۹۲	۷	صحیح ہے	صحیح نہین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰۹	۲۱	احتمال	احتمال سے				
۵۱۵	۷	تکلیف	مالکیت				
۵۲۶	۳	اسمین ہین	اسمین بھی ہین				
۵۵۲	۳	منجی	منخر				
۵۶۱	۱	سدس	سدس دوسرے				
۵۶۵	۱۱	موصی	موصی لہ				
۵۸۴	۲	جو دقیق	جو نظر دقیق				
۶۴۰	۱۱	جد	جدہ				
[illegible] ۶۰۲	۱۶	اور	لو				
؍؍	۱۵	اور	اگر				
۶۱۷	۱	اس مسلمان سے ثابت النسب ہوگی بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک نسب ثابت ہوگا کیونکہ امام کے نزدیک					